



موسوعة

الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء الثاني

إعداد



مركز رواد الترجمة

أحاديث العقيدة

لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب يقتتل عليه، فيقتل من كل مائة تسعة وتسعون	قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے جس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے
٢٤٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب يُقْتَتَلُ عليه، فَيُقْتَلُ من كل مائة تسعة وتسعون، فيقول كل رجل منهم: لعلي أن أكون أنا أنجو». وفي رواية: «يوشك أن يحسر الفرات عن كنز من ذهب، فمن حضره فلا يأخذ منه شيئا».	**٢٤٥. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے جس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ سوچے گا کہ شاید میں بچ جاؤں۔" ایک اور روایت میں ہے کہ: "قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہوکر) سونے کے خزانے کو ظاہر کردے۔ لہٰذا جو شخص اس وقت موجود ہو، اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبرنا نبينا الكريم -صلى الله عليه وسلم- أن قرب قيام الساعة يكشف نهر الفرات عن كنز من ذهب أو جبل من ذهب بمعنى أن الذهب يخرج جبلا, وأن الناس سيقتتلون عليه لأن ذلك من الفتن, ثم ينهانا -صلى الله عليه وسلم- عن الأخذ منه لمن أدرك ذلك؛ لأنه لا أحد ينجو منه، وربما يتأول بعض من يحضر ذلك هذا الحديث ويصرفه عن معناه ليسوغ لنفسه الأخذ منه، نعوذ بالله من الفتن.	**اجمالی معنیٰ :** ہمارے نبی کریم ﷺ ہمیں بتلا رہے ہیں کہ قیامت کے قریب دریائے فرات سونے کا ایک خزانہ یا سونے کا ایک پہاڑ ظاہر کرے گا، یعنی سونا ایک پہاڑ کی شکل میں نکلے گا اور لوگ اس کے حصول کے لیے باہم لڑیں گے کیونکہ یہ ایک فتنہ ہوگا۔ پھر آپ ﷺ ہم میں سے اس شخص کو جو اس وقت موجود ہو اس کے لینے سے منع کررہے ہیں کیونکہ کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکے گا۔ ہوسکتا ہے کہ جو لوگ اس وقت موجود ہوں ان میں سے کچھ لوگ اس حدیث کی تاویل کریں اور حدیث کو اس کی حقیقی معنی سے پھیر کر کوئی اور معنی مراد لیں تاکہ اپنے لئے اس خزانے سے کچھ لینے کو جائز ٹھہرا سکیں۔ ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- يوشك : يقرب
- يحسر : يكشف
- الفرات : هو النهر المعروف في شرقي العراق

فوائد الحديث:
١. فيه التنبيه إلى قرب الساعة وأن الناس غافلون عما فيها من أهوال.
٢. التنافس على حطام الدنيا وزينتها يفضي إلى البغي والاقتتال.

٣. أن الذهب يسلب العقول، فكل إنسان يقاتل غيره ويقول لعلي أنا الذي أنجو ويقاتل من أجل أن يحصل على الذهب.
٤. أن الناس جبلوا على الطمع والجشع بسبب حبهم للدنيا فلو كان لأحدهم وادي من ذهب لابتغى واحدا آخر.
٥. حرمة الأخذ من ذلك الذهب لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "فمن حضره لا يأخذ منه شيئا."

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3115)

لا تكتبوا عني، ومن كتب عني غير القرآن فليمحه، وحدثوا عني ولا حرج، ومن كذب علي متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار

میری کسی بات کو نہ لکھو۔ جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کوئی اور بات لکھی ہے وہ اسے مٹا دے، البتہ میری باتیں روایت کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

٢٤٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تكتبوا عني، ومَن كتب عني غيرَ القرآن فَلْيَمْحُه، وحدِّثوا عنِّي ولا حَرَج، ومَن كذب عليَّ -قال همام: أحسِبه قال: مُتعمِّدًا- فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَه مِن النار».

٢٤٦. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری کسی بات کو نہ لکھو۔ جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کوئی اور بات لکھی ہے وہ اسے مٹا دے، البتہ میری باتیں روایت کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے "جان بوجھ کر" کے الفاظ بھی کہے تھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه أن يكتبوا عنه شيئًا، ومن كتب عنه شيئًا غير القرآن فليمحه، ثم أذن لهم أن يحدثوا عنه ولا إثم عليهم في ذلك، شريطة أن يتحروا الصدق فيما ينقلونه عنه -صلى الله عليه وسلم-، وحذرهم بأن من كذب عليه متعمدًا فجزاؤه نار جهنم. والنهي عن كتابة الحديث منسوخ؛ وذلك أنه -صلى الله عليه وسلم- نهى عنه في أول الأمر. فلأن الأحاديث تكثر وقد يفوت الحفظ شيئًا منها أجاز الكتابة, وقد قال -صلى الله عليه وسلم- في خطبته: «اكتبوا لأبي شاه» لما استكتبه، وجاء عنه -صلى الله عليه وسلم- أنه أذن لعبد الله بن عمرو في الكتابة, وقد أمر -صلى الله عليه وسلم- أمته بالتبليغ، فإذا لم يُكتب ذهب العلم, وقيل: إن هذا النهي إنما هو لكتابة الحديث مع القرآن في صحيفة واحدة لئلا يختلط به، فيشتبه على القارئ, وقيل: إنّه خاصّ بوقت نزول القرآن خشية التباسه بغيره, ثم أذن فيه بعد ذلك. والاحتمال الأول وهو النسخ أقرب.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے (شروع میں) اپنے صحابہ کو اپنی کوئی بھی بات لکھنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ جس نے میری کسی بات کو لکھا ہو وہ اسے مٹا دے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنی باتوں کو آگے بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ ایسا کرنے میں ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ آپ ﷺ سے جس بات کو بھی نقل کریں اس میں سچائی کو پیش نظر رکھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کی طرف جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا اس کی جزا جہنم کی آگ ہوگی۔ حدیث کو لکھنے کی ممانعت منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے شروع شروع میں منع فرمایا تھا۔ کیونکہ احادیث بہت زیادہ ہو گئیں اور ہو سکتا تھا کہ حافظہ کچھ باتوں کو محفوظ نہ رکھ سکے چنانچہ آپ ﷺ نے لکھنے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ نے اپنے خطبہ (حجۃ الوداع) میں فرمایا کے لیے "ابو شاہ کو لکھ کر دے دو"۔ آپ ﷺ نے ایسا اس وقت فرمایا جب ابو شاہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے (خطبہ میں بیان کردہ احکام کو) لکھ کر دینے کی درخواست کی تھی۔ آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھنے کی اجازت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ جب لکھا نہیں جائے گا تو اس سے علم ضائع ہو جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس ممانعت کا تعلق محض اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب حدیث کو قرآن کے ساتھ ایک ہی صحیفہ میں لکھا جائے تاکہ اس کی قرآن کے ساتھ آمیزش نہ ہو جائے اور یوں قاری اشتباہ میں

پڑ جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ممانعت صرف نزولِ قرآن کے وقت کے ساتھ خاص تھی اس اندیشے کے تحت کہ کہیں قرآن کا کسی اور شے کے ساتھ التباس نہ ہو جائے۔ بعدازاں رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ پہلا احتمال یعنی اس ممانعت کا منسوخ ہونا ہی زیادہ راجح ہے۔

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِالكُتُبِ >> الإِيمَانُ بِالقُرْآنِ

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- ولا حرج : ولا إثم عليكم.
- فليتبوَّأ مقعده من النار : ينزل منزله من النار.

فوائد الحديث:

١. إباحة الحديث عنه -صلى الله عليه وسلم-، وتبليغ ما سمع منه، وقد جاءت الآثار بالحض على التبليغ والأمر به.
٢. التحذير من التساهل عند الحديث عنه -صلى الله عليه وسلم- مما لم يتحقق منه، والتنبيه على التحرز في ذلك لئلا يقع في الكذب.
٣. الوعيد الشديد على من كذب على النبي -صلى الله عليه وسلم- متعمدًا.
٤. مشروعية كتابة القرآن والسنة وغيرهما من العلم.
٥. النهي عن كتابة الحديث النبوي منسوخ, أو هو محمول على كتابته مع القرآن في صحيفة واحدة لكيلا يحصل خلط بينهما, أو أنه خاصّ بوقت نزول القرآن خشية التباسه بغيره.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. -مختار الصحاح، لزين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، نشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت – صيدا، لطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م. -النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. -إكمال المعلم بفوائد مسلم لعياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. -شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى»، المؤلف: محمد بن علي بن آدم الإثيوبي الوَلَّوِي، الناشر: دار المعراج الدولية للنشر - دار آل بروم للنشر والتوزيع, الطبعة الأولى, ١٤١٦- ١٤٢٤. -كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن - الرياض.

الرقم الموحد: (10849)

لا عدوى ولا طيرة، ويعجبني الفأل. قالوا: وما الفأل؟ قال: الكلمة الطيبة

بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا اور بد شگونی لینا کوئی چیز نہیں، اور مجھے فال اچھی لگتی ہے، صحابہ کرام نے پوچھا فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھی بات"۔

٢٤٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا عدوى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الفَأْلُ. قالوا: وما الفأل؟ قال: الكلمة الطيِّبة".

٢٤٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا (متعدی ہونا) اور بد شگونی لینا کوئی چیز نہیں اور مجھے فال اچھی لگتی ہے، صحابہ کرام نے پوچھا فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کرلینا)"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما كان الخير والشر كله مقدر من الله نفى النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث تأثير العدوى بنفسها، ونفى وجود تأثير الطيرة، وأقر التفاؤل واستحسنه؛ وذلك لأن التفاؤل حسن ظن بالله، وحافز للهمم على تحقيق المراد، بعكس التطير والتشاؤم. وفي الجملة الفرق بين الفأل والطيرة من وجوه، أهمها: ١- الفأل يكون فيما يسر، والطيرة لا تكون إلا فيما يسوء. ٢- الفأل فيه حسن ظنٍّ بالله، والعبد مأمورٌ أن يحسن الظن بالله، والطيرة فيها سوء ظن بالله، والعبد منهيّ عن سوء الظن بالله.

اجمالی معنی:

جب خیر اور بھلائی سب اللہ کی طرف سے مقدر ہیں، چنانچہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں بیماری کے بذات خود متعدی ہونے اور اسی طرح سے بد شگونی کے وجود کی نفی کی ہے نیز آپ ﷺ نے اچھے شگون کا اقرار کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے؛ کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہے اور ہمتوں کو ابھارنے والی ہے کہ وہ اپنی مراد کو حاصل کرلیں، توہم پرستی اور مایوسی کے برعکس ہے، حاصل کلام! شگون اور بدشگون کے درمیان کئی اعتبار سے فرق ہے۔ ان میں سب سے اہم یہ ہے: ١۔ فال ان چیزوں میں ہوتا ہے جو کہ خوش کردیں جب کہ بدشگونی صرف بری چیزوں میں ہوتا ہے۔ ٢۔ نیک شگون میں اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہوتا ہے اور بندہ کو اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جب کہ بدشگونی میں اللہ کے ساتھ بدگمانی ہے اور بندے کو اللہ کے ساتھ بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- الكلمة الطيبة : كأن يكون الرجل مريضاً فيسمع من يقول: يا سالم، فيؤمل البرء من مرضه.
- لا عدوى : لا عدوى تؤثر بنفسها.
- ولا طيرة : لا وجود لتأثير الطيرة، والتطير هو ما كان يعتقده العرب من التشاؤم بأسماء الطيور وألوانها وأصواتها وغير ذلك.
- الفأل. : هو ما يحدث للإنسان من الفرح والسرور من كلمة طيبة يسمعها، أو حال تجري عليه يؤمل منها الخير ونحو ذلك.

فوائد الحديث:

١. أن الفأل ليس من الطيرة المنهي عنها.

٢. تفسيرُ الفأل.

٣. مشروعية حسن الظن بالله والنهي عن سوء الظن به.

المصادر والمراجع:

فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ/١٩٥٧م. القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3422)

لا يَرْمِي رَجُل رَجُلًا بِالفِسْقِ أو الكُفْر إلا ارْتَدَّتْ عليه، إن لم يَكُنْ صَاحبه كذلك

کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر تہمت نہ لگائے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ تہمت اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

٢٤٨. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- أنه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لا يَرْمِي رَجُل رَجُلًا بِالفِسْقِ أو الكُفْر إلا ارْتَدَّتْ عليه، إن لم يَكُنْ صَاحبه كذلك».

٢٤٨. حدیث:

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر تہمت نہ لگائے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ تہمت اسی کی طرف لوٹ آتی ہے‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حرم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقول الرجل لصاحبه يا فاسق أو ياكافر؛ لأنه لو لم يكن صاحبه هكذا؛ لرجَعت تلك الكلمة على قائلها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اس بات کو حرام قرار دیا کہ آدمی اپنے کسی ساتھی کو اے فاسق یا اے کافر کہہ کر بلائے۔ کیونکہ اگر اس کا ساتھی ایسا نہیں ہوا تو وہ بات اپنے کہنے والے پر پلٹ آئے گی۔ التنویر شرح الجامع الصغیر (٢٧٦/٩) شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (٢٢١/٦) شرح الموطأ: عبدالکریم الخضیر، سافٹ کاپی۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الكفر

العقيدة > الأسماء والأحكام > الفسق

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الفِسْقِ : الترك لأمر الله والخروج عن الحق.
- ارْتَدَّتْ عليه : رجَعت عليه.

فوائد الحديث:

١. التنبيه على تحريم تكفير الناس بغير مُسَوِّغ شرعي.
٢. أن من رَمَى غيره بالفسق أو الكفر وكان كما قال، فلا يفسق بذلك ولا يَكفر.
٣. تفسيق من رمى غير الفاسق بالفسق.
٤. تكفير من رَمَى المؤمن بالكفر، إن قصد به ظاهره واستحل ذلك، فإلم يقصد فهو كفر أصغر.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، تحقيق: محمد صبحي بن حسن حلاق، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦ هـ- ٢٠٠٦ م التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم ، الناشر: مكتبة

دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ شرح الموطأ، تأليف: مالك بن أنس الأصبحي، شرح الشيخ: عبد الكريم بن عبد الله بن عبد الرحمن بن حمد الخضير، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8883)

لا يَقُلْ أحدُكم: اللَّهُمَّ اغفِرْ لي إن شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارحمني إن شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المسألَةَ، فإن الله لا مُكْرِهَ له

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے : اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ اسے چاہیے کہ یقین کے ساتھ سوال کرے، اس لئے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نھیں ہے

٢٤٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا يَقُلْ أحدُكم: اللَّهُمَّ اغفِرْ لي إن شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارحمني إن شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المسألَةَ، فإن الله لا مُكْرِهَ له». ولمسلم: «وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ، فإن الله لا يَتَعَاظَمُه شيءٌ أعطاه».

٢٤٩. حدیث :

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے : اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ اسے چاہیے کہ یقین کے ساتھ سوال کرے، اس لئے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نھیں ہے۔'' مسلم کی روایت میں ہے کہ : ''اور رغبت کا خوب اظہار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز دینا مشکل نہیں ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

لما كان كل العباد مفتقرون إلى الله عزوجل، والله هو الغني الحميد الفَعَّال لما يريد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم مَن أرادَ الدعاء عن تعليق طلب المغفرة والرحمة من الله على المشيئة، وأمره بعَزْمِ الطلب دون تعليق؛ لأن تعليق الطلب مِن الله على المشيئة يُشْعِرُ بأن الله يُثْقِلُه شيءٌ مِن حوائج خَلْقِه، أو يَضْطَرُّه شيء إلى قضائها، وهذا خلاف الحق، كما يُشْعِرُ ذلك بفُتُور العبد في الطلب واستغنائه عن ربه، وهو لا غِنًى له عن الله طَرْفَةَ عَيْنٍ، وذلك ينافي الافتقار الذي هو رُوحُ عبادة الدعاء، ولأن التخيير لا يَلِيقُ بالله عزوجل؛ إذ لا مُكْرِهَ له حتى يُخَيَّرَ. ثم أمر صلى الله عليه وسلم الداعيَ بالإلحاح في الدعاء وأن يَسْأَلَ الله ما أراد مِن الخير كبُر أو صغُر؛ فإن الله لا يَعْسُرُ عليه شيءٌ أراد إعطاءه، ولا يَكْبُرُ عليه حاجةُ سائل؛ فإنه مالك الدنيا والآخرة، المتصرف فيهما التصرُّف المطلق، وهو على كل شيء قدير

اجمالی معنی :

چونکہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اور اللہ تعالیٰ غنی اور تعریفوں والا ہے، جو چاہے کرتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کو اس کی مشیت پر موقوف کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسے یقین کے ساتھ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ سے کسی چیز کی طلب کو اس کی مشیت پر موقوف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کی ضروریات پوری کرنا مشکل ہے یا کوئی چیز اسے ان کے پورا کرنے کے لیے مجبور کرتی ہے۔ جب کہ یہ درست نہیں۔ اسی طرح یہ بندے کے مانگنے میں سرد مہری اور اپنے رب سے بے نیاز ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ حالانکہ بندہ ایک لمحے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ اور یہ اس محتاجگی کے بھی منافی ہے جو دعاء کی عبادت کی روح ہے۔ مزید یہ کہ انتخاب اور چننا اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں، اس لئے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے کہ اسے انتخاب کا حق دیا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگنے والے کو دعا میں اصرار کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز دینا مشکل نہیں اور نہ ہی اس پر کسی سائل کی ضرورت کو پورا کرنا گراں ہے، کیونکہ وہ دنیا و آخرت کا مالک ہے، ان میں مطلق تصرف کرنے والا اور ہر چیز پر قادر ہے۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> قول: اللَّهُمَّ اغفر لي إن شئت.

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد

معاني المفردات:

- ليعزم المسألة : أي: لِيَجْزِمْ في طلب الحاجة التي يُرِيدُ، ويَتَيَقَّنِ الإجابةَ. والمسألة: من السؤال أي الدعاء.
- لا مُكْرِهَ له : أي: لا يَضْطَرُّه دعاء ولا غيره إلى فعل شيء.
- وليُعَظِّم الرغبة : أي: يُلِحُّ في طلب الحاجة التي يريد.
- لا يتعاظمه شيء أعطاه : أي: لا يَكْبُرُ ولا يَعْسُر عليه شيءٌ أراد إعطاءه.

فوائد الحديث:

١. منع تعليق الدعاء بالمشيئة.

٢. تنزيه الله عما لا يليق به، وسعة فضله، وكمال غناه، وكرمه وجوده سبحانه وتعالى

٣. مشروعية الدعاء وإثبات نفعه.

٤. إثبات الكمال لله عزوجل

٥. تعظيم الرغبة فيما عند الله حسن ظن بالله

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الجديد في شرح كتاب التوحيد- محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي- دارسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد- مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. - الملخص في شرح كتاب التوحيد- صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان- دار العاصمة الرياض- الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. - القول المفيد على كتاب التوحيد- محمد بن صالح بن محمد العثيمين- دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (5978)

لا يُسْأَلُ بوَجْهِ الله إلا الجَنَّةُ

اللہ کے چہرے کے واسطے سے صرف اور صرف جنت کا سوال کرنا چاہیے۔

٢٥٠. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يُسْأَلُ بوَجْهِ الله إلا الجَنَّةُ».

٢٥٠. حدیث :

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کے چہرے کے واسطے سے صرف اور صرف جنّت کا سوال کرنا چاہیے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ : ضعیف

المعنى الإجمالي:

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن يُسْأَلَ بوَجْهِ الله شيءٌ مِن حُطام الدنيا وتفاهاتها، وذلك أنها حقيرة فانية، ووجه الله عظيم باق، ثم أباح رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يُسْأَلَ بوَجْهِ الله الجنةُ أو ما يؤدّي إليها، وذلك أن الجنة عظيمة، وسؤال العظيمِ بوَجْهِ الله تعظيمٌ له وإكرامٌ.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے چہرے کے واسطے سے دنیا کے ہیچ اور بے قیمت سازوسامان کو مانگنے سے منع فرمایا کیونکہ دنیا حقیر اور فانی ہے اور اللہ کا چہرہ عظیم اور باقی رہنے والا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو مباح قرار دیا کہ اللہ کے چہرے کے واسطے سے جنت اور اس تک لے جانے والی وسائل کا سوال کیا جائے کیونکہ جنت عظیم ہے اور اللہ کے چہرے کے واسطے سے عظیم شے مانگنے میں اللہ کی تعظیم اور اکرام ہے۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> حِمَايَةُ التَّوْحِيدِ

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- بوجه الله : هو صفة من صفاته الذاتية تليق بجلاله وعظمته.
- الجنة : هي دار الكرامة التي أعدها الله -جل وعلا- للمكلَّفين من عباده الذين أجابوا رسله، ووحدوه، وعملوا صالحًا.

فوائد الحديث:

١. إثبات الوجه لله -سبحانه- على ما يليق بجلاله كسائر صفاته.

٢. وجوب تعظيم الله واحترام أسمائه وصفاته.

٣. جواز سؤال الجنةِ والأمورِ الموصِّلَة إليها بوجه الله، والمنع من أن يُسْأَلَ به شيءٌ من حوائج الدنيا.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - لأبي داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صحيح الجامع الصغير وزياداته ، للألباني -دار المكتب الإسلامي-بيروت -لبنان. -الجديد في شرح كتاب التوحيد- لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي- دارسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد- مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الملخص في شرح كتاب التوحيد- لصالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان- دار العاصمة الرياض- الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. -التمهيد لشرح كتاب التوحيد - لصالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ، دار التوحيد- الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (5977)

لا يُؤْمِنُ أحدُكم حتى أَكُونَ أَحَبَّ إليه مِن وَلَدِه، ووالِدِه، والناس أجمعين	تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔
٢٥١. الحديث: عن أنس وأبي هريرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «لا يُؤْمِنُ أحدُكم حتى أَكُونَ أَحَبَّ إليه مِن وَلَدِه، ووالِدِه، والناس أجمعين»	**٢٥١. حدیث :** انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يُخْبِرُنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث: أنه لا يَكمُل إيمانُ المسلم، ولا يَتَحَصَّل على الإيمان الذي يَدْخُلُ به الجَنَّة بلا عذاب، حتى يُقَدِّم حُبَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم على حُبِّ وَلَدِه ووالده والناس أجمعين، وذلك أن حُبَّ رسول الله يعني: حُبَّ الله؛ لأن الرسول هو المبلِّغ عنه، والهادي إلى دينه، ومحبَّة الله ورسوله لا تَصِحُّ إلا بامتثال أوامر الشرع واجتناب نواهيه، وليس بإنشاد القصائد، وإقامة الاحتفالات، وتلحين الأغاني	**اجمالی معنی :** انس رضی اللہ عنہ کی حدیث متفق علیہ ہے۔

التصنيف: عقيدة >> مَسَائِلُ الإِيمَانِ >> عَقِيدَةُ أَهْلِ السُنَّةِ فِي حَقِيقَةِ الإِيمَانِ
راوي الحديث: حديث أنس رضي الله عنه: متفق عليه حديث أبي هريرة رضي الله عنه: رواه البخاري
التخريج: أنس رضي الله عنه، وأبو هريرة رضي الله عنه
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد
معاني المفردات:

- لا يؤمن أحدكم : أي: لا يَحْصُلُ له الإيمان الكامل الذي تَبْرَأُ به ذِمَّتُه، ويَدْخُل الجَنَّة بلا عذاب
- من ولده : يَشْمَل الذَّكر والأُنْثَى، وبدأ بمحبَّة الولد; لأن تَعَلُّق القلب به أشدّ مِن تعلُّقه بأبيه غالبًا
- ووالده : يَشْمَل أباه، وجَدَّه وإن علا، وأُمَّه وجَدَّتَه وإن عَلَتْ
- والناس أجمعين : يَشْمَل إخْوَته، وأعمامه، وأبناءهم، وأصحابه، ونَفْسَه; لأنه من الناس

فوائد الحديث:

١. وجوب محبة الرسول صلى الله عليه وسلم، وتقديمها على محبَّة كل مخلوق
٢. أن الأعمال من الإيمان؛ لأن المحبة عمل القلب، وقد نُفِي الإيمان عمن لم يكن الرسول صلى الله عليه وسلم أحبَّ إليه مما ذكر
٣. أن نفي الإيمان لا يَدُلُّ على الخروج من الإسلام
٤. أن الإيمان الصادق لا بدَّ أن يَظْهَرَ أَثَرُه على صاحبه
٥. وجوب تقديم محبة رسول الله على محبَّة النَّفْس، والوَلَد، والوالد، والناس أجمعين
٦. فداء الرسول بالنفس والمال؛ لأنه يَجِبُ أن تُقَدَّم محبَّتَه على نَفْسِك ومالك

٧. أنه يجب على الإنسان أن يَنْصُر سنة رسول الله، ويَبْذُل لذلك نَفْسَه وماله وكل طاقته؛ لأن ذلك من كمال محبة رسول الله، ولذلك قال بعض أهل العلم في قوله: {إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ}. أي: مُبْغِضَك، قالوا: وكذلك مَن أَبْغَضَ شريعته؛ فهو مقطوع لا خير فيه

٨. جواز المحبة التي للشَّفَقَة والإكرام والتعظيم؛ لقوله: «أحب إليه من وَلَدِه ووالده ...». فأَثْبَتَ أصل المحبَّة، وهذا أمر طبيعي لا يُنْكِرُه أحدٌ

٩. وجوب تقديم قول الرسول على قول كل الناس; لأن مِن لازم كونه أحبَّ مِن كل أحد أن يكون قوله مُقَدَّمًا على كل أحد مِن الناس، حتى على نَفْسِك

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. الجديد في شرح كتاب التوحيد، للقرعاوي _ الناشر: مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية. الطبعة : الخامسة، ١٤٢٤ه/٢٠٠٣م التوحيد الذي هو حق الله على العبيد، لشيخ الإسلام الإمام محمد بن عبدالوهاب رحمه الله _ طبعة الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الملخص في شرح كتاب التوحيد، للفوزان. دار العاصمة الرياض. الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م القول المفيد على كتاب التوحيد،لابن عثيمين. دار ابن الجوزي، الطبعة : الثانية, محرم ١٤٢٤ه

الرقم الموحد: (5953)

لا يُؤمنُ أحدُكم حتى يكونَ هَوَاهُ تبعًا لما جِئتُ بِهِ	تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔
٢٥٢. الحديث: عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يُؤمنُ أحدُكم حتى يكونَ هَوَاهُ تبعًا لما جِئتُ بِهِ».	**٢٥٢. حدیث:** عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کوئی بھی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس ان احکام کے تابع نہ ہوجائے جن کو میں لے کر آیا ہوں“۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: إن كل إنسان لا يؤمن الإيمان الكامل حتى يحب ما جاء به الرسول -صلى الله عليه وسلم-، ويعمل به، ويكره ما نهى عنه ويجتنبه. وأنه لا يعمل أي عمل من الأعمال حتى يعرضه على كتاب الله وسنة رسوله -صلى الله عليه وسلم- فإن وافق الكتاب والسنة فعله، وإن كان فيهما ما ينهى عنه أو ينفيه اجتنبه وأعرض عنه، وهذا هو حقيقة من كان هواه تبعا لما جاء به محمد -صلى الله عليه وسلم-: {وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ}.	**اجمالی معنیٰ:** کوئی بھی انسان اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان تمام باتوں کو پسند نہ کرنے لگے اور ان پر عمل پیرا نہ ہوجائے جنھیں رسول ﷺ لے کر آئے ہیں اور جن باتوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان سے نفرت نہ کرنے لگے اور ان سے اجتناب نہ کرنے لگے۔ وہ جب بھی کوئی عمل کرنے کا ارادہ کرے اسے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کے سنت کی کسوٹی پر پرکھے۔ اگر وہ کتاب و سنت کے موافق ہو تو اسے کرلے اور اگر اس میں کوئی ایسی بات ہو جس سے منع کیا گیا ہو تو اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرے۔ جس شخص کی خواہشِ نفس محمد ﷺ کے لائے ہوئے احکام کے تابع ہو جاتی ہے اس کی حقیقت تو یہی ہوتی ہے: ”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“۔ ترجمہ: ”اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے“۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الاستثناء في الإيمان

راوي الحديث: رواه ابن أبي عاصم والبيهقي والبغوي.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- لا يؤمن أحدكم : الإيمان الكامل، الذي وعد الله أهله بدخول الجنة، والنجاة من النار.
- هواه : ما تحبه وتميل نفسك إليه.
- تبعا لما جئت به : من هذه الشريعة المطهرة الكاملة، بأن يميل قلبه وطبعه إليه كميله لمحبوباته الدنيوية التي جبل على الميل بها.

فوائد الحديث:

١. من كان هواه تابعا لجميع ما جاء به النبي -صلى الله عليه وسلم- كان مؤمنا كامل الإيمان.
٢. الإيمان يزيد وينقص كما هو مذهب أهل السنة والجماعة.
٣. تحذير الإنسان من أن يحكم العقل أو العادة مقدِّمًا إياها على ما جاء به الرسول -صلى الله عليه وسلم-.
٤. يجب على الإنسان أن يستدلّ أولاً ثم يحكم ثانياً، لا أن يحكم ثم يستدل.

٥. وجوب محبة النبي -صلى الله عليه وسلم- واتباعه فيما يأمر به والانتهاء عما نهى من غير توقف ولا تردد.
٦. تقسيم الهوى إلى محمود ومذموم، والأصل عند الإطلاق المذموم كما جاء ذلك في الكتاب والسنة.
٧. وجوب تحكيم الشريعة في كل شيء، لقوله: "لِمَا جِئتُ به."
٨. كراهة شيء مما جاء به الرسول -صلى الله عليه وسلم- ينافي الإيمان، إما لأصله أو لكماله الواجب.
٩. لا خيار لأحد في أمر قضاه الله ورسوله.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام - المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة الثالثة، ١٤٠٤هـ- ١٩٨٤م. - السنة، لابن أبي عاصم، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٠هـ - المدخل إلى السنن الكبرى، للبيهقي، تحقيق: محمد ضياء الرحمن الأعظمي، نشر: دار الخلفاء للكتاب الإسلامي – الكويت. - شرح السنة، للبغوي، تحقيق: شعيب الأرنؤوط- محمد زهير الشاويش، نشر: المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤٠٣هـ- ١٩٨٣م. - مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4718)

جادو کو جادوگر ہی اتار سکتا ہے۔	لا يحل السحر إلا ساحر
٢٥٣. حدیث: حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: "جادو کو جادوگر ہی اتار سکتا ہے"۔	**٢٥٣. الحديث:** ورُوي عن الحسن أنه قال: "لا يحل السحر إلا ساحر".
حدیث کا درجہ: حَسَن	**درجة الحديث:** حسن
اجمالی معنی: نُشرہ (ایک قسم کا منتر ہے جو جادو کے توڑ کے لیے پڑھا جاتا ہے۔) حسن بصری رحمہ اللہ کا کلام بظاہر نُشرہ کی مطلقاً نفی کرتا ہے، اس لیے کہ جادو کو وہی شخص ختم کرسکتا ہے جو اس کے بارے میں جانتا ہو۔ یہ جادو کو جادو کے ذریعے سے ختم کرنے پر محمول ہے جو کہ شیطانی کام ہے۔ ابن القیم رحمہ اللہ علیہ نے اس کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جادو کا علاج جائز دواؤں اور تلاوت قرآن کے ذریعے سے کرنا جائز ہے۔ جب کہ جادو کا علاج جادو ہی کے ذریعے سے ناجائز اور حرام ہے۔	**المعنى الإجمالي:** النشرة حل السحر، وظاهر كلام الحسن منعه مطلقا؛ لأنه لا يقدر على حل السحر إلا من له معرفةٌ بالسحر، وهذا محمولٌ على حل السحر بسحرٍ مثله، وهو من عمل الشيطان، وقد فصل ابن القيم ما حاصله: أن علاج المسحور بأدوية مباحة وقراءة قرآن أمر جائز - وعلاجه بسحر مثله محرم.

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > نواقض الإسلام

راوي الحديث: رواه بنحوه ابن أبي شيبة والخطابي.

التخريج: الحسن ابن أبي الحسن -واسمه: يسار- البصري -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- لا يَحُل السحر إلا ساحر : أي: لا يقدر على حلِّه إلا من يعرف السحر.
- السحر : عزائم ورُقى وعقد يؤثر في القلوب والأبدان، فيمرض ويقتل، ويفرق بين المرء وزوجه.

فوائد الحديث:

١. -1السحر حق وله حقيقة خلافا لأهل البدع.
٢. -2الساحر يملك حل السحر بمعاونة الشياطين.
٣. -3حرمة حل السحر بالسحر.

المصادر والمراجع:

-1فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ- ١٩٥٧م. ٢-القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤هـ ٣-الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٤-الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٥-التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (3408)

لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، يلتقيان: فيعرض هذا، ويعرض هذا، وخيرهما الذي يبدأ بالسلام

٢٥٤. الحديث:

عن أبي أيوب الأنصاري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، يلتقيان: فيُعرض هذا، ويُعرض هذا، وخيرهما الذي يبدأ بالسلام».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في الحديث نهي عن هجر المسلم أخاه المسلم أكثر من ثلاث ليال، يلتقي كل منهما بالآخر فيعرض عنه ولا يسلم عليه ولا يكلمه، ويُفهم منه إباحة الهجر في الثلاث فما دونها، مراعاة للطباع البشرية؛ لأن الإنسان مجبول على الغضب، وسوء الخلق، فعُفي عن الهجر في الثلاث ليذهب ذلك العارض، والمراد بالهجر في الحديث الهجر لحظ النفس، أما الهجر لحق الله تعالى كهجر العصاة، والمبتدعة، وقرناء السوء، فهذا لا يؤقت بوقت، وإنما هو معلق بسبب يزول بزواله، وأفضل هذين المتخاصمين من يحاول إزالة الهجر، ويبدأ بالسلام.

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی سے قطعِ تعلق رکھے بایں طور کہ ان کا آمنا سامنا ہو تو وہ ایک دوسرے سے منہ موڑ لیں۔ ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کر لے۔

٢٥٤. حدیث:

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی سے قطعِ تعلق رکھے بایں طور کہ ان کا آمنا سامنا ہو تو وہ ایک دوسرے سے منہ موڑ لیں۔ ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کر لے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے بایں طور کہ ان دونوں کی آپس میں ملاقات ہو تو ہر کوئی دوسرے سے منہ موڑ لے، نہ تو اس سے سلام کرے اور نہ ہی اس سے بات کرے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے تین دن یا اس سے کم مدت کے لیے قطع تعلقی کرنا جائز ہے کیوں کہ انسان میں فطری طور پر غضب اور بد خلقی کا مادہ پایا جاتا ہے، چنانچہ تین دن تک کی قطع تعلقی کرنا معاف ہے تاکہ یہ کیفیت زائل ہو جائے۔ اس حدیث میں جس قطع تعلقی کا ذکر ہے اس سے مراد وہ قطع تعلقی ہے جو ذاتی مقاصد کے لیے ہو۔ اللہ کی خاطر کی جانے والی قطع تعلقی کا کوئی وقت محدود نہیں ہے جیسے نافرمان و بدعتی لوگوں اور برے ہم نشینوں سے قطع تعلقی کرنا۔ اس طرح کی قطع تعلقی اپنے سبب کے ساتھ معلق ہوتی ہے اور سبب کے زائل ہونے پر ہی ختم ہوتی ہے۔ باہم جھگڑا کرنے والے ان دونوں فریقین میں سے افضل وہ ہے جو قطع تعلقی کو ختم کرنے کی کوشش کرے اور سلام میں پہل کر لے۔

التصنيف: العقيدة > الولاء والبراء > الهجر وشروطه
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- يهجر : الهجر الترك، والمراد أن يترك المؤمن السلام والكلام مع أخيه المؤمن إذا تلاقيا، ويعرض كل واحد منهما عن صاحبه.

فوائد الحديث:

١. تحريم هجر المسلم أكثر من ثلاثة أيام، فيما يتعلق بالأمور الدنيوية.

٢. فضيلة الذي يبدأ صاحبه بالسلام، ويزيل ما بينهما من التهاجر والتقاطع.

٣. فضل السلام، وأنه يُزيل ما في النفوس، وأنه علامة على المحبة.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام، للشيخ صالح الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (5365)

لا يسترُ عبدٌ عبدًا في الدنيا إلا سَتره الله يوم القيامة

جو شخص دنیا میں کسی دوسرے شخص کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

٢٥٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا يَستُرُ عبدٌ عبدًا في الدنيا إلا سَتَره الله يوم القيامة».

٢٥٥. حدیث:

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا : "جو شخص دنیا میں کسی دوسرے شخص کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المسلم إذا رأى من أخيه معصية وجب عليه أن يسترها عليه ولا يشيعها بين الناس، فإن ذلك من إشاعة الفاحشة، ومن فعل ذلك ابتغاء مرضات الله، فإن الله تعالى يجازيه يوم القيامة؛ بأن يستر عيوبه ولا يفضحه على رؤوس الأشهاد.

اجمالی معنی:

مسلمان کو جب اپنے بھائی کے کسی گناہ کا علم ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کی ستر پوشی کرے اور لوگوں میں اس کا چرچا نہ کرے کیوں کہ یہ برائی کی اشاعت کے مترادف ہے ۔ جو شخص محض اللہ کی رضا کے لئے ایسا کرتا ہے اللہ تعالی اسے روزِ قیامت اس عمل کی جزاء اس طرح سے دے گا کہ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا اور سب لوگوں کے سامنے اسے رسوا نہیں کرے گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الستر : الإخفاء.

فوائد الحديث:

١. أن جزاء من ستر عبدًا في الدنيا الستر يوم القيامة ، فالجزاء موافق للعمل، ويكون ستر الله إما بمحو ذنبه فلا يسأله، أو يُسأل من غير أن يطلع عليه أحد ثم يعفو عنه.
٢. الجزاء من جنس العمل.
٣. الترغيب في ستر أخطاء الآخرين.
٤. المسلم مرآة للمسلم.
٥. الله سبحانه وتعالى حيي سِتِّيرٌ يحب الحياء وَالسِّتْر.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة،١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ

محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥ه.

الرقم الموحد: (3777)

لأن أحلف بالله كاذبًا أحب إليّ من أن أحلف بغيره صادقًا

میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے کی بہ نسبت اللہ تعالی کی جھوٹی قسم اٹھانا زیادہ بہتر ہے۔

٢٥٦. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: "لأن أحلف بالله كاذبًا أحب إليّ من أن أحلف بغيره صادقًا".

٢٥٦. حدیث :

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : "میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے کی بہ نسبت اللہ تعالی کی جھوٹی قسم اٹھانا زیادہ بہتر ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يقول ابن مسعود -رضي الله عنه-: إقسامي بالله على شيء أنا كاذبٌ فيه على فرض وقوعه أحب إلي من إقسامي بغير الله على شيءٍ أنا صادقٌ فيه؛ وإنما رجح الحلف بالله كاذباً على الحلف بغيره صادقاً؛ لأن الحلف بالله في هذه الحالة فيه حسنة التوحيد، وفيه سيئة الكذب، والحلف بغيره صادقاً فيه حسنة الصدق وسيئة الشرك، وحسنة التوحيد أعظم من حسنة الصدق، وسيئة الكذب أسهل من سيئة الشرك

اجمالی معنی :

اسے امام ابن ابی شیبہ اور امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے، لیکن امام عبد الرزاق نے اس حدیث کو ابن مسعود یا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (راوی کے) شک کے ساتھ روایت کیا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: رواه ابن أبي شيبة وعبد الرزاق، لكن عبد الرزاق على الشك في ابن مسعود أو ابن عمر.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب

فوائد الحديث:

١. تحريم الحلف بغير الله.
٢. أن الشرك الأصغر أعظم من كبائر الذنوب كالكذب، ونحوه من الكبائر.
٣. جواز ارتكاب أقل الشرين ضرراً إذا كان لا بد من أحدهما.
٤. دقة فقه ابن مسعود -رضي الله عنه.-
٥. اليمين بغير الله أشد إثما من اليمين الغموس.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب ص٢٥٢ ت: د. دغش العجمي . مكتبة أهل الأثر , الطبعة الخامسة , ١٤٣٥ه الجديد في شرح كتاب التوحيد لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه الملخص في شرح كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان , دار العاصمة , الطبعة الأولى ١٤٢٢ه المصنف لابن أبي شيبة, ت: كمال يوسف الحوت, مكتبة الرشد, الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ إرواء الغليل للألباني , المكتب الإسلامي , ط٢, ١٤٠٥ه

الرقم الموحد: (3353)

لتتبعن سنن من كان قبلكم، حذو القذة بالقذة، حتى لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه. قالوا: يا رسول الله، اليهود والنصارى؟ قال: فمن؟

تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کے مطابق ایسے چلو گے جیسے تیار کیا ہوا تیر دوسرے تیر کے مطابق ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کی بِل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہونے کی کوشش کروگے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اور کون؟!

٢٥٧. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: "لتتبعن سنن من كان قبلكم، حذو القذة بالقذة، حتى لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه. قالوا: يا رسول الله، اليهود والنصارى؟ قال: فمن؟ "

٢٥٧. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کے مطابق ایسے چلو گے جیسے تیار کیا ہوا تیر دوسرے تیر کے مطابق ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کی بِل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہونے کی کوشش کروگے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اور کون؟

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا أبو سعيد -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أخبر بأن هذه الأمة ستقلد الأمم السابقة في عاداتها وسياساتها ودياناتها، وأنها ستحاول مشابهتهم في كل شيء، كما تشبه ريشة السهم للريشة الأخرى، ثم أكد هذه المشابهة والمتابعة بأن الأمم السابقة لو دخلت جحر ضب مع ضيقه وظلمته لحاولت هذه الأمة دخوله، ولما استفسر الصحابة -رضي الله عنهم- عن المراد بمن كان قبلهم، وهل هم اليهود والنصارى؟ أجاب بنعم.

اجمالی معنیٰ:

ابو سعید رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امت سابقہ امتوں کی ان کی عادات، ان کے طور طریقوں اور ان کے دینی امور میں تقلید کرے گی اور ہر شے میں ان کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرے گی جیسا کہ تیر کا ایک پر دوسرے پر سے مشابہ ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس مشابہت اور اتباع کی تاکید میں فرمایا کہ اگر سابقہ امتیں گوہ کی بل میں باوجود اس کی تنگی اور اندھیرے کے داخل ہوئی ہوں گی تو یہ امت بھی اس میں گھسنے کی کوشش کرے گی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ کیا پچھلی امتوں سے یہودی اور نصرانی مراد ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

التصنيف: العقيدة > الولاء والبراء > التشبه المنهي عنه

راوي الحديث: متفق عليه. ملحوظة: الحديث مروي بالمعنى، ولفظة: (حذو القذة بالقذة) وردت في حديث آخر حسن.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب.

معاني المفردات:

- سَنَنَ : بفتح السين أي: طريق.
- من كان قبلكم : أي الذين قبلكم من الأمم.
- حذو : منصوبٌ على المصدر أي: تحذون حذوهم.
- القُذّة : بضم القاف: واحدة القُذَذ وهي ريش السهم. وله قذّتان متساويتان.
- حتى لو دخلوا جُحر ضب : أي: لو تُصوِّر دخولهم فيه مع ضيقه.
- لدخلتموه : لشدة سلوككم طريق من قبلكم.

- قالوا يا رسول الله، اليهود والنصارى : أي: أهم اليهود والنصارى الذين نتبع سننهم، أو تعني اليهود والنصارى؟
- قال: فمن؟ : استفهامٌ إنكاريٌّ أي: فمن هم غيرُ أولئك.

فوائد الحديث:

١. وقوع الشرك في هذه الأمة تقليداً لمن سبَقها من الأمم.
٢. علمٌ من أعلام نبوته حيث أخبر بذلك قبل وقوعه فوقع كما أخبر.
٣. التحذير من مشابهة الكفار.
٤. التحذير مما وقع فيه الكفار من الشرك بالله وغيره مما حرَّم الله -تعالى.-
٥. توضيح الأشياء المعنوية بالأمثلة الحسية من أساليب التعليم في الإسلام.
٦. سؤال أهل العلم عما خفي حكمه.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب ص٢٥٢ ت: د. دغش العجمي . مكتبة أهل الأثر , الطبعة الخامسة , ١٤٣٥ه الجديد في شرح كتاب التوحيد لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه الملخص في شرح كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان , دار العاصمة , الطبعة الأولى ١٤٢٢ه صحيح البخاري , ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار طوق النجاة, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت.

الرقم الموحد: (3355)

لعن الله اليهود والنصارى؛ اتَّخَذُوا قبورَ أنبيائهم مساجد

یہودو نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

٢٥٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في مرضه الذي لم يقم منه: «لعن الله اليهود والنصارى؛ اتَّخَذُوا قُبُورَ أنبيائهم مساجد». قالت: ولولا ذلك لأُبْرِزَ قبره؛ غير أنه خُشِيَ أن يتخذ مسجدًا.

٢٥٨. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا : "یہودو نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا"۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی، تو آپ ﷺ کی قبر مبارک ظاہر کر کے بنائی جاتی؛ لیکن آپ ﷺ کو خدشہ تھا کہ کہیں اسے سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

بعث الله الرسل لتحقيق التوحيد، وكان أفضلهم وهو النبي -صلى الله عليه وسلم- حريصًا على ذلك، وعلى سد كل وسائل الشرك، وكانت عائشة -رضي الله عنها- هي التي اعتنت بالنبي -صلى الله عليه وسلم- في مرضه الذي توفي فيه، وهي الحاضرة وقت قبض روحه الكريم. فذكرت أنه في هذا المرض الذي لم يقم منه، خشي أن يتخذ قبره مسجداً، يصلى عنده، فتجر الحال إلى عبادته من دون الله -تعالى-، فقال: "لعن الله اليهود والنصارى؛ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد"، يدعو عليهم، أو يخبر أن الله لعنهم، وهذا يبين أن هذا في آخر حياته، وأنه لم ينسخ، يحذر من عملهم، ولذا علم الصحابة -رضي الله عنهم- مراده؛ فجعلوه في داخل حجرة عائشة، ولم ينقل عنهم، ولا عن من بعدهم من السلف، أنهم قصدوا قبره الشريف ليدخلوا إليه؛ فيصلوا ويدعوا عنده. حتى إذا تبدلت السنة بالبدعة، وصارت الرحلة إلى القبور، حفظ الله نبيه مما يكره أن يفعل عند قبره؛ فصانه بثلاثة حجب متينة، لا يتسنى لأي مبتدع أن ينفذ خلالها.

اجمالی معنیٰ :

اللہ تعالی نے رسولوں کو توحید کے پرچار کے لیے بھیجا۔ رسولوں میں سے سب سے افضل رسول نبی کریم ﷺ ہیں، جو توحید کے پرچار اور شرک کے تمام وسائل کا سد باب کرنے کے بہت حریص تھے۔ آپ ﷺ کے مرض وفات میں عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کی دیکھ بھال کرتیں اور جب آپ ﷺ کی روح مبارک قبض ہوئی، تو اس وقت بھی وہ وہاں موجود تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ اس مرض میں، جس سے آپ ﷺ جاں بر نہ ہو سکے، آپ ﷺ نے اس اندیشے کا اظہار کیا کہ کہیں آپ ﷺ کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے اور پھر حالت یہ ہو کہ اللہ کی عبادت کی بجائے آپ ﷺ ہی کی عبادت شروع ہوجائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر، جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔" آپ ﷺ ان کے لیے یا تو بد دعا فرما رہے ہیں یا یہ بتا رہے ہیں کہ ان پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔ اس سے واضح ہے کہ یہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام کی بات ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان منسوخ نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ یہود و نصاریٰ کے عمل سے ڈرا رہے ہیں۔ چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی مراد سمجھ گئے اور انھوں نے قبر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بنائی۔ نیز نہ تو صحابۂ کرام سے اور نہ ان کے بعد آنے والے سلف صالحین سے منقول ہے کہ کبھی وہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف، وہاں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے ارادے سے گئے ہوں۔ جب سنت کی جگہ بدعت نے لے لی اور قبروں کی طرف سفر کرنے کا رواج ہوگیا، تب بھی اللہ تعالی نے اپنی نبی ﷺ کی قبر مبارک کو ان باتوں سے محفوظ رکھا، جو آپ ﷺ کو ناپسند تھیں۔ اللہ تعالی نے قبر

مبارک کی تین مضبوط رکاوٹوں کے ذریعے سے حفاظت کی، جن سے گزرنے کا کسی بدعتی کو موقع نہیں ملتا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > زيارة القبور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لعن الله : أبعد وطرد عن رحمته، والجملة: إما يراد بها أن هذا حصل حقيقة ووقع، أو هو دعاء عليهم.
- اليهود : من ينتسبون في ديانتهم إلى شريعة موسى -عليه السلام.-
- النصارى : من ينتسبون في ديانتهم إلى شريعة عيسى -عليه السلام.-
- اتخذوا : جعلوا.
- أنبيائهم : جمع نبي، وهو من أوحي إليه بشرع.
- مساجد : جمع مسجد، وهو المكان المتخذ للعبادة.
- لولا ذلك : أي: اتخاذ القبور مساجد الذي لعن فاعله.
- أُبْرِزَ قبره : أظهر في البقيع، أو لكشف وأزيل عنه الحائل بهدم جدران الحجرة.
- خُشِي : خاف الصحابة.

فوائد الحديث:

١. أن هذا من وصاياه الأخيرة التي أعدها لآخر أيامه لتحفظ.
٢. أن هذا من فعل اليهود والنصارى، فمن فعله فقد اقتفى أثرهم، وترك سنة محمد -عليه الصلاة والسلام.-
٣. النهي الأكيد، والتحريم الشديد من اتخاذ القبور مساجد، وقصد الصلاة عندها غير صلاة الجنازة؛ فذلك ذريعة إلى تعظيم الميت والطواف بقبره والتمسح بأركانه والنداء باسمه، وهذه بدعة عظيمة عمت الدنيا، وعبد الناس القبور وعظموها بالمشاهد ونحوها.
٤. أن الصلاة عند القبر، سواء كانت بمسجد أو بغير مسجد، من وسائل الشرك الأكبر.
٥. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على حماية التوحيد واهتمامه بذلك.
٦. أن الله -تعالى- صان نبيه -عليه الصلاة والسلام- عن أن يُعْمَلَ الشرك عند قبره، فألهم أصحابه ومن بعدهم، أن يصونوا قبره من أن يبرز.
٧. يظن بعض الناس أن قبر النبي -صلى الله عليه وسلم- وصاحبيه داخل المسجد، والصحيح أن المسجد محيط به، لكنه ليس في المسجد، بل في حجرة عائشة إلى الآن، وحجرة عائشة ليست من المسجد، ولم يدفن النبي -صلى الله عليه وسلم- في مسجد، ولا بُني على قبره مسجد، وهذه الإحاطة بالحجرة حصلت في عهد الوليد بن عبد الملك، ولم يكن أحد يستقبل الحجرة، فلما صارت التوسعة في عهد الأتراك جعل ما وراء الحجر داخلًا في المسجد، ولكنه بعيد عن القبور جدًا.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5379)

لعن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- زائرات القبور، والمتخذين عليها المساجد والسرج	رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو عبادت گاہیں بنانے والوں اوران پر چراغ جلانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔
٢٥٩. الحديث: عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «لعن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- زائرات القبور، والمتخذين عليها المساجد والسرج».	**٢٥٩. حدیث:** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو عبادت گاہیں بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت بھیجی ہے''۔
درجة الحديث: حسنه الألباني في المشكاة وضعفه في السلسلة الضعيفة وإرواء الغليل وضعيف الجامع وأحكام الجنائز وتمام المنة	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: يدعو -صَلّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلَمَ- باللعنة وهي الطرد والإبعاد عن رحمة الله للنساء اللاتي يزُرن القبور؛ لأن زيارتهن يترتب عليها مفاسد منها النياحة والجزع وافتتان الرجال به، ولَعن الذين يتخذون المقابر مواطن عبادة أو يضيؤونها بالسّرج والقناديل؛ لأن هذا غلوٌ فيها ومدعاة للشرك بأصحابها.	**اجمالی معنی:** رسول اللہ ﷺ ان عورتوں کے حق میں لعنت کی دعا کر رہے ہیں جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔ لعنت سے مراد ہے اللہ کی رحمت سے دھتکارے جانے اور دور کردیے جانے کی دعا کرنا۔ کیونکہ عورتوں کے قبروں پر آنے سے بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں جیسے نوحہ کرنا اور رونا دھونا اور اس کی وجہ سے مردوں کا فتنے میں پڑنا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیتے ہیں یا پھر انہیں چراغوں اور قمقموں سے روشن کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک طرح سے قبروں کے معاملے میں غلو ہے اور اصحاب قبر کے ساتھ شرک کی طرف لے جاتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي في الكبرى وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- زائرات القبور : من يذهب من النساء إلى القبور.
- المتخذين عليها.. السرج : الذين يوقِدون السرج على المقابر ويضيؤونها.

فوائد الحديث:

١. تحريم الغلوّ في القبور باتخاذها مواطن للعبادة؛ لأنه يفضي إلى الشرك.
٢. أن الغلو في القبور من الكبائر.
٣. أن علة النهي عن الصلاة عند القبور هي: خوف الشرك، لا لأجل النجاسة؛ لأن الرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قرن بين اتخاذها مساجد وإسراجها ولعن على الأمرين، وليس اللعن على إسراجها من أجل النجاسة، ولأدلة أخرى.
٤. قصد القبور لتعظيمها عبادة لها، فيكون شركا مهما كان قرب صاحبها من الله.
٥. تحريم بناء المساجد على القبور.

٦. تحريم الصلاة عند القبور ولو لم يبن مسجدا.

٧. تحريم تنوير المقابر؛ لأن ذلك وسيلةٌ لعبادتها.

٨. إثبات صفة الغضب لله على الوجه اللائق به -سبحانه.-

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب، تحقيق: د. دغش العجمي، مكتبة أهل الأثر , الطبعة الخامسة , ١٤٣٥هـ الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ الملخص في شرح كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ جامع الترمذي, ت: أحمد شاكر, مكتبة مصطفى البابي, ط٢, ١٣٩٥هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. السنن الكبرى، للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (3357)

لعنة الله على اليهود والنصارى، اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد -يحذر ما صنعوا-، ولولا ذلك أبرز قبره، غير أنه خشي أن يتخذ مسجدًا

یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ آپ ﷺ اپنی امت کو یہود و نصاریٰ کے عمل سے آگاہ کر رہے تھے۔ اور اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی کھلی رہنے دی جاتی۔ لیکن یہ ڈر تھا کہ کہیں اسے مسجد (سجدہ گاہ) نہ بنالیا جائے

٢٦٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: لما نُزِلَ برسول الله -صلى الله عليه وسلم-، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً له على وجهه، فإذا اغْتَمَّ بها كشفها فقال -وهو كذلك-: "لَعْنَةُ الله على اليهود والنصارى، اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد -يُحَذِّرُ ما صنعوا". ولولا ذلك أُبْرِزَ قَبْرُهُ، غير أنه خَشِيَ أن يُتَّخَذَ مسجدا.

٢٦٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (وفات کے لمحے) طاری ہوئے تو آپ اپنی ایک چادر اپنے چہرے پر ڈالتے تھے اور جب جی گھبراتا تو اسے چہرے سے ہٹا لیتے تھے، آپ اسی حالت میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ''یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔'' [راوی کہتے ہیں کہ] آپ ﷺ اپنی امت کو یہود و نصاریٰ کے عمل سے آگاہ کر رہے تھے۔ اور اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی کھلی رہنے دی جاتی۔ لیکن یہ ڈر تھا کہ کہیں اسے مسجد (سجدہ گاہ) نہ بنالیا جائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبرنا عائشة -رضي الله عنها- أنه حينما حضرت النبي -صلى الله عليه وسلم- الوفاة قال وهو في سكرات الموت: "لعن الله اليهود والنصارى"؛ وذلك لأنهم بنوا على قبور أنبيائهم مساجد. ثم استنتجت عائشة -رضي الله عنها- أنه يريد بذلك تحذير أمته من أن تقع فيما وقعت فيه اليهود والنصارى فتبني على قبره مسجدا، ثم بينت أن الذي منع الصحابة من دفنه خارج غرفته هو خوفهم من أن يتخذ قبره مسجدًا.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا بتلا رہی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے نزع کی حالت میں فرمایا: ''یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو۔'' اور یہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں پر مسجدیں بنالیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے نتیجہ اخذ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے اپنی امت کو یہود و نصاری کے عمل سے آگاہ کرنا تھا تاکہ یہ امت اس میں نہ واقع ہو جس میں یہود و نصاری بتلا تھے اور انہیں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر مسجد نہ بنائیں، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے کمرے سے باہر دفن کرنے سے جس چیز نے صحابہ کو روکا وہ اسی بات کا خوف تھا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو عبادت گاہ نہ بنالیا جائے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- لما نزل : بضم النون وكسر الزاي أي: نزل به ملك الموت.
- طفق : بكسر الفاء وفتحها أي: جعل.
- خميصة : كساءٌ له أعلام أي: خطوط.

- اغتم بها : غمّته فاحتبس نفسُه عن الخروج.
- كشفها : أزالها عن وجهه الشريف.
- فقال وهو كذلك : أي: في هذه الحالة الحرجة يقاسي شدة النزع.
- يحذّر ما صنعوا : أي: لعنهم تحذيرا لأمته أن تصنع ما صنعوا.
- ولولا ذلك : لولا تحذير النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مما صنعوا ولعنُه من فعَله.
- لأُبرز قبرُه : لدُفن خارج بيته.
- خَشي : يُروى بفتح الخاء بالبناء للفاعل فيكون المعنى: أنّ الرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- هو الذي أمرهم بعدم إبراز قبره. ويُروى بضم الخاء بالبناء للمفعول فيكون المعنى: أن الصحابة هم الذين خشوا ذلك فلم يُبرزوا قبره.

فوائد الحديث:

١. المنع من اتخاذ قبور الأنبياء والصالحين مساجد يُصلى فيها لله، لأن ذلك وسيلة إلى الشرك.
٢. شدة اهتمام الرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- واعتنائه بالتوحيد وخوفِه أن يعظّم قبره، لأن ذلك يفضي إلى الشرك.
٣. جواز لعن اليهود والنصارى ومن فعل مثل فعلهم من البناء على القبور واتخاذها مساجد.
٤. بيان الحكمة من دفن النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في بيته، وأن ذلك لمنع الافتتان به.
٥. أن النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بشرٌ يَجري عليه ما يجري على البشر من الموت وشدة النزع.
٦. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته.
٧. جواز لعن الكفار على سبيل العموم.
٨. تحريم البناء على القبور عمومًا.
٩. الرد على الذين يجيزون البناء على قبور العلماء تمييزا لهم عن غيرهم.
١٠. أن البناء على القبور من سنن اليهود والنصارى.
١١. بيان فقه عائشة -رضي الله عنها.-

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار طوق النجاة, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. الملخص في شرح كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. الجديد في شرح كتاب التوحيد لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (3330)

لقد جاءت خولة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم تشكو زوجها، فكان يخفى علي كلامها

خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنے شوہر کی شکایت کرنے لگیں، آپ ﷺ اُن کی گفتگو مجھ سے چھپا رہے تھے۔

٢٦١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، أنَّها قالت: «الحمد لله الذي وَسِعَ سمعه الأصوات، لقد جاءت خَوْلَةُ إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم تشكو زوجَها، فكان يخفى عليَّ كلامها، فأنزل الله عز وجلّ: {قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله والله يسمع تَحَاوُرَكُما} [المجادلة: ١]» الآية

٢٦١. حدیث:

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں جو ہر آواز سنتا ہے، خولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنے شوہر کی شکایت کرنے لگیں، آپ ﷺ اُن کی باتیں مجھ سے چھپا رہے تھے، چنانچہ اللہ عزوجل نے "قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا" (ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا)۔ نازل فرمائی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت خولة بنت ثعلبة متزوجة من أوس بن الصامت فقال لها: أنتِ عليَّ كظهر أمي. أي: أنتِ حرام عليَّ، فذهبت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرت له قصتها، فقال لها صلى الله عليه وسلم: «قد حرمت عليه»، فجعلت تقول بصوت منخفض يخفى على عائشة مع قربها منها: بعدما كبرت سني ظاهرَ مني؟ إلى الله أشكو حال صبية إن ضممتُهم إليّ جاعوا، وإن تركتُهم عنده ضاعوا. فهذه مجادلتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم التي ذكرها الله تعالى بقوله: {قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُما}. فقالت عائشة: «الحمدُ للهِ الذي وَسِعَ سَمْعُه الأصواتَ» أي: استوعبها وأدركها فلا يفوته منها شيء وإن خفي «لقد جاءت خَوْلَةُ إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم تَشْكو زَوْجَها، فكان يخفى عليَّ كلامُها، فأنزل اللهُ عزَّ وجلَّ: {قد سَمِعَ اللهُ قولَ التي تُجادِلُك في زَوْجِها وتشتكي إلى اللهِ واللهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُما} [المجادلة: ١]» الآية» أي: فحينما جاءت خولة تشكو زوجها لرسول الله صلى الله عليه وسلم كانت تكلمه بصوت منخفض لا تسمعه عائشة مع قربها منها، ومع ذلك سمعه الله تعالى من فوق سبع

اجمالی معنیٰ:

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی شادی اوس بن صامت سے ہوئی تھی۔ اوس رضی اللہ عنہ نے خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یعنی تو مجھ پر حرام ہے۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس چلی گئیں اور آپ ﷺ کو اپنا قصہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تو اس پر حرام ہو چکی ہے۔ وہ آہستہ آواز میں یہ بات کہہ رہی تھی (ان کی گفتگو) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے قریب ہونے کے باوجود مخفی رہی، (خولہ کہہ رہی تھیں) کہ اب جب کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں، اس نے میرے ساتھ ظہار کرلیا؟ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی بچوں کے حال کی شکایت کرتی ہوں، اگر میں اسے اپنے ساتھ رکھوں تو وہ بھوکے رہیں اور اگر میں انہیں اُن کے پاس چھوڑدوں تو وہ انہیں ضائع کردیں گے۔ یہ خولہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے سامنے مجادلہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا "قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا" (سورہ مجادلہ: ١)۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا «الحمدُ للهِ الذي وَسِعَ سَمْعُهُ الأَصواتَ» یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس کی سماعت تمام آوازوں کا احاطہ کی ہوئی ہے، اس سے کوئی چیز فوت نہیں ہو سکتی اگر چہ پوشیدہ ہو۔ «لقد جاءت خَوْلَةُ إلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم تَشْكو زَوْجَها، فكان يخفى عليَّ كلامُها، فأنزل اللهُ عزَّ وجلَّ: {قد سَمِعَ اللهُ قولَ التي تُجادِلُك في زَوْجِها وتشتكي إلى اللهِ واللهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُما} [المجادلة: ١]» الآية» یعنی جب خولہ رضی اللہ عنہا آکر آپ ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کرنے لگی، تو دھیمی آواز میں بول رہی تھیں تاکہ قریب میں اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نہ سن لیں، لیکن اس کے باوجود اللہ

سماوات، وأنزل الآية المذكورة، وهذا من أبلغ الأدلة على اتصاف الله تعالى بالسمع، وهو أمر معلوم بالضرورة من الدين، لا ينكره إلا من ضل عن الهدى. وقول عائشة هذا يدل على أن الصحابة رضي الله عنهم، آمنوا بالنصوص على ظاهرها الذي يتبادر إلى الفهم، وأن هذا هو الذي أراده الله منهم ومن غيرهم من المكلفين ورسوله؛ إذ لو كان هذا الذي آمنوا به واعتقدوه خطأ لم يُقَرُّوا عليه ولبُيِّن لهم الصواب، ولم يأت عن أحد منهم تأويل هذه النصوص عن ظواهرها، لا من طريق صحيح ولا ضعيف، مع توافر الدواعي على نقل ذلك.

تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر اس کی بات سنی اور مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (یہ آیت) اللہ تعالیٰ کے سننے کی صفت سے متصف ہونے کی سب سے مضبوط دلیل ہے۔ یہ دین میں ایک بدیہی ساطے شدہ امر ہے، اس کا انکار صرف وہی شخص کرتا ہے جو راہِ ہدایت سے بھٹک چکا ہو۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ صحابہ کرام ظاہرِ نصوص یعنی جس کی طرف پہلی دفعہ سمجھ میں آتی ہے، پر ایمان لائے تھے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کو ان سے اور دوسرے مکلف لوگوں اور اپنے رسول سے مطلوب تھا۔ اس لیے کہ یہ جس پر وہ ایمان لائے تھے اور جس کا انہیں اعتقاد تھا اگر یہ غلط ہوتا تو (اللہ) ان کو اس پر قائم نہ رکھتا اور ان کے سامنے درست بات بیان کر دی جاتی۔ جب کہ کسی سے بھی ان نصوص کے ظاہری مفہوم میں تاویل منقول نہیں، نہ ہی صحیح سند سے اور نہ ہی ضعیف سند سے، حالانکہ اس کے اسباب بکثرت موجود تھے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات

راوي الحديث: رواه البخاري معلَّقًا بصيغة الجزم، ووصله النسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري والمصادر المذكورة في التخريج.

معاني المفردات:

- وسع : أدرك.
- تجادلك : تناظرك وتناقشك.
- تحاوركما : تحاوروا: تراجعوا الكلام بينهم.

فوائد الحديث:

١. اتصاف الله تعالى بالسمع الواسع المحيط لا كسمع المخلوق، وهو أمر معلوم بالضرورة من الدين، لا ينكره إلا من ضل عن الهدى.
٢. أحاط سمعُ الله بكل الاصوات، لا يخفى عليه منها شيء.
٣. إيمان الصحابة رضي الله عنهم بالنصوص على ظاهرها الذي يتبادر إلى الفهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، تحقيق: محب الدين الخطيب، نشر: دار المعرفة-بيروت، ١٣٧٩ه. تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، لعبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ هـ.

الرقم الموحد: (8295)

لم يتزوج النبي صلى الله عليه وسلم على خديجة حتى ماتت

٢٦٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: «لم يتزوج النبي صلى الله عليه وسلم على خديجة حتى ماتت».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

لم يتزوج النبي صلى الله عليه وسلم على خديجة بنت خويلد رضي الله عنها حتى ماتت, وهذا يدل على مكانة خديجة عند النبي صلى الله عليه وسلم، وهي أولى زوجاته.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ -رضی اللہ عنہا- کی موجودگی میں کسی اور سے شادی نہیں کی حتی کہ آپ -رضی اللہ عنہا- فوت ہوگئیں۔

٢٦٢. حدیث :

حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - فرماتی ہیں کہ ’’رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ - رضی اللہ عنہا - کی موجودگی میں کسی اور سے شادی نہیں کی حتی کہ آپ - رضی اللہ عنہا - فوت ہوگئیں۔‘‘

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں (دوسری) شادی نہیں کی یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا، اوراس س نبی ﷺ کے نزدیک خدیجہ کے مقام و مرتبے کا پتہ چلتا ہے اور وہ آپ ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔

التصنيف: عقيدة >> الاعْتِقَادُ فِي الصّحَابَةِ >> عَقِيدَةُ أَهْلِ السُنّةِ فِي الصّحَابَةِ

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عائشة رضي الله عنها

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم

فوائد الحديث:

١. عظم قدر خديجة عند النبي صلى الله عليه وسلم وعلى مزيد فضلها لأنها أغنته عن غيرها

٢. إنصاف عائشة رضي الله عنها بروايتها لهذا الحديث رغم غيرة النساء.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، تحقيق: محب الدين الخطيب، نشر: دار المعرفة-بيروت، ١٣٧٩هـ.

الرقم الموحد: (11176)

لما توفي إبراهيم -عليه السلام-، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إن له مرضعا في الجنة

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے"۔

٢٦٣. الحديث:

عن البراء -رضي الله عنه- قال: لما تُوفِّي إبراهيم -عليه السلام-، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إنَّ له مُرْضِعًا في الجنة».

٢٦٣. حدیث:

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

توفي إبراهيم ابن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من مارية القبطية، وهو ابن ثمانية عشر شهراً، فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الله تعالى قد أعد له في الجنة من يقوم بإرضاعه حتى يتم رضاعته.

اجمالی معنیٰ:

ماریہ قبطیہ سے اللہ کے رسول ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کی وفات اٹھارہ مہینے کی عمر میں ہوئی، تو اللہ کے نبی ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے لیے ایک دودھ پلانے والی کو تیار کر رکھا ہے، جو ان کی ایام رضاعت کو پورا کرے گی۔

التصنيف: عقيدة >> الاعْتِقَادُ فِي الصَّحَابَةِ >> عَقِيدَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي الصَّحَابَةِ

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: البراء بن عازب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

فوائد الحديث:

١. فضل إبراهيم -عليه السلام-، وأنه يحي في الجنة حياة برزخية كالصديقين والشهداء، ويُرزق كما يرزقون، ويتمثل رزقه في ذلك اللبن الذي يرضعه من مرضعته في الجنة حتى يتم رضاعته.
٢. من مات من أطفال المسلمين فهو من أهل الجنة.
٣. وجود الجنة الآن، وبيان بعض ما فيها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف -المملكة العربية السعودية- عام النشر: ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م.

الرقم الموحد: (11189)

جب آدم علیہ السلام وفات پا گئے تو فرشتوں نے انہیں پانی سے طاق مرتبہ غسل دیا اوران کے لیے قبر تیار کی اور کہا کہ یہی سنت ان کی اولاد میں باقی رہے گی۔	لما توفي آدم غسلته الملائكة بالماء وترا وألحدوا له وقالوا: هذه سنة آدم في ولده
٢٦٤. حدیث : ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جب آدم علیہ السلام وفات پا گئے تو فرشتوں نے انہیں پانی سے طاق مرتبہ غسل دیا اوران کے لیے قبر تیار کی اور کہا کہ یہی سنت ان کی اولاد میں باقی رہے گی"۔	**٢٦٤. الحديث:** عن أبي بن كعب، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لما تُوُفِّيَ آدمُ غَسَّلَتْه الملائكةُ بالماء وِتْرًا، وأَلْحَدُوا له، وقالوا: هذه سُنَّةُ آدَمَ في وَلَدِه».
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنیٰ : جب آدم علیہ السلام وفات پا گئے تو فرشتوں نے انہیں پانی سے طاق مرتبہ غسل دیا، ایک مرتبہ، یا تین مرتبہ، یا پانچ مرتبہ۔ ان کے لیے قبر کھودی گئی اوراس میں ہی ایک جانب شگاف کر کے اسی میں انہیں دفن کر دیا اور فرشتوں نے کہا کہ یہی سنت ان کی اولاد میں باقی رہے گی"۔ یعنی غسل اور مذکورہ کیفیت پر تدفین ان کی اولاد کے ساتھ بھی کی جائے گی جیسا کہ ان کے باپ کے ساتھ کیا گیا ہے اور یہی طریقہ ان کے ہدایت یافتہ اولاد اختیار کریں گے۔	**المعنى الإجمالي:** لما مات آدم -عليه السلام- غسلته الملائكة بالماء وترًا، مرة واحدة، أو ثلاثة، أو خمسة، وشقوا له في جانب حفرة القبر شقًّا ودفنوه فيه، وقالوا: «هذه سُنَّةُ آدَمَ في وَلَدِه» أي: يُفعل بولد آدم ما فُعل بأبيهم من الغسل والدفن على الكيفية المذكورة، وإنما يلتزم بذلك المهديون من ولده.

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالملائكة > الملائكة

العقيدة > الإيمان بالرسل > الأنبياء والرسل السابقين عليهم السلام

راوي الحديث: رواه الطبراني والحاكم.

التخريج: أُبَي بن كعب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: المستدرك على الصحيحين للحاكم.

معاني المفردات:

- وترا : الوتر هو العدد الفرد، إما واحد، أو ثلاث، أو خمس وهكذا.
- ألحدوا : شقوا له شقًّا في جانب القبر.

فوائد الحديث:

١. الإيمان بالملائكة وأنها غسلت آدم -عليه السلام.-
٢. مشروعية غسل الميت، وأنه فرض كفاية.
٣. مشروعية دفن الميت، وأنه فرض كفاية.
٤. استحباب أن يكون غسل الميت وترا.
٥. استحباب اللحد في القبر.
٦. فضيلة عظيمة لآدم -عليه السلام-؛ لأن الملائكة هي التي تولت تغسيله ودفنه.

المصادر والمراجع:

-المستدرك على الصحيحين، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطاء، نشر: دار الكتب العلمية – بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١١ه – ١٩٩٠م. -المعجم الأوسط، لسليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،

الناشر: دار الحرمين – القاهرة. -صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. -النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. -مختار الصحاح، لزين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، نشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت – صيدا، لطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (10550)

لما خَلَقَ اللهُ الخَلْقَ كَتَبَ في كِتَابٍ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ العَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاں عرش پر موجود ایک کتاب میں لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

٢٦٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لما خلق اللهُ الخَلْقَ كتب في كتاب، فهو عنده فوق العرش: إن رحمتي تَغْلِبُ غضبي». وفي رواية: «غَلَبَتْ غضبي» وفي رواية: «سَبَقَتْ غضبي».

٢٦٥. حديث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاں عرش پر موجود کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا کہ ''میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے''۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی ہے''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

لما خلق الله -عز وجل- الخلق كلهم كتب في كتاب عنده فوق العرش: إن رحمتي أكثر وأغلب عليَّ من غضبي. قال -تعالى-: (ورحمتي وسعت كل شيء)، وهذا يحمل المسلم على عدم اليأس والقنوط.

اجمالی معنی :

جب اللہ عز و جل نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش پر موجود اپنے پاس ایک کتاب میں لکھ دیا کہ میری رحمت زیادہ ہے اور میرے غضب کے مقابلے میں مجھ پر غالب ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العرش : سرير الملك، وعرش الرحمن: سرير الله أعلم به.
- غضبي : الغضب من الله صفة واضحة نؤمن بها، وهو إنكاره على من عصاه، وسخطه عليه، وإعراضه عنه، ومعاقبته له.

فوائد الحديث:

١. فيه دليل على علو الله -عز وجل- على خلقه، وأنه فوق عرشه بائن من خلقه.
٢. إثبات صفتي الرحمة والغضب لله -عز وجل-، ولا يجوز تأويلهما بإرادة الثواب والعقاب.
٣. سعة رحمة الله بعباده كافة، وأن رحمته سبقت غضبه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4961)

لما خلق اللهُ آدمَ مسح ظهره فسقط من ظهره كل نَسَمة هو خالقها من ذُرِّيته إلى يوم القيامة

پھر آدم (علیہ السلام) نے انکار کر دیا، چنانچہ ان کی اولاد بھی انکاری بن گئی۔ آدم بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ آدم نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی خطاکار بن گئی۔

٢٦٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لما خلق اللهُ آدمَ مسح ظهره، فسقط من ظهره كل نَسَمة هو خالقها من ذُرِّيته إلى يوم القيامة، وجعل بين عيني كل إنسان منهم وَبِيصًا من نور، ثم عرضهم على آدم فقال: أي رب، مَن هؤلاء؟ قال: هؤلاء ذريتك، فرأى رجلا منهم فأعجبه وَبِيصُ ما بين عينيه، فقال: أي رب مَن هذا؟ فقال: هذا رجل من آخر الأمم من ذُرِّيتك يقال له: داود. فقال: رب كم جعلتَ عُمُرَه؟ قال: ستين سنة، قال: أي رب، زِده من عُمُري أربعين سنة. فلما قضي عمر آدم جاءه مَلَكُ الموت، فقال: أوَلَم يبقَ من عمري أربعون سنة؟ قال: أوَلَم تُعْطِها ابنَك داود قال: فجَحَدَ آدمُ فجحدت ذُرِّيتُه، ونسي آدمُ فنسيت ذُرِّيتُه، وخَطِئ آدم فخَطِئت ذُرِّيتُه».

٢٦٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ان کی اولاد کی وہ ساری روحیں باہر آگئیں جنہیں وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے۔ پھر ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کی بیچ میں نور کی ایک ایک چمک رکھ دی، پھر انہیں آدم کے سامنے پیش کیا، تو آدم نے کہا: میرے رب! کون ہیں یہ لوگ؟ اللہ نے کہا: یہ تمہاری ذریت (اولاد) ہیں، پھر انہوں نے ان میں ایک ایسا شخص دیکھا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں بہت اچھی لگی، انہوں نے کہا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ اللہ نے فرمایا: تمہاری اولاد کی آخری امتوں میں سے ایک فرد ہے۔ اسے داوٗد کہتے ہیں: انہوں نے کہا: میرے رب! اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ اللہ نے کہا: ساٹھ سال، انہوں نے کہا: میرے رب! میری عمر میں سے چالیس سال لے کر اس کی عمر میں اضافہ فرما دے، پھر جب آدم (علیہ السلام) کی عمر پوری ہوگئی، ملک الموت ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: کیا میری عمر کے چالیس سال ابھی باقی نہیں ہیں؟ فرشتے نے کہا کہ وہ تو آپ اپنے بیٹے داوٗد (علیہ السلام) کو دے چکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آدم (علیہ السلام) نے انکار کر دیا، چنانچہ ان کی اولاد بھی انکاری بن گئی۔ آدم بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ آدم نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی خطاکار بن گئی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما خلق الله -تعالى- آدم -عليه السلام- مسح ظهره، فخرج من ظهره كل إنسان هو خالقه من ذريته إلى يوم القيامة، وهذا المسح والإخراج على حقيقته، ولا يجوز تأويله بما يخرجه عن ظاهره كما هو مذهب أهل السنة. فلما أخرجهم من ظهره جعل بين عيني كل إنسان منهم بريقًا ولمعانًا من نور، ثم عرضهم على آدم، فقال آدم: يا رب، من هؤلاء؟ قال -تعالى-: هم ذريتك. فرأى رجلا منهم فأعجبه البريق الذي بين عينيه، فقال: يا رب، من هذا؟ قال -تعالى-: هو داود.

اجمالی معنی:

"جب اللہ تعالی نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ان کی اولاد کی وہ ساری روحیں باہر آگئیں جنہیں وہ قیامت تک پیدا کرنے والا تھا" یہ ہاتھ کا پھیرنا اور ذریت کا نکالنا اپنی حقیقت پر قائم ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل جو اسے اس کے ظاہری معنی سے پھیر دے جائز نہیں جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ پھر ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کی بیچ میں نور کی ایک ایک چمک رکھ دی، پھر انہیں آدم کے سامنے پیش کیا، تو آدم نے کہا: میرے رب! کون ہیں یہ لوگ؟ اللہ نے کہا: یہ تمہاری ذریت (اولاد) ہیں، پھر انہوں نے ان میں ایک ایسا شخص دیکھا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں بہت اچھی لگی، انہوں نے کہا:

فقال آدم: رب كم جعلتَ عمره؟ قال: ستين سنة. قال: رب زده من عمري أربعين سنة. فلما انقضى عمر آدم إلا أربعين سنة، جاءه ملك الموت ليقبض روحه، فقال آدم: لقد بقي من عمري أربعون سنة. فقال له: لقد أعطيتها ابنك داود. وقد أنكر آدم ذلك لأنه كان في عالم الذر فلم يستحضره حالة مجيء ملك الموت له، فأنكرت ذريته، ونسي آدم فنسيت ذريته، وعصى آدم بأكله من الشجرة فعصت ذريته، لأن الولد يشبه أباه. فهذا داود كان عمره المكتوب ستين سنة ثم زاده الله أربعين سنة، والله -سبحانه- عالم بما كان وما يكون وما لم يكن لو كان كيف كان يكون؛ فهو يعلم ما كتبه له وما يزيده إياه بعد ذلك، والملائكة لا علم لهم إلا ما علمهم الله، والله يعلم الأشياء قبل كونها وبعد كونها؛ فلهذا قال العلماء: إن المحو والإثبات في صحف الملائكة، وأما علم الله -سبحانه- فلا يختلف ولا يبدو له ما لم يكن عالمًا به فلا محو فيه ولا إثبات.

اے میرے رب! یہ کون ہے ؟ اللہ نے فرمایا : یہ داوٗد ہیں، انہوں نے کہا : میرے رب! اس کی عمر کتنی رکھی ہے ؟ اللہ نے کہا : ساٹھ سال، انہوں نے کہا : میرے رب! میری عمر میں سے چالیس سال لے کر اس کی عمر میں اضافہ فرما دے۔ پھر جب آدم علیہ السلام کی ساری عمر ختم ہوگئی اور چالیس برس رہ گئے، ان کے پاس موت کا فرشتہ آیا تاکہ ان کی روح قبض کرے، آدم علیہ السلام نے کہا : میری عمر کے چالیس سال ابھی باقی ہیں، اس نے کہا کہ آپ نے یہ چالیس برس اپنے بیٹے داوٗد کو دے دیا تھا، آدم علیہ السلام نے انکار کردیا، کیونکہ وہ ابھی عالم ذر ہی میں تھے اور ملک الموت کے آنے کے متعلق انہیں یاد نہ رہا، چنانچہ ان کی اولاد بھی انکاری بن گئی، آدم علیہ السلام بھول گئے، توان کی اولاد بھی بھول گئی، آدم نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی خطاکار بن گئی کیونکہ اولادا پنے باپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ لہذا داوٗد (علیہ السلام) جن کی عمر چالیس سال تھی اللہ نے ساٹھ سال کردی اور اللہ ہی تمام ہونے والی اور ہوچکی باتوں کو جاننے والا ہے، اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ چیزیں جو رونما نہیں ہوئیں، اگر رونما ہوتیں تو کیسی ہوتیں، اللہ ہی ہے جو جانتا ہے کہ کس کے لیے کتنا ہے، اور اس کے بعد کتنا زیادہ ہونا ہے، فرشتوں کو اس بارے میں کوئی علم نہیں اِلاّ یہ کہ وہ علم جسے اللہ انہیں عطا کردے، اللہ تعالی ہی ان تمام چیزوں کو ان کے وجود میں آنے سے قبل اور وجود میں آجانے کے بعد جانتا، اسی لیے علما کہتے ہیں جو بھی محو (مٹانا) اور اثبات ہے وہ صرف فرشتوں کے صحیفے میں ہوتا ہے، رہا اللہ سبحانہ وتعالی کا علم تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ایسی بات رونما ہوتی ہے جسے وہ پہلے نہیں جانتا تھا، اسی لیے اللہ کے علم میں کوئی محو اور اثبات نہیں ہوتا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالقضاء والقدر > مسائل القضاء والقدر

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- نسمة : النفس والروح.
- وبيصا : بريقا ولمعانا.
- جحد : أنكر.
- خطئ : عصى.
- آدم : هو أبو البشرية وأول الخليقة وأول نبي.
- القيامة : يوم القيامة: هو اليوم الذي يبعث فيه الناس.
- داود : هو نبي كريم من أنبياء بني اسرائيل أوتي الملك والنبوة.

فوائد الحديث:

١. أن إخراج الذرية كان حقيقيا.

٢. إثبات أن الله -تعالى- مسح على ظهر آدم من غير تكييف ولا تمثيل ومن غير تحريف ولا تعطيل.

٣. إثبات الكلام لله -تعالى- من غير تكييف ولا تمثيل ومن غير تحريف ولا تعطيل.

٤. المحو والإثبات في صحف الملائكة، وأما علم الله سبحانه فلا يختلف ولا يبدو له ما لم يكن عالما به فلا محو فيه ولا إثبات.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، لأحمد بن محمد بن علي الفيومي، الناشر: المكتبة العلمية – بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. مجموع الفتاوى، لتقي الدين أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني، المحقق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية، عام النشر: ١٤١٦هـ/١٩٩٥م. صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة- علوي بن عبد القادر السَّقَّاف- الناشر: الدرر السنية - دار الهجرة-الطبعة: الثالثة، ١٤٢٦ هـ- ٢٠٠٦م. قصص الأنبياء-أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير -تحقيق: مصطفى عبد الواحد -الناشر: مطبعة دار التأليف - القاهرة-الطبعة: الأولى، ١٣٨٨ هـ- ١٩٦٨ م.

الرقم الموحد: (10408)

لما خلق الله آدم -صلى الله عليه وسلم- قال: اذهب فَسَلِّمْ على أولئك -نَفَرٍ من الملائكة جلوس- فاستمع ما يُحَيُّونَكَ؛ فإنها تَحِيَّتُكَ وتحية ذُرِّيتِكَ

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت کو جو بیٹھی ہے سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں، یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔

٢٦٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لما خلق الله آدم -صلى الله عليه وسلم- قال: اذهب فَسَلِّمْ على أولئك -نَفَرٍ من الملائكة جلوس- فاستمع ما يُحَيُّونَكَ؛ فإنها تَحِيَّتُكَ وتحية ذُرِّيتِكَ. فقال: السلام عليكم، فقالوا: السلام عليك ورحمة الله، فَزَادُوهُ: ورحمة الله».

٢٦٧. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت کو جو بیٹھی ہے، سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں، یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: السلام علیکم۔ فرشتوں نے جواب دیا: السلام علیک و رحمۃ اللہ۔ ان فرشتوں نے لفظ رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: لما خلق الله آدم أمره الله أن يذهب إلى نَفَرٍ من الملائكة، والنفر ما بين الثلاثة والتسعة، فيحييهم بالسلام، ويستمع إلى إجابتهم عليه، فتكون تلك التحية المتبادلة بينه وبينهم هي التحية المشروعة له ولذريته من بعده ممن هم على دين الرسل، ويتبعون سنتهم. فقال: السلام عليكم، فقالوا: السلام عليك ورحمة الله ، فزادوه : "ورحمة الله"، فكانت هذه الصيغة هي المشروعة عند إلقاء السلام والرد عليه، وجاءت الأحاديث الأخرى بزيادة: "ورحمة الله وبركاته" سواء في إلقاء السلام أو رده.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک جماعت کو جا کر سلام کریں اور وہ انہیں جو جواب دیں اسے سنیں۔ یہ باہمی سلام و جواب ان کے لیے اور ان کے بعد ان کی اولاد کے لیے، جو رسولوں کے لائے گئے دین پر قائم ہوں گے، مشروع سلام ہوگا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے کہا: السلام علیکم۔ اور اس کے جواب میں فرشتوں نے کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ فرشتوں نے "ورحمۃ اللہ" کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ چنانچہ سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کے لیے یہی الفاظ مشروع ٹھہرے۔ دیگر احادیث میں "و رحمۃ اللہ و برکاتہ" کے الفاظ کی زیادتی آئی ہے چاہے یہ سلام کرنے میں ہو یا اس کا جواب دینے میں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالرسل > الأنبياء والرسل السابقين عليهم السلام
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. فيه إشعار أن الملائكة المذكورين كانوا على بعد من آدم -عليه السلام-.
٢. بيان أن الله -تعالى- علمه كيفية السلام.
٣. بيان كيفية السلام المشروعة عند الابتداء والرد.

٤. مشروعية الزيادة على المبتدئ في رد السلام وذلك كما قال تعالى: (فحيوا بأحسن منها أو ردوها) (النساء:٨٦).
٥. الأمر بتعليم العلم وأخذه عن أهله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية، عام النشر: ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م.

الرقم الموحد: (3556)

لما رجع النبي -صلى الله عليه وسلم- من الخندق، ووضع السلاح واغتسل، أتاه جبريل عليه السلام، فقال: «قد وضعت السلاح؟ والله ما وضعناه، فاخرج إليهم»

جب نبی ﷺ جنگِ خندق سے مدینہ واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: "آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے، چلیے ان کی طرف (حملہ کے لیے) نکلیے"۔

٢٦٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لمَّا رجعَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- من الخَنْدَق، ووَضَعَ السِّلاحَ واغتسل، أتاه جِبْرِيلُ -عليه السلام-، فقال: «قد وضعتَ السِّلاحَ؟ واللهِ ما وضَعْناه، فاخرُج إليهم قال: فإلى أيْنَ؟ قال: ها هُنا، وأشار إلى بَنِي قُرَيْظَةَ، فخرج النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- إليهم».

٢٦٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہتی ہیں کہ جب نبی ﷺ جنگِ خندق سے مدینہ واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: "آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے، چلیے ان کی طرف (حملہ کے لیے) نکلیے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان پر اور انہوں نے (یہود کے قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا، چنانچہ نبی ﷺ نے بنو قریظہ کی طرف (چڑھائی کے لیے) نکلے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما رجع النبي -صلى الله عليه وسلم- من غزوة الخندق وهي غزوة الأحزاب، وقد نصره الله على كفار قريش ومن عاونهم، دخل بيته وألقى السلاح، واغتسل من غبار المعركة، فأتاه جبريل -عليه السلام-، وقال له: إنك قد ألقيت السلاح، ولكن الملائكة ما زالت مرتدية له وما ألقته، ثم أمره بالخروج لقتال بني قريظة، وهم طائفة من اليهود حول المدينة، قد نقضوا العهد مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وساعدوا الكفار، فخرج النبي -صلى الله عليه وسلم- بمن معه من الصحابة فقاتلوهم ونصرهم الله على عدوهم.

اجمالی معنی:

غزوۂ خندق سے جب نبی ﷺ واپس ہوئے، اسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں اس میں اللہ نے قریش اور ان کے معاونین پر آپ ﷺ کی مدد فرمائی، اور اپنے گھر میں داخل ہوئے ہتھیار رکھ دیا اور معرکہ وجنگ کے گرد وغبار کو اتارنے کے لیے غسل فرمایا تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: آپ نے ہتھیار رکھ دیا حالانکہ فرشتوں کی جماعت ابھی بھی تیار ہے اور ہتھیار نہیں رکھا ہے، پھر انہوں نے بنو قریظہ سے قتال کے لیے چڑھائی کا حکم دیا، مدینہ کے کنارے بسنے والے یہودیوں کا ایک گروہ تھا جسے بنو قریظہ کہتے ہیں، ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ کر کفار کی مدد کی تھی، تو نبی ﷺ اپنے پاس موجود صحابہ کے ساتھ نکلے اور ان سے قتال وجہاد کیا اور اللہ نے ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرمائی۔

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِالمَلَائِكَةِ >> أَعْمَالُ المَلَائِكَةِ

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- الخَنْدَق : حفرة حول أسوار المدن، والمقصود هنا خندق مدينة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حفره الصحابة لما تحزبت عليهم الأحزاب.
- قُرَيْظَة : قبيلة من يهود خيبر.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يخرج إلى حرب إلا بإذن من الله -تعالى.-
٢. أن الملائكة تصحب المجاهدين فى سبيل الله، وأنها فى عونهم ما استقاموا.
٣. أن اليهود أهل غدر وخيانة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -مختار الصحاح، لزين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، نشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت – صيدا، لطبعة: الخامسة، ١٤٢٠ه/ ١٩٩٩م. -شرح صحيح البخاري لابن بطال، تحقيق: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، نشر: مكتبة الرشد، الرياض-السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٣ه، ٢٠٠٣م. -تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (10556)

لما صور الله آدم في الجنة تركه ما شاء الله أن يتركه، فجعل إبليس يطيف به، ينظر ما هو، فلما رآه أجوف عرف أنه خلق خلقا لا يتمالك

جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنالی، تو اپنی مشیت کے بقدر ان (کے جسد) کو وہاں رکھا۔ ابلیس اس کے ارد گرد گھوم کر دیکھنے لگا کہ وہ کیسا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ (جسم) اندر سے کھوکھلا ہے تو اس نے جان لیا کہ اسے اس طرح پیدا کیا گیا کہ یہ خود پر قابو نہیں رکھ سکتا۔

٢٦٩. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لما صوَّرَ اللهُ آدمَ في الجنة تركه ما شاء الله أن يتركه، فجعل إبليسُ يُطِيفُ به، ينظر ما هو، فلما رآه أجوفَ عَرف أنه خُلِقَ خَلْقًا لا يَتَمالَك».

٢٦٩. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنالی، تو اپنی مشیت کے بقدر ان (کے جسد) کو وہاں رکھا۔ ابلیس اس کے ارد گرد گھوم کر دیکھنے لگا کہ وہ کیسا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ (جسم) اندر سے کھوکھلا ہے تو اس نے جان لیا کہ اسے اس طرح پیدا کیا گیا کہ یہ خود پر قابو نہیں رکھ سکتا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما خلق الله آدم في الجنة وشكَّل صورته، تركه مدة لم ينفخ فيه الروح، فجعل إبليس يدور حوله، وينظر إليه؛ ليعرف ما هو هذا الشيء، فلما رأى داخله خاليًا، وله جوف، عرف أنه مخلوق ضعيف لا يملك دفع الوسوسة عنه، أو علم أنه يؤتى من قِبَل جوفه بالذنب؛ فإنه أُتي من الأكل من الشجرة، أو كان قد عَلم أن الخلق المجوَّف ضعيف. وقد استشكل بعض الناس قوله: «في الجنة» مع ما ورد من أنه تعالى خلق آدم من أجزاء الأرض، وأُجيب بأنه يحتمل أنه تُرِك كذلك حتى مرَّت عليه الأطوار واستعدَّت صورته لقبول نفخ الروح فيها، ثم حُمِلت إلى الجنة ونُفِخ روحه فيها.

اجمالی معنیٰ:

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں پیدا کیا اور ان کی شکل بنائی، تو انہیں کچھ عرصہ ایسا ہی چھوڑے رکھا، اس میں روح نہیں پھونکی۔ ابلیس ان کے گرد گھومنے لگا اور دیکھتا رہا تاکہ یہ معلوم کرے کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ اندر سے خالی ہے اور درمیان سے کھوکھلی ہے، تو وہ جان گیا کہ یہ کمزور مخلوق ہے اور اپنے آپ سے وسوسے دور نہیں کرسکتا یا یہ جان لیا کہ یہ پیٹ کی طرف سے گناہ کرسکتا ہے، تو اس نے اسے درخت کھانے پر لگا دیا یا اسے علم ہوا کہ اندر سے خالی مخلوق کمزور ہوتی ہے۔ یہاں بعض لوگ «في الجنة» کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو آدم علیہ السلام کو زمین کے اجزاء سے پیدا کیا ہے (وہ جنت میں کیسے پہنچ گئے؟!)۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ انہیں ایسا چھوڑا گیا، جب کچھ عرصہ ایسا ہی گزرا اور روح پھونکنے کے لیے شکل تیار کی گئی، پھر انہیں جنت لے جا کر روح پھونکی گئی۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رواه مسلم.

معاني المفردات:

- صوَّر : خلقه، وشكَّل صورته.
- يُطيف : يدور حوله.
- أجوف : له جوف، وقد يكون معناه: خالى الداخل.

• لا يتمالك : لا يملك دفع الوسوسة عنه.

فوائد الحديث:

١. أن آدم عليه السلام خلقه الله تعالى بيده الكريمة.

٢. معرفة عداوة الشيطان منذ بدء الخليقة.

٣. الأجوف في صفة الإنسان مقابل للصمد في صفة الباري، وهو الذي لا جوف له، فالإنسان مفتقر إلى غيره في قضاء حوائجه، وإلى الطعام والشراب ليملأ جوفه، فإذن لا تماسك له في شيء ظاهرًا وباطنًا.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إكمال المعلم بفوائد مسلم لعياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. التنوير شرح الجامع الصغير، لمحمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني الأمير الصنعاني، المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (6338)

لما كان يوم بدر نظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى المشركين وهم ألفٌ، وأصحابه ثلاثمائة وتسعة عشر رجلًا

٢٧٠. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنه- قال: لمَّا كان يومُ بدْر نظر رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- إلى المشركين وهم ألف، وأصحابه ثلاثُمائة وتسعة عشر رجلا، فاستقبل نبيُّ الله -صلى الله عليه وسلم- القبلةَ، ثم مدَّ يديْه، فجعل يَهْتِف بربِّه: «اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لي ما وعدْتَني، اللّٰهُمَّ آتِ ما وعدْتَني، اللّٰهُمَّ إنْ تَهْلِك هذه العِصابةُ من أهْل الإسلام لا تُعْبَد في الأرض»، فما زال يَهْتِف بربِّه، مادًّا يديْه مستقبلَ القِبلة، حتى سقط رِداؤه عن مَنْكبيه، فأتاه أبو بكر فأخذ رِداءه، فألقاه على مَنْكبيه، ثم التَزَمه مِن وَرَائه، وقال: يا نبيَّ الله، كفاك مناشَدَتك ربَّك، فإنَّه سيُنْجِز لك ما وعَدَك، فأنزل الله -عز وجل-: {إذ تستغيثون ربَّكم فاستجاب لكم أنِّي مُمِدُّكم بألف من الملائكة مُرْدِفين} [الأنفال: ٩] فأمدَّه اللهُ بالملائكة، قال أبو زميل: فحدثني ابن عباس، قال: بينما رجلٌ من المسلمين يومئذ يشتَدُّ في أَثَر رَجُلٍ من المشركين أمامه، إذ سَمِع ضربةً بالسَّوْط فَوْقَه وصَوْت الفارس يقول: أقدِم حَيْزُوم، فنَظَر إلى المشرك أمامه فخَرَّ مُسْتَلْقيًا، فنظر إليه فإذا هو قد خُطِمَ أنفُه، وشُقَّ وجهُه، كضرْبة السَّوْط فاخْضَرَّ ذلك أجمعُ، فجاء الأنصاري، فحدَّث بذلك رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال: «صدَقْتَ، ذلك مِن مَدَدِ السماء الثالثة»، فقَتَلوا يومئذ سبعين، وأَسَروا سبعين، قال أبو زميل، قال ابن عباس: فلمَّا أَسَروا الأُسارى، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأبي بكر وعمر: «ما تَرَوْن في هؤلاء الأُسارى؟» فقال أبو بكر: يا نبي الله، هم بنو العَمِّ والعَشِيرة، أَرَى أن تَأْخُذ منهم فِدْيَةً فتكون لنا قوَّةً على الكفار، فعسى اللهُ أنْ يهديَهم للإسلام، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما تَرى يا ابنَ الخطَّاب؟» قلت: لا واللهِ يا رسول الله، ما

جس دن بدر کی لڑائی ہوئی اس دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سوانیس آدمی تھے۔

٢٧٠. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس دن بدر کی لڑائی ہوئی اس دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سوانیس آدمی تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور پکار کر اللہ سے دعا کرنے لگے، ''اے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کردے، اے اللہ! جو تو نے وعدہ کیا ہے اسے تو دے دے، اے اللہ! اگر یہ مسلمانوں کی جماعت ہلاک ہوگئی، تو پھر زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی''۔ پھر آپ ﷺ اپنے ہاتھ کو پھیلائے ہوئے برابر یہ دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر آپ کے دونوں مونڈھوں سے اتر گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کی چادر کو لیا، اور آپ ﷺ کے مونڈھے پر ڈال دی، پھر آپ ﷺ کے پیچھے لپٹ گئے اور فرمایا: اے اللہ کے نبی ﷺ! بس آپ کی اتنی دعا کافی ہے، اب اللہ تعالی آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا، اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری ''إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أني ممدكم بألف من الملائكة مردفين'' الخ۔ [الأنفال: ٩]۔ ترجمہ: ''اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالی نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے''۔ چنانچہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کی مدد کی۔ ابو زمیل نے مجھ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بتایا کہ اس دن مسلمانوں میں سے ایک آدمی مشرکین کے ایک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس کے آگے تھا، اتنے میں اوپر سے اس کے کان میں کوڑے کی آواز سنائی دی اور ایک گھوڑ سوار کی آواز سنائی دی، وہ کہتا تھا، آگے بڑھ اے حیزوم! پھر دیکھا کہ وہ کافر جو اس مسلمان کے سامنے تھا چت گر پڑا، جب اس وقت مسلمان نے دیکھا کہ اس کی ناک پر نشان تھا اور اس کا منہ پھٹ گیا تھا، جیسے کوئی کوڑا مارتا ہے اور اس کا رنگ سبز پڑ گیا تھا۔ پھر وہ انصاری صحابی رسول ﷺ کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے، یہ مدد تیسرے آسمان سے آئی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو مارا تھا، اور ستر کافروں کو گرفتار کیا تھا۔ ابو زمیل نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب قیدیوں کو گرفتار کر کے لائے تو رسول ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ''ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے،، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ ہمارے قبیلے اور برادری کے لوگ ہیں میرے خیال سے کچھ مال لے کر

أرى الذي رأى أبو بكر، ولكني أرى أنْ تُمَكِّنَا فَنَضْرب أعناقَهم، فتُمَكِّنْ عليًّا من عَقِيل فيضرب عنقَه، وتُمَكِّنِّي من فلان نسيبًا لعمر، فأضرب عنُقه، فإن هؤلاء أئمةُ الكفر وصَناديدُها، فهَوِيَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ما قال أبو بكر، ولم يَهْوَ ما قلتُ، فلمَّا كان من الغَدِ جئتُ، فإذا رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- وأبو بكر قاعدين يبكيان، قلتُ: يا رسول الله، أخبرني مِن أي شيء تبكي أنت وصاحبُك؟ فإن وجدتُ بكاءً بكيْتُ، وإن لم أجد بكاء تَباكيْتُ لِبُكائكما، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: " أبكي للذي عُرِضَ على أصحابك مِن أخذِهم الفِداء، لقد عُرِضَ عليَّ عذابَهم أدْنى مِن هذه الشجرة -شجرةً قريبةً من نبي الله صلى الله عليه وسلم- وأنزل الله -عز وجل-: {ما كان لِنَبِيٍّ أن يكون له أسرى حتى يُثْخِنَ في الأرض} [الأنفال: ٦٧] إلى قوله {فكلوا مما غَنِمْتُم حلالا طيِّبا} [الأنفال: ٦٩] فأحلَّ الله الغنيمةَ لهم.

انہیں چھوڑ دیجیے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کی طاقت ہو جائے گی، ممکن ہے انہیں اللہ اسلام کی ہدایت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ''ابنِ خطاب! ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری رائے نہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے، لیکن میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں اور ہم ان کی گردنیں ماردیں، اور عقیل کو علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کریں وہ ان کی گردن ماریں اور مجھے میرا فلاں عزیز دیجیے میں اس کی گردن مار دوں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں۔ چنانچہ رسول ﷺ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی اور میری رائے پسند نہیں آئی۔ جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس میں آیا آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر رونے والی چیز ہے تو میں بھی رووں، اور اگر مجھے رونا نہیں آیا تو رونے کی کیفیت بنا لوں گا، نبی ﷺ نے فرمایا: میں رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت (نبی ﷺ کے پاس درخت) سے بھی زیادہ نزدیک پیش کیا گیا پھر اللہ نے یہ آیت اتاری {ما كان لِنَبِيٍّ أن يكون له أسرى حتى يُثْخِنَ في الأرض} [الأنفال: ٦٧] إلى قوله {فكلوا مما غَنِمْتُم حلالا طيِّبا} [الأنفال: ٦٩] ترجمہ: ''نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہیے جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔ تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے، خوب کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ غفور و رحیم ہے۔'' چنانچہ اللہ نے ان کے لیے غنیمت کو حلال کر دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لمَّا كانت غزوة بدر نظر رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- إلى المشركين وهم ألف رجل، وأصحابه ثلاث مائة وتسعة عشر رجلًا، فعلم قلة أصحابه بالنسبة إلى المشركين، فاستقبل نبيُّ الله صلى الله عليه وسلم القبلةَ، ثم رفع يديه، فجعل يدعو ويرفع صوته بالدعاء ويقول: «اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لي ما وعدتَني، اللَّهُمَّ آتِ ما وعدتَني، اللَّهُمَّ إنْ تَهْلك هذه العِصابةُ من أهل

اجمالی معنی:

جس دن بدر کی لڑائی ہوئی اس دن رسول ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سو انیس آدمی تھے، نبی ﷺ نے مشرکین کے مقابلے اپنے اصحاب کی قلت کو جان لیا، تو اللہ کے نبی ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور پکار کر اللہ سے دعا کرنے لگے، ''اے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر دے۔ اے اللہ! جو تو نے وعدہ کیا ہے اسے تو دے دے۔ اے اللہ! اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا، تو پھر زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی،، یعنی: اے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر

الإسلام لا تُعْبَد في الأرض» أي: اللّٰهُمَّ حقِّق لي ما وعدتني وانصر المسلمين على الكفار؛ فإنك إن أهلكت هؤلاء المسلمين، فلن تُعبد في الأرض. فظل يدعو رافعًا يديه مستقبل القبلة حتى سقط رداؤه من على كتفيه، فأتاه أبو بكر فأخذ رداءه، فوضعه على كتفيه، ثم احتضنه مِن ورائه، وقال: يا نبيَّ الله، كفاك دعاءك لربك، فإنَّه سيحقق لك ما وعدك، فأنزل الله -عز وجل-: {إذ تستغيثون ربَّكم فاستجاب لكم أنِّي مُمِدُّكم بألف من الملائكة مُرْدِفين} [الأنفال: ٩] أي: إذ تستجيرون بالله وتطلبون منه النصر فاستجاب لكم وأمدكم بألف من الملائكة متتابعين. ثم أخبر ابن عباس أنه بينما رجل من المسلمين من الأنصار يجري خلف رجل من المشركين ليقتله، إذ سمع صوت ضربة بالسوط وصوت فارس يقول: «أقدِم حَيْزُوم»، فنظر فوجد المشرك قد سقط صريعًا، ووجد في وجهه أثر ضربة السوط في أنفه، وانشقاقًا في وجهه، فحدَّث الأنصاري رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- بما حدَث، فأخبره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن ذلك ملَك من ملائكة السماء الثالثة، وحيزوم هذا اسم لفرس هذا الملك، فقَتَلوا يومئذ سبعين، وأَسَروا سبعين من المشركين. فلمَّا أَسَروا هؤلاء الأسرى، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأبي بكر وعمر: ماذا نفعل في هؤلاء الأسرى؟ فقال أبو بكر: يا نبي الله، هؤلاء أقرباؤنا وبنو عمِّنا، فأرى أن تأخذ منهم مالًا وتطلق سراحهم فيكون هذا المال عونًا لنا على قتال الكفار، فعسى اللهُ أنْ يهديَهم للإسلام. وقال عمر: لا واللهِ يا رسول الله، لا أوافق على رأي أبي بكر، ولكني أرى أن نقتلهم وتجعل كل واحد منا يقتل قريبه من هؤلاء الأسرى؛ لأنهم قادة الكفر ورؤوس الضلالة. فمال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى رأي أبي بكر، ولم يمل إلى رأي عمر. وبعد هذا بيوم جاء عمر فوجد رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- وأبا بكر قاعدين يبكيان، فقال عمر: يا رسول الله، أخبرني مِن أي شيء تبكي أنت وصاحبُك؟ فإن وجدتُ بكاءً

دے، اور مسلمانوں کو کافروں پر غالب فرما۔ اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا، تو پھر زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی،، پھر آپ ﷺ اپنے ہاتھ کو پھیلائے ہوئے برابر یہ دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر آپ کے دونوں مونڈھوں سے اتر گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کی چادر کو لیا، اور آپ ﷺ کے مونڈھے پر ڈال دی، پھر آپ ﷺ کے پیچھے لپٹ گئے اور فرمایا: اے اللہ کے نبی ﷺ! بس آپ کی اتنی دعا کافی ہے، اب اللہ تعالی آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا، اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری ''إِذ تَستَغيثون رَبَّكم فاستَجاب لَكم أَنّي مُمِدُّكم بِأَلف من الملائكة مُردِفين،، [الأنفال: ٩] اخیر تک ترجمہ: ''اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔''، یعنی: جس وقت اللہ سے فریاد طلب کر رہے تھے اور اس سے مدد طلب کر رہے تھے، تو اللہ نے تمہاری دعا قبول کی اور ایک ہزار پہ درپہ آنے والے فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دیا کہ اس دن مسلمانوں میں سے ایک آدمی مشرکین کے ایک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا تاکہ اسے قتل کرے، اتنے میں اس نے کوڑے اور گھوڑسوار کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا، ''آگے بڑھ اے حیزوم!'' پھر دیکھا کہ وہ مشرک گرا پڑا ہے۔ اور اس کے چہرے میں ناک پر کوڑے کا نشان تھا اور اس کا منہ پھٹ گیا تھا۔ پھر اس انصاری صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سب بیان کیا، تو آپ ﷺ نے اسے خبر دیا کہ وہ تیسرے آسمان کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا اور حیزوم اس فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو مارا تھا، اور ستر کافروں کو گرفتار کیا تھا، جب ان قیدیوں کو گرفتار کر کے لائے تو رسول ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ''ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟،، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ ہمارے قبیلے اور برادری کے لوگ ہیں میرے خیال سے کچھ مال لے کر انہیں چھوڑ دیجیے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کی طاقت ہو جائے گی، ممکن ہے انہیں اللہ تعالی اسلام کی ہدایت دے دے۔ جب کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں رکھتا، میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں اور ہم انہیں قتل کر دیں، اور ان قیدیوں کو ہم میں سے ہر ایک قریبی اپنے قریبی کو قتل کرے، کیونکہ یہی لوگ کفر کے پیشوا اور گمراہی کے سردار ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند نہیں آئی، جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے

بكيتُ، وإن لم أجد بكاء تكلفت البكاء وشاركتكما البكاء، فأخبره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه يبكي؛ لأن الله عرض العذاب على من قال بقبول الفداء من الأسرى، وأن عذابهم قد عُرِضَ أقرب من هذه الشجرة -وأشار إلى شجرة قريبة منه صلى الله عليه وسلم- وأنزل الله -عز وجل-: {ما كان لنبي أن يكون له أسرى حتى يُثْخِنَ في الأرض} [الأنفال: ٦٧] إلى قوله {فكلوا مما غنمتم حلالا طيِّبا} [الأنفال: ٦٩] أي: ما ينبغي ولا يليق به إذا قاتل الكفار الذين يريدون أن يطفئوا نور الله، ويسعون لإبادة دينه، أن يتسرع إلى أسرهم وإبقائهم لأجل الفداء الذي يحصل منهم، وهو عرض قليل بالنسبة إلى المصلحة المقتضية إبادتهم وإبطال شرهم، فما دام لهم شر وقوة، فالأوفق أن لا يؤسروا، فإذا بطل شرهم وضعفوا، فحينئذ لا بأس بأخذ الأسرى منهم وإبقائهم، ثم أحل الله لهم الأموال التي يأخذونها من الكفار قهرًا.

ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بتلائیں کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر رونے والی چیز ہے تو میں بھی روؤں، اور اگر مجھے رونا نہیں آیا تو رونے کی کیفیت تو بنا لوں! اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: کہ وہ اس لیے رو رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جنہوں نے قیدیوں سے فدیہ لینے کی بات کی ان پر عذاب پیش کیا، اور ان پر عذاب اس درخت سے بھی قریب تر پیش کیا گیا، ''نبی ﷺ کے قریب ایک درخت تھا اس درخت کی طرف اشارہ ہے''۔ اللہ عز وجل نے یہ آیت {ما كان لنبی أن یكون له أسری حتی یُثْخِنَ فی الأرض} [الأنفال: ٦٧] سے {فكلوا مما غنمتم حلالا طيّبا} [الأنفال: ٦٩] اخیر تک، اتاری۔ ترجمہ: ''نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہیے جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔ تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ملتی پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے، خوب کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ غفور ورحیم ہے''۔ یعنی: وہ کفار جو اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور دین کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں ان سے فدیہ لے کر چھوڑنا مناسب اور ٹھیک نہیں، کیونکہ یہ فدیہ لینا ایک معمولی چیز ہے بنسبت ان کے اس شر اور برائی کے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے اس شر کو ختم کر دیا جائے، کیونکہ جب تک ان کا یہ شر اور طاقت نیست و نابود نہ ہوگا اس وقت تک ان سے فدیہ نہ لیا جائے، لیکن جب ان کا شر ختم ہو جائے اور وہ کمزور پڑ جائیں تو اس وقت انہیں باقی رکھنے اور ان سے فدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں، پھر اللہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے زبردستی لیے گئے اموال کو حلال کر دیا۔

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِالمَلَائِكَةِ >> أَعْمَالُ المَلَائِكَةِ

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- يَهْتِف : يرفع صوته في الدعاء.
- أَنْجِزْ : أحضر لي ما وعدتني.
- العِصابة : الجماعة.
- مَنْكِبيه : كتفيه.
- التزمه : ضمه إليه.
- مناشدتك : المناشدة السؤال مأخوذة من النشيد وهو رفع الصوت.
- تستغيثون : تستنصرون.
- مُرْدِفين : متتابعين.
- يشتَدُّ : يجري.

- السَّوْط : أداة من الجلد ونحوه، يُضرب بها الإنسان أو الحيوان.
- حَيْزُوم : اسم فرس المَلَك.
- خَرَّ : سقط
- خُطِمَ أنفُه : أُصيب بضربة أثَّرت فيه.
- العَشِيرة : القبيلة.
- فِدْيَة : مال يُدفع لتخليص الإنسان من أسر أو غيره.
- صناديد : أشراف.
- هَوِي : أحب.
- تباكيت : تكلفت البكاء.
- أدنى : أقرب.
- يُثْخِن في الأرض : يتمكن فيها فيبالغ في قتل أعدائه.
- الغنيمة : ما يؤخذ من المحاربين في الحرب قهرًا.

فوائد الحديث:

١. من آداب الدعاء استقبال القبلة ورفع اليدين.
٢. الإلحاح وكثرة السؤال من أسباب إجابة الدعاء.
٣. أنه لا بأس برفع الصوت في الدعاء، إذا كان الأمر يحتمل ذلك أو يتطلب رفع الصوت، وإلا فالأصل في الدعاء خفض الصوت.
٤. الملائكة قاتلت مع المسلمين يوم بدر.
٥. أن البكاء قد يهيج البكاء، وأن التباكي جائز أيضًا من كل مخلص.
٦. ما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من الذل والخضوع لله -عز وجل-, والاستعانة به وسؤاله في جميع أموره.
٧. أن الحكمة تقتضي استعمال اللين في موضعه المناسب والشدة في موضعها المناسب.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن – الرياض. -الإفصاح عن معاني الصحاح، ليحيى بن هبيرة بن محمد بن هبيرة الذهلي الشيباني، المحقق: فؤاد عبد المنعم أحمد، الناشر: دار الوطن، سنة النشر: ١٤١٧هـ -تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي لمحمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. -مختار الصحاح، لزين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، نشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت – صيدا، لطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م. -معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ- ٢٠٠٨ م.

الرقم الموحد: (10555)

لما نزلت آية الصدقة كنَّا نُحَامل على ظُهورنا، فجاء رَجُل فَتَصَدَّقَ بشيء كثير، فقالوا: مُراءٍ، وجاء رَجُل آخر فَتَصَدَّقَ بصاع، فقالوا: إن الله لَغَنِيٌّ عن صاع هذا! فنزلت: {الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات}

جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے (محنت مزدوری کرتے تھے تاکہ اس سے جو اجرت ملے اسے صدقہ کریں)، چنانچہ ایک شخص آیا اور بہت ساری چیز کا صدقہ کیا۔ تو (منافق) لوگوں نے کہا: یہ ریاکار ہے۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے ایک صاع (یعنی تقریباً اڑھائی کلو) صدقہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالی اس کے صاع سے بے نیاز ہے! چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: {الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لایجدون الاجہدہم}. ”جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں۔“ [التوبۃ: ۷۹]

٢٧١. الحديث:

عن أبي مسعود عقبة بن عمرو الأنصاري البدري -رضي الله عنه- قال: لما نزلت آية الصدقة كنَّا نُحَامِلُ على ظُهُورِنَا، فجاء رجل فتصدق بشيء كثير، فقالوا: مُراءٍ، وجاء رجل آخر فتصدق بصاع، فقالوا: إن الله لَغَنِيٌّ عن صاع هذا!؛ فنزلت: {الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات والذين لا يجدون إلا جهدهم}[التوبة: ٧٩].

٢٧١. حدیث:

ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی، وہ بیان کرتے ہیں: جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے (محنت مزدوری کرتے تھے تاکہ اس سے جو اجرت ملے اسے صدقہ کریں)، چنانچہ ایک شخص آیا اور بہت ساری چیز کا صدقہ کیا۔ تو (منافق) لوگوں نے کہا: یہ ریاکار ہے۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے ایک صاع (یعنی تقریباً اڑھائی کلو) صدقہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالی اس کے صاع سے بے نیاز ہے! چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: {الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لایجدون الاجہدہم}. ”جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں۔“ [التوبۃ: ۷۹]

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال أبو مسعود -رضي الله عنه- لما نزلت آية الصدقة: يعني الآية التي فيها الحث على الصدقة قال الحافظ: كأنه يشير إلى قوله -تعالى-: (خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا) الآية [التوبة (١٠٣)] جعل الصحابة -رضي الله عنهم- يبادرون ويسارعون في بذل الصدقات إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ، كل واحد يحمل بقدرته من الصدقة إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فجاء رجل بصدقة كثيرة، وجاء رجل بصدقة قليلة، فكان المنافقون إذا جاء الرجل بالصدقة الكثيرة؛ قالوا: هذا مُراءٍ، ما قصد به

اجمالی معنی:

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی یعنی وہ آیت نازل ہوئی جس میں صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گویا ان کا اشارہ اللہ کے اس فرمان کی طرف ہے کہ: (خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا) [التوبۃ: ۱۰۳] ترجمہ: ”آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کردیں۔“ اس پر صحابہ کرام بڑھ چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو صدقات دینے لگے۔ ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صدقہ لے کر آتا۔ چنانچہ کوئی آدمی زیادہ صدقہ لے کر آیا، تو کوئی آدمی تھوڑا صدقہ لے کر آیا۔ جب کوئی شخص زیادہ صدقہ لے کر آتا تو منافقین کہتے: یہ ریاکار ہے، اس سے اس کا مقصود اللہ کی رضا نہیں ہے۔ اور جب کوئی شخص تھوڑا

وجه الله، وإذا جاء الرجل بالصدقة القليلة؛ قالوا: إن الله غني عنه، وجاء رجل بصاع، قالوا: إن الله غني عن صاعك هذا. فأنزل الله -عز وجل-: (الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات والذين لا يجدون إلا جهدهم) (التوبة: ٧٩) أي: يعيبون المتطوعين المتصدقين، والذين لا يجدون إلا جهدهم، فهم يلمزون هؤلاء وهؤلاء، (فيسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب أليم)، فهم سخروا بالمؤمنين؛ فسخر الله منهم، والعياذ بالله.

صدقہ لے کر آتا تو کہتے: اللہ اس سے بے نیاز ہے۔ ایک آدمی ایک صاع اناج بطور صدقہ لے کر آیا تو منافقین کہنے لگے: اللہ کو تیرے اس صاع کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: (الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات والذين لايجدون إلاجهدهم)۔ ''جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنھیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں۔'' (التوبۃ: ۷۹) یعنی جو برضا و رغبت صدقہ دینے والوں کی برائیاں کرتے ہیں اور ان لوگوں کی جن کے پاس اپنی محنت مزدوری کے سوا کچھ نہیں ہوتا، پس وہ ان دونوں قسم کے لوگوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ (فيسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب أليم) ''پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے انہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' (التوبۃ: ۷۹) انھوں نے مومنوں کا مذاق اڑایا؛ تو اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے، العیاذ باللہ۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > النفاق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نُحَامِلُ : أي: يحمل أحدنا على ظهره بالأجرة ويتصدق بها.
- مُراءٍ : من الرياء، وهو أن يظهر الإنسان في نفسه خلاف ما هو عليه؛ ليراه الناس من أجل السمعة والشهرة.
- صَاع : الصاع: مكيال يبلغ وزنه أربعة أمداد، والمد: ملء كفَّي الرجُل المتوسط، ويقدر بثلاثة كيلو تقريبًا.
- يَلْمِزُونَ : يعيبون.
- الْمُطَّوِّعِينَ : الْمُتَنَفِّلِينَ.
- جُهْدَهُمْ : طاقتهم.

فوائد الحديث:

١. مسارعة الصحابة إلى فعل الطاعات، ومجاهدة أنفسهم على ذلك مع قلة ما في أيديهم.
٢. على المسلم أن يعمل ويخلص عمله لله، ولا يلتفت بعد ذلك إلى المُثَبِّطِين.
٣. الحث على الصدقة ولو بالشيء اليسير.
٤. عدم احتقار المعروف وإن كان قليلا.
٥. على الإنسان أن يطيع ربه قدر استطاعته، ويتصدق بما يقدر عليه وإن قل، وعليه ألا يلتفت إلى الآخرين من المنافقين وأصحاب الدعايات السيئة.
٦. فيه ضيق أحوال بعض الصحابة -رضي الله عنهم.-
٧. مُدافعة الله -عزو جل- للمؤمنين.
٨. شِدَّة عداوة المنافقين للمؤمنين.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ ٢٠٠٢م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد

زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (4245)

لن يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ من خَيْرٍ حتى يكون مُنْتَهَاهُ الجَنَّة

مومن نیکی کرنے سے ہر گز آسودہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت تک پہنچ جائے۔

٢٧٢. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لن يشبع مؤمن من خير حتى يكون منتهاه الجنة».

٢٧٢. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن نیکی کرنے سے ہر گز آسودہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت تک پہنچ جائے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أي لا يتوقف مؤمن في تحصيل كل ما يقرب إلى الله تعالى من سائر الطاعات بل يستمر في ذلك إلى أن يموت فيدخل الجنة بما اكتسب في حياته من العمل الصالح، ومن أشرفها تحصيل العلم الشرعي. وفي معناه: حديث أنس -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "مَنْهُومَانِ لا يَشْبَعَان: مَنْهُوم في العلم لا يَشبع منه ومَنْهُوم في الدنيا لا يَشبع منها" وصححه الشيخ الألباني في مشكاة المصابيح (٨٦/١) برقم (٢٦٠).

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جو نیک کام مومن کو اللہ تعالی کے قریب کرتے ہیں ان کے کرنے سے وہ کبھی نہیں رُکتا بلکہ ان میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آ جائے اور اپنی زندگی میں کیے جانے والے نیک اعمال کی بدولت وہ جنت میں داخل ہوجائے۔ ان نیک اعمال میں سے سب سے افضل شریعت کا علم حاصل کرنا ہے۔ اسی معنی پر مشتمل ایک اور حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دو پیاسے کبھی سیراب نہیں ہوتے، ایک علم کا پیاسا جو حصولِ علم سے سیراب نہیں ہوتا اور دوسرا دنیا کا پیاسا جو اس کے حصول سے سیراب نہیں ہوتا۔ یہ حدیث مشکاۃ المصابیح (٨٦/١) میں مذکور ہے۔ حدیث نمبر: ٢٦٠ اور شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > زيادة الإيمان ونقصانه

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يشبع : يقنع
- منتهاه : المنتهى: الغاية والنهاية.

فوائد الحديث:

١. الحث على أعمال البر والاستمرار عليها، ومن أشرفها تعلم العلم الشرعي تعلما وتعليما؛ لأنه يضبط العمل ويكون حاكما عليه.
٢. المؤمن يطلب المزيد من الخير تحقيقا؛ لقوله تعالى: (وقل رب زدني علما)
٣. للعلم لذة متجددة يجدها طالب العلم كلما اجتهد في تحصيله ،ولفظ الشبع يدل على طلب الزيادة

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. ضَعِيفُ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ :محمد ناصر الدّين الألباني -مكتَبة المَعارف لِلنَشْرِ والتوزيْع، الرياض - الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر

العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة- الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت.

الرقم الموحد: (3800)

لو أنفقت مثل أُحُد ذَهَبًا ما قَبِلَه الله منك حتى تؤمن بالقدر، وتعلم أن ما أصابك لم يكن ليخطئك، وما أخطأك لم يكن ليصيبك، ولو مُتَّ على غير هذا لكنت من أهل النار

اگر تم احد کے برابر سونا بھی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو تو اللہ تعالیٰ اس کو تمہاری طرف سے قبول نہیں فرمائے گا جب تک کہ تم تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ اور یہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ نہ پہنچتا اور جو کچھ تمہیں نہیں پہنچا وہ ایسا نہیں کہ تمہیں پہنچ جاتا، اور اگر تم اس عقیدے کے علاوہ کسی اور عقیدے پر مر گیے تو ضرور جہنمیوں میں سے ہوگے۔

٢٧٣. الحديث:

عن ابن الدَّيْلَمِي قال: أتيتُ أُبَيَّ بن كعب فقلتُ: في نفْسي شيء من القدر، فحَدِّثْني بشيء لعل الله يُذْهِبَه مِن قلبي. فقال: «لو أنفقتَ مثل أُحُد ذَهَبًا ما قَبِلَه الله منك حتى تؤمن بالقدَر، وتعلمَ أنّ ما أصابك لم يكن ليُخطِئك، وما أخْطأك لم يكن لِيُصِيبَك، ولو مُتَّ على غير هذا لكنتَ مِن أهل النار». قال: فأتيتُ عبد الله بن مسعود، وحذيفة بن اليمان، وزيد بن ثابت، فكلهم حدَّثني بمثل ذلك عن النبي -صلى الله عليه وسلم-.

٢٧٣. حدیث:

ابن دیلمی کہتے ہیں کہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ شبہ پیدا ہوگیا ہے، لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے یہ امید ہو کہ اللہ تعالیٰ اس شبہ کو میرے دل سے نکال دے گا، انھوں نے فرمایا: اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا بھی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو تو اللہ تعالیٰ اس کو تمہاری طرف سے قبول نہیں فرمائے گا جب تک کہ تم تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ اور یہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ تمہیں نہیں پہنچتا، اور جو کچھ تمہیں نہیں پہنچا وہ ایسا نہیں کہ تمہیں پہنچ جاتا اور اگر تم اس عقیدے کے علاوہ کسی اور عقیدے پر مر گیے تو ضرور جہنمیوں میں سے ہوگے۔ ابن دیلمی کہتے ہیں: پھر میں عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنھم اجمعین کے پاس آیا تو ان سب نے مجھ سے اسی کے مثل نبی اکرم ﷺ کی مرفوع روایت بیان کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُخْبِرُ عبد الله بن فَيْرُوز الدَّيْلَمِي -رحمه الله-: أنه حدَث في نفسه إشكالٌ في أمر القدر، فخَشِيَ أن يُفْضِيَ به ذلك إلى جُحُوده، فذهب يسأل أهل العلم من صحابة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ لحَلِّ هذا الإشكال، وهكذا ينبغي للمؤمن أن يسأل العلماء عما أُشْكِلَ عليه، عملًا بقول الله تعالى: {فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون}، فأفتاه هؤلاء العلماء كلهم بأنه لا بُدَّ من الإيمان بالقضاء والقدر، وأن إنفاق القدر العظيم لا يقبل من الذي لا يؤمن بالقدر، وأن مَن مات وهو لا يؤمن به كان من أهل النار.

اجمالی معنی:

عبداللہ بن فیروز دیلمی رحمہ اللہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ ان کے دل میں تقدیر کے مسئلہ میں کچھ اشکال و اشتباہ پیدا ہوگیا اور انھیں اس بات کا خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ اشکال انھیں تقدیر کے انکار تک نہ پہنچا دے، چنانچہ اس اشکال کو دور کرنے کے لیے وہ اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین سے مسئلہ کا حل دریافت کرنے لگے۔ لہٰذا اسی طرح ہر مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "فَاسْأَلُوا أَہْلَ الذِّکْرِ إِن کُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ"(سورہ النحل: ٤٣۔ (پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو) پر عمل کرتے ہوئے، اپنے مشتبہ و مشکل مسائل کے بارے میں علمائے کرام سے حل دریافت کرے۔ چنانچہ ان سارے علماء نے ابن فیروز دیلمی کو یہی فتویٰ دیا کہ قضاء و قدر پر ایمان لانا لازمی ہے اور عظیم کمیت پر مبنی انفاق فی سبیل اللہ کو اس شخص سے قبول نہیں کیا جائے گا جس کا تقدیر پر ایمان نہ ہو اور جو اس حال میں مر جائے کہ تقدیر پر اس کا ایمان نہ ہو تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔

التصنيف: عقيدة >> التَوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> ما جاء في منكري القدر.
راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.
التخريج: أبي بن كعب وعبد الله بن مسعود وحذيفة بن اليمان وزيد بن ثابت -رضي الله عنهم-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- في نفسي شيء من القدر : أي: شَكٌّ واضطرابٌ قد يُؤَدِّي إلى جَحْدٍ.
- لو أنفقت مثل أُحُد ذَهَبًا : هذا من باب التمثيل لا التحديد.
- ولو مت على غير هذا : أي: على غير الإيمان بالقدر.
- لكنت من أهل النار : أي: لأنك جَحَدْتَ رُكْنًا من أركان الإيمان، ومن جَحَد واحدًا منها فقد جَحَد جميعها.

فوائد الحديث:

١. الوعيد الشديد على من لم يؤمن بالقدر.
٢. سؤال العلماء عما أشكل من أمور الاعتقاد وغيره.
٣. أن من وظيفة العلماء كشف الشبهات ونشر العلم بين الناس.
٤. سَعَة فقه الصحابة وعلمهم -رضي الله عنهم-.
٥. كفر منكري القدر.
٦. الأعمال بخواتيمها.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. -سنن ابن ماجه, ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م -الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م -الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (5954)

لَيأتين على الناس زمان يطوف الرجل فيه بالصدقة من الذهب فلا يجد أحدا يأخذها منه، ويرى الرجل الواحد يتبعه أربعون امرأة يلذن به من قلة الرجال وكثرة النساء

لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر نکلے گا، لیکن کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور یہ بھی ہو گا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہو جائیں گی؛ ایسا مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہو گا۔

٢٧٤. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لَيَأْتِيَنَّ على الناس زمانٌ يَطُوفُ الرجلُ فيه بالصدقة من الذهب فلا يجد أحدا يأخذها منه، ويُرَى الرجلُ الواحدُ يَتْبَعُهُ أربعون امرأة يَلُذْنَ به من قِلَّةِ الرجال وكَثْرَةِ النساء».

٢٧٤. حدیث:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر نکلے گا، لیکن کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور یہ بھی ہو گا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہو جائیں گی؛ ایسا مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہو گا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سيكثر المال بين يدي الناس حتى لا يوجد من يأخذه، وسيقل الرجال ويكثر النساء إما بسبب الحروب الطاحنة وإما لكثرة ولادة النساء، حتى يكون للرجل الواحد أربعون امرأة، من بنات وأخوات وشبههن من القريبات يلتجئن إليه ويستغثن به.

اجمالی معنیٰ:

عن قریب لوگوں کے یہاں مال کی بہتات ہوگی، یہاں تک کہ اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ نیز مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی؛ ایسا یا تو ہلاکت خیز جنگوں کی وجہ سے ہو گا یا خواتین کی کثرتِ ولادت کی وجہ سے۔ یہاں تک کہ ایک مرد کے پاس چالیس عورتیں ہوں گی، بشمول اس کی بیٹیوں، بہنوں اور دیگر قریبی خواتین وغیرہ کے، جو اس کی پناہ ومدد کی خواست گار ہوں گی۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- يلذن به : يعتصمن به.

فوائد الحديث:
١. الحض على التبكير في إخراج الصدقات.
٢. الإشارة إلى كثرة المال بين يدي الناس حتى لا يوجد من يأخذه في آخر الزمان.
٣. الإشارة إلى كثرة الحروب والقتل في آخر الزمان مما يؤدي إلى قتل الرجال فيقلون ويكثر النساء.

المصادر والمراجع:
نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.
الرقم الموحد: (3118)

لیبلغن هذا الأمر ما بلغ الليل والنهار، ولا يترك الله بيت مدر ولا وبر إلا أدخله الله هذا الدين، بعز عزيز أو بذل ذليل، عزا يعز الله به الإسلام، وذلا يذل الله به الكفر

یہ دین ہر اس جگہ تک پہنچ کر رہے گا جہاں دن اور رات کا چکر چلتا ہے اور اللہ کوئی کچا پکا گھر ایسا نہیں چھوڑے گا جہاں اس دین کو داخل نہ کر دے، خواہ اسے عزت کے ساتھ قبول کر لیا جائے یا اسے رد کر کے (دنیا و آخرت کی) ذلت قبول کر لی جائے، عزت وہ ہوگی جو اللہ اسلام کے ذریعے عطا کرے گا اور ذلت وہ ہوگی جس سے اللہ کفر کو ذلیل کر دے گا۔

٢٧٥. الحديث:

عن تَميم الداري -رضي الله عنه-، قال: سمعتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «لَيَبْلغنَّ هذا الأمرُ ما بلغ الليلُ والنهارُ، ولا يترك اللهُ بيت مَدَر ولا وَبَر إلا أدخله الله هذا الدين، بعِزِّ عزيز أو بذُلِّ ذليل، عزا يُعِزُّ الله به الإسلام، وذُلًا يُذل الله به الكفر» وكان تميم الداري، يقول: قد عرفتُ ذلك في أهل بيتي، لقد أصاب مَن أسلم منهم الخير والشرف والعز، ولقد أصاب من كان منهم كافرا الذل والصَّغَار والجِزية.

٢٧٥. حدیث:

تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دین ہر اس جگہ تک پہنچ کر رہے گا جہاں دن اور رات کا چکر چلتا ہے اور اللہ کوئی کچا پکا گھر ایسا نہیں چھوڑے گا جہاں اس دین کو داخل نہ کر دے، خواہ اسے عزت کے ساتھ قبول کر لیا جائے یا اسے رد کر کے (دنیا و آخرت کی) ذلت قبول کر لی جائے؛ عزت وہ ہوگی جو اللہ اسلام کے ذریعے عطا کرے گا اور ذلت وہ ہوگی جس سے اللہ کفر کو ذلیل کر دے گا۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس فرمان رسول ﷺ کی صداقت میں نے اپنے خاندان میں دیکھی ہے کہ ان میں سے جو مسلمان ہوگیا، اسے خیر، شرافت اور عزت نصیب ہوئی اور جو کافر رہا، اسے ذلت، رسوائی اور جزیہ کا سامنا کرنا پڑا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن هذا الدين سوف يعم جميع أجزاء الأرض، فأي مكان وصله الليل والنهار سيصله هذا الدين، ولن يترك الله تعالى بيتًا في المدن والقرى ولا في البوادي والصحراء إلا أدخل عليه هذا الدين، فمن قبل هذا الدين وآمن به فإنه يكون عزيزًا بعزة الإسلام، ومن رفضه وكفر به فإنه يكون ذليلا مهانا. ويخبر الصحابي الجليل تميم الداري راوي هذا الحديث أنه عرف ذلك الذي أخبر به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في أهل بيته خاصة، فإن من أسلم منهم ناله الخير والشرف والعز، ومن كفر منهم ناله الذل والهوان هذا مع ما يدفعه للمسلمين من أموال.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ خبر دے رہے ہیں کہ یہ دین زمین کے سارے حصوں میں پھیل جائے گا، جہاں کہیں بھی رات اور دن کا وجود ہوگا وہاں اللہ تعالی ضرور بالضرور اس دین کو پہنچا کر رہے گا، اور کوئی گھر شہر میں یا قریہ و دیہات میں اور صحرا اور وادیوں میں ایسا نہ ہوگا لیکن اس میں اسلام کو داخل کر دے گا، تو جس نے بھی اس دین کو قبول کیا اور اس پر ایمان لایا، وہ اسلام کی عزت کی وجہ سے عزیز ہوگا اور وہ شخص جس نے اسلام کے اپنانے سے انکار اور کفر کیا، تو وہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ باتیں جن کی خبر اللہ کے رسول ﷺ نے دی ہے خود اپنے خاندان میں ان کو جانا اور پہچانا ہے، یقیناً وہ لوگ جو ان میں سے مسلمان ہوئے انہیں بہت ساری بھلائی، عزت و مرتبہ ملا لیکن اُن میں سے جو لوگ کفر پر قائم رہے انہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو مال کی صورت میں خراج بھی دینا پڑتا تھا۔

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِاليَوْمِ الآخِرِ >> أَشْرَاطُ السَّاعَةِ

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: تميم الداري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- مَدَر : أهل القرى والمدن.
- وبر : أهل البادية والصحراء.
- الصَّغَار : الذل والهوان.
- الجِزية : هي المال الذي تعقد عليه الذمة لغير المسلم لأمنه واستقراره، تحت حكم الإسلام وصونه.

فوائد الحديث:

١. بشارة للمسلمين بأن دينهم سينتشر في جميع أجزاء الأرض.
٢. أن العزة للإسلام والمسلمين والذل للكفر والكافرين.
٣. فيه دليل من دلائل النبوة وعلم من أعلامها.
٤. إيجاب الجزية على أهل الذمة.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، لمكتبة المعارف. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، لأحمد بن محمد بن علي الفيومي، الناشر: المكتبة العلمية – بيروت. الموسوعة الفقهية الكويتية, صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ).

الرقم الموحد: (11220)

ليس مِنَّا من ضرب الْخُدُودَ، و شَقَّ الْجيوبَ، ودعا بِدَعْوَى الجاهلية

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور دورِ جاہلیت کی سی باتیں کرے۔

٢٧٦. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعًا: «ليس مِنَّا من ضرب الْخُدُودَ، وشَقَّ الْجُيُوبَ، ودعا بِدَعْوَى الجاهلية».

٢٧٦. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور دورِ جاہلیت کی سی باتیں کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لله ما أخذ، وله ما أعطى وفي ذلك الحكمة التامة، والتصرف الرشيد، ومن عارض في هذا ومانعه، فكأنما يعترض على قضاء الله وقدره الذي هو عين المصلحة والحكمة، وأساس العدل والصلاح. ولذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- ذكر أنه من تسخطَ وجزع من قضاء الله فهو على غير طريقته المحمودة، وسنته المنشودة، إذ قد انحرفت به الطريق إلى ناحية الذين إذا مسهم الشر جزعوا وهلعوا؛ لأنهم متعلقون بهذه الحياة الدنيا فلا يرجون بصبرهم على مصيبتهم ثواب الله ورضوانه. فهو بريء ممن ضعف إيمانهم فلم يتحمَّلوا وَقْعَ المصيبة حتَّى أَخْرَجَهُم ذلك إلى التسخُّط القلبي والقولي بالنياحة والندب، أو الفعلي كشق الجيوب، ولطم الخدود؛ إحياءً لعادة الجاهلية. وإنما أولياؤه الذين إذا أصابتهم مصيبة سلَّموا بقضاء الله -تعالى-، وقالوا: {إِنَّا للهِ و إِنا إِليه رَاجِعُونَ أولئِكَ عَلَيهِم صَلَوات مِنْ رَبِّهِم وَرَحمَة وَأُولئِكَ هُمُ المُهتَدُونَ}. ومذهب أهل السنة والجماعة، أن المسلم لا يخرج من دائرة الإسلام بمجرد فعل المعاصي وإن كبرت، كقتل النفس بغير حق. ويوجد كثير من النصوص الصحيحة تفيد بظاهرها خروج المسلم من الإسلام؛ لفعله بعض الكبائر، وذلك كهذا الحديث "ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب الخ، وأحسن تأويلاتهم ما قاله شيخ الإسلام "ابن تيمية" من أن الإيمان نوعان: أ- نوع يمنع من دخول

اجمالی معنی:

اللہ جو لے لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے وہ بھی اسی کا ہے۔ اسی میں کامل حکمت مضمر ہے اور یہی راست پر مبنی تصرف ہے۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے اور اس میں جھگڑا کرتا ہے وہ گویا اللہ کی قضاء وقدر پر نکتہ چینی کرتا ہے حالانکہ وہ عین مصلحت اور حکمت ہے اور عدل و صلاح کی بنیاد ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی قضاء پر جزع فزع اور اظہار ناراضگی کرتا ہے وہ ناپسندیدہ اور آپ ﷺ کی سنت کے برخلاف فعل کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ ایسے شخص کا میلان ان لوگوں کی طرف ہو جاتا ہے جنہیں جب کوئی برائی لاحق ہوتی ہے تو وہ خوب جزع فزع کرتے ہیں اور بے قرار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دل اس زندگی سے جڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے اوپر آنے والی مصیبت پر صبر کرنے پر اللہ سے ثواب اور اس کی رضا کے امیدوار نہیں ہوتے۔ پس وہ ان لوگوں سے بری ہیں جن کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور جو مصیبت کو برداشت نہیں کر پاتے بلکہ اس کی وجہ سے بین کر کے اور نوحہ کر کے دلی اور قولی طور پر یا پھر گریبانوں کو پھاڑ کر اور جاہلیت کے طور طریقے کو اپناتے ہوئے اپنے رخسار پیٹ کر فعلی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ کے اولیاء وہ لوگ ہیں جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ تعالی کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں: {إِنَّا للهِ و إِنا إِليه رَاجِعُونَ. أولئِكَ عَلَيهِم صَلَوات مِنْ رَبِّهِم وَرَحمَة وَأُولئِكَ هُمُ المُهتَدُونَ}۔ ترجمہ: ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (سورہ بقرہ: ١٥٦-١٥٧)۔ اہلِ سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان صرف گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا چاہے یہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں جیسے ناحق کسی جان کا قتل۔ بہت سی ایسی صحیح نصوص موجود ہیں جن کا ظاہری معنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مسلمان کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے یہ حدیث کہ "جس نے رخسار پیٹے

النار. ب- ونوع لا يمنع من الدخول، ولكن يمنع من الخلود فيها. فمن كَمُل إيمانه وسار على طريق النبي -صلى الله عليه وسلم- وهديه الكامل، فهو الذي يمنعه إيمانه من دخول النار. وقال -رحمه الله- : إنّ الأشياء لها شروط وموانع، فلا يتم الشيء إلا باجتماع شروطه وانتفاء موانعه، مثال ذلك إذا رتب العذاب على عمل، كان ذلك العمل موجباً لحصول العذاب ما لم يوجد مانع يمنع من حصوله، وأكبر الموانع، وجود الإيمان، الذي يمنع من الخلود في النار.

اور گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔۔۔"ان احادیث کی سب سے بہتر تاویل وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایمان کی دو اقسام ہیں : ا۔ وہ ایمان جو جہنم میں داخل ہونے سے بچاتا ہے۔ ب۔ وہ ایمان جو جہنم میں جانے سے نہیں بچاتا تاہم ہمیشہ جہنم میں رہنے سے روکتا ہے۔ جس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے اور وہ نبی ﷺ کے طریقے پر گامزن ہو جاتا ہے اور آپ ﷺ کی کامل سیرت کو اختیار کر لیتا ہے وہ ایسا شخص ہوتا ہے جس کا ایمان اسے جہنم میں داخل ہونے سے بچا لیتا ہے۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں : تمام اشیاء کی کچھ شرائط اور کچھ موانع ہوتے ہیں اور کوئی شے صرف اسی وقت پوری ہوتی ہے جب اس کی تمام شرائط پوری ہوں اور تمام موانع غیر موجود ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب عذاب کو کسی عمل پر مرتب کیا جائے تو وہ عمل عذاب ہونے کا موجب ہو گا جب تک کہ اس کے نہ ہونے کا کوئی موجب نہ پایا جائے۔ عذاب ہونے میں سب سے بڑا مانع ایمان کا موجود ہونا ہے جو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے سے بچاتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > مسائل الجاهلية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ليس مِنَّا : ليس من أهل طريقتنا.
- دَعْوَى الجاهلية : وذلك بالتفجع على الميت، والنياحة عليه بأنه: قاتل النفوس، وكهف العشيرة، وكافل الأيتام، ... إلى غير ذلك من المناقب التي كانوا يعددونها، ومثله الندبة كـ"يا سنداه" و "انقطاع ظهراه" وكل قول ينبئ عن السخط والجزع من قدر الله تعالى وحكمته.
- ضرب الْخُدُودَ : لطمها، وقد جاء بالجمع مناسبة لما بعده.
- الجيوب : الجَيْب ما شق من الثوب لإدخال الرأس.

فوائد الحديث:

١. أن هذا الفعل وهذا القول من الكبائر؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- تَبَرَّأَ ممن عمل ذلك، ولا يتبرأ إلا من فعل كبيرة.
٢. كمال طريقة النبي صلى الله عليه وسلم واتباعه.
٣. تحريم التسخط من أقدار الله المؤلمة، وإظهار ذلك: بالنياحة أو الندب أو الحلق أو الشق أو غير ذلك، كَحَثي التراب على الرأس.
٤. تحريم تقليد الجاهلية بأمورهم التي لم يقرهم الشارع عليها، ومن جملتها دعاويهم الباطلة عند المصائب.
٥. الدعاء بالويل والثبور من الجهل؛ إذ لا يستفيد الداعي به سوى الدعاء على نفسه، وإشعال حرارة الأحزان، وعدم الرضا بالقضاء.
٦. لا بأس من الحزن والبكاء، فهو لا ينافي الصبر على قضاء الله تعالى، وإنما هو رحمة جعلها الله في قلوب الأقارب والأحباب.
٧. على المسلم الرضا بقضاء الله، فإن لم يرض فالصبر واجب عليه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة

ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة، ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5380)

ليس من رجل ادعى لغير أبيه -وهو يعلمه- إلا كفر، ومن ادعى ما ليس له، فليس منا وليتبوأ مقعده من النار، ومن دعا رجلا بالكفر، أو قال: عدو الله، وليس كذلك، إلا حار عليه

جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کے اپنا باپ ہونے کا دعوی کیا تو اس نے کفر کیا۔ اور جس شخص نے کسی ایسی شے کا دعوی کیا جو اس کے پاس نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ اور جس کسی نے دوسرے شخص کو کافر کہہ کر پکارا، یا یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن۔ اور وہ شخص حقیقت میں ایسا نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا اس کی طرف لوٹ آتا ہے"۔

٢٧٧. الحديث:

عن أبي ذر-رضي الله عنه- مرفوعًا: (ليس من رجل ادَّعَى لغير أبيه -وهو يعلمه- إلا كفر، ومن ادعى ما ليس له، فليس منا وَلَيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ من النار، ومن دعا رجلا بالكفر، أو قال: عدو الله، وليس كذلك، إلا حَارَ عليه).

٢٧٧. حدیث:

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کے اپنا باپ ہونے کا دعوی کیا تو اس نے کفر کیا، جس شخص نے کسی ایسی شے کا دعوی کیا جو اس کے پاس نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے بعینہ جس کسی نے کسی دوسرے شخص کو کافر کہہ کر پکارا، یا یہ کہا کہ: او اللہ کے دشمن۔ اور وہ شخص حقیقت میں ایسا نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا اس کی طرف لوٹ آتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث وعيد شديد وإنذار أكيد، لمن ارتكب عملا من هذه الثلاثة، فما بالك بمن عملها كلها؟ أولها: أن يكون عالمًا أباه، مثبتًا نسبه فينكره ويتجاهله، مدّعيًا النسب إلى غير أبيه، أو إلى غير قبيلته. وثانيها: أن يدعي "وهو عالم" ما ليس له من نسب، أو مال، أو حق من الحقوق، أو عمل من الأعمال، أو علم من العلوم، أو يزعم صفة فيه يستغلها ويصرف بها وجوه الناس إليه، وهو كاذب فهذا عذابه عظيم، إذ تبرأ منه النبي -صلى الله عليه وسلم-، وأمره أن يختار له مقرا في النار؛ لأنه من أهلها. وثالثها: أن يرمِيَ بريئا بالكفر، أو اليهودية، أو النصرانية، أو بأنه من أعداء الله. فمثل هذا يرجع عليه ما قال؛ لأنه أحق بهذه الصفات القبيحة من المسلم الغافل عن أعمال السوء وأقواله.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس شخص کے لیے سخت وعید اور شدید ڈراوا ہے جو ان تینوں اعمال میں سے کسی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ان تینوں ہی کا مرتکب ہو؟۔ اول: جو شخص اپنے حقیقی باپ کو جانتا ہو اور جس کا نسب ثابت شدہ ہو لیکن پھر بھی وہ اس کا انکار کرے اور اس سے انجان بنے اور اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے یا پھر اپنے قبیلے کے بجائے کسی اور قبیلے کی طرف اپنی نسبت کرے۔ دوم: یا پھر جانتے بوجھتے ہوئے کسی ایسے نسب، مال، حق، عمل یا علم کا دعوی کرے یا پھر اپنے آپ میں کسی ایسی صفت ہونے کا مدعی ہو جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو۔ ایسا کرنے کا عذاب بہت بڑا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے اظہار برأت کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے کیونکہ وہ جہنمی ہے۔ سوم: کسی برے شخص پر کفر یا یہودیت یا نصرانیت کا الزام لگائے اور یہ کہے کہ وہ اللہ کے دشمنوں میں سے ہے۔ ایسا کہنا اسی شخص ہی پر لوٹ آتا ہے کیونکہ وہ ان قبیح صفات کا اس مسلمان سے زیادہ حق دار ہے جو برائی اور اس کے برے اقوال سے غافل ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > مسائل الجاهلية
العقيدة > الأسماء والأحكام > الكفر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين، عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ادعى : انتسب واعتزى.
- وهو يعلمه : أتى بهذا الشرط لأن الأنساب قد تتراخى فيها مدد الآباء والأجداد ويتعذر العلم بحقيقتها، وقد يقع اختلال في النسب في الباطن من جهة النساء ولا يشعر به.
- كفر : كفرا مخرجا عن الملة إذا استحل ذلك بعد معرفة النصوص، وكفر دون كفر إذا لم يستحله.
- من ادعى ما ليس له : كائنا ما كان علما أو تعليما أو صلاحا أو حالا أو مالا أو نعمة أو غير ذلك.
- فليس منا : ليس على هدينا وطريقتنا.
- وليتبوأ : فليتخذ له مباءة، وهي المنزل.
- ومن دعا رجلا بالكفر : قال له يا كافر.
- حار : رجع.

فوائد الحديث:

١. فيه دليل على تحريم الانتفاء من نسبه المعروف، والانتساب إلى غيره، سواء أكان ذلك من أبيه القريب، أم من أجداده، ليخرج من قبيلته إلى قبيلة أخرى، لما يترتب عليه من المفاسد العظيمة، من ضياع الأنساب، واختلاط المحارم بغيرهم، وتقطع الأرحام، وغير ذلك.

٢. اشترط العلم؛ لأن تباعد القرون، وتسلسل الأجداد، قد يوقع في الخلل والجهل، والله لا يكلف نفسًا إلا وُسْعَهَا، ولا يؤاخذ بالنسيان والخطأ.

٣. قوله "ومن ادَّعى ما ليس له" يدخل فيه كل دعوى باطلة، من نسب، أو مال، أو علم، أو صنعة، أو غير ذلك. فكل شيء يدَّعيه، وهو كاذب، فالنبي -صلى الله عليه وسلم- بريء منه، وهو من أهل النار، فليختر مقامه فيها. كيف إذا أيد دعاويه الباطلة بالأيمان الكاذبة، ليأكل بها أموال الناس؟! فهذا ضرره عظيم وأمره كبير.

٤. الوعيد الثالث فيمن أطلق الكفر، أو الفسق، أو نفى الإيمان، أو غير ذلك على غير مستحق، فهو أحق منه به؛ لأن هذا راجع عليه، فالجزاء من جنس العمل.

٥. يؤخذ منه التنبه على تحريم تكفير الناس بغير مسوغ شرعي، وكفر بواح ظاهر. فإن التكفير والإخراج من الملة، أمر خطير، لا يقدم عليه إلا عن بصيرة، وتثبت، وعلم.

٦. ليس معنى هذا أن من اشتهر بالنسبة إلى غير أبيه أن يدخل في الوعيد كالمقداد بن الأسود، وإنما المراد من تحول عن نسبه لأبيه إلى غير أبيه عالما عامدا مختارا.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ.

الرقم الموحد: (6144)

ليس منا من تَطَيَّرَ أو تُطُيِّرَ له، أو تَكَهَّنَ أو تُكُهِّنَ له، أو سحَر أو سُحِر له؛ ومن أتى كاهنا فصدَّقه بما يقول؛ فقد كفر بما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم

جوفال نکالے یا جس کے لیے فال نکالا جائے، یا جو کاہنوں کا پیشہ اختیار کرے یا جو کاہن کے پاس جائے یا جو جادو کرے یا کروائے یہ ہم میں سے نہیں۔ جو کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے کفر کیا۔

٢٧٨. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنه- وابن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ليس منا من تَطَيَّرَ أو تُطُيِّرَ له، أو تَكَهَّنَ أو تُكُهِّنَ له، أو سحَر أو سُحِر له؛ ومن أتى كاهنا فصدَّقه بما يقول؛ فقد كفر بما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم».

٢٧٨. حدیث:

عمران بن حصین اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جوفال نکالے یا جس کے لیے فال نکالا جائے، جو کہانت کا پیشہ اختیار کرے یا جو کاہن کے پاس جائے یا جو جادو کرے یا کروائے، وہ ہم میں سے نہیں۔ جو کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے کفر کیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يقول صلى الله عليه وسلم: لا يكون من أتباعنا المتبعين لشرعنا من فعل الطِّيَرَةَ أو الكهانة أو السحر، أو فُعِلَت له هذه الأشياء؛ لأن فيها ادعاء لعلم الغيب الذي اختص الله به، وفيها إفساد للعقائد والعقول، ومن صدَّق من يفعل شيئا من هذه الأمور؛ فقد كفر بالوحي الإلهي الذي جاء بإبطال هذه الجاهليات ووقاية العقول منها، ويلحق بذلك: ما يفعله بعض الناس من قراءة ما يسمى بالكف والفنجان، أو ربط سعادة الإنسان وشقائه وحظه بالبروج ونحو ذلك. وقد بيَّن كل من الإمامين البغوي وابن تيمية معنى العرَّاف والكاهن والمنجِّم والرَّمَّال بما حاصله: أن كل من يدعي علم شيء من المغيَّبات فهو إما داخل في اسم الكاهن أو مشارك له في المعنى فيلحق به، والكاهن هو الذي يخبر عما يحصل في المستقبل ويأخذ عن مُسْتَرِق السمع من الشياطين.

اجمالی معنی:

اسے امام بزار نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے معجم اوسط میں روایت کیا ہے۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> فَضَائِلُ التَّوْحِيدِ

راوي الحديث: رواه البزار عن عمران بن حصين رضي الله عنهما. ورواه الطبراني في الأوسط عن ابن عباس رضي الله عنهما.

التخريج: عمران بن حصين رضي الله عنهما، وابن عباس رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد

معاني المفردات:

- ليس منا : أي: لا يَفْعَلُ هذا مَن هو من أتباعنا، العاملين بشرعنا.
- من تطير : فَعَلَ الطِّيَرة، وهي التشاؤم بمعلوم مرئيا كان أو مسموعا، زمانا كان أو مكانا، وأضيفت إلى الطَّير؛ لأن غالب التشاؤم عند العرب بالطَّير؛ فعلِّقت به.
- أو تطير له : أي فُعِلَتِ الطِّيَرة مِن أجله.
- أو تكهن : أي: فعَل الكهانة. وهي حِرْفة الكاهن، وهو من يدعي معرفة الغيب.
- أو تكهن له : أي: فُعِلَت الكَهانة من أجله.
- أو سحر : أي: فعَل السحر. وهو استخدام الشياطين، والاستعانة بها؛ لحصول أمر، بواسطة التقرب لذلك الشيطان بشيء من أنواع العبادة.
- أو سحر له : أي: فُعِل السِّحْر من أجله.

فوائد الحديث:

١. تحريم ادعاء علم الغيب؛ لأنه ينافي التوحيد.
٢. تحريم تصديق من يفعل ذلك بكهانة أو غيرها؛ لأنه كفر.
٣. وجوب تكذيب الكهان ونحوهم، ووجوب الابتعاد عنهم، وعن علومهم.
٤. وجوب التمسك بما أُنْزِل على الرسول صلى الله عليه وسلم، وطرح ما خالفه.
٥. تحريم الطيرة والسحر والكهانة.
٦. تحريم طلب فعل هذه الثلاثة.
٧. أن القرآن منزل غير مخلوق.

المصادر والمراجع:

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، (حقق الأجزاء من ١ إلى ٩) وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من ١٠ إلى ١٧) وصبري عبد الخالق الشافعي (حقق الجزء ١٨) الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة لطبعة: الأولى، (بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م) - المعجم الأوسط سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: ٣٦٠هـ) المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني الناشر: دار الحرمين - القاهرة - سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها :محمد ناصر الدين الألباني مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض لطبعة: الأولى، (لمكتبة المعارف) - القول المفيد على كتاب التوحيد- محمد بن صالح بن محمد العثيمين- دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ التمهيد لشرح كتاب التوحيد دروس ألقاها صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ، ثم طُبعت دار التوحيد الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م - الجديد في شرح كتاب التوحيد- محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي- دارسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد- مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. - الملخص في شرح كتاب التوحيد- صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان- دار العاصمة الرياض- الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (5981)

ليلة أسري بي مررت على جبريل في الملأ الأعلى كالحلس البالي من خشية الله -عَزَّ وجَلَّ-

معراج کی رات جب میرا گزر ملأا علی میں جبرائیل کے پاس سے ہوا تو اللہ عزوجل کے خوف سے ان کی کیفیت ایسی تھی جیسے بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔

٢٧٩. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ليلةَ أُسْرِيَ بي مررتُ على جبريل في المَلَأ الأعلى كالحِلْسِ البالي مِن خَشيةِ الله -عز وجل-».

٢٧٩. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "معراج کی رات جب میرا گزر ملأا علی میں جبرائیل کے پاس سے ہوا تو اللہ عزوجل کے خوف سے ان کی کیفیت ایسی تھی جیسے بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث ذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لما عُرِج به ليلة الإسراء والمعراج مَرَّ على جبريل وهو مع الملائكة المقربين، فرأى جبريل كالثوب القديم الرقيق من شدة خوفه من الله -عز وجل-, وهذا يدل على فضل علم جبريل -عليه السلام- بالله -تعالى-, لأن من كان بالله أعلم كان أكثر خشية له.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ اسراء اور معراج کی شب جب انہیں اوپر لے جایا گیا تو ان کا گزر جبرائیل علیہ السلام کے پاس سے ہوا جو مقرب فرشتوں کے ہمراہ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اللہ عز و جل کے خوف کی شدت کی وجہ سے پرانے اور رقیق کپڑے کی مانند ہوئے پڑے ہیں۔ یہ بات جبرائیل علیہ السلام کے علم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو شخص اللہ تعالی کا جتنا زیادہ علم رکھتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ اس سے ڈرتا ہے۔

التصنيف: عقيدة >> الإيمَانُ بِالمَلَائِكَةِ >> صِفَاتُ المَلَائِكَةِ

راوي الحديث: رواه ابن أبي عاصم والطبراني.

التخريج: جابربن عبد الله -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: السنة لابن أبي عاصم.

معاني المفردات:

- الملأ الاعلى : الملائكة المقربون.
- الحِلس : كساء رقيق يوضع على ظهر البعير.
- البالي : القديم المتمزق.
- خشية : خوف.

فوائد الحديث:

١. الإيمان بحادثة الإسراء والمعراج للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. الإيمان بالملائكة، وأن جبريل أفضلهم.
٣. شدة خوف الملائكة من الله -عز وجل-، مع أنهم لا يعصون الله ما أمرهم.
٤. ينبغي للمسلم أن يقتدي بالملائكة في خوفهم من الله -عز وجل.-

المصادر والمراجع:

-النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. -تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية. -المعجم الأوسط، لسليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، الناشر: دار الحرمين - القاهرة. -السنة، لابن أبي عاصم، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٠هـ. -التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ, محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد

الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، المعروف بالأمير, المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم, مكتبة دار السلام، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م -المصباح المنير في غريب الشرح الكبير, أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم الحموي، أبو العباس, المكتبة العلمية - بيروت.

الرقم الموحد: (10422)

لئِن أنا حَيِيت حتَّى آكُل تَمَرَاتِي هذه إنَّها لحياة طويلة، فَرَمَى بما كان معه من التَّمر، ثم قاتَلَهُم حتَّى قُتِل

اگر میں اپنی ان کھجوروں کو کھا لینے تک زندہ رہا، تو پھر یہ بڑی لمبی زندگی ہوگی (یعنی جنت ملنے میں دیر ہو جائے گی)۔ پھر انھوں نے، جو کھجوریں ان کے پاس تھیں، پھینکیں اور کافروں سے لڑائی شروع کر دی، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

٢٨٠. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: انطلق رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه حتى سبقوا المشركين إلى بدر، وجاء المشركون، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يقدمن أحد منكم إلى شيء حتى أكون أنا دونه»، فدنا المشركون، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قوموا إلى جنة عرضها السماوات والأرض» قال: يقول عمير بن الحمام الأنصاري -رضي الله عنه-: يا رسول الله، جنة عرضها السماوات والأرض؟ قال: «نعم» قال: بخ بخ؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما يحملك على قولك بخ بخ؟» قال: لا والله يا رسول الله إلا رجاء أن أكون من أهلها، قال: «فإنك من أهلها» فأخرج تمرات من قرنه، فجعل يأكل منهن، ثم قال: لئن أنا حييت حتى آكل تمراتي هذه إنها لحياة طويلة، فرمى بما كان معه من التمر، ثم قاتلهم حتى قتل.

٢٨٠. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (جنگ بدر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ چل پڑے، یہاں تک کہ مشرکین سے پہلے بدر میں جا پہنچے اور پھر مشرک بھی آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص مجھ سے پہلے کسی شے کی طرف پیش قدمی نہ کرے"۔ پھر مشرک قریب پہنچے، تو فرمایا: "اٹھو اس جنت میں جانے کے لیے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے"۔ عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! انھوں نے کہا: واہ! بہت خوب! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو؟" وہ بولے: کچھ نہیں یا رسول اللہ! میں نے اس امید پر کہا کہ شاید میں بھی اہل جنت میں سے ہو جاؤں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو جنتی ہے"۔ یہ سن کر وہ چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکال کر کھانے لگے۔ پھر بولے کہ اگر میں اپنی ان کھجوروں کو کھا لینے تک زندہ رہا، تو یہ بڑی لمبی زندگی ہوگی (یعنی جنت ملنے میں دیر ہو جائے گی)۔ پھر انھوں نے، جو کھجوریں ان کے پاس تھیں، پھینکیں اور کافروں سے لڑائی شروع کر دی، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- خرج مع أصحابه من المدينة ليلاقوا قافلة أبي سفيان التي جاء بها من الشام يريد بها مكة ولم يخرجوا لقتال ولكن الله جمع بينهم وبين عدوهم من غير ميعاد ولهذا تخلف عن هذه المعركة كثير من الصحابة ولم يعاتب النبي -صلى الله عليه وسلم- أحدا منهم. ثم انطلق النبي -صلى الله عليه وسلم- فنزلوا بدرًا قبل أن ينزل به كفار قريش، وأخذ النبي -صلى الله عليه وسلم- موضعه منه، ثم جاء كفار قريش فقال -صلى الله عليه وسلم-: "لا يَقْدَمَنَّ أحد منكُم إلى شيء حتَّى أكُون أنا دُونَه". والمعنى أن النبي

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

-صلى الله عليه وسلم- ينهاهم عن التقدم إلى شيء حتى يكون هو -عليه الصلاة والسلام- أقرب إليه منهم؛ لئلا يفوت شيء من المصالح التي لا يعلمونها.
ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: "قُومُوا إلى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّماوات والأرض" أي سارعوا ولا تتأخروا عن بَذل أرواحكم في سبيل الله، فإن عاقبة ذلك جَنَّة عرضُها السماوات والأرض، وهذا من باب ترغيبهم وتحفيزهم لقتال الكفار. قال: يقول عُمَيْرُ بن الحُمَامِ الأنصاري -رضي الله عنه-: يا رسول الله، جَنَّة عَرْضُهَا السَّماواتُ والأرض؟ قال: "نعم" قال: بَخٍ بَخٍ؟ ومعنى ذلك تفخيم الأمر وتعظيمه. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: " ما يَحْمِلُكَ على قولك بَخٍ بَخٍ؟" أي ما هو الباعث الذي جعلك تقول هذه الكلمة، هل هو الخوف؟ قال: لا والله يا رسول الله إلا رَجَاء أن أكون من أهْلِها. يعني الذي جعلني أقول هذه الكلمة؛ طمعي في دخول الجَنَّة. قال: "فإنَّك من أهلِها" وهذا من تبشير النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه بالجَنَّة لتحفيزهم وبذل الوسع في العمل. ثم لما سمع عُمَيْرُ بن الحُمَامِ -رضي الله عنه- ما سمعه من البشارة من الصادق المصدوق الذي لا ينطق عن الهوى، أخرج تمرات من قَرَنه، وهو ما يوضع فيه الطعام عادة ويأخذه المجاهد ثم جعل يأكل ثم اسْتَطَال الحياة -رضي الله عنه- وقال: "لئِن أنا حَيِيت حتَّى آكُل تَمَرَاتي هذه إنَّها لحياة طويلة"، فَرَمَى بما كان معه من التَّمر، ثم تقدم فقاتل وقتل -رضي الله عنه-
.

التصنيف: العقيدة > الصحابة > فضل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَدْر : أي غَزوة بدر.
- لا يَقْدَمَنَّ أحد منكُم إلى شَيء : أي قدامه متقدما في ذلك الشيء؛ لئلا يفوت شيء من المصالح التي لا تعلمونها.
- دُونَه : أقرب منه إليه.
- بَخٍ بَخٍ : كلمة تُطلق لتَفْخِيم الأمر، وتعظيمه في الخير.

• قَرَنِه : القَرَن: جَعْبَة من جِلْد تُشَق ويُجعل فيها النَّبل.

فوائد الحديث:

١. الترغيب في الجهاد واستثارة همم المقاتلين بذكر أوصاف الجنة.
٢. ما يفعله الإيمان في عَزَائم المؤمنين من حُبِّ التضحية، والإقدام على الشهادة، واستعجال الموت حُبًّا في الأجرة والثواب.
٣. ينبغي على قائد جيش المسلمين السبق إلى المراكز الحيوية ليحرم العدو من استغلالها والإفادة منها، ولذلك سبق المسلمون بقيادة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى ماء بَدْر، فحرموا المشركين من عنصر هام في المعركة.
٤. الأمير أو القائد يكون أمام الجيش لتحريضهم على القتال.
٥. حرص الصحابة على الخير و التسابق إليه.
٦. جواز الدخول في صفوف الكفار والتعرض للشهادة.
٧. امتثال الصحابة لأمر النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٨. أن المبَشَّرين بالجنة غير محصورين في عشرة فقط.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3915)

مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لا إلهَ إلا اللهُ، وأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ ورسولُهُ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إلَّا حَرَّمَهُ اللهُ على النَّارِ

جو بندہ اپنے دل کی سچائی سے یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، اس پر اللہ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

٢٨١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- ومعاذ رديفه على الرَّحْلِ، قال: «يا معاذ» قال: لبّيْكَ يا رسول الله وسَعْدَيْكَ، قال: «يا معاذ» قال: لَبَّيْكَ يا رسول الله وسَعْدَيْكَ، قال: «يا معاذ» قال: لبَّيْكَ يا رسول اللهِ وسَعْدَيْكَ، ثلاثا، قال: «ما من عبد يشهد أن لا إله إلا الله، وأَنَّ محمدا عبده ورسوله صِدْقًا من قلبه إلَّا حرمه الله على النار» قال: يا رسول الله، أفلا أُخْبِر بها الناس فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قال: «إذًا يتكلوا» فأخبر بها معاذ عند موته تَأَثُّمًا.

٢٨١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے، جب کہ معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے، ارشاد فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے جواب دیا: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے جواب دیا: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! تین مرتبہ (آپ ﷺ نے انھیں پکارا اور معاذ نے لبیک یا رسول اللہ و سعدیک کہا)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اپنے دل کی سچائی سے یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، اس پر اللہ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔'' معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب وہ اسی پر بھروسا کر لیں گے۔'' معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت (کتمانِ علم کے) گناہ سے بچنے کے لیے اس حدیث کو بیان فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان معاذ -رضي الله عنه- راكبًا وراء النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: يا معاذ؛ فقال: لبيك يا رسول وسعديك أي إجابة بعد إجابة، وطاعة لك، (وسعديك) ساعدت طاعتك مساعدة لك بعد مساعدة ، ثم قال: يا معاذ؛ فقال: لبيك يا رسول وسعديك، ثم قال: يا معاذ؛ فقال: لبيك يا رسول وسعديك، قال: ما من عبد يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمد عبده ورسوله، صادقا من قلبه لا يقولها بلسانه فقط؛ إلا حرمه الله على الخلود في النار؛ فقال معاذ: يا رسول الله ألا أخبر الناس لأدخل السرور عليهم؛ فقال صلى الله عليه وسلم: لا لئلا يعتمدوا على ذلك ويتركوا العمل، فأخبر بها معاذ في آخر حياته مخافة من إثم كتمان العلم.

اجمالی معنی:

معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے جواب دیا: لبیک یا رسول اللہ و سعدیک یعنی میں بار بار حاضر ہوں اور آپ کے لیے میری اطاعت ہے۔ (وسعدیک) یعنی میں مسلسل آپ کا فرماں بردار ہوں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اے معاذ! انہوں نے جواب دیا: لبیک یا رسول اللہ و سعدیک۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اے معاذ!۔ تو انہوں نے جواب دیا: لبیک یا رسول اللہ و سعدیک۔ (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اپنے دل کی سچائی سے نہ کہ صرف اپنی زبان سے یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ معاذ رضی اللہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ نہیں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اسی پر بھروسا کر لیں اور عمل کرنا چھوڑ بیٹھیں۔ معاذ

رضی اللہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کتمانِ علم کے گناہ کے ڈر سے اس حدیث کو بیان فرمایا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الربوبية
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل التوحيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رديفه : خلفه.
- الرحل : ما يوضع على ظهر البعير للركوب.
- لبيك : أي: إجابة بعد إجابة.
- وسعديك : أي: مساعدة في طاعتك بعد مساعدة.
- صدقا : أي: صادقا في ذلك.
- يتكلوا : يعتمدوا على ذلك ويتركوا العمل.
- تأثما : خوفا من الإثم.

فوائد الحديث:

١. جواز ترك التحديث بحديث إذا كان يترتب عليه محظور، أو قعود عما هو أفضل.
٢. جواز الإرداف على الدابة بشرط عدم الإضرار بها.
٣. بيان منزلة معاذ عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وحبه له.
٤. جواز الاستفسار عما يتردد في نفس السائل.
٥. من شروط شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله أن يكون قائلها صادقا غير شاك ولا منافق.
٦. أهل التوحيد لا يخلدون في نار جهنم، وإن دخلوها بسبب ذنوبهم؛ أخرجوا منها بعد أن يطهروا.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة باحثين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. كنوز رياض الصالحين، إشراف حمد العمار ، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (10098)

مَثَلُ المُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وتَرَاحُمِهِمْ وتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الجَسَدِ إذا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى له سَائِرُ الجَسَدِ بالسَّهَرِ والحُمَّى

مومنوں کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و مودت اور باہمی ہمدردی کی مثال جسم کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے بایں طور کہ نیند اڑ جاتی ہے اور پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

٢٨٢. الحديث:

عن النعمان بن بشير -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَثَلُ المُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وتَرَاحُمِهِمْ وتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الجَسَدِ إذا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى له سَائِرُ الجَسَدِ بالسَّهَرِ والحُمَّى».

٢٨٢. حدیث:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”مومنوں کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و مودت اور باہمی ہمدردی کی مثال جسم کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے بایں طور کہ نیند اڑ جاتی ہے اور پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

مثل المؤمنين في رحمة بعضهم لبعض، وتواصلهم، وتعاونهم، كمثل الجسد بالنسبة إلى جميع أعضائه، إذا تألم منه شيء دعا بقية أعضائه إلى المشاركة في الألم وما ينتج عنه من عدم النوم والحرارة.

اجمالی معنی:

مومنوں کی باہم ایک دوسرے کے ساتھ شفقت اور ان کے باہمی تعلق و تعاون کی مثال ایسے ہی ہے جیسے جسم کا باقی اعضا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے کہ اگر اس کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ دیگر اعضا کو بھی اس تکلیف میں شریک ہونے کی دعوت دیتا ہے اور اس سے نیند اڑ جاتی ہے اور بخار ہو جاتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الإسلام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تراحمهم : المراد: رحمة المؤمنين بعضهم بعضا؛ وذلك بالتعاون على الخير والبر والتقوى.
- توادهم : التوادد: التواصل الجالب للمحبة.
- تعاطفهم : التعاطف: التعاون.
- اشتكى : تألم مما به من مرض.
- عضو : جزء من مجموع الجسد كاليد والرجل والأذن.
- تداعى : أي: دعا بعضُه بعضًا إلى المشاركة في الألم.
- السهر : عدم النوم بالليل.
- الحمى : حرارة غريبة تشتعل في القلب فتنبث منه في جميع البدن.

فوائد الحديث:

١. المجتمع الإسلامي وحدة متكاملة في الرحمة والتواصل والتعاون.
٢. ينبغي تعظيم حقوق المسلمين والحض على تعاونهم وملاطفة بعضهم بعضا.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه‍ ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه‍ ٢٠٠٩م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه‍. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت..

الرقم الموحد: (4969)

مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرا، أو وضَع له، أَظَلَّهُ الله يوم القيامة تحت ظِل عَرشه يوم لا ظِلَّ إلا ظِلُّه

جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اس کے قرض کو کم کر دیا اسے روزِ قیامت اللہ تعالی اپنے عرش کے سائے میں جگہ دیں گے جس دن سوائے اس کے سائے کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

٢٨٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرا، أو وضع له، أَظَلَّهُ الله يوم القيامة تحت ظِل عرشه يوم لا ظِلَّ إلا ظِلُّه».

٢٨٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اس کے قرض کو کم کر دیا اسے روزِ قیامت اللہ تعالی اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة أن النبي عليه الصلاة والسلام قال: (من أنظر معسرا) أي أمهل مدينوا فقيرا، فالإنظار التأخير المرتقب نجازه. قوله: (أو وضع عنه) أي حط عنه من دينه وفي رواية أبي نعيم أو وهب له. فالجزاء: (أظله الله في ظل عرشه) أظله في ظل عرشه حقيقة أو أدخله الجنة؛ فوقاه الله من حر يوم القيامة. وهذا الجزاء يحصل: (يوم لا ظل إلا ظله) أي ظل الله، وإنما استحق المُنظِر ذلك لأنه آثر المدين على نفسه وأراحه فأراحه الله والجزاء من جنس العمل.

اجمالی معنی:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (من أنظر معسرا) یعنی کسی غریب مقروض کو مہلت دی۔ 'اِنظار' کا معنی ہے ایسی مہلت جس میں کسی چیز کے پورے کیے جانے کا انتظار کیا جائے۔ (أو وضع عنه) یعنی اس کا کچھ قرض معاف کر دیا۔ ابو نعیم سے مروی حدیث میں ہے ''أو وھب له'' (یعنی وہ قرض اُسے ہی دے دیا گیا۔) اس شخص کی جزاء یہ ہوگی کہ (أظله الله في ظله) یعنی اللہ حقیقی طور پر اسے اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا اور سے جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ قیامت کے دن کی گرمی کی شدت سے اسے محفوظ رکھے گا۔ یہ بدلہ اس دن ملے گا جس دن (یوم لا ظل إلا ظله) سوائے اللہ کے سائے کے کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ مہلت دینے والا اس جزا کا مستحق اس لیے ہوا کیوں کہ اس نے مقروض کو خود اپنے اوپر ترجیح دے کر اسے راحت دی چنانچہ اللہ تعالی بھی اسے راحت دے گا کیوں کہ جزا عمل ہی کی جنس سے ہوا کرتی ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

راوي الحديث: رواه الترمذي والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أَنْظَرَ مُعْسِرا : أمْهَل وأخر.
- وضَع له : حَطَّ عنه من أصل الدين شيئا.
- أَظَلَّهُ الله : حَماه الله من حَرِّ الشمس التي تدنو من رؤوس العِباد، حتى يُلجِمهم العَرق يوم القيامة.
- عرشه : العرش هو المخلوق العظيم الذي استوى عليه الرحمن ولا يقدر قدره إلا الله عز وجل

فوائد الحديث:

١. استحباب القَرض الحَسن ومعاملة المَدِين بلطف ولِين.

٢. إنظار المعسر أو الوضع عنه دينه كله أو بعضه من الخصال الموجبة للظلال تحت عرش الرحمن يوم لا ظل إلا ظله.
٣. فضل الدائن المتسامح وما يناله من عظيم الأجر في الآخرة.
٤. فضل التيسير على عباد الله تعالى.
٥. جواز التعامل بالدَّين.
٦. صحة تَبرع الوكيل إذا كان بإذن الموكِّل.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ط١، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ط٤، ١٤٢٨هـ. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي ، ط١، المكتبة التجارية الكبرى ، مصر، ١٣٥٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4186)

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

٢٨٤. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

٢٨٤. حدیث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔‘‘

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن المؤمنين إخوة، يتألم بعضهم لألم بعضهم الآخر ويفرح لفرحه، وأن كلمتهم واحدة فهم يد على من عاداهم. فيلزمهم الاجتماع والطاعة لإمامهم، وإعانته على من بغى وخرج عليه؛ لأن هذا الخارج شق عصا المسلمين، وحمل عليهم السلاح، وأخافهم فيجب قتاله، حتى يرجع ويفيئ إلى أمر الله -تعالى-؛ لأن الخارج عليهم والباغي عليهم، ليس في قلبه، لهم الرحمة الإنسانية، ولا المحبة الإسلامية، فهو خارج عن سبيلهم فليس منهم، فيجب قتاله وتأديبه.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ یہ بتا رہے ہیں کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں کہ ایک دوسرے کے غم کی وجہ سے غمگین اور خوشی کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کا کلمہ ایک اور وہ دشمن کے خلاف یکجان ہیں۔ لہذا ان کے لیے اجتماعیت اور امیر کی اطاعت لازمی ہے اور جو کوئی اس کے خلاف بغاوت یا خروج کرے تو اس (امیر) کی مدد کریں کیوں کہ اس خروج کرنے والے نے مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑا ہے، اور ان کے خلاف ہتھیار اٹھایا ہے اور انہیں ڈرایا ہے، لہذا اس سے جنگ کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ کیوں کہ خروج کرنے والے اور باغی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے دل میں نہ تو انسانیت پر شفقت اور نہ ہی ملت اسلامیہ کی محبت ہوتی ہے اور یہ مومنوں کے راستے سے نکل چکے ہوتے ہیں اس لیے ان کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، لہذا ان سے قتال کرنا اور ان کی تادیب کرنا ضروری ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الفسق

الفقه وأصوله > الحدود > حد قطاع الطريق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- من حمل علينا السلاح : المقصود به من حمل السلاح؛ لقتال المسلمين أو لإرهابهم: إما متأثراً بمنهج تكفيري، أو منتصراً لدعوة عصبية أو حزبية، أو منقاداً لأمر يجعله قاصداً قتل أخيه، أما إن حمل السلاح بأمر إمامه؛ لقتال الخارجين عليه، أو المناوئين له بدون حق، فهذا لا يكون حاملاً للسلاح على المسلمين، وإنما هو حامل للسلاح من أجلهم.

فوائد الحديث:

١. تحريم الخروج على الأئمة، وهم الحكام، ولو حصل منهم بعض المنكر، ما لم يصل إلى الكفر، فإن ما يترتب على الخروج عليهم من إزهاق الأرواح، وقتل الأبرياء، وإخافة المسلمين، وذهاب الأمن، واختلال النِظام، أعظم من مفسدة بقائهم.

٢. إذا كان الخروج محرما في حق الحكام الذين يفعلون بعض المنكرات، فكيف بحال المستقيمين العادلين؟.

٣. تحريم إخافة المسلمين بالسلاح وغيره، ولو على وجه المزاح.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. ٣- خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. ٤- الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. ٥- الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. ٦- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. ٧- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2997)

مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مَنْ دُونِ اللّٰهِ، حَرُمَ مَالُهُ، وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ

جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ کے سوا جس بھی چیز کی پوجا کی جاتی ہے اس کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہو گئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

٢٨٥. الحديث:

عن طارق بن أشيم الأشجعي مرفوعاً: "من قال لا إلٰه إلا الله، وكَفَرَ بما يُعْبَدُ من دون الله حَرُمَ مالُه ودمُه وحِسابُه على الله".

٢٨٥. حدیث:

طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ کے سوا جس چیز کی بھی پوجا کی جاتی ہے اس کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہو گئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في هذا الحديث أنه لا يحرُم قتلُ الإنسان وأخذُ ماله إلا بمجموع أمرين: الأول: قول لا إله إلا الله -تعالى-. الثاني: الكفر بما يُعبد من دون الله -تعالى-، فإذا وُجد هذان الأمران وجب الكفُّ عنه ظاهرًا وتفويضُ باطنه إلى الله -تعالى-، ما لم يأت بما يستحل دمه كالردة أو ماله كمنع الزكاة أو عرضه كالمماطلة في دفع الدين.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اس حدیث میں اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ کسی انسان کو قتل کرنا اور اس کا مال لے لینا صرف اس صورت میں حرام ہوتا ہے جب اس میں دو باتیں پائی جائیں: اول: لا الہ الا اللہ کہنا۔ دوم: اللہ کے سوا جن اشیاء کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کرنا۔ جب یہ دونوں باتیں پائی جائیں تو اس صورت میں اس سے ظاہری طور پر باز رہنا واجب ہو جاتا ہے اور اس کے باطن کا معاملہ اللہ کی سپرد ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ کوئی ایسا عمل نہ کر لے جس سے اس کا خون بہانا جائز ہو جائے جیسے مرتد ہونا یا پھر اس کا مال حلال ہو جائے جیسے زکوۃ نہ دینا یا پھر اس کی ہتک عزت جائز ہو جائے جیسے مالداری کے باوجود اس کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: طارق بن أشيم الأشجعي والد أبي مالك سعد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: التوحيد.

معاني المفردات:

- حرم ماله ودمه : مُنع أخذ ماله وقتله بناء على ما ظهر منه.
- وحسابه على الله : أي أن الله -تعالى- هو الذي يتولى حسابَ من تلفَّظ بهذه الكلمة، فيجازيه على حسب نيته واعتقاده.
- من قال لا إله إلا الله : نطق بها وعرف معناها وعمل بمقتضاها.
- وكفر بما يعبد من دون الله : أنكر كل معبود سوى الله بقلبه ولسانه.

فوائد الحديث:

١. أن معنى: لا إله إلا الله هو الكفر بما يعبد من دون الله من الأصنام والقبور وغيرها.
٢. أن مجرد التلفظ بلا إله إلا الله مع عدم الكفر بما يُعبد من دون الله لا يحرِّم الدم والمال ولو عرَف معناها وعمل به، ما لم يضف إلى ذلك الكفر بما يعبد من دون الله.
٣. أن من أتى بالتوحيد والتزم شرائعه ظاهرًا وجب الكف عنه حتى يتبين منه ما يخالف ذلك.
٤. وجوب الكف عن الكافر إذا دخل في الإسلام، ولو في حال القتال حتى يعلم منه خلاف ذلك.
٥. أن الإنسان قد يقول: لا إله إلا الله ولا يكفر بما يُعبد من دونه.

٦. أن الحكم في الدنيا على الظاهر، وأما في الآخرة فعلى النيات والمقاصد.

٧. حرمة مال المسلم ودمه إلا بحق.

٨. فضيلة الإسلام حيث يعصم دم معتنقه وماله.

٩. تحريم أخذ مال المسلم إلا ما وجب في أصل الشرع كالزكاة، أو تغريمه ما أتلف.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت.

الرقم الموحد: (6765)

مَن ردته الطيرة عن حاجته فقد أشرك، قالوا: فما كفارة ذلك؟ قال: أن تقول: اللّهُمَّ لا خير إلا خيرك، ولا طير إلا طيرك، ولا إله غيرك

جس شخص نے بدشگونی کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیا اس نے شرک کیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کا کفارہ یہ ہے کہ) تم یوں کہو "اللھم لاخیر إلاخیرک، ولاطَیرَ إلّاطَیْرُکَ ولاإلہ غیرک۔"۔ ترجمہ: اے اللہ! تیری طرف سے ملنے والی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں، تیرے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔

٢٨٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص - رضي الله عنه- مرفوعاً: "مَن ردته الطِّيَرَة عن حاجته فقد أشرك، قالوا: فما كفارة ذلك؟ قال: أن تقول: اللّهُمَّ لا خير إلا خيرك، ولا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ ولا إله غيرك".

٢٨٦. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بدشگونی کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیا اس نے شرک کیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ: اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کا کفارہ یہ ہے کہ) تم یوں کہو: اللھم لاخیر إلاخیرک، ولاطَیرَ إلّاطَیْرُکَ ولاإلہ غیرک"۔ ترجمہ: اے اللہ! تیری طرف سے ملنے والی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں، تیرے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن من منعه التشاؤم عن المضي فيما يعتزم فإنه قد أتى نوعًا من الشرك، ولما سأله الصحابة عن كفارة هذا الإثم الكبير أرشدهم إلى هذه العبارات الكريمة في الحديث التي تتضمن تفويض الأمر إلى الله -تعالى- ونفي القدرة عمن سواه.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ ہمیں بتا رہے ہیں کہ جس شخص کو بدشگونی نے اس کام سے پھیر دیا جس کا وہ ارادہ رکھتا تھا تو اس نے گویا ایک طرح کا شرک کیا۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس گناہ کبیرہ کے کفارے کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے ان کی حدیث میں موجود اس مکرم عبارت کی طرف رہنمائی فرمائی جس میں معاملے کو اللہ کے سپرد کرنے اور اس کے علاوہ ہر کسی سے طاقت وقدرت کی نفی کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الشرك

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- كفارة ذلك : يغفر إثم ما يقع من الطيرة.
- لا إله غيرك : لا معبود بحقٍّ سواك.
- ردته : منعته.
- الطيرة : هي التشاؤم بما يسمع أو يرى.
- عن حاجته : أي غرضه الذي عزم عليه.
- فقد أشرك : أي أتى شركا حيث اعتقد أن لما تطير به تأثيرا في الخير والشر.
- لا خير إلا خيرك : أي لا يرجى الخير إلا منك دون من سواك.

• ولا طير إلا طيرك : أي أن الطير ملكك ومخلوقك لا يأتي بخير ولا يدفع شرا.

فوائد الحديث:

١. إثبات شرك من ردته الطيرة عن حاجته.

٢. قبول توبة المشرك.

٣. الإرشاد إلى ما يقوله من وقع في التطير.

٤. أن الخير والشر مقدر من الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

-1 فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ- ١٩٥٧م. ٢- القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤ه. ٣- الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٤- الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٥- التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ ٦- مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة-الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. ٧- السلسلة الصحيحة، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى.

الرقم الموحد: (3416)

مَن عَمِلَ عملًا ليس عليه أمرُنا فهو رَد	جو شخص ایسا کام کرے، جس کا حکم ہم نے نہیں دیا، تو وہ مردود ہے۔
٢٨٧. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد " وفي رواية " مَن عَمِلَ عملًا ليس عليه أمرُنا فهو رَدٌّ".	**٢٨٧. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کی، جو اس میں سے نہ ہو، وہ مردود ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے: "جو شخص ایسا کام کرے، جس کا حکم ہم نے نہیں دیا، وہ مردود ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كل عمل أو قول لم يوافق الشريعة في وجوهها كافة؛ بحيث لم تدل عليه أدلتها وقواعدها فهو مردود على صاحبه غير مقبول منه.	**اجمالی معنی:** متفق علیہ

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > البدعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- أحدث : أنشأ واخترع.
- أمرنا : ديننا.
- هذا : إشارة لجلالته ومزيد رفعته وتعظيمه.
- ما ليس منه : من الدين، بأن لا يشهد له شيء من أدلة الشرع وقواعده العامة.
- فهو : أي هذا الأمر المحدث.
- رد : مردود غير مقبول، أي: باطل

فوائد الحديث:

١. حكم الحاكم لا يغير ما في باطن الأمر، لقوله (ليس عليه أمرنا) والمراد به الدين.
٢. الدين مبناه على الشرع.
٣. كل البدع الاعتقادية والعملية باطلة، كبدعة التعطيل والإرجاء ونفي القدر والتكفير بالذنوب والعبادات البدعية.
٤. أن الدين ليس بالرأي والاستحسان.
٥. الإشارة إلى كمال الدين.
٦. رد كل محدثة في الدين لا توافق الشرع، وفي الرواية الثانية التصريح بترك كل محدثة سواء أحدثها فاعلها أو سبق إليها.
٧. إبطال جميع العقود المنهي عنها، وعدم وجود ثمراتها المترتبة عليها.
٨. النهي يقتضي الفساد، لأن المنهيات كلها ليست من أمر الدين فيجب ردها.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -شرح الأربعين النووية، للشيخ صالح آل الشيخ، دار الحجاز، الطبعة: الثانية، ١٤٣٣هـ -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن.

-الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

مُرُوا أبا بكر فَلْيُصَلِّ بالناس

٢٨٨. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: لما اشتد برسول الله -صلى الله عليه وسلم- وجعه، قيل له في الصلاة، فقال: «مروا أبا بكر فليُصَلِّ بالناس» فقالت عائشة -رضي الله عنها-: إن أبا بكر رجل رقيق، إذا قرأ القرآن غلبه البكاء، فقال: «مُرُوه فليُصَلِّ». وفي رواية عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قلت: إن أبا بكر إذا قام مقامك لم يُسْمِعِ الناس من البكاء.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

لما اشتد الوجع برسول الله -صلى الله عليه وسلم- لم يتمكن من إمامة الناس أمر من عنده أن يأمر أبا بكر -رضي الله عنه- بالإمامة، وكان كثير البكاء عند قراءة القرآن، فاعتذرت عائشة -رضي الله عنها- بذلك لكن في حديث الباب أنه لم يكن بكاؤه من قراءة القرآن مقصودها الأول، بل كان مرادها الأول خشية أن يتشاءم الناس من أبيها، فأظهرت -رضي الله عنها- خلاف ما تسره في باطنها. ففي رواية في مسلم: "قالت: والله، ما بي إلا كراهية أن يتشاءم الناس، بأول من يقوم في مقام رسول الله -صلى الله عليه وسلم-"، قالت: فراجعته مرتين أو ثلاثا، فقال: "ليصل بالناس أبو بكر فإنكن صواحب يوسف" والمراد "بصواحب يوسف" إنهن مثل صواحب يوسف في إظهار خلاف ما في الباطن، وهذا الخطاب وإن كان بلفظ الجمع فالمراد به واحدة هي عائشة فقط كما أن المراد بصواحب يوسف: زليخا فقط كذا قال الحافظ وهي زوجة عزيز مصر آنذاك. ووجه المشابهة بينهما في ذلك أن زليخا استدعت النسوة وأظهرت لهن الإكرام بالضيافة ومرادها زيادة على ذلك وهو أن ينظرن إلى حسن

ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

٢٨٨. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو آپ ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ اسے کون پڑھائے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو بکر بہت رقیق القلب آدمی ہیں۔ وہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو انہیں رونا آ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ: میں نے کہا: ابو بکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے ان کی آواز لوگوں کو سنائی نہیں دے گی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی اور لوگوں کی امامت کرنا آپ ﷺ کے لیے ممکن نہ رہا تو آپ ﷺ کے پاس جو لوگ موجود تھے انہیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ وہ آپ ﷺ کی جگہ پر امامت کریں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو بہت رویا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں عذر پیش کیا تاہم اس باب کی حدیث میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم کے پڑھنے پر رونا ان کا اصلی مقصود نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد دراصل یہ تھا کہ کہیں لوگ ان کے والد سے بد شگونی نہ لیں۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہا نے باطن کے علاوہ بات ظاہر کی۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے بس یہ بات ناپسند تھی کہ کہیں یہ نہ ہو کہ جو شخص سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی جگہ کھڑا ہو اس سے لوگ بد شگونی لیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دو یا تین بار آپ ﷺ سے اس موضوع پر بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو ان عورتوں کی طرح ہو جن سے یوسف علیہ السلام کو واسطہ پڑا تھا۔'' مراد یہ ہے کہ تم ان عورتوں کی طرح ہو جن سے یوسف علیہ السلام کو سامنا تھا کہ جو دل میں ہے اس کے برخلاف ظاہر کر رہی ہو۔ یہ بات اگرچہ جمع کے صیغہ سے کی گئی تاہم اس سے مراد صرف عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ یوسف والی عورتوں سے مراد صرف زلیخا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ایسے ہی لکھا ہے۔ زلیخا اس وقت عزیز مصر کی بیوی تھی۔ ان دونوں کے مابین وجہ مشابہت یہ ہے کہ زلیخا نے عورتوں کو بلایا اور مہمان نوازی کی شکل میں ان کی عزت افزائی کی حالانکہ اس سے اس کی مراد کچھ اور تھی اور وہ یہ کہ وہ

يوسف ويعذرنها في محبته، إن عائشة أظهرت أن سبب إرادتها صرف الإمامة عن أبيها كونه لا يسمع المأمومين القراءة لبكائه ومرادها زيادة وهو أن لا يتشاءم الناس به، كما صرحت بذلك في بعض طرق الحديث فقالت: "وما حملني على مراجعته إلا أنه لم يقع في قلبي أن يحب الناس بعده رجلا قام مقامه".

یوسف علیہ السلام کے حسن کو ملاحظہ کر سکیں اور یوں اسے اس کی محبت میں معذور گردانیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اظہار اسی بات کا کیا کہ اپنے ابا سے امامت دور رکھنے سے ان کا منشا یہ ہے کہ مقتدی ان کے رونے کی وجہ سے ان کی آواز نہیں سن سکیں گے جب کہ ان کی مراد دراصل یہ تھی کہیں لوگ ان سے بد شگونی نہ لیں جیسا کہ انہوں نے حدیث کی بعض دوسری روایات میں اس کی صراحت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے: ''مجھے آپ ﷺ سے بات کرنے پر جس شے نے آمادہ کیا وہ یہ تھی کہ میرا دل اس بات کو قبول نہیں کر رہا تھا کہ لوگ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کا آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑا ہونا پسند کر لیں گے''۔

التصنيف: العقيدة > الصحابة > درجات الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اشْتَدَّ : قَوِي وعَظُم.
- قيل له في الصلاة : أي: من يقيمها بالقوم ويؤم بهم فيها.
- رجل رقيق : أي: رقيق قلبه.
- مقامك : إماما بالناس.

فوائد الحديث:

١. فضيلة أبي بكر رضي الله عنه وما كان عليه من خشية الله عز وجل.
٢. استحباب رقة القلب والبكاء عند تلاوة القرآن.
٣. جواز أن ينيب الإمام رجلا ليصلي بالناس.
٤. فيه إشارة إلى أن أبا بكر -رضي الله عنه- هو الخليفة من بعده -عليه الصلاة والسلام.-
٥. فيه دليل على أن البكاء لا يبطل الصلاة.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. - صحيح البخاري عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ه. نيل الأوطار- محمد بن علي الشوكاني -تحقيق: عصام الدين الصبابطي- دار الحديث، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٣ه- ١٩٩٣م.

الرقم الموحد: (4179)

ما السماوات السبع في الكرسي إلا كدراهم سبعة ألقيت في ترس

کرسی کے مقابلے میں سات آسمانوں کی نسبت ایسے ہی ہے جیسے سات درہم کسی ڈھال میں رکھے ہوں۔

٢٨٩. الحديث:

عن زيد بن أسلم -رحمه الله عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "ما السماوات السبع في الكرسي إلا كدراهم سبعة ألقيت في تُرْسٍ".

٢٨٩. حدیث:

زید ابن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”(اللہ تعالیٰ کی) کرسی کے مقابلے میں سات آسمانوں کی نسبت ایسے ہی ہے جیسے سات درہم کسی ڈھال میں رکھے ہوں“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث إخبار عن عظَمة الكرسي والعرش، وأن السماوات السبع على سِعتها وكثافتها، وتباعد ما بينها بالنسبة لسعة الكرسي، كسبعة دراهم وُضعت في مكانٍ واسعٍ، فماذا تشغل منه؟! إنها لا تشغل منه إلا حيِّزًا يسيرًا. مع ملاحظة ضعف الحديث، ولكن لا شك في عظمة الكرسي والعرش.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں کرسی اور عرش کی عظمت اور اس بات کا بیان ہے کہ ساتوں آسمان باجود اپنی وسعت و دبیز پن اور ان کے مابین موجود دوری کے، کرسی کی وسعت کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے ایک وسیع جگہ پر سات درہم پڑے ہوں۔ اس جگہ میں یہ سات درہم کتنی جگہ لیں گے؟ ظاہر ہے کہ بالکل ہی تھوڑی سی جگہ لیں گے۔ تاہم یاد رہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے البتہ کرسی اور عرش کی عظمت میں کوئی شک نہیں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الربوبية

راوي الحديث: رواه الطبري.

التخريج: زيد بن أسلم -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- تُرْس : بضم التاء: الأرض المستديرة المتسعة، والترس أيضا صفحة فولاذ تُحمل لاتِّقاء السيف والمراد هنا المعنى الأول.

فوائد الحديث:

١. أن الكرسي أكبر من السماوات، وأن العرش أكبر من الكرسي.
٢. عظمة الله وكمال قدرته.
٣. أن العرش غيرُ الكرسي.
٤. الرد على من فسّر الكرسي بالمُلك أو العلم.
٥. إثبات الكرسي والعرش لله عز وجل، وأن كلا منهما جسم مخلوق.
٦. ضرب الأمثال في التعليم من الأساليب النبوية.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب ص٢٥٢ ت: د. دغش العجمي . مكتبة أهل الأثر , الطبعة الخامسة , ١٤٣٥ه الجديد في شرح كتاب التوحيد لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه الملخص في شرح كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان , دار العاصمة , الطبعة الأولى ١٤٢٢ه تفسير ابن جرير الطبري، الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م سلسلة الأحاديث الضعيفة للألباني , مكتبة المعارف , الطبعة الأولى ١٤٢٥ه

الرقم الموحد: (3378)

ما السماوات السبع والأرضون السبع في كف الرحمن إلا كخردلة في يد أحدكم

ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اللہ کی ہتھیلی میں ایسے ہیں جیسے تم میں سے کسی کی ہتھیلی میں رائی کا دانہ۔

٢٩٠. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: "ما السماوات السبع والأرضون السبع في كَفِّ الرحمن إلا كَخَرْدَلَةٍ في يد أحدكم".

٢٩٠. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اللہ کی ہتھیلی میں ایسے ہیں جیسے تم میں سے کسی کی ہتھیلی میں رائی کا دانہ۔

درجة الحديث: نقل الألباني تصحيحه عن ابن تيمية ولم يتعقبه

حدیث کا درجہ: شیخ البانی نے اس حدیث کی تصحیح کو ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے۔

المعنى الإجمالي:

يخبرنا ابن عباس -رضي الله عنهما- في هذا الأثر أن نسبة السموات السبع والأرضين السبع مع عظمهن إلى كف الرحمن، كنسبة الخَرْدَلَةِ الصغيرة إلى كف أحدنا، وذلك تشبيه للنسبة بالنسبة، وليس تشبيها للكف بالكف؛ لأن الله لا يشبه صفاته شيء كما لا يشبه ذاته شيء.

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث میں بیان کر رہے ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین باوجود اس کے کہ بہت بڑے ہیں تاہم اللہ تعالی کی ہتھیلی میں ان کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے ہم میں سے کسی کی ہتھیلی پر رائی کا ایک چھوٹا سا دانہ ہوتا ہے۔ یہ نسبت کی نسبت کے ساتھ تشبیہ ہے نہ کہ ہتھیلی کی ہتھیلی کے ساتھ۔ کیونکہ اللہ کی تعالی کی جس طرح ذات کے ساتھ کوئی شے مشابہ نہیں اسی طرح اس کی صفات کے ساتھ بھی کوئی شے مشابہ نہیں ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل

راوي الحديث: رواه عبد الله بن الإمام أحمد لكن بلفظ: "في يد الله" وابن جرير الطبري والذهبي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- كخردلة : هي حبةٌ صغيرةٌ جداً.

فوائد الحديث:

١. أن الأرضين سبع.
٢. إثبات الكف لله عزوجل على الوجه اللائق به سبحانه.

المصادر والمراجع:

-1فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ- ١٩٥٧م. ٢- القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤. ٣- الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٤- الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٥- التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ ٦- جامع البيان في تأويل القرآن، المؤلف: محمد بن جرير أبو جعفر الطبري، المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠هـ- ٢٠٠٠م.

الرقم الموحد: (3412)

ما الكرسي في العرش إلا كحلقة من حديد ألقيت بين ظهري فلاة من الأرض

(اللہ تعالی کی) کرسی عرش کے مقابلہ میں یوں ہے جیسے لوہے کا چھلاّ زمین کے کسی وسیع و عریض صحراء میں پڑا ہو۔

٢٩١. الحديث:

عن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: "ما الكرسي في العرش إلا كحلقة من حديد ألقيت بين ظهري فلاة من الأرض".

٢٩١. حدیث:

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''(اللہ تعالی کی) کرسی عرش کے مقابلے میں یوں ہے جیسے لوہے کا چھلّا زمین کے کسی وسیع و عریض صحراء میں پڑا ہو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في حديث أبي ذرّ أن الكرسي مع سعته وعظمته بالنسبة للعرش كحلقة حديد وُضعت في صحراء واسعة من الأرض؛ وهذا يدل على عظمة خالقها وقدرته التامة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بتا رہے ہیں کہ کرسی باوجود اپنی وسعت اور عظمت کے عرش کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے زمین کے کسی وسیع و عریض صحراء میں پڑا لوہے کا ایک چھلّا ہوتا ہے۔ اس سے عرش کے خالق کی عظمت اور اس کی قدرت تامہ کا علم ہوتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الربوبية

راوي الحديث: رواه ابن أبي شيبة في العرش، والذهبي في العلو.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- فلاة : صحراء واسعة
- الكرسي : موضع القدمين

فوائد الحديث:

١. أن الكرسي أكبر من السماوات، وأن العرش أكبر من الكرسي.
٢. عظمة الله وكمال قدرته.
٣. أن العرش غيرُ الكرسي.
٤. الرد على من فسّر الكرسي بالمُلك أو العلم.
٥. إثبات الكرسي والعرش لله عز وجل، وأن كلا منهما جسم مخلوق.
٦. ضرب الأمثال في التعليم من أساليب الشريعة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

-1 فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ- ١٩٥٧م. ٢- القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤هـ. ٣- الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. ٤- الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٥- التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ ٦- شرح العقيدة الطحاوية، المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثانية، - ١٤١٤هـ. ٧- العرش وما روي فيه، المؤلف: محمد بن عثمان ابن أبي شيبة العبسي، تحقيق: محمد بن حمد الحمود، الناشر: مكتبة المعلا – الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٠٦هـ.

الرقم الموحد: (3413)

ما أُظُن فُلَانا وفُلَانا يَعْرِفَان من دِينِنَا شَيْئَا

میں نہیں سمجھتا کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات جانتے بھی ہیں۔

٢٩٢. الحديث:

عن عائشة-رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما أُظُن فُلَانا وفُلَانا يَعْرِفَان من دِينِنَا شَيْئًا». قال اللَّيث بن سعد أحد رُواة هذا الحديث: هذان الرجلان كانا من المنافقين.

٢٩٢. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نہیں سمجھتا کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات جانتے بھی ہیں''۔ لیث بن سعد جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ وہ دونوں آدمی منافق تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبرها: عن رجلين وأنهما لا يَعْرِفان شيئا من دين الإسلام؛ لأنهما كانا يظهران الإسلام ويبطنان الكُفر. وذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- لهذين الرجلين في غَيبتهما ليس من الغِيبة المنهي عنها، بل من الأمور التي لا بد منها؛ لئلا يلتبس ظاهر حالهما على من يجهل أمرهما. وقوله :"ما أظن". الظن هنا: بمعنى اليقين؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- كان يعرف المنافقين حقيقة بإعلام الله له بهم في سورة براءة، وقال ابن عباس -رضي الله عنه-:"كنا نسمي سورة براءة: الفاضحة، قال ابن عباس -رضي الله عنه-: "ما زالت تنزل ومنهم ومنهم حتى خشينا".

اجمالی معنی:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ نے دو لوگوں کے بارے میں بتایا کہ یہ دونوں اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، اس لیے کہ یہ دونوں اسلام کو ظاہر کرتے تھے، جب کہ ان کے اندر کفر تھا۔ آپ ﷺ کا ان دونوں لوگوں کی غیر حاضری میں ان کی خامی بیان کرنا اس غیبت کے زمرے میں نہیں آتا جو شریعت میں ممنوع ہے، بلکہ یہ بتانا ضروری تھا، تاکہ ان کا ظاہری حال ان لوگوں پر خلط ملط نہ ہو جائے جو ان سے واقف نہیں۔ آپ ﷺ کا کہنا "ما أظن" یہاں گمان یقین کے معنی میں ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ منافقین کو حقیقت میں جانتے تھے کہ سورہ براءۃ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلادیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم سورۃ براءت کو فاضحہ (رسوا کرنے والی) کہتے تھے۔ مزید فرماتے ہیں کہ یہ سورت نازل ہوتی رہی اور منافقین ظاہر ہوتے رہے، یہاں تک کہ ہمیں اپنے بارے میں ڈر ہونے لگا (کہ کہیں ہم بھی ان کی فہرست میں نہ آجائیں)۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > النفاق

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يعرفان من ديننا شيئا : أي ليسوا على شيء من الإسلام حقيقة

فوائد الحديث:

١. جواز غِيبَة أهل النفاق، حتى لا يلتبس ظاهر حالهم على من يجهل أمرهم.
٢. بيان أن بعض الظن جائز.
٣. جواز كشف حال من عرف بالنفاق.
٤. الظن المنهي عنه إنما هو ظَنَّ السوء بالمسلم السالم في دِينه وعرضه.
٥. معرفة النبي _ صلى الله عليه وسلم – المنافقين.

المصادر والمراجع:
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. شرح صحيح البخاري، لابن بطال، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، ط٢، مكتبة الرشد - السعودية، الرياض، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3866)

ما أكل أحدٌ طعامًا قط خيرًا من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود -صلى الله عليه وسلم- كان يأكل من عمل يده

کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ بہتر کمائی کبھی نہیں کھائی۔ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔

٢٩٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «كان داود -عليه السلام- لا يأكلُ إلا من عمل يده». وعن المقدام بن معد يكرب -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما أكل أحد طعاما قط خيرا من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود -صلى الله عليه وسلم- كان يأكل من عمل يده».

٢٩٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "داؤد علیہ السلام صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے"۔ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ بہتر کمائی کبھی نہیں کھائی۔ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے"۔

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن داود عليه السلام كان لا يأكل إلا من عمل يده وكان عليه السلام حِرَفِيًّا يُجِيد صناعة الدُّرُوعِ وغيرها من ألآت الجهاد؛ فإذا كان أنبياء الله صلوات الله وسلامه عليهم: يأكلون من عمل أيديهم، من صناعة أو زراعة أو رعي للأغنام أو غير ذلك من الأعمال، فمن دونهم من باب أولى أن يعملوا في تلك الأعمال؛ ليَكُفُّوا بها وجوههم عن سؤال الناس.

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالرسل > الأنبياء والرسل السابقين عليهم السلام

راوي الحديث: حديث أبي هريرة رضي الله عنه: رواه البخاري. حديث المقداد رضي الله عنه: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
المِقْدَام بن مَعْدِي كَرِبَ -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قط : لا غير.

فوائد الحديث:

١. حث للمسلم على العمل، وأن يكون رزقه من كسب يده، وثمرة جهده.
٢. فضل العمل باليد وإن ما يباشره الشخص بنفسه مقدم على ما يباشره بغيره.
٣. خُصَّ داود بالذكر، لأن اقتصاره في أكله على ما يعمله بيده لم يكن من الحاجة؛ لأنه كان خليفة في الأرض كما قال الله تعالى، وإنما ابتغى الأكل من طريق الأفضل، ولهذا أورده النبي صلى الله عليه وسلم في مقام الاحتجاج، لأن ذكر الشيء بدليله أوقع في النفس.
٤. التَّكسب لا يَقْدَح في التوكل.

٥. الاحتراف للعمل لا يشغل عن الدعوة، ولا يلهي عن طلب العلم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـصحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـرياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠هـالتنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم ، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـفتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ هـ.

الرقم الموحد: (3752)

ما بال أقوام قالوا كذا؟ لكني أصلي وأنام وأصوم وأفطر، وأتزوج النساء؛ فمن رغب عن سنتي فليس مني

لوگوں کو کیا ہوگیا کہ وہ ایسے کہنے لگے ہیں؟ میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے گریز کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

٢٩٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن نفرا من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- سألوا أزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- عن عمله في السر؟ فقال بعضهم: لا أتزوج النساء. وقال بعضهم: لا آكل اللحم. وقال بعضهم: لا أنام على فراش. فبلغ ذلك النبي -صلى الله عليه وسلم- فحمد الله وأثنى عليه، وقال: ما بال أقوام قالوا كذا؟! لكني أصلي وأنام وأصوم وأفطر، وأتزوج النساء؛ فمن رغب عن سنتي فليس مني».

٢٩٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے نبی ﷺ کی تنہائی میں معمول کے بارے میں پوچھا۔ (آپ ﷺ کی عبادت کا معمول سن کر) ان میں سے کسی نے کہا کہ میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا، کسی نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور کسی نے کہا کہ میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ نبی ﷺ تک جب یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ وہ ایسے کہنے لگے ہیں؟ میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے گریز کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بنيت هذه الشريعة السامية على السماح واليسر، وإرضاء النفوس بطيبات الحياة وملاذِّها المباحة، وعلى كراهية العنت والشدة والمشقة على النفس، وحرمانها من خيرات هذه الدنيا. ولذا فإن نفرا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم حملهم حب الخير والرغبة فيه إلى أن يذهبوا فيسألوا عن عمل النبي صلى الله عليه وسلم في السر الذي لا يطلع عليه غير أزواجه فلما علموه استقلوه، وذلك من نشاطهم على الخير وَجَدهم فيه. فقالوا : وأين نحن من رسول الله صلى الله عليه وسلم، قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ؟! فهو- في ظنهم- غير محتاج إلى الاجتهاد في العبادة. فَهَمَّ بعضهم في ترك النساء، ليفرغ للعبادة. ومال بعضهم إلى ترك أكل اللحم، زهادةً في ملاذ الحياة وصمم بعضهم على أنه سيقوم الليل كله، تَهَجُّدا أو عبادة. فبلغت مقالتهم من هو أعظمهم تقوى، وأشدهم خشية، وأعرف منهم بالأحوال والشرائع صلى الله عليه وسلم. فخطب الناس، وحمد الله،

اجمالی معنی:

اس بلند پایہ شریعت کی بنیاد کشادگی و آسانی اور اس بات پر ہے کہ نفوس کو زندگی کی پاکیزہ اشیاء اور جائز لذات سے لطف اندوز ہونے کا موقع دے کر خوش رکھا جائے۔ اس بات کو ناپسند کیا گیا ہے کہ نفس کو خواہ مخواہ کی تنگی و سختی اور مشقت میں بتلا کیا جائے اور اسے اس دنیا کی بھلائیوں سے محروم رکھا جائے۔ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو نیکی کی محبت اور اس کی رغبت نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ نبی ﷺ کی ازواج کے پاس جا کر آپ ﷺ کی تنہائی کے عمل کے بارے میں دریافت کریں جنھیں ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جان سکتا تھا۔ جب انہیں آپ ﷺ کے عمل کا علم ہوا تو انہوں نے اسے تھوڑا سمجھا کیونکہ نیکی کے معاملے میں ان میں بہت چستی اور محنت کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ ہماری رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا حیثیت۔ ان کی تو اللہ تعالی نے اگلی پچھلی سب خطائیں معاف کر رکھی ہیں۔ ان کے خیال میں آپ ﷺ کو بہت زیادہ عبادت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ ان میں سے کسی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ عورتوں کو چھوڑ دے گا تاکہ ہر طرف سے یکسو ہو کر عبادت کر سکے۔ کسی نے دنیاوی لذات سے کنارہ کش ہوتے ہوئے گوشت کھانے کو چھوڑ دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کسی نے یہ عزم کیا کہ وہ ساری ساری رات تہجد اور عبادت میں گزار دیا کرے گا۔ ان کی یہ باتیں نبی ﷺ تک پہنچی جو

وجعل الوعظ والإرشاد عاما، جريا على عادته الكريمة. فأخبرهم أنه يعطى كل ذي حق حقه، فيعبد الله تعالى، ويتناول ملاذ الحياة المباحة، فهو ينام ويصلي، ويصوم ويفطر، ويتزوج النساء، فمن رغب عن سنته السامية، فليس من أتباعه، وإنما سلك سبيل المبتدعين.

تقوی میں ان سے بڑھ کر تھے اور خشیت بھی ان سے زیادہ رکھتے تھے اور آپ ﷺ کو حالات و شرعی امور کا بھی ان سے زیادہ علم تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، اللہ تعالی کی حمد بیان کی اور عمومی انداز میں وعظ و ارشاد فرمایا جیسا کہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ آپ ﷺ ہر حق دار کو اس کا حق دیتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کی بھی عبادت کرتے ہیں اور زندگی کی جائز لذات سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ سوتے بھی ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ روزہ بھی رکھ لیتے ہیں اور نہیں بھی رکھتے۔ آپ ﷺ عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔ جس نے آپ ﷺ کی عظیم الشان سنت سے اعراض کیا وہ آپ ﷺ کے پیروکاروں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ بدعتی لوگوں کے راستے پر گامزن ہے۔

التصنيف: عقيدة >> أُصُولُ السُنّةِ >> الاعْتِصَامُ بِالكِتَابِ وَالسُنّةِ

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نفرا : النفر في الأصل من ثلاثة إلى تسعة
- رغب عن سنتي : أعرض عن طريقتي وتركها تنطعا وغلوا في الدين
- فليس مني : الأبلغ في الزجر عدم تأويل هذا اللفظ وإن كان بمجرده لا يقتضي الخروج عن الإسلام

فوائد الحديث:

١. حب الصحابة رضي الله عنهم للخير، ورغبتهم فيه وفى الاقتداء بنبيهم صلى الله عليه وسلم.

٢. سماحة هذه الشريعة ويسرها، أخذاً من عمل نبيها صلى الله عليه وسلم وهديه.

٣. أن الخير والبركة فى الاقتداء به، واتباع أحواله الشريفة.

٤. أن أخذ النفس بالعنت والمشقة والحرمان ليس من الدين في شيء، بل هو من سنن المبتدعين المتنطعين، المخالفين لسنة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم.

٥. أن ترك ملاذ الحياة المباحة، زهادة وعبادةً، خروج عن السنة المطهرة واتباع لغير سبيل المؤمنين.

٦. في مثل هذا الحديث الشريف بيان أن الإسلام ليس رهبانية وحرمانا، وإنما هو الدين الذي جاء لإصلاح الدين والدنيا، وأنه أعطى كل ذي حق حقه.

٧. السنة هنا تعني الطريقة، ولا يلزم من الرغبة عن السنة- بهذا المعنى- الخروج من الملة لمن كانت رغبته عنها لضرب من التأويل يعذر فيه صاحبه

٨. الرغبة عن الشيء تعني الإعراض عنه. والممنوع أن يترك ذلك تنطعا ورهبانية، فهذا مخالف للشرع. وإذا كان تركه من باب التورع لقيام شبهة فى حله، ونحو ذلك من المقاصد المحمودة لم يكن ممنوعا.

٩. فيه تقديم الحمد والثناء على الله عند الخطبة والوعظ وإلقاء مسائل العلم وبيان الأحكام للمكلفين ، وإزالة الشبهة عن المجتهدين.

١٠. الترغيب في النكاح وترجيحه على التخلي لنوافل العبادات.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. - خلاصة

الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي (المتوفى: ١٣٧٦هـ)- الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م
- تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- مؤسسة الرسالة

الرقم الموحد: (6078)

ما توطن رجل مسلم المساجد للصلاة والذكر، إلا تبشبش الله له، كما يتبشبش أهل الغائب بغائبهم إذا قدم عليهم

جب کوئی مسلمان شخص نماز اور ذکر کے لیے مساجد میں پابندی کے ساتھ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے کسی غیر موجود شخص کی آمد پر اس کے اہل خانہ خوش ہوتے ہیں۔

٢٩٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما توطَّنَ رجلٌ مسلمٌ المساجدَ للصلاة والذِّكر، إلا تَبَشْبَشَ اللهُ له، كما يَتَبَشْبَشُ أهلُ الغائب بغائبهم إذا قَدِمَ عليهم».

٢٩٥. حديث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''جب کوئی مسلمان شخص نماز اور ذکر کے لیے مساجد میں پابندی کے ساتھ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے کسی غیر موجود شخص کی آمد پر اس کے اہلِ خانہ خوش ہوتے ہیں''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

المسلم الذي يلتزم حضور المساجد للصلاة والذِّكر فيها ويداوم على ذلك، فإن الله -تعالى- يتبشبش له، ويفرح به، كما يفرح أهل الغائب بقدوم غائبهم، ولا يجوز تأويل صفة البشبشة إلى الرأفة أو الرحمة أو غيرها، بل يجب إثباتها صفة لله تعالى من غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكييف ولا تمثيل، هذا مع العلم أن البشبشة من لوازمها الرأفة والرحمة، والله أعلم.

اجمالی معنی :

مسلمان جو پابندی کے ساتھ مساجد میں نماز اور ذکر کے لیے آتا ہے اور ہمیشہ ایسا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ایسے مسرور اور خوش ہوتا ہے جیسے کسی غیر موجود شخص کے آنے پر اس کے اہل خانہ خوش ہوتے ہیں۔ یہاں بشاشت کی صفت کی تاویل شفقت اور رحمت وغیرہ جیسے معانی سے کرنا درست نہیں ہے بلکہ اس کا بغیر تحریف و تعطیل اور بنا تکییف و تمثیل کے اللہ عزوجل کے لیے اثبات کرنا واجب ہے تاہم اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ شفقت و رحمت صفتِ بشاشت کے لوازمات میں سے ہیں۔

التصنيف: عقيدة >> الصِّفَاتُ الإِلَهِيّةُ >> الصِّفَاتُ الذّاتِيّةُ

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن ابن ماجه.

معاني المفردات:

- توطَّن : التزم حضورها.
- تبشبش : فرح به وأقبل عليه.

فوائد الحديث:

١. فيه تبشير ملتزم المساجد ومستوطنها.
٢. إثبات صفة البشبشة لله -تعالى-، وهي تقارب صفة الفرح في المعنى.

المصادر والمراجع:

سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، الطبعة: الأولى. التنوير شرح الجامع الصغير، لمحمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني الأمير الصنعاني،

المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م. حاشية السندي على سنن ابن ماجه، لمحمد بن عبد الهادي التتوي نور الدين السندي، الناشر: دار الجيل، بيروت. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (6336)

ما رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يفدي رجلا بعد سعد، سمعته يقول: ارم فداك أبي وأمي

میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بعد کسی شخص کو نہیں دیکھا جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: تیر مارنا جاری رکھ، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

٢٩٦. الحديث:

عن علي -رضي الله عنه- قال: ما رأيتُ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- يُفَدِّي رجلًا بعد سعد سمعتُه يقول: «ارم فداك أبي وأمي».

٢٩٦. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بعد کسی شخص کو نہیں دیکھا، جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: تیر مارنا جاری رکھ، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر علي -رضي الله عنه- أنه ما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- يُفدِّي رجلا بعد سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-، حيث سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول له في غزوة أحد: ارم الكفار بالنبال، أفديك بأبي وأمي. أي: أقدم أبوي؛ ليكونا فداء لك وتسلم، وقد ثبت في الحديث الصحيح أن النبي -صلى الله عليه وسلم- فدَّى الزبير -رضي الله عنه- بأبويه في غزوة الخندق، ويجمع بينهما باحتمال أن يكون علي -رضي الله عنه- لم يطلع على ذلك، أو مراده ذلك بقيد غزوة أحد.

اجمالی معنی:

علی رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص کے بعد کسی کے لیے یہ کہا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان! علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو غزوۂ احد میں یہ کہتے سنا کہ کفار پر تیر اندازی کرتے رہو، میرے ماں باپ تجھ پر قربان!۔ یعنی میں اپنے ماں باپ کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تیرے اوپر فدا ہوں اور تو محفوظ رہے۔ البتہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی اپنے والدین کے فدا ہونے کی بات کہی۔ ان دونوں احادیث کی تطبیق اس احتمال کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ ہو یا پھر ان کی مراد بطور خاص غزوۂ احد ہو۔

التصنيف: عقيدة >> الاعْتِقَادُ فِي الصَّحَابَةِ >> عَقِيدَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي الصَّحَابَةِ

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- يُفَدِّي : يقول له: جُعلت فداك.

فوائد الحديث:

١. فيه من الفقه استحباب الرمي.
٢. أبوا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كانا كافرين؛ ولذلك فدى سعدًا بهما، ونُهي عن الاستغفار لوالدته.
٣. فيه فضيلة عظيمة لسعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد القسطلاني القتيبي، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ١٣٢٣ هـ. الإفصاح عن معاني الصحاح، يحيى بن هبيرة الذهلي الشيباني، تحقيق: فؤاد عبد المنعم أحمد، الناشر: دار الوطن، سنة النشر: ١٤١٧هـ. كشف المشكل من حديث الصحيحين، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي، تحقيق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن، الرياض.

الرقم الموحد: (11195)

ما غرت على أحد من نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- ما غرت على خديجة -رضي الله عنها-، وما رأيتها قط، ولكن كان يكثر ذكرها

نبی ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی، اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی حالانکہ انہیں میں نے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، لیکن آپ ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے۔

٢٩٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «ما غِرْتُ على أحد من نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- ما غِرْتُ على خديجة -رضي الله عنها-، وما رأيتها قط، ولكن كان يُكثر ذِكْرَها، وربما ذبح الشَّاةَ، ثم يُقطعها أَعْضَاءً، ثم يَبْعَثُهَا في صَدَائِقِ خديجة، فربما قلت له: كأن لم يكن في الدنيا إلا خديجة! فيقول: «إنها كانت وكانت وكان لي منها وَلَدٌ». وفي رواية: وإن كان لَيَذْبَحُ الشَّاءَ، فيُهدي في خَلَائِلِهَا منها ما يَسَعُهُنَّ. وفي رواية: كان إذا ذَبَحَ الشَّاةَ، يقول: «أرسلوا بها إلى أصدقاء خديجة». وفي رواية: قالت: اسْتَأْذَنَتْ هالة بنت خويلد أخت خديجة على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فعرف استئذان خديجة، فارْتَاحَ لذلك، فقال: «اللَّهُمَّ هالة بنت خويلد».

٢٩٧. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی، اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی حالانکہ انہیں میں نے انہیں کبھی دیکھا بھی نہ تھا، لیکن آپ ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب کبھی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے۔ بسا اوقات میں آپ ﷺ سے کہتی: جیسے دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ ﷺ فرماتے کہ "وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ جب کبھی بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ "یہ خدیجہ کی سہیلیوں کے ہاں پہنچا دو"۔ ایک اور روایت میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن، ہالہ بنت خویلد نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آگیا، آپ ﷺ خوش ہوا ٹھے اور فرمایا "اللہ! یہ تو ہالہ بنت خویلد ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تقول عائشة -رضي الله عنها-: ما غِرْت على أحد من نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- مثلما غرت على خديجة -رضي الله عنها-، وهي أُولى زوجات النبي -صلى الله عليه وسلم-، وقد توفيت قبل أن تراها عائشة، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- في المدينة إذا ذبح شاة أخذ من لحمها وأهداه إلى صديقات خديجة -رضي الله عنها-، ولم تصبر عائشة -رضي الله عنها- على ذلك، فقالت: يا رسول الله، كأن لم يكن في الدنيا إلا خديجة. فذكر -صلى الله عليه وسلم- أنها كانت تفعل كذا، وتفعل كذا، وذكر من خصالها -رضي الله عنها-. وأضاف -صلى الله عليه

اجمالی معنیٰ:

اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی، اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، اور وہ نبی ﷺ کی سب سے پہلی بیوی تھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے انہیں دیکھنے سے قبل ہی ان کا انتقال ہو چکا تھا، نبی ﷺ کا مدینہ طیبہ میں یہ معمول تھا کہ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں اس کے کچھ گوشت کا ہدیہ بھیجتے، عائشہ رضی اللہ عنہا برداشت نہ کرپاتیں اور کہہ دیا کرتیں: اے اللہ کے رسول! ایسا لگتا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا دنیا میں کوئی اور خاتون ہی نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ یہ فرماتے کہ وہ ایسے کرتی تھیں، یوں کرتی تھیں اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خوبیاں ذکر فرماتے۔ نیز آپ ﷺ اس محبت، بے پناہ پیار اور انتہائی گہری وابستگی کے راز میں زور پیدا کرتے ہوئے فرماتے کہ "ان سے مجھے اولاد بھی ہے"۔

وسلم- أيضًا مؤكدًا سرَّ هذا الحب والود والارتباط العميق: "وكان لي منها ولد" وأولاده أربع بنات وثلاثة أولاد كلهم منها إلا ولدًا واحدًا هو إبراهيم -رضي الله عنه-، فإنه كان من مارية القبطية التي أهداها إليه ملك القبط. وجاءت مرة هالة بنت خويلد أخت خديجة -رضي الله عنهما-، فاستأذنت فكان استأذانها شبيها بصفة استئذان خديجة لشبه صوتها بصوت أختها فتذكر خديجة بذلك، ففرح بذلك وسُر -صلى الله عليه وسلم-.

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والے فرزند، ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا آپ ﷺ کی جملہ چار لڑکیاں اور تین لڑکے، خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے تھے اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو قبطی بادشاہ نے نبی ﷺ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ ایک مرتبہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن، ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہما تشریف لائیں اور گھر میں آنے کی اجازت طلب کی اور ان کے اجازت مانگنے کا انداز، خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اجازت مانگنے جیسا تھا کیونکہ ان کی آواز، ان کی بہن جیسی تھی، چنانچہ آپ ﷺ کو اس سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد آگئی تو آپ ﷺ میں خوشی و مسرت کے جذبات امنڈ آئے۔

التصنيف: العقيدة > آل البيت > فضل آل البيت

الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: متفق عليها. الرواية الثالثة: متفق عليها. الرواية الرابعة: متفق عليها.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَا غِرْتُ : الغيرة هي الأنفة والحمية.
- وما رَأَيتُها قَطُّ : لم يقع نظرها عليها وذلك لتقدم وفاتها.
- صدائق : جمع صديقة.
- إِنَّهَا كَانَتْ وكانت : يثني عليها بأفعالها.
- خَلاَئِلِهَا : مفرد خليلة، وهي الصديقة المخلصة.
- يَسَعُهُنَّ : يكفيهن.
- فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ : أي تذكر عند استئذانها استئذان خديجة.
- فَارْتَاحَ لِذَلِك : هشَّ لمجيئها وسُرَّ؛ لتذكره به خديجة وأيامها الجميلة.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل أم المؤمنين خديجة بنت خويلد -رضي الله عنها-، ومحبة النبي -صلى الله عليه وسلم- لها، ووفاؤه لذكراها؛ لِمَا كان لها من فضل ووفاء.
٢. ثبوت الغيرة وأنها غير مستنكرة من النساء الفاضلات.
٣. من الخصال المُحَبَّبة في المرأة أن تكون ودودًا ولودًا؛ فلذلك أمر الرسول -صلى الله عليه وسلم- بالزواج منها.
٤. كثرة الذكر تدل على كثرة المحبة، ولذلك كان شعار المحبين لله رب العالمين أنهم من الذاكرين الله كثيرًا والذاكرات.
٥. ينبغي على المسلم أن يحفظ عهد زوجته وصاحبه ومعاشره ويرعى وُدَّهُ حيًّا وميِّتًا بتذكره والثناء على خصال الخير التي كانت فيه وإكرام معارفه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي للمباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير

بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3140)

ما غرت على نساء النبي -صلى الله عليه وسلم-، إلا على خديجة، وإني لم أدركها، قالت: وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا ذبح الشاة، فيقول: أرسلوا بها إلى أصدقاء خديجة

میں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر رشک نہیں کیا سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالانکہ میں نے ان کو نہیں پایا۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بکری ذبح کرتے تھے تو آپ ﷺ فرماتے کہ "اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دو"۔

٢٩٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: ما غِرْتُ على نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا على خديجة، وإني لم أُدركها، قالت: وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا ذبح الشاة، فيقول: «أرسلوا بها إلى أصدقاء خديجة»، قالت: فأغضبتُه يوما، فقلتُ: خديجة، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إني قد رُزِقْتُ حُبَّها».

٢٩٨. حدیث:

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر رشک نہیں کیا سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالانکہ میں نے ان کو نہیں پایا۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بکری ذبح کرتے تھے تو آپ ﷺ فرماتے "اس کا گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دو"۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں ایک دن غصہ میں آگئی اور میں نے کہا خدیجہ خدیجہ ہی ہو رہی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے دل میں ان کی محبت ڈالی جا چکی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أنها ما غارت على أحد من نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا على خديجة -رضي الله عنها-، مع أن خديجة ماتت قبل أن تتزوج عائشة من النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا ذبح الشاة أرسل بها إلى صديقات خديجة، فأغضبت عائشةُ النبي -صلى الله عليه وسلم- يوما، وقالت له إنه يكثر من ذكر خديجة، فأخبرها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن الله قد رزقه حبها.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی ازواج میں سے کسی پر غیرت نہیں کھائی، سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے، حالانکہ وہ آپ ﷺ کی مجھ سے شادی کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی تھی۔ آپ ﷺ جب بکری ذبح کرتے تو اسے خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیجتے تھے۔ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا غصہ ہوئیں اور فرمایا کہ آپ خدیجہ کا ذکر بہت زیادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''اللہ نے میرے دل میں ان کی محبت ڈالی ہے''۔

التصنيف: عقيدة >> الاعْتِقَادُ فِي الصَّحَابَةِ >> عَقِيدَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي الصَّحَابَةِ

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- ما غرت : أي: ما غِرْتُ مثل التي غِرتها، أو مثل غيرتي عليه، والغيرة: الحَمِيَّةُ وَالْأَنَفُ.

فوائد الحديث:

١. الغيرة من النساء مسموح لهن فيها، وغير منكر من أخلاقهن، ولا معاقب لها؛ لما جُبلن عليه من ذلك، وأنهن لا يملكن أنفسهن عندها، ولهذا لم يزجر النبي -عليه الصلاة والسلام- عائشة ولا رد عليها، وكان ذلك من عائشة في حال صغر سنها.

٢. في الحديث فضيلة ظاهرة لخديجة -رضي الله عنها-، وأنها من أحب الناس إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-.

٣. فيه ما كان عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- من الوفاء.
٤. فيه ما كان عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- من الكرم والإنفاق.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣ هـ. إكمال المعلم بفوائد مسلم، عياض بن موسى اليحصبي السبتي، المحقق: يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م.

الرقم الموحد: (11175)

ما فرق هؤلاء؟ يجدون رقة عند محكمه، ويهلكون عند متشابهه	ان لوگوں کا خوف کیسا ہے؟ محکم (واضح) نصوص سن کران پر رقت طاری ہوجاتی ہے اور جب کوئی متشابہ نصوص سنتے ہیں توہلاک ہوجاتے ہیں (یعنی انکار کر بیٹھتے ہیں)
٢٩٩. الحديث: عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أنه رأى رجلا انْتَفَضَ لما سمع حديثا عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصفات -استنكارا لذلك– فقال: "ما فَرَقُ هؤلاء؟ يجدون رِقَّةً عند مُحْكَمِهِ، ويَهْلِكُونَ عند مُتَشَابِهِهِ" .	**٢٩٩. حدیث :** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ : انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جب اس نے اللہ کی صفات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنی تو۔ بطورانکار۔ اس پرجھرجھری طاری ہوگئی۔ تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں کا خوف کیسا ہے؟ محکم (واضح) نصوص سن کر ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور جب کوئی متشابہ نصوص سنتے ہیں توہلاک ہوجاتے ہیں (یعنی انکار کر بیٹھتے ہیں)
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: ينكر ابن عباس -رضي الله عنهما- على أناس ممن يحضر مجلسه من عامة الناس يحصل منهم خوفٌ عندما يسمعون شيئا من أحاديث الصفات ويرتعدون استنكارا لذلك، فلم يحصل منهم الإيمان الواجب بما صح عن رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وعرفوا معناه من القرآن وهو حق لا يرتاب فيه مؤمن، وبعضهم يحمله على غير معناه الذي أراده الله فيهلك بذلك.	**اجمالی معنی :** ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی مجلس میں عوام الناس میں سے حاضر ہونے والے ایسے لوگوں پر نکیر کر رہے ہیں جو اللہ کی صفات کے بارے میں کوئی حدیث سنتے ہیں توخوف میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور بطور انکار ان پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اس چیز پر واجب ایمان نہیں رکھتے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے اور انہوں نے اس کے معنی کو قرآن سے جان لیا ہے۔ جوکہ برحق ہے۔جس میں کوئی مومن شک نہیں کر سکتا۔ اور بعض اسے اس معنی پر محمول کرتے ہیں جو اللہ کی مراد نہیں ہے،جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوجاتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات
الفقه وأصوله > أصول الفقه > الكتاب (القرآن)
راوي الحديث: رواه عبد الرزاق وابن أبي عاصم.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- انتفض : ارتعد.
- فقال : أي: ابن عباس.
- ما : استفهامية.
- هؤلاء : يشير إلى أناس يحضرون مجلسه من عامة الناس.
- رقة : لينا وقبولا.
- محكمه : ما وضح معناه فلم يلتبس على أحد.
- متشابهه : ما اشتبه عليهم فهمه.
- استنكارا لذلك : أي استنكارا لحديث الصفات، إما لأن عقله لا يحتمله، أو لكونه اعتقد عدم صحته فأنكره.
- ما فرق هؤلاء : بتخفيف الراء: ما الذي أخاف هؤلاء؟

- رقة عند محكمه : ميلا وقبولا، والمحكم هو الواضح.
- يهلكون عند متشابه : ينكرون ما يتشابه عليهم معناه، أي يخفى عليهم.

فوائد الحديث:

١. أنه لا مانع من ذكر آيات الصفات وأحاديثها بحضرة عوام الناس وخواصهم من باب التعليم.
٢. أن من رد شيئا من نصوص الصفات أو استنكره بعد صحته فهو من الهالكين.
٣. الإنكار على من استنكر شيئا من نصوص الصفات.
٤. وجوب إنكار المنكر.
٥. وجوب الإيمان بأسماء الله وصفاته.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب ص٢٥٢ ت: د. دغش العجمي . مكتبة أهل الأثر , الطبعة الخامسة , ١٤٣٥ه الجديد في شرح كتاب التوحيد لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه الملخص في شرح كتاب التوحيد للشيخ صالح الفوزان , دار العاصمة , الطبعة الأولى ١٤٢٢ه كتاب السنة لابن أبي عاصم ومعه ظلال الجنة للألباني, المكتب الإسلامي, ط٤ ١٤١٩

الرقم الموحد: (3376)

ما مِنْكُمْ من أحَدٍ إلا وقد كُتِبَ مَقْعَدُه من النَّار ومَقْعَدُه من الجنَّة

تم میں سے ہر ایک شخص کا جہنم اور جنت کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے

٣٠٠. الحديث:

عن علي -رضي الله عنه- قال: كُنَّا في جَنَازة في بَقِيع الغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَقَعَدَ، وَقَعَدْنَا حَوْلَه ومعه مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ وجعل يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثم قال: «ما مِنْكُمْ من أحَدٍ إلا وقد كُتِبَ مَقْعَدُه من النَّار ومَقْعَدُه من الجنَّة» فقالوا: يا رسول الله، أفلا نَتَّكِلُ على كِتَابِنَا؟ فقال: «اعملوا؛ فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لما خُلِقَ له...» وذكر تمام الحديث.

٣٠٠. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بقیع الغرقد میں ایک جنازے میں شریک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ ﷺ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک شخص کا جہنم اور جنت کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے۔'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسا نہ کرلیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عمل کرو، اس لیے کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ہوگی جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔۔۔"۔ (اس کے بعد مکمل حدیث ذکر کی)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الصحابة -رضي الله عنهم- في جنازة أحدهم في مَقبرة أهل المدينة، فقعَد النبي -صلى الله عليه وسلم- بين أصحابه، وكان بيده عصا، فنَكَّس رأسه وطأطأه إلى الأرض كالمتفكر المهموم، وجعل ينكش الأرض بالعصا، ثم قال: إن الله -تعالى- قد كتب مقادير الناس وكتب مقاعدهم في الجنَّة وفي النَّار. فلما سمعوا ذلك من النبي -صلى الله عليه وسلم- قالوا: ما دام أنه قد سبق القضاء والقدر؛ بأن الشقي شقي، وأن السعيد سعيد، وأن الذي في الجنة في الجنة، والذي في النار في النار، فما دام الأمر كذلك، ألا نترك العمل؛ لأنه لا فائدة في السعي، فإن كل شيء مكتوب ومُقدر. فأجابهم بقوله: اعملوا ولا تتكلوا على ما قَدَّره الله من خير أو شرٍّ، بل اعملوا بمقتضى ما أمرتم به وانتهوا عما نُهيتم عنه، فإن الجنة لا تأتي إلا بعمل والنار لا تأتي إلا بعمل، فلا يدخل النار إلا من عمل بعمل أهل النار ولا يدخل الجنة إلا من عمل بعمل أهل الجنة، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لما خُلِقَ له من خَيْرٍ أو شَرٍّ، فمن كان من أهل السعادة يسره الله لعمل أهل السعادة،

اجمالی معنی:

صحابۂ کرام - رضی اللہ عنہم - ایک صحابی کے جنازہ میں اہل مدینہ کے قبرستان میں تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے کسی غمگین، فکرمند کی طرح اپنا سر مبارک جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے، پھر فرمایا: بلا شبہ اللہ نے لوگوں کی تقدیریں اور جنت اور جہنم میں ان کے ٹھکانے لکھ دیے ہیں۔ جب صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تو عرض کیا کہ جب تقدیر میں یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ بدبخت برا ہوگا اور نیک بخت اچھا ہوگا، نیز جو جنتی ہے جنت میں جائے گا اور جہنمی جہنم میں رہے گا، جب معاملہ ایسا ہے تو کیوں نہ ہم عمل کرنا چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ کوشش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کیوں کہ ہر چیز لکھ دی گئی ہے اور مقدر کر دی گئی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اعمال انجام دیتے رہو اور جو اللہ نے اچھا یا برا مقدر کر دیا ہے اس پر اعتماد کر کے نہ بیٹھ جاؤ، بلکہ جس کا حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرو اور جس سے روکا گیا ہے اس سے باز رہو۔ کیوں کہ جنت عمل ہی کے ذریعہ حاصل ہوگی اور جہنم میں عمل ہی کے سبب جانا پڑے گا۔ چنانچہ صرف وہی شخص جہنم میں جائے گا جو جہنمیوں کا کام کرے گا اور صرف وہی شخص جنتی ہوگا جو جنتیوں والے اعمال انجام دے گا۔ ہر شخص کو اس کی تقدیر کے مطابق ہی اچھائی یا برائی کی توفیق ملتی ہے۔ پس جو نیک بختوں

ومن كان من أهل الشقاوة يسره الله لعمل أهل الشقاوة.	میں سے ہوتا ہے اس کے لیے اللہ نیک بختوں کے اعمال آسان کر دیتا ہے اور جو بد بختوں میں سے ہوتا ہے اس کے لیے اللہ بد بختوں کے اعمال آسان کر دیتا ہے ۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالقضاء والقدر > مراتب القضاء والقدر
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَقِيعِ الغَرْقَد : مقبرة أهل المدينة، والغَرْقَد: نوع من شجر العَضَاة، والعَضَاة: شجر له شوك مثل: الطَلح ، والسِّدر.
- مِخْصَرَةٌ : عصا ذات رأس مِعْوَج.
- نَكَّسَ : خفض رأسه وطأطأه إلى الأرض على هيئة المهموم.
- يَنْكُتُ : يَنْكُش في الأرض.
- نَتَّكِلُ : من الاتِّكال، وهو: الاعتماد على ما هو مكتوب.
- كِتَابِنَا : مكتوبنا السابق من السعادة وضدها.
- مُيَسَّرٌ لما خُلِقَ له : أن الإنسان خلق ليعمل والعمل الذي يريده ميسر له، سواء كان خيرا أو شرا، فالسعداء يسيرون في درب السعادة، والأشقياء يسيرون في درب الشقاوة.

فوائد الحديث:

١. استحباب الموعِظة على القبر.
٢. جواز القعود في المقبرة بشرط أن لا يؤذوا الأموات بجلوسهم على قبورهم.
٣. إثبات القدر، وأن كل شيء مكتوب ومقدر قبل أن يقع، وإثبات الإرادة للإنسان، وأن ما يريده ويفعله يقع موافقًا لإرادة الله -تعالى.-
٤. الله -عز وجل- يُيَسِّر من سبق في علمه أنه من أهل السعادة إلى عمل أهل السعادة، ومن كان من أهل الشقاوة يُيَسِّره لعمل أهل الشقاوة.
٥. لا يجوز الاحتجاج بالقدر على المعاصي، وذلك لأن العبد ما كان يعلم قبل عمله ما سيكون، ولكن باختياره وفعله ظهر له ما كان قد سبق في عِلم الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ه. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ه. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ه. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (8869)

جو شخص سونے اور چاندی (کے نصاب) کا مالک ہو اور اس کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ وہ تختیاں دوزخ کی آگ میں گرم کی جائیں گی اور ان سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پشت داغی جائے گی۔

ما مِن صاحب ذَهب ولا فِضَّة لا يُؤَدِّي منها حقَّها إلا إذا كان يوم القيامة صُفِّحَتْ له صَفَائِحُ من نار، فَأُحْمِيَ عليها في نار جهنَّم، فيُكْوى بها جَنبُه وجَبينُه وظهرُه

٣٠١. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ”جو شخص سونے اور چاندی (کے نصاب) کا مالک ہو اور اس کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ وہ تختیاں دوزخ کی آگ میں گرم کی جائیں گی اور ان سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پشت کو داغا جائے گا اور جب بھی وہ (تختیاں) ٹھنڈی ہو جائیں گی، انھیں دوبارہ آگ میں گرم کیا جائے گا (اور ان سے داغا جائے گا۔) حساب کتاب کے اس دن میں یہ عمل برابر جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا۔ پھر اسے اس کا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دکھا دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اونٹوں کا مالک ہو اور وہ ان کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے اور ان کا حق یہ بھی ہے کہ ان کو پانی پلانے کے دن (ضرورت مندوں اور مسافروں کے لیے) ان کا دودھ دوہا جائے، تو قیامت کے دن اس شخص کو اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈال دیا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ پہلے سے بھی زیادہ فربہ حالت میں وہاں موجود ہوں گے اور ان میں سے اونٹ کا ایک بچہ تک بھی کم نہ ہوگا۔ یہ اونٹ اپنے کھروں سے اس شخص کو روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اسے کاٹیں گے۔ ان میں سے جب ان کا پہلا اونٹ گزر جائے گا تو اس پر پھر ان کا آخری اونٹ دوبارہ لوٹا دیا جائے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پس وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ لے گا۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! گائے اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گایوں اور بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسے ایک ہموار میدان میں اس کی گایوں اور بکریوں کے سامنے اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا، ان میں سے کوئی بھی کم نہیں ہوگی، کسی کا سینگ نہ مڑا ہوگا، نہ ٹوٹا ہوگا اور نہ کوئی بلا سینگ ہوگی۔ وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اسے کچلیں گی اور جب ایک قطار اسے مار کچل کر چلی جائے گی تو اس کے پیچھے دوسری قطار آ جائے گی، ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ

٣٠١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما مِن صاحب ذَهب، ولا فِضَّة، لا يُؤَدِّي منها حقَّها إلا إذا كان يوم القيامة صُفِّحَتْ له صَفَائِحُ من نار، فَأُحْمِيَ عليها في نار جهنَّم، فيُكْوى بها جَنبُه، وجَبينُه، وظهرُه، كلَّما بَرَدَت أُعِيْدَت له في يوم كان مِقداره خمسين ألف سنة، حتى يُقْضَى بين العِباد فَيَرى سَبِيلَه، إما إلى الجنة، وإما إلى النار». قيل: يا رسول الله، فالإبْل؟ قال: «ولا صَاحِبِ إبل لا يُؤَدِّي منها حَقها، ومن حقِّها حَلْبُهَا يوم وِرْدِهَا، إلا إذا كان يوم القيامة بُطِح لها بِقَاعٍ قَرْقَرٍ. أوْفَرَ ما كانت، لا يَفْقِد منها فَصِيلا واحِدًا، تَطَؤُهُ بِأخْفَافِهَا، وتَعَضُّه بِأفْوَاهِهَا، كلما مَرَّ عليه أُولاَهَا، رَدَّ عليه أُخْرَاها، في يوم كان مِقْداره خمسين ألف سنة، حتى يُقضى بين العباد، فَيَرَى سَبِيلَه، إما إلى الجنة، وإما إلى النار». قيل: يا رسول الله، فالبقر والغنم؟ قال: «ولا صاحب بقر ولا غَنَم لاَ يُؤَدِّي منها حقها، إلا إذا كان يوم القيامة، بُطِح لها بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لا يَفْقِد منها شيئا، ليس فيها عَقْصَاء، ولا جَلْحَاء، ولا عَضْبَاءُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِها، وتَطَؤُهُ بِأظْلاَفِهَا، كلَّمَا مَرَّ عليه أُولاَهَا، رَدَّ عليه أُخْرَاها، في يوم كان مِقداره خمسين ألف سنة حتى يُقضى بين العِباد، فَيَرَى سَبِيلَه، إما إلى الجنة، وإما إلى النار». قيل: يا رسول الله فالخيل؟ قال: «الخَيل ثلاثة: هي لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وهي لِرَجُل سِتْر، وهي لِرَجُلٍ أجْرٌ. فأمَّا التي هي له وِزْرٌ فَرَجُلٌ ربَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً على أهل الإسلام، فهي له وِزْرٌ، وأما التي هي له سِتْرٌ، فرَجُل ربَطَها في سبيل الله، ثم لم يَنْس حَقَّ الله في ظُهورها، ولا رِقَابِها، فهي له سِتْرٌ، وأما التي هي له أَجْرٌ، فرَجُل ربَطَها في سبيل الله لأهل الإسلام في مَرْج، أو رَوْضَةٍ فما أكلت من ذلك المَرْجِ أو الرَّوْضَةِ

من شيء إلا كُتِبَ له عَدَدَ ما أكَلَتْ حسنات وكتب له عَدَد أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حسنات، ولا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفا أو شَرَفَيْنِ إلا كَتَب الله له عَدَد آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حسنات، ولا مَرَّ بها صَاحِبُها على نَهْر، فشَربَت منه، ولا يُريد أن يَسْقِيهَا إلا كَتَب الله له عَدَد ما شَرَبت حسنات» قيل: يا رسول الله فالحُمُرُ؟ قال: «ما أُنْزِل عليَّ في الحُمُر شيء إلا هذه الآية الفَاذَّة الجَامعة: ?فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره? [الزلزلة: ٧ - ٨]».

شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا : اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ”گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں : ایک تو وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے بوجھ (گناہ کا باعث) ہوتے ہیں، دوسرے وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اور تیسرے وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے ثواب کا باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ جو اس کے لیے گناہ کا باعث ہوتے ہیں یہ وہ گھوڑے ہیں جنہیں وہ ریاکاری، اظہارِ فخر اور اہلِ اسلام کے خلاف مقابلے کے لیے رکھتا ہے۔ یہ اس کے لیے گناہ کا باعث ہوتے ہیں۔ اور جو اس کے لیے پردہ بنتے ہیں یہ وہ ہیں جنہیں آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے باندھتا ہے اور ان کی پیٹھ اور گردنوں کے بارے میں اللہ کے حق کو نہیں بھولتا۔ تو یہ اس کے لیے پردہ بنتے ہیں۔ اور جو اس کے لیے اجر کا باعث ہوتے ہیں، یہ وہ گھوڑے ہیں جنہیں آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے مسلمانوں کے لیے چراگاہ یا باغ میں باندھے۔ وہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ بھی کھاتے ہیں ان کے کھانے کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ان کی لید اور پیشاب کے بقدر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اگر وہ اپنی رسی کو تڑوا کر ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر دوڑ کر چڑھ جائیں تو ان کے پاؤں کے نشانات کے بقدر اور اس دوران گرنے والی لید پر بھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ پھر اگر ان کا مالک انہیں کسی نہر پر لے جائے اور وہ اس میں سے پانی پی لیں حالانکہ اس کا انہیں پانی پلانے کا ارادہ نہ ہو تو پھر بھی وہ جتنا پانی پیتے ہیں اس کے بقدر اللہ تعالی اس کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول! گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا تاہم یہ منفرد اور جامع آیت موجود ہے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر گدھوں کو نیک کام کے لئے رکھا تو اس پر بھی اجر ملے گا) : [فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ] (الزلزلہ : ۷-۸) ترجمہ : ”پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

لا يوجد صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها زكاتها إلا إذا كان يوم القيامة صفحت له صفائح من نار فأُحمي عليها في نار جهنم فيكوى بتلك الصفائح جَنْبُه وجَبِينه وظهره، كلما بردت أعيدت في يوم كان

اجمالی معنی :

یہ حدیث جس کا ذکر مولف رحمہ اللہ نے زکوۃ کے وجوب کی تاکید اور اس کی فضیلت کے بیان کے باب میں کیا ہے کہ : ”جو شخص بھی سونے و چاندی کا مالک ہو لیکن وہ ان کا حق ادا نہ کرے تو روز قیامت اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جنہیں آگ میں تپایا جائے گا اور ان سے اس کے پہلو، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا اور

مقداره خمسين ألف سنة حتى يقضى بين العباد، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار، فالذهب والفضة تجب الزكاة في أعيانهما في كل حال، فإن لم يفعل فجزاؤه ما ذكره النبي -صلى الله عليه وسلم-. قال: "ولا صاحب إبل لا يؤدي منها حقها" فإذا امتنع صاحب الإبل مما أوجب الله عليه فيها من زكاتها وحلبها يوم ورودها على الماء؛ بأن تُحْلب ويسقى من ألبانها المارة والواردين للماء "إلا إذا كان يوم القيامة بُطِح لها بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ ما كانت.." ، وفي رواية لمسلم : "أعظم ما كانت" أي في الدنيا، زيادة في عقوبته بكثرتها وقوتها وكمال خَلْقِها فتكون أثقل في وطْئِها " كلما مَرَّ عليه أُولاَها، رُدَّ عليه أُخْرَاها"، وفي رواية مسلم: "كلما مَرَّ عليه أُخْراها رُدَّ عليه أولاها" والمعنى أنه سيظل يعذب بها خمسين ألف سنة، حتى يقضى بين العباد، ثم يرى سبيله، إما إلى الجنة وإما إلى النار. قيل: يا رسول الله، فالبقر والغنم؟ قال: «ولا صاحب بقر ولا غَنَم لاَ يُؤَدِّي منها حقها، إلا إذا كان يوم القيامة، بُطِح لها بِقَاعٍ قَرْقَرٍ.." يقال فيمن امتنع من زكاة البقر والغنم ما قيل فيمن امتنع من إخراج زكاة الإبل، كما أن ذوات القرون تكون بقرونها ليكون أنكى وأصوب لطعنها ونطحها. "قيل: يا رسول الله فالخيل؟ قال: «الخَيل ثلاثة: هي لرَجُلٍ وِزْرٌ، وهي لرَجُل سِتْر، وهي لِرَجُلٍ أَجْرٌ" يعنى أن الخيل ثلاثة أصناف ، الصنف الأول بينه بقوله : "فأمَّا التي هي له وِزْرٌ فَرَجُلٌ ربَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً على أهل الإسلام، فهي له وِزْرٌ" فهذا الرجل الذي أَعَدَّ خيله رياء وسمعة وتفاخرا ومعاداة لأهل الإسلام، فهذه تكون عليه وزر يوم القيامة. وأما الصنف الثاني بَيَّنه -عليه الصلاة والسلام- بقوله: "وأما التي هي له سِتْرٌ، فرَجُل ربَطَها في سَبِيل الله، ثم لم يَنْس حَقَّ الله في ظُهورها، ولا رقَابِها، فهي له سِتْرٌ" والمعنى: أن الخيل التي أَعَدَّها صاحبها لحاجته، ينتفع بِنَتَاجها ولبنها والحمل عليها وتأجيرها؛ ليَكُف بها وجهه عن سؤال الناس كان عمله ذلك في طاعة الله -تعالى- وابتغاء مرضاته، فهي له سِتْر؛ لأنَّ سؤال الناس أموالهم وعند الإنسان

جوں ہی یہ ٹھنڈی ہوں گی انہیں دوبارہ آگ میں تپایا جائے گا۔ یہ سب ایک ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، یہاں تک کہ اللہ تعالی بندوں کے مابین فیصلہ کر دے گا اور پھر وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔ ''تو سونے اور چاندی کی ذات میں ہر حال میں زکوۃ واجب ہے۔ اگر آدمی زکوۃ نہ نکالے تو پھر اس کی سزا وہی ہوگی جو نبی ﷺ نے ذکر کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کا مالک جو ان کا حق ادا نہیں کرتا۔" چنانچہ اگر اونٹوں کا مالک ان میں سے اللہ کی طرف سے واجب کردہ زکوۃ نہ نکالے اور جس دن وہ پانی پیتے ہیں اس دن ان کا دودھ دوہ کر راہ گیروں اور گھاٹ پر آنے والوں کو نہ پلائے، تو ''قیامت کے دن اسے ایک ہموار میدان میں ان اونٹوں کے سامنے اوندھا ڈال دیا جائے گا جو گنتی میں پورے اور پہلے سے بھی موٹے تازے ہوں گے۔ ''مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''یہ پہلے سے بھی بڑے ہوں گے۔ ''یعنی دنیا میں جتنے بڑے تھے اس سے زیادہ بڑے ہوں گے۔ ایسا اس کی سزا میں اضافہ کرنے کے لیے ہوگا بایں طور کہ وہ بہت زیادہ، طاقتور اور پورے ڈیل ڈول والے ہوں گے اور یوں روندنے میں بہت بھاری ہوں گے، اسی طرح وہ جانور جن کے سینگ ہوتے ہیں وہ اپنے سینگوں سمیت وہاں ہوں گے تاکہ خوب زخمی کریں اور صحیح طور پر ٹکر مار سکیں۔ ''جب بھی آگے والے اس پر سے گزر کر نکل جائیں گے تو پیچھے والے آجائیں گے۔ ''مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے: ''جب ان کے آخر والے اس پر سے گزر چکیں گے تو پہلے والے اس پر دوبارہ لوٹا دیے جائیں گے۔ ''مطلب یہ کہ اسے پچاس ہزار سال تک برابر عذاب دیا جاتا رہے گا، یہاں تک کہ بندوں کے مابین فیصلہ کر دیا جائے، پھر وہ شخص جنت یا جہنم کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔ پوچھا گیا کہ: اے اللہ کے رسول! گائے اور بھیڑ بکریوں کا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گایوں اور بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسے ایک ہموار میدان میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔ ''جو بندہ گائے اور بکریوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتا اس کے بارے میں بھی وہی کچھ کہا جائے گا جو اس شخص کے بارے میں کہا گیا جو اونٹوں کی زکوۃ نہیں دیتا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو آدمی کے لیے گناہ کا موجب اور بوجھ ہوتے ہیں، دوسرے وہ جو اس کے لیے پردہ ہوتے ہیں اور تیسرے وہ جو اس کے لیے اجر کا باعث ہوتے ہیں۔ '' یعنی گھوڑوں کی تین قسمیں ہیں: پہلی قسم کی وضاحت آپ ﷺ نے یہ فرما کر کی کہ: ''رہے وہ جو اس کے لیے گناہ کا باعث اور بوجھ ہوتے ہیں، تو یہ وہ گھوڑے ہیں جنہیں وہ ریاکاری، اظہارِ فخر اور اہل اسلام سے دشمنی کے لیے پالتا ہے۔ یہ اس کے لیے گناہ کا باعث ہوتے ہیں۔ '' یہ شخص جو اپنے گھوڑوں

كفاية مُحَرَّم "ثم لم يَنْس حق الله في ظُهُورها ولا رقابها" بأن يَرَكبها في سبيل الله -تعالى- أو عند الحاجات ولا يَحْمِل عليها ما لا تُطِيقه، ويتعهدها بما يصلحها ويدفع ضررها عنها فهذه سِتْر لصاحبها من الفَقْر. الصنف الثالث: ذكرها بقوله -صلى الله عليه وسلم-: "وأما التي هي له أَجْرٌ، فرَجُل ربَطَها في سبيل الله لأهل الإسلام في مَرْج، أو رَوْضَةٍ فما أكلت من ذلك المَرْجِ أو الرَّوْضَةِ من شيء إلا كُتِبَ له عَدَدَ ما أَكَلَتْ حسنات وكتب له عَدَد أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حسنات، ولا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفا أو شَرَفَيْنِ إلا كَتَب الله له عَدَد آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حسنات، ولا مَرَّ بها صَاحِبُها على نَهْر، فشَرِبَت منه، ولا يُريد أن يَسْقِيهَا إلا كَتَب الله له عَدَد ما شَرِبت حسنات" أي: جهزها للجهاد في سبيل الله، سواء كان يجاهد بنفسه عليها أو أوقفها في سبيل الله -تعالى- ليجاهد بها الكفار، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: (من جهز غازيًا فقد غزا)، فهذا الرجل الذي أَعَدَّ خَيْله في سبيل الله -تعالى- لإعلاء كلمة الله، كان له بكل ما تأكله من نَبَات الأرض حسنات، حتى بولها وروثها يُكتب له حسنات، (ولا يظلم ربك أحدًا). "ولا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفا أو شَرَفَيْنِ إلا كَتَب الله له عَدَد آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حسنات"، حتى لو قطعت طولها، أي: الحبل التي تُربط به لأجل أن تَرْعى في مكانها، فإذا قطعت الحبل وذهبت ترعى في غير مكانها، كان لصاحبها أجر عَدد آثارها، التي قطعتها، وكذا بولها وأرواثها. "ولا مَرَّ بها صَاحِبُها على نَهْر، فشَرِبَت منه، ولا يُريد أن يَسْقِيهَا إلا كَتَب الله له عَدَد ما شَرِبت حسنات" والمعنى: أن صاحب الخيل يؤجر على شربها من النهر أو الساقية ولو لم يَنوِ سَقْيها، وله بكل ما شربته حسنات، مع أنه لم يرد سقيها؛ وذلك اكتفاء بالنية السابقة، وهي: نية إعدادها في سبيل الله -تعالى-، فلا يشترط أن تكون النية مصاحبة لجميع العمل من أوله إلى آخره، ما لم يَنْقض نيته بالخروج من ذلك العمل. " قيل: يا رسول الله فالحُمُرُ؟ " أي: ما هو حكمها، هل تأخذ حكم بهيمة الأنعام في وجوب

کو ریاکاری، دکھاوے، اظہار فخر اور مسلمانوں کی عداوت کی غرض سے پالتا ہے وہ روزِ قیامت اس کے لیے بوجھ ہوں گے۔ دوسری قسم کی تفصیل آپ ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی: ''اور رہے وہ گھوڑے جو اس کے لیے پردہ بنتے ہیں، تو یہ وہ ہیں جنہیں آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے باندھے اور ان کی پشت اور گردنوں کے بارے میں اللہ کے حق کو فراموش نہ کرے۔ تو یہ اس کے لیے پردہ اور آڑ بنتے ہیں۔'' یعنی وہ گھوڑے جسے ان کے مالک نے اپنی ضرورت کے لیے پالا بایں طور کہ ان سے پیدا ہونے والے بچوں اور ان کے دودھ سے اس نے فائدہ اٹھایا، ان پر بوجھ لادے اور اسے کرایہ پر دیے تاکہ (ان سے حاصل ہونے والی آمدن کی وجہ سے وہ اپنی ضروریات پوری کرے اور) اسے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے تو اس کا یہ عمل اللہ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کے لیے متصور ہوگا اور یہ اس کے لیے آڑ بنیں گے کیونکہ اس وقت لوگوں سے کچھ مانگنا، جب کہ بندے کے پاس بقدر کفایت مال موجود ہو، حرام ہے۔ "پھر اس کے ساتھ ساتھ وہ ان کی پیٹھ اور گردنوں کے بارے میں اللہ کے حق کو بھی نہیں بھولتا۔" بایں طور کہ اللہ کے راستے میں جہاد کی غرض سے یا دیگر ضروریات کے لیے ان پر سوار ہوتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں لادتا، ان کا اچھے انداز میں خیال رکھتا اور دیکھ بھال کرتا ہے اور نقصان دہ چیزوں سے ان کو بچاتا ہے تو یہ اس شخص کے لیے فقر و محتاجگی سے پردہ بن جاتے ہیں۔ تیسری قسم کے گھوڑوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ جو اس کے لیے اجر کا باعث ہوتے ہیں، یہ وہ گھوڑے ہیں جنہیں آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کی غرض سے مسلمانوں کے لیے چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھتا ہے۔ وہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ بھی کھائیں گے ان کے کھانے کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان کی لید اور پیشاب کے بقدر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ پھر اگر ان کا مالک انہیں کسی نہر پر لے جائے اور وہ اس میں سے پانی پی لیں حالانکہ اس کا انہیں پانی پلانے کا ارادہ نہ ہو تو پھر بھی وہ جتنا پانی پیتے ہیں اس کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔'' یعنی اس نے انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے تیار کیا ہوا ہے وہ ان پر خود جہاد کرتا ہو یا پھر اس نے انہیں اللہ کے راہ میں اس مقصد کے لیے وقف کردیا ہو کہ ان پر بیٹھ کر کفار سے جہاد کیا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے کسی مجاہد کو جہاد کے لیے (سامان جہاد فراہم کر کے اسے) تیار کیا اس نے گویا بذات خود جہاد کیا۔'' یہ شخص جس نے اپنے گھوڑے اللہ کی راہ میں اس کے دین کی سربلندی کے لیے تیار کئے اس کے لیے ہر اس شے کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں جسے وہ زمین کے سبزے میں سے کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پیشاب اور لید کے بدلے میں بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ ''اور اگر

الزكاة فيها ، أو كالخيل؟ " قال: "ما أُنْزِل عليَّ في الحُمُر شيء " أي لم يُنْزِل عليَّ فيها نَصٌ بعينها، لكن نزلت هذه الآية الفَاذَّة الجامعة" أي العامة المتناولة لكل خير ومعروف. (فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره). متفق عليه، وهذه الآية عامة للخير والشر كله؛ لأنه إذا رأى مثقال الذرة، التي هي أحقر الأشياء، وجوزي عليها، فما فوق ذلك من باب أولى وأحرى، كما قال -تعالى-: (يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرًا وما عملت من سوء تَوَدُّ لو أن بينها وبينه أمدا بعيدا).

وہ اپنی رسی کو توڑ کر ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر دوڑ کر چڑھ جائیں تو ان کے پاؤں کے نشانات اور اس دوران گرنے والی لید پر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' یعنی وہ رسی جس سے اسے باندھا جاتا ہے تاکہ یہ اپنی جگہ پر چرتے رہیں انہیں توڑ کر وہ کسی اور جگہ چرنے نکل جائیں تو اس صورت میں ان کے مالک کو ان کے پاؤں کے نشانات کی تعداد کے برابر اجر ملتا ہے جن پر وہ چل کر گئے ہوں گے اور اسی طرح اس کے پیشاب اور لید پر بھی اجر ملتا ہے۔ ''پھر اگر ان کا مالک انہیں کسی نہر پر لے جائے اور وہ اس میں سے پانی پی لیں حالانکہ اس کا انہیں پانی پلانے کا ارادہ نہ ہو تو پھر بھی وہ جتنا پانی پیتے ہیں اس کے بقدر اس کے لئے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔'' یعنی یہ اگر نہر یا رہٹ سے پانی پئیں تو اس پر بھی ان کے مالک کو اجر دیا جاتا ہے، اگرچہ انہیں پانی پلانے کی اس کی نیت نہ بھی ہو۔ وہ جس قدر پانی پیئں گے اسی قدر ان کے مالک کو نیکیاں ملیں گی، حالانکہ اس کا انہیں پانی پلانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ (اجر کا مستحق ہونے کے لیے) اس کی سابقہ نیت ہی کافی ہے۔ یعنی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے انہیں تیار کرنے کی نیت، سارے عمل کے ساتھ شروع سے لے کر آخر تک ہمہ وقت ہونا ضروری نہیں ہے، جب تک کہ آدمی اس عمل سے نکل کر نیت ختم نہ کردے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ''اے اللہ کے رسول! گدھوں کا کیا حکم ہے؟'' یعنی زکوۃ کے واجب ہونے کے بارے میں ان کا حکم وہی ہے جو چوپایوں کا ہے یا پھر یہ گھوڑوں کی مانند ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے۔'' یعنی ان کے بارے میں کوئی معین نص نازل نہیں ہوئی ہے، تاہم یہ منفرد اور جامع آیت ضرور نازل ہوئی ہے جو عام ہے اور ہر خیر اور نیکی کے عمل کو شامل ہے: [فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔] (الزلزلہ: ۷-۸) ترجمہ: ''پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔'' یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے لیکن یہ الفاظ مسلم شریف کی روایت کے ہیں۔ یہ آیت تمام قسم کے خیر و شر کے لیے عام ہے۔ کیونکہ جب آدمی ذرہ برابر بھی عمل دیکھے گا جو بہت ہی معمولی اور حقیر شے ہوتی ہے اور اس پر اسے بدلہ ملے گا تو اس سے بڑی چیزوں پر تو اسے بطریق اولی جزا و سزا ملے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: [يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا] (آل عمران: ۳۰) ترجمہ: ''جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔''

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > وجوب الزكاة وحكم تاركها

الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الوقف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صُفِّحَتْ له صَفَائِحُ من نار : صُهِرت وسُكِبت على هيئة الألواح وأوقد عليها النار وعُذِّب بها صاحبها.
- أُحْمِيَ عليها : أُوقِد عليها حتى صارت ذات تَوَقُّد وحَرٍّ شديد.
- وِرْدِهَا : ورُودِها الماء بأن تُحْلب حينئذ ويُسقى من ألبانها للمَارة والوَارِدين الماء.
- بُطِح : طُرِح على وجهه.
- بِقَاع قَرْقَرٍ : صحراء واسعة مُسْتَوية، ومَلسَاء.
- أوْفَرَ : أسْمَن.
- فَصِيلا : ما فُصِل عن اللَّبَن والإرْضَاع من ولد البهائم.
- أخْفَافِهَا : جمع خُف، والخُف للبعير كالحافر للفرس.
- عَقْصَاء : مُلْتَوية القَرنين.
- جَلْحَاء : لا قَرْن لها.
- عَضْبَاءُ : انْكَسر قَرْنها الداخل.
- أظْلاَفِهَا : المُنْشَقُّ من القَوَائم.
- الوِزْر : الحمل الثقيل، وأكثر ما يطلق في الحديث على الذنب والإثم.
- سِتْر : أي: تستر حالته التي هو فيها من الفَقْر أو الضيق.
- نِوَاء : مُناوَأة ومُعَاداة.
- ربَطَها في سبيل الله : أعَدَّها للجهاد.
- مَرْج : أرض واسعة، ذات نبات ومرعى للدواب.
- رَوْضَة : الأرض ذات الخُضرة.
- أرْوَاثها : رجِيع ذاوت الحافر.
- طِوَلها : الحَبْل التي تُرْبَط فيه.
- اسْتَنَّتْ : جَرَت.
- شَرَفا : عالياً من الأرض.
- آثَارُهَا : أثر المشي على الأرض.
- الفَاذَّة : المُنفردة في معناها.
- الجَامِعة : الشاملة لكل خير ومعروف.
- مِثْقَال ذَرَّة : زِنة نملة صغيرة.

فوائد الحديث:

١. وجوب إيتاء الزكاة، وأن مانعها عرض نفسه لعذاب الله -تعالى.-
٢. عدم وجوب الزكاة في المعادن غير الذهب والفضة، كالألماس والأحجار الكريمة وكل ما يُستخرج من الأرض، إلا إذا أُعِدَّت للتجارة، ففيها زكاة عروض التجارة.
٣. وجوب الزكاة في الإبل، والبقر، والغنم.
٤. الترهيب من منع الزكاة.
٥. عدم كفر مانع الزكاة تكاسلاً إلا أن يجحد فيكفر.
٦. سؤال التلميذ شيخه عما خفي عليه، فإن الصحابة سألوا النبي _ صلى الله عليه وسلم _عن عقوبة مانعي زكاة بهيمة الأنعام.
٧. بيان أن ما يُعَذَّب به مانع الزكاة، هي مقدمة للعذاب، وذلك أنها تَمُرُّ عليه، حتى يُقضى بين العباد وهو منهم.
٨. مقدار اليوم في القضاء بين العباد خمسين ألف سنة.

٩. بيان ما يُكتب للعبد المحتسب خَيله في سبيل الله من الأجر.

١٠. جواز وقف الخيل للمدافعة عن المسلمين ويستنبط منه جواز وقف غير الخيل من المنقولات، كالآلات والكتب ومن غير المنقولات، كالأراضي والدور...

١١. فيه أن الإنسان يُؤجر على التفاصيل التي تقع في فعل الطاعة، إذا قصد أصلها، وإن لم يقصد تلك التفاصيل.

١٢. في الحديث دليل على أن في المال حقٌّ سِوى الزكاة.

١٣. بيان في حكم الحُمُر وكل ما لم يرد به نص وأنه داخل في قوله تعالى: (فمن يعمل مِثقال ذرة خيرا، يَره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره)[الزلزلة:٧،٧]

١٤. في الآية في آخر الحديث غاية الترغيب في فعل الخير ولو قليلا والترهيب من فعل الشر ولو حقيرا.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الإلكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر . شرح رياض الصالحين: تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢٠هـ فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ هـ شرح الزرقاني على موطأ مالك، تأليف: محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني تحقيق: طه عبد الرءوف سعد، الناشر: مكتبة الثقافة الدينية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (6611)

ما من نبي بعثه الله في أمة قبلي إلا كان له من أمته حواريون وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره، ثم إنها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون، ويفعلون ما لا يؤمرون

مجھ سے پہلے اللہ نے جتنے نبی بھیجے، ان کے ان کی امت میں سے حواری اور ساتھی ہوتے تھے، جو ان کی سنت پر عمل اور ان کے حکم کی اقتدا کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے، جو ایسی باتیں کہتے، جو وہ کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ کام تھے جن کا انھیں حکم نہیں دیا جاتا تھا

٣٠٢. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما من نبي بعثه الله في أُمَّةٍ قبلي إلا كان له من أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وأَصْحَابٌ يأخذون بسُنته ويَقْتَدُونَ بأَمره، ثم إنها تَخْلُفُ من بعدهم خُلُوفٌ يقولون ما لا يفعلون، ويفعلون ما لا يُؤْمَرُونَ، فمن جَاهَدَهُمْ بيده فهو مؤمن، ومن جَاهَدَهُمْ بقلبه فهو مؤمن، ومن جَاهَدَهُمْ بلسانه فهو مؤمن، وليس وَرَاءَ ذلك من الإيمان حَبّةُ خَرْدَلٍ».

٣٠٢. حدیث :

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : "مجھ سے پہلے اللہ نے جتنے نبی بھیجے، ان کے ان کی امت میں سے حواری اور ساتھی ہوتے تھے، جو ان کی سنت پر عمل اور ان کے حکم کی اقتدا کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے، جو ایسی باتیں کہتے، جو وہ کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ کام تھے جن کا انھیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ پس جو شخص ان سے ہاتھ سے جہاد کرے گا، وہ مومن ہے، جو ان سے دل سے جہاد کرے گا، وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا، وہ مومن ہے، اور اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ما من نبي بعثه الله -تعالى- في أمة قبل النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا كان له من أمته خلصاء وأصفياء يصلحون للخلافة بعده، وأصحاب يأخذون بطريقه وشريعته، ويتأسون بأمره، ثم إنها تحدث من بعدهم خُلُوف يتشبعون بما لم يعطوا أي يظهرون أنهم بصفة من الصفات الحميدة وليسوا كذلك، ويفعلون خلاف المأمور به من المنكرات التي لم يأت بها الشرع، فمن جاهدهم بيده؛ إذا توقف إزالة المنكر عليه ولم يترتب عليه مفسدة أقوى منه فهو كامل الإيمان، ومن جاهدهم بلسانه بأن أنكر به واستعان بمن يدفعه فهو مؤمن، ومن جاهدهم بقلبه، واستعان على إزالته بالله -سبحانه- فهو مؤمن، وليس وراء كراهة المنكر بالقلب من الإيمان شيء.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے، ان کی امّت میں کچھ ایسے مخلص و پاکیزہ لوگ ہوتے تھے، جو ان کے بعد خلافت کا بار اٹھانے کے لیے درست ہوتے اور کچھ ایسے ساتھی ہوتے تھے، جو ان کی سنت و طریقے کو اپناتے اور ان کے حکم کی بجا آوری کرتے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہو گئے، جو ایسی چیزوں کا اظہار کرتے، جو انھیں دی نہیں گئی ہوتیں؛ یعنی حمیدہ میں سے کسی وصف سے متصف ہونے کا دعوی تو کرتے، لیکن وہ اس سے عاری ہوتے۔ نیز خلاف مامور غیر شرعی منکرات کو بھی انجام دیتے۔ ایسے میں جو ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے؛ بشرطے کہ منکر کا ازالہ اسی پر موقوف ہو اور اس پر اس سے بڑے فتنے کا اندیشہ نہ ہو، تو وہ کامل مؤمن ہے۔ اور جو ان سے اپنی زبان کے ذریعے جہاد کرے، اس طرح کہ اس کا انکار کرے اور اس کے روکنے والے کی مدد کرے، وہ بھی مؤمن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے؛ اس طرح کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کے ازالے کی مدد کا خواہاں ہوں، وہ بھی مومن ہے اور دل سے منکر کو ناپسند کرنے کے ورے ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > زيادة الإيمان ونقصانه

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أقسام الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَوَارِيُّون : هم أصحاب الأنبياء وأصفياؤهم.
- تَخْلُفُ : تحدث.
- خُلُوفٌ : جمع خَلْف، بسكون اللام، وهو الخالف بشَرٍّ، أما الخلَف بفتحتين فهو الخالف بخير.
- حَبَّةُ خَرْدلٍ : أي زِنَة حبَّة الخردل، وهو نبات بري يساوي وزن حبته سدس وزن حبة الشعير، والمراد: ليس وراء ذلك من الإيمان شيء.

فوائد الحديث:

١. الحث على مجاهدة المخالفين للشرع بأقوالهم وأفعالهم.

٢. عدم إنكار القلب للمنكر دليل على ذهاب الإيمان منه، قال ابن مسعود -رضي الله عنه-: هلك من لم يعرف بقلبه المعروف والمنكر.

٣. إن الله سبحانه وتعالى ييسر للأنبياء من يحمل رسالتهم من بعدهم.

٤. من أراد النجاة من الأمة؛ فعليه باتباع منهج الأنبياء؛ لأن كل طريق سوى طريقهم هلاك وغواية، وخلاصة طريق الأنبياء في سبيل الله الذي وضَّحه محمد -صلى الله عليه وسلم- وبيَّن معالمه.

٥. خير الناس بعد الأنبياء هم أصحابهم، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم.

٦. كلما بعُد العهد من النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- ترك الناس السنن واتبعوا الأهواء وأحدثوا البدع.

٧. تفاوت مراتب الإيمان.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3480)

ما يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وولده وماله حتى يلقى الله تعالى وما عليه خطيئة

مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اولاد اور مال میں مصائب آتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس حال میں اللہ سے ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا۔

٣٠٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «ما يَزَال البَلاء بِالمُؤمن والمُؤمِنة في نفسه وولده وماله حتَّى يَلقَى الله تعالى وما عليه خَطِيئَة».

٣٠٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اولاد اور مال میں مصائب آتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس حال میں اللہ سے ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا''۔

درجة الحديث: حسن صحيح

حدیث کا درجہ: حَسَن صحيح

المعنى الإجمالي:

الإنسان في دار التكليف معرض للابتلاء بالضراء والسراء، فمتى أصيب الإنسان ببلاء في نفسه أو ولده أو ماله، ثم صبر على استمرار البلاء، فإن ذلك يكون سببا في تكفير الذنوب والخطايا، أما إذا تسخط فإن من تسخط على البلاء فله السخط من الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

انسان اس دار تکلیف میں (کبھی) تنگی اور (کبھی) آسودگی کی شکل میں ہمہ وقت آزمائش میں رہتا ہے۔ جب انسان کو اپنی جان و اولاد اور مال کے سلسلے میں کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آزمائش کے جاری رہنے پر وہ صبر کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے گناہ اور خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ ان پر ناگواری کا اظہار کرے تو جان لینا چاہیے کہ جو شخص آزمائش پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے وہ اللہ کی ناراضگی کا سزاوار ہو جاتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالقضاء والقدر

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البلاء : الاختبار، وهو شامل للخير والشر، إلا أنه غلب استعماله في المصاعب.
- المُؤمن : هو من حقَّق الإيمان، والإيمان: هو إقرار القلب المستلزم للقول والعمل، فهو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.
- في نفسه : أي بالمرض والفقر والغربة ونحو ذلك.
- وولده : أي بالموت والمرض وعدم الاستقامة ونحو ذلك.
- وماله : أي بالتلف والحرق والسرقة ونحو ذلك.
- خطيئة : ذنب.

فوائد الحديث:

١. من رحمة الله بعباده المؤمنين أن يكفِّر عنهم ذنوبهم في دنياهم بمصائب الدنيا وآفاتها.

٢. المؤمن معرض للاختبار بأنواع من البلاء.

٣. بشارة المؤمن المبتلى، قال -تعالى-: (ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الأموال والأنفس والثمرات وبشر الصابرين)، البقرة : (155).

٤. أن المصائب والمتاعب النازلة بالمؤمن الصابر من المرض، والفقر، وموت الحبيب، وتلف المال، ونقصه: مكفرات لخطاياه كلها.

٥. البلاء يكفِّر الذنوب إذا رضي العبد ولم يسخط.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط٥، مكتبة المعارف، الرياض. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3159)

ما يمنعك أن تزورنا أكثر مما تزورنا؟

٣٠٤. الحديث:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- قال: «قال النبي -صلى الله عليه وسلم- لجبريل: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورَنَا؟» فنزلت: (وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلاَّ بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ)، [مريم: ٦٤].

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يحكي الحديث شوق النبي -صلى الله عليه وسلم- لجبريل -عليه السلام-؛ لأنَّه يأتيه من الله -عز وجل-، حيثُ أبطأ جبريل في النزول أربعين يوما فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- يا جبريل: (ما يمنعك أن تزورنا)؟، أي: ما نزلت حتى اشتقت إليك، وأوحى الله إلى جبريل قل له: (وما نتنزل إلا بأمر ربك) أي قال الله -سبحانه- قل يا جبريل ما نتنزل في أوقات متباعدة إلا بإذن الله على ما تقتضيه حكمته، فهو سبحانه: (له ما بين أيدينا) أي: أمامنا من أمور الآخرة، (وما خلفنا): من أمور الدنيا، وتمام الآية "وما بين ذلك" أي: ما يكون من هذا الوقت إلى قيام الساعة، أي: له علم ذلك جميعه وما كان ربك نسيا أي: ناسيا يعني تاركا لك بتأخير الوحي عنك. فالحاصل أن هذ الحديث يدل على أنه ينبغي للإنسان أن يصطحب الأخيار، وأن يزورهم ويزوروه لما في ذلك من الخير.

جتنا تم ہم سے اب ملتے ہو اس سے زیادہ ملنے میں تمھارے لیے کیا رکاوٹ ہے؟

٣٠٤. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے : ''نبی ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے فرمایا : ''جتنا تم ہم سے اب ملتے ہو اس سے زیادہ ملنے میں تمھارے لیے کیا رکاوٹ ہے؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی : (وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلاَّ بِأَمْرِ رَبِّکَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِکَ)[مریم : ٦٤] ترجمہ : ''ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔ اسی کی ملکیت ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے مابین ہے۔''

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

یہ حدیث نبی ﷺ کے جبریل علیہ السلام سے شوقِ ملاقات کو بیان کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے ہاں سے آتے ہیں۔ جب جبریل علیہ السلام نے آنے میں چالیس دن دیر کر دی تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا : اے جبریل! آپ ہم سے ملاقات کے لئے کیوں نہیں آتے؟ یعنی آپ نازل نہ ہوئے یہاں تک کہ میں آپ سے ملاقات کا مشتاق ہوگیا۔ اللہ تعالی نے جبریل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ ﷺ سے کہیں : (وما تتنزل الا بأمر ربک) یعنی اللہ سبحانہ نے کہا کہ اے جبرائیل! یہ کہو کہ ہم دیر دیر سے اللہ کے حکم ہی سے آتے ہیں جیسا کہ اس کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے۔ ہمارے آگے جو امور آخرت ہیں اور ہمارے پیچھے جو امور دنیا ہیں، اور آیت کا تکملہ "وما بين ذلک" (اور جو کچھ ان کے درمیان ہے) یعنی اس وقت سے لے کر قیامت آنے تک جو کچھ بھی ہوگا ان سب کا علم اسے ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں یعنی وحی میں تاخیر کر کے آپ کو چھوڑ دینے والا نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اچھے لوگوں کو اپنا ہم نشین بنائے، اور وہ ان کی زیارت کرے اور وہ لوگ اس سے ملاقات کرنے آئیں کیونکہ اس میں بہت خیر مضمر ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالملائكة > الملائكة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَتَنَزَّلُ : التَنزُّل النزول على مَهَلٍ.
- إِلاَّ بِأَمْرِ رَبِّكَ : بمعنى الإذن، أي بإذن ربِّك.

• له ما بين أيدينا وما خلفنا : المراد ما أمامنا وخلفنا من الأزمنة والأمكنة، فلا ننتقل من شيء إلى شيء إلا بأمره وإرادته.

فوائد الحديث:

١. محبة النبي -صلى الله عليه وسلم- لجبريل عليه السلام وشوقه لرؤيته، وللعلم بما يحمل معه من وحي.

٢. استحباب زيارة الإخوة في الله ودعوتهم للزيارة، والسؤال عند التأخر.

٣. جواز استفسار المسلم من أخيه المسلم عن سبب تأخره عنه؛ لأن فيه علامة المحبة، وفيه من التحبب ما هو ممدوح شرعاً.

٤. الملائكة لا تتصرف ولا تتنزل إلا بأمر الله.

٥. طلب الصديق من صديقه كثرة زيارته، إذا لم يكن مانع من شغل أو غيره.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت - بدون تاريخ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي - دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي - محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية - بيروت.

الرقم الموحد: (3038)

مر النبي -صلى الله عليه وسلم- بقبرين، فقال: إنهما ليعذبان، وما يعذبان في كبير؛ أما أحدهما: فكان لا يستتر من البول، وأما الآخر: فكان يمشي بالنميمة

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: "ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہورہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہورہا ہے؛ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔

٣٠٥. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: مر النبي -صلى الله عليه وسلم- بقبرين، فقال: «إنهما ليُعذَّبان، وما يُعذَّبان في كبير؛ أما أحدهما: فكان لا يستتر من البول، وأما الآخر: فكان يمشي بالنميمة».

٣٠٥. حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: "ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہورہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہورہا ہے؛ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

مرَّ النبي -صلى الله عليه وسلم-، ومعه بعض أصحابه بقبرين، فكشف الله -سبحانه وتعالى- له عن حالهما، وأنهما يعذبان، فأخبر أصحابه بذلك؛ تحذيراً لأمته وتخويفاً، فإنَّ صاحبي هذين القبرين، يعذَّب كل منهما بذنب تركُه والابتعادُ عنه يسيرٌ على من وفقه الله لذلك. فأحَدُ المعذَّبَيْن كان لا يحترز من بوله عند قضاء الحاجة، ولا يتحفّظ منه، فتصيبه النّجاسة فتلوث بدنه وثيابه ولا يستتر عند بوله، والآخر يسعى بين الناس بالنميمة التي تسبب العداوة والبغضاء بين الناس، ولاسيما الأقارب والأصدقاء، يأتي إلى هذا فينقل إليه كلام ذاك، ويأتي إلى ذاك فينقل إليه كلام هذا؛ فيولد بينهما القطيعة والخصام. والإسلام إنما جاء بالمحبة والألفة بين الناس وقطع المنازعات والمخاصمات. ولكن الكريم الرحيم -صلى الله عليه وسلم- أدركته عليهما الشفقة والرأفة، فأخذ جريدة نخل رطبة، فشقَّها نصفين، وغرز على كل قبر واحدة، فسأل الصحابة النبي -صلى الله عليه وسلم- عن هذا العمل الغريب عليهم، فقال: لعل الله يخفف عنهما بشفاعتي ما هما فيه في العذاب، ما لم تيبس هاتان الجريدتان، أي مدة بقاء الجريدتين

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ اپنے بعض صحابہ کے ساتھ دو قبروں کے پاس سے گزر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے حالات سے آگاہ فرما دیا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو متنبہ کرنے اور ڈرانے کے لیے صحابہ کو بتادیا کہ ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور جن گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے، اللہ کی توفیق سے ان کو چھوڑنا اور ان سے بچنا بھی چنداں مشکل نہیں۔ ان میں سے ایک کو عذاب اس لیے ہو رہا ہے کہ وہ قضائے حاجت کے وقت پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ پیشاب کی نجاست سے اس کے کپڑے اور بدن آلودہ ہوجاتے تھے، نیز پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ جب کہ دوسرا شخص لوگوں میں چغلی کرتا پھرتا تھا، جو لوگوں بالخصوص رشتے داروں اور دوستوں کے درمیان عداوت اور دشمنی کا سبب بنتی تھی۔ اس کے پاس آتا تو اس کی باتیں بتاتا اور اس کے پاس جاتا تو اس کی باتیں بتاتا؛ اس طرح ان کے درمیان قطع تعلقی اور جھگڑا پیدا کرتا۔ جب کہ اسلام لوگوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرنے اور تنازع و جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔ رحیم و کریم نبی کو ان پر شفقت اور رحم آیا۔ چنانچہ کھجور کی ایک تر شاخ پکڑی، اسے پھاڑ کر دو حصے کیے اور دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے اس عجیب و غریب عمل کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید میری سفارش کی وجہ سے ان پر ہونے والے عذاب میں اللہ تعالیٰ اس وقت تک تخفیف فرما دے، جب تک یہ خشک نہیں ہو جاتیں۔ یعنی جب تک ان میں تری باقی رہے۔ واضح رہے کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

رطبتين، وهذا الفعل خاص به -صلى الله عليه وسلم-.

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة البرزخية
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أهوال القبور
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إنّهُما ليُعَذَّبَان : ليعاقبان.
- لا يسْتَتِر من البول : لا يجعل سترة تستره من الأعين عند البول، ولا يتخذ سببًا يقيه من بوله.
- يمشي بالنَّمِيمَة : ينقل كلام الغير بقصد الإضرار.

فوائد الحديث:

١. إثبات عذاب القبر، وأنه واقع في هذه الأمة.
٢. أن الله سبحانه قد يكشف بعض المغيبات -كعذاب القبر-؛ إظهارًا لآية من آيات النبي -صلى الله عليه وسلم-، أو كرامة من كرامات أوليائه.
٣. الستر على الذنوب والعيوب؛ فإنه لم يصرح باسمي صاحبي القبرين.
٤. عدم الاستبراء من النجاسات سبب في عذاب القبر، فالواجب الاستبراء والتنزه منه والاستتار.
٥. وجوب تنزه المكلف من بوله، وكذلك سائر الأبوال النجسة.
٦. التنبيه على عظم شأن الصلاة، حيث كان الإخلال بشيء من شروطها -وهو اجتناب النجاسة- سببا لعذاب القبر.
٧. تحريم النميمة بين الناس، وأنها من أسباب عذاب القبر.
٨. التنبيه على عظم خطورة النميمة وترك التنزُّه من البول، وأنهما من كبائر الذنوب.
٩. رحمة النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه وحرصه على إبعاد الشر عنهم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3010)

من أحب الحسن والحسين فقد أحبني، ومن أبغضهما فقد أبغضني.

جس نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی، اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان کو ناراض کیا گویا اس نے مجھے ناراض کیا۔

٣٠٦. الحديث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «مَن أحبَّ الحسن والحُسين فقد أحبَّني، ومَن أبغضهما فقد أبغضني».

٣٠٦. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان کو ناراض کیا گویا اس نے مجھے ناراض کیا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من أحب الحسن والحسين سبطي النبي صلى الله عليه وسلم فقد أحب النبي صلى الله عليه وسلم، ومن كرههما فقد كره النبي صلى الله عليه وسلم، وهذا دليل على مكانتهما.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ کے نواسے حضرت حسن اور حضرت حسین - رضی اللہ عنہما - سے جو محبت رکھتا ہے گویا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اور جو ان کو ناپسند کرتا ہے گویا وہ نبی ﷺ سے نفرت کرتا ہے۔ یہ بات ان کے مقام ومرتبہ کی دلیل ہے۔

التصنيف: عقيدة >> الاعْتِقَادُ فِي الصَّحَابَةِ >> عَقِيدَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي الصَّحَابَةِ

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: سنن ابن ماجه.

معاني المفردات:

- أبغض : كره.

فوائد الحديث:

١. أن محبة الحسن والحسين فرض لا يتم الإيمان بدونها.
٢. فيه منقبة عظيمة للحسن والحسين أبناء علي بن أبي طالب رضي الله عنهم.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى لمكتبة المعارف ١٤٢٢هـ. معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى ١٤٢٩هـ ٢٠٠٨م. حاشية السندي على سنن ابن ماجه (كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه)، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي، الناشر: دار الجيل، بيروت، بدون طبعة (نفس صفحات دار الفكر، الطبعة: الثانية).

الرقم الموحد: (11173)

آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی، جس نے کلمہ «لاإلہ إلااللہ» خلوص دل سے کہا"۔	من أسعد الناس بشفاعتك؟ قال: من قال لا إله إلا الله خالصا من قلبه
۳۰۷. حدیث: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا) آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی، جس نے کلمہ «لاإلہ إلااللہ» خلوص دل سے کہا"۔	**۳۰۷. الحديث:** عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قلت: يارسول الله،"من أسعد الناس بشفاعتك؟ قال: من قال لا إله إلا الله خالصا من قلبه".
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے	**المعنى الإجمالي:** سأل أبو هريرة النبي -صلى الله عليه وسلم- عن أكثر الناس سعادة بشفاعته -عليه الصلاة والسلام- وأكثرهم حظوة بها فأخبره -عليه الصلاة والسلام- بأنهم الذين قالوا هذه الشهادة وهي شهادة أن لا إله إلا الله محمدا رسول الله، خالصة من القلب لا يشوبها شرك و لا رياء.

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أسعد الناس : أكثر سعادة بها.
- بشفاعتك : مشتقة من الشفع وهو ضم الشيء إلى مثله وشفاعته -صلى الله عليه وسلم- توسله إلى الله تعالى أن يرحم العباد في مواقف عدة من مواقف يوم القيامة.
- خالصاً : أي: سالما من كل شوب; فلا يشوبها رياء ولا سمعة، بل هي شهادة يقين.
- الشفاعة : التوسط للغير بجلب منفعة أو دفع مضرة.

فوائد الحديث:

١. إثبات الشفاعة.
٢. وجوب الإخلاص.
٣. ذم الرياء وأنه سبب لعدم نيل الشفاعة يوم القيامة.
٤. فضل أبي هريرة.

المصادر والمراجع:
القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم، ١٤٢٤هـ. صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3414)

من أصابته فَاقَة فأنزلها بالناس لم تُسَدَّ فَاقَتُهُ، ومن أنْزَلها بالله، فَيُوشِكُ الله له بِرزق عاجل أو آجل

جس کو فاقے میں بتلا کیا گیا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے بیان کرنی شروع کردی (چاہا کہ لوگ اس کی حاجت پوری کردیں) تو ایسے شخص کا فاقہ دور نہیں کیا جائے گا لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا (اور اس سے اس فاقے کو دور کرنے کی دعا کی) تو اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اسے رزق عطا فرمائے گا۔

٣٠٨. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من أصابته فَاقَة فأنْزَلها بالناس لم تُسَدَّ فَاقَتُهُ، ومن أنْزَلها بالله، فَيُوشِكُ الله له بِرزق عاجل أو آجل».

٣٠٨. حدیث:

عبداللہ بن مسعود ۔رضی اللہ عنہ۔ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس کو فاقے میں بتلا کیا گیا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے بیان کرنی شروع کردی (چاہا کہ لوگ اس کی حاجت پوری کردیں) تو ایسے شخص کا فاقہ دور نہیں کیا جائے گا لیکن اگر اُس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا (اور اس سے اس فاقے کو دور کرنے کی دعا کی) تو اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اسے رزق عطا فرمائے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر ابن مسعود -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "من أصابته فاقة" أي: حاجة شديدة، وأكثر استعمالها في الفقر وضيق المعيشة. "فأنزلها بالناس" أي: عرضها عليهم، وأظهرها بطريق الشكاية لهم، وطلب إزالة فاقته منهم. فالنتيجة: "لم تسد فاقته" أي: لم تقض حاجته، ولم تزل فاقته، وكلما تسد حاجة أصابته أخرى أشد منها وأما "من أنزلها بالله" بأن اعتمد على مولاه فإنه "يوشك الله" أن يُعجِّل "له برزق عاجل" قريب بأن يعطيه مالا ويجعله غنيا "أو آجل" في الآخرة.

اجمالی معنیٰ:

ابن مسعود ۔رضی اللہ عنہ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من أصابته فاقة" (جس کو فاقے میں بتلا کیا گیا) فاقہ بمعنی سخت حاجت، اس کا اکثر استعمال فقر اور تنگدستی میں ہوتا ہے۔ "فأنزلها بالناس" یعنی لوگوں کے سامنے اپنے فاقے کو بیان کیا اور ان سے از راہ شکوہ بیان کرکے ان سے اس فاقے کو دور کرنے کی مدد مانگی۔ لوگوں سے مانگنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ "لم تسد فاقته" یعنی اس کی حاجت ختم نہیں ہوگی اور نہ اس کا فاقہ دور ہوگا، جب کبھی اسی کی کوئی حاجت پوری ہوگی تو دوسری حاجت پیش آئے گی جو اس سے بھی سخت ہوگی۔ "من أنزلها بالله" یعنی اپنے مولیٰ پر اعتماد کیا۔ "أوشك الله" یعنی جلد اللہ دے گا "له برزق عاجل" یعنی عنقریب ہی اسے مال عطا کرے گا اور اسے بے نیاز کردے گا۔ "أو عاجل" یعنی آخرت میں اسے رزق (ثواب کی شکل میں) دے گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَاقَة : حاجة.
- أَنْزَلها بالناس : طلب منهم رفعها عنه ؛ بإعانتهم، وركن إليهم.
- لم تُسَدَّ : لم تُقض.
- أَنْزَلها بالله : سلَّمها لله وشكى حاله لخالقه وفوض أمره إليه.
- يُوشِكُ الله له برزق : أسرع في غِناه وعجله.

فوائد الحديث:

١. الحث على سؤال الله عز وجل، والالتجاء إليه عند الشدائد وهموم الحاجات، فهو الذي يقضيها.
٢. الحض على الصبر على العيش الشديد وعدم الشكوى للناس.
٣. ترغيب الإنسان الذي ينزل به مكروه أن يكل كشفه إلى خالقه سبحانه وتعالى.
٤. تنفير العبد من الاعتماد على غير الله في تحقيق سؤله أو دفع كربه.
٥. من اعتمد على غير الله ضل، ومن اعتز بغير الله ذل، ومن فوض أمره إلى الله وصل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن أبي داود، تأليف سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ صحيح الترغيب والترهيب، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة.

الرقم الموحد: (4183)

من بايع إماما فأعطاه صفقة يده، وثمرة قلبه، فليطعه إن استطاع، فإن جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر

جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اسے اپنا ہاتھ اور اپنے دل کا پھل دے دے (یعنی دل میں اس کی بیعت کے پورا کرنے کا عزم رکھے) تو اسے چاہیے کہ مقدور بھر اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص آکر اس سے حکومت چھیننے کے لیے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن ماردو۔

٣٠٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قال: كنا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم- في سفر، فَنَزَلنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يُصلِح خِبَاءَه، ومِنَّا من يَنتَضِل، ومِنَّا مَن هو في جَشَرِهِ، إذْ نادى مُنادي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: الصَّلاةُ جَامِعَةٌ. فاجْتَمَعنَا إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: «إنَّه لَمْ يَكُن نبي قبْلِي إلاَّ كان حَقًّا عليه أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَه عَلَى خَيرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُم، ويُنذِرَهُم شَرّ ما يعلمه لهم، وإنَّ أُمَّتُكُم هذه جَعَل عَافِيَتَهَا في أوَّلِها، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلاَءٌ وأُمُورٌ تُنكِرُونَهَا، وتَجِيءُ فِتنَةٌ يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بعضًا، وتَجِيءُ الفتنة فيقول المؤمن: هذه مُهلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِف، وتجيء الفتنة فيقول المؤمن: هَذِه هذِه. فمَنْ أَحَبَّ أنْ يُزَحْزَحَ عن النار، ويدخل الجنة، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وهو يؤمن بالله واليوم الآخر، وَلْيَأتِ إلى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إليه، ومَنْ بَايَع إمَامًا فَأَعْطَاه صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمْرَةَ قلْبِهِ، فَلْيُطِعْه إن اسْتَطَاع، فَإِن جَاء آخَرُ يُنَازِعُه فَاضْرِبُوا عُنُقَ الآخَرِ».

٣٠٩. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک منزل پر قیام کیا، ہم میں سے بعض اپنے خیمے درست کر رہے تھے، بعض تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور بعض اپنے مویشیوں میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز لگائی: ''نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔'' ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے جو بھی نبی ہوا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی امت کی رہنمائی ایسے کاموں کی طرف کرے جن کو وہ ان کے لیے بہتر جانتا ہے۔ اور ان کو ان کاموں سے ڈرائے جن کو وہ ان کے لیے برا جانتا ہے۔ اور تمہاری اس امت کی عافیت اس کے پہلے حصے میں رکھ دی گئی ہے اور اس کے آخری حصے میں آزمائش اور ایسے معاملات پیش آئیں گے جن کو تم برا سمجھو گے اور ایسے فتنے ظہور پذیر ہوں گے جو ایک دوسرے کو معمولی بنا دیں گے۔ ایک فتنہ سامنے آئے گا تو مومن کہے گا: یہی میری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ پھر وہ دور ہو جائے گا۔ پھر (کوئی اور) فتنہ ظہور پذیر ہوگا تو مومن کہے گا: یہی سب سے بڑا فتنہ ہے۔ پس جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ جہنم کی آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، تو اس کو موت اس حالت میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اپنے ساتھ کئے جانے کو پسند کرے، اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اسے اپنا ہاتھ اور اپنے دل کا پھل دے دے (یعنی دل میں اس کی بیعت کے پورا کرنے کا عزم رکھے) تو اسے چاہیے کہ مقدور بھر اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص آکر اس سے حکومت چھیننے کے لیے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن ماردو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أنه يجب على الدعاة ما يجب على الأنبياء من بيان الخير والحث عليه ودلالة الناس إليه وبيان الشر والتحذير منه، وفيه أن صدر هذه

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والوں پر بھی وہی لازم ہے جو انبیاء پر لازم تھا یعنی اچھائی کو بیان کرنا، اس کی ترغیب دینا، اس کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرنا، اور برائی کی وضاحت کرنا اور اس سے ڈرانا۔ اس

الأمة حصل لها الخير والسلامة من الابتلاء، وأنه سيصيب آخر هذه الأمة من الشر والبلاء ما تجعل الفتن القادمة تهون الفتن السابقة، وأن النجاة منها يكون بالتوحيد والاعتصام بالسنة، وحسن معاملة الناس، والالتزام ببيعة الحاكم، وعدم الخروج عليه، وقتال من يريد تفريق جماعة المسلمين.

حدیث میں اس بات کا بھی بیان ہے کہ اس امت کا ابتدائی حصہ تو خیر میں رہا اور آزمائش سے محفوظ رہا لیکن اس امت کے آخری حصے کو اس طرح شر اور آزمائش پیش آئے گی کہ آنے والے فتنے پہلے کے فتنوں کو معولی اور ہلکا بنا دیں گے اور ان سے نجات توحید کے اقرار، سنت کی پیروی، لوگوں سے حسن سلوک اور حاکم کی بیعت کی پابندی, اس کے خلاف عدم بغاوت اور ہر اس شخص سے قتال کے ذریعہ ہی ممکن ہوگی جو مسلمانوں کی جماعت کا شیراہ بکھیر نے کا ارادہ رکھتا ہو۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > حق الإمام على الرعية
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- منزلا : موضعاً نستريح فيه.
- خباءه : البيت من وبر أو شعر أو صوف يكون على عمودين أو ثلاثة.
- الصلاة جامعة : احضروا لتصلوا مجتمعين.
- فقال : أي بعد ما صلينا.
- إنه لم يكن : أي لم يوجد.
- حقا عليه : أي واجبا.
- أن ينذرهم : من الإنذار أي : يحذرهم.
- أمتكم هذه : يعني الأمة المحمدية.
- عافيتها : العافية : أن تَسْلم من الأسقام والبلايا.
- في أولها : عصر الصحابة والتابعين وتابعي التابعين.
- آخرها : ما بعد القرون الثلاثة السابقة.
- بلاء : محنة وابتلاء.
- أمور تنكرونها : أي مستحدثة ومبتدعة ومخالفة للشرع.
- وتجيء الفتنة : أي العظيمة في الدين.
- مهلكتي : فيها هلاكي.
- ثم تنكشف : أي تذهب.
- هذه هذه : أي هذه الفتنة هي أعظم الفتن.
- يُزَحْزح : يُبعد ويُنحى.
- فلتأته منيته : فليحرص أن يأتيه الموت وهو على الحال الموصوف.
- وليأت : أي ليجيء.
- صَفْقَةَ يده : عهده وميثاقه؛ لأن المتعاهدين يضع أحدهما يده في يد الآخر.
- ثمرة قلبه : عقده وعزمه.
- فإن جاء آخر ينازعه : أي خرج عن طاعته ونازعه في الملك.
- فاضربوا عنق : فاقتلوا.

فوائد الحديث:

١. استحباب جمع الناس وإخبارهم بما يهمهم.

٢. من واجب الحكام والعلماء تنبيه الأمة وتحذيرها من الأخطار.

٣. معجزة النبي - صلى الله عليه وسلم - بإخباره عن حدوث فتن متتالية يجر بعضها بعضاً، وكل فتنة أفظع من سابقتها.

٤. آخر هذه الأمة سينحرف عن منهج السلف الذي فيه العافية من الفتن، والعصمة من الضلال، والهداية من الغي.

٥. المؤمن يحافظ على دينه ويبقى على أصالته؛ فلا يخوض في الفتن، ولا يجرفه تيار الفساد والإفساد.

٦. الحث على التزام الإيمان، وسلوك سبل الهداية، والمعاملة الحسنة والخلق الطيب، وأنَّ ذلك يقيه شر الفتن والوقوع في جهنم.

٧. يجب على الإنسان ألا يفعل مع الناس إلا ما يحب أن يفعلوه معه.

٨. وجوب السمع والطاعة، والحذر من الخروج على ولاة الأمر.

٩. وجوب قتال الفئة الباغية التي تخرج على الإمام وتشق عصا الطاعة وتفرق جماعة المسلمين، وذلك للحفاظ على وحدة صف الجماعة المسلمة وعدم تفريق كلمتها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه

الرقم الموحد: (5345)

من تَشبَّه بقوم, فهو منهم	جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔
٣١٠. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-قال: «من تَشبَّه بقوم, فهو منهم».	**٣١٠. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہوگا''۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: الحديث يفيد العموم، فمن تشبه بالصالحين كان صالحا وحشر معهم، ومن تشبه بالكفار أو الفساق فهو على طريقتهم ومسلكهم.	**اجمالی معنی:** حدیث میں عموم ہے۔ جس نے نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کی وہ نیک ہوگا اور میدانِ محشر میں وہ انہی کے ساتھ ہوگا اور جس نے کافروں یا فاسق لوگوں کی مشابہت اختیار کی وہ انہی کے طریقے اور راستے پر ہوگا۔

التصنيف: العقيدة > الولاء والبراء > التشبه المنهي عنه

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تشبه : التشبه هو: تكلّف المسلم موافقة غيره من الكفار أو المبتدعة فيما هو من خصائصهم من عبادات أو عادات.

فوائد الحديث:

١. التحذير من التشبه بالكفار.
٢. الحث على التشبه بالصالحين.
٣. الوسائل لها أحكام المقاصد، فالتشبه في الظاهر يورث المحبة في الباطن.
٤. أحكام التشبه على جهة التفصيل لا يمكن الإحاطة بها، لأن هذا يختلف باختلاف نوع التشبه وما يتضمن من المفاسد، خاصة في هذا الزمان، بل لا بد من عرض كل مسألة على نصوص الشريعة.
٥. النهي عن التشبه بالكفار إنما هو نهي عن التشبه بهم في دينهم وفي عاداتهم المختصة بهم، أما ما لم يكن كذلك كتعلم الصناعات ونحوها فلا يدخل في النهي.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار الفلق، الرياض، الطبعة: السابعة، ١٤٢٤هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط ١٤٢٨هـ. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. مشكاة المصابيح، للتبريزي، تحقيق الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثالثة - ١٤٠٥ – ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ الفوزان، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى : ١٤٢٧ – ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (5353)

من تعلق تميمة فلا أتم الله له، ومن تعلق ودعة فلا ودع الله له

جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے، اور جس نے سیپ لٹکائی اللہ اسے آرام و سکون نہ دے

٣١١. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- مرفوعاً: "من تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فلا أَتَمَّ الله له، ومن تَعَلَّقَ وَدَعَةً فلا وَدَعَ الله له" وفي رواية: "من تَعَلّقَ تَمِيمَةً فقد أَشْرَكَ".

٣١١. حدیث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے، اور جس نے سیپ لٹکائی اللہ اسے آرام و سکون نہ دے۔'' اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

درجة الحديث: الأول: ضعيف الثاني: صحيح

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على أن من استعمل التمائم يعتقد فيها دفع الضرر فإنه داخل في دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم- عليه بأن يعكس الله قصده ولا يتم له أموره، كما أنه -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يدعو على من استعمل الودع لنفس القصد السابق أن لا يتركه الله في راحة واطمئنان، بل يحرك عليه كل مؤذٍ -وهذا الدعاء يقصد منه التحذير من الفعل- كما أنه يخبر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في الحديث الثاني أن هذا العمل شرك بالله.

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جو شخص تعویذات کو استعمال کرتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ نقصان سے بچاتے ہیں تو وہ نبی ﷺ کی اس کے متعلق کی جانے والی اس بد دعا کی زد میں آتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے ارادے کو الٹ دے اور اس کے کام پورے نہ ہوں۔ اسی طرح نبی ﷺ نے سابق الذکر ارادے کے ساتھ سیپ کو استعمال کرنے والے پر بھی بد دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالی اسے راحت و سکون میں نہ رکھے بلکہ ہر تکلیف دہ شے کو اس کے خلاف متحرک کر دے۔ اس دعا سے مقصود اس فعل کے کرنے سے ڈرانا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ یہ عمل اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> تَوْحِيدُ الأُلُوهِيَّةِ

راوي الحديث: رواهما أحمد.

التخريج: عقبة بن عامر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: التوحيد.

معاني المفردات:

- تعلَّق تميمة : أي علَّقها عليه أو على غيره معتقدا نفعها، والتميمة خرزات كانت العرب تعلقها على أولادهم يتَّقون بها العين.
- فلا أتم الله له : دعاءٌ عليه بأن لا يتم الله أموره.
- ودعة : الودعة شيءٌ يخرج من البحر يشبه الصدف يتقون به العين.
- فلا ودَع الله له : أي لا جعله في دعة وسكون، أو لا خفَّف الله عنه ما يخافه، وهو دعاء عليه.

فوائد الحديث:

١. تعليق التمائم والودع من الشرك، وكذلك استعمال الودع بلا تعليق.
٢. أن من اعتمد على غير الله عامله الله بنقيض قصدِه.
٣. الدعاء على من علَّق التمائم والودَع بما يفوت عليه مقصوده ويعكس عليه مراده.
٤. نفي النفع المعتقد في التميمة والودعة.
٥. جواز الدعاء على العصاة على سبيل العموم.
٦. أن بعض الصحابة قد يجهلون مثل هذا فكيف بمن بعدهم.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (6762)

من تعلق شيئا وُكل إليه

جس نے (اللہ کو چھوڑ کر) کسی اور چیز سے امید لگائی، وہ اسی چیز کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

٣١٢. الحديث:

عن عبد الله بن عكيم -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ تَعَلَّقَ شيئا وُكِلَ إليه».

٣١٢. حدیث:

عبد اللہ بن عُکیم رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) ''جس نے (اللہ کو چھوڑ کر) کسی اور چیز سے امید لگائی، وہ اسی چیز کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

من التفت بقلبه أو فعله أو بهما جميعا إلى شيء يرجو منه النفع أو دفع الضر وكله الله إلى ذلك الشيء الذي تعلَّقه، فمن تعلَّق بالله كفاه ويسَّر له كل عسير، ومن تعلق بغيره وكله الله إلى ذلك الشيء وخذله.

اجمالی معنی:

جو اپنے دل یا اپنے عمل یا پھر دونوں ہی کے ساتھ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے حصولِ منفعت یا دفعِ مضرت کی امید لگائی، اللہ تعالی اسے اسی چیز کے سپرد کر دیتا ہے جس سے اس نے تعلق جوڑا ہو۔ پس جس نے اللہ سے ناطہ جوڑا، اس کے لیے اللہ کافی ہو جاتا ہے اور ہر مشکل کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے اور جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے تعلق جوڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اسی چیز کے حوالے کر دیتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب
راوي الحديث: رواه أحمد والترمذي.
التخريج: عبد الله بن عكيم -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: التوحيد.

معاني المفردات:

- من تعلق شيئا : أي التفت قلبُه إلى شيءٍ يعتقد أنه ينفعه أو يدفع عنه.
- وُكِل إليه : أي وكله الله إلى ذلك الشيء الذي تعلَّقَه من دونه وخذله.

فوائد الحديث:

١. النهي عن التعلق بغير الله -تعالى-.
٢. وجوب التعلق بالله في جميع الأمور.
٣. بيان مضرة الشرك وسوء عاقبته.
٤. أن الجزاء من جنس العمل.
٥. أن نتيجة العمل ترجع إلى العامل خيرا أو شرا.
٦. خذلان من انصرف عن الله وطلب النفع من غيره.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر:

مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام، للألباني، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٥.

الرقم الموحد: (6763)

من حلف بغير الله قد كفر أو أشرك

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔

٣١٣. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "من حلف بغير الله قد كفر أو أشرك"

٣١٣. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في هذا الحديث خبراً معناه النهي: أن من أقسم بغير الله من المخلوقات فقد اتخذ ذلك المحلوف به شريكاً لله وكفر بالله؛ لأن الحلف بالشيء يقتضي تعظيمه، والعظمة في الحقيقة إنما هي لله وحده، فلا يُحلف إلا به أو بصفة من صفاته.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں آپ ﷺ خبر دینے کے انداز میں منع فرما رہے ہیں کہ جس نے اللہ کے سوا مخلوق میں سے کسی کی قسم کھائی، تو اس نے اس چیز کو اللہ کا شریک بنایا اور اللہ کے ساتھ کفر کیا، اس لیے کہ کسی چیز کی قسم کھانا اس کی تعظیم کا تقاضہ کرتا ہے۔ حالاں کہ حقیقت میں عظمت صرف ایک اللہ کی ہے، لہٰذا صرف اس کی ذات یا صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائی جائے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الشرك

راوي الحديث: رواه الترمذي وأبو داود وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- عن عمر : كذا في المصدر وصوابه عن ابن عمر.
- من حلف: الحلف : اليمين، وهي توكيد الحكم بذكر معظّم على وجهٍ مخصوص.
- بغير الله : أي: بأي مخلوق من المخلوقات.
- كفر أو أشرك : يحتمل أن يكون هذا شكاً من الراوي، ويحتمل أن تكون "أو" بمعنى الواو فيكون كفر وأشرك، والمراد الكفر والشرك الأصغران.

فوائد الحديث:

١. تحريم الحلف بغير الله وأنه شرك وكفر بالله.
٢. أن التعظيم بالحلف حقّ لله سبحانه وتعالى فلا يحلف إلا به.
٣. أن الحلف بغير الله لا تجب به كفّارة؛ لأنه لم يذكر فيه كفارة، وإنما تلزمه التوبة والاستغفار.
٤. أن القسم بغير الله شرك أصغر، وقيل: شرك أكبر والصواب أنه شرك أصغر وعليه أكثر العلماء.

المصادر والمراجع:

فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧ه - ١٩٥٧م. القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤ه. الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ سنن أبي داوود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. صحيح الترمذي، للألباني، طبعة المعارف. فتاوى اللجنة الدائمة، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (3359)

من خَبَّبَ زوجة امْرِئٍ أو مَمْلُوكَهُ فليس مِنَّا

جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے یا غلام کو مالک سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

٣١٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من خَبَّبَ زوجة امْرِئٍ أو مَمْلُوكَهُ فليس مِنَّا».

٣١٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے یا غلام کو مالک سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من سَعى في إفساد امرأة على زوجها، سواء كان المُفسد رجلا أو امرأة، وذلك بأن يُذكر عندها مساوئ زوجها وسوء أخلاقه حتى تكره زوجها وتتمرد عليه وتسعى إلى التخلص منه بالطلاق أو الخلع، أو أفسد مملوك رجل عليه وعمل معه أعمالا جعلته يتمرد على سيده ويعامله معاملة سيئة؛ فليس على هدْينَا ولا على مَنْهَجِنا، بل ذلك من عمل الشيطان.

اجمالی معنی:

جو کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے برخلاف اکسائے، ایسا کرنے والا مرد ہو یا کہ عورت بایں طور کہ اس کے سامنے اس کے شوہر کی برائی اور اس کے غلط اخلاق کو کچھ اس انداز سے بیان کرے تاکہ وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور سرکشی پر آمادہ ہو اور پھر طلاق یا خلع کے ذریعہ اس سے علٰیحدگی کا مطالبہ کرنے لگے، یا یہ کہ کسی غلام کو اس کے مالک کے برخلاف ورغلائے اور مختلف حربے اپنا کر مالک کے برخلاف سرکشی پر آمادہ کرے اور پھر اس کے ساتھ غیر اخلاقی برتاؤ کرے تو ایسا شخص ہمارے منہج اور راستے پر چلنے والا نہیں اور اس کا یہ عمل شیطانی عمل ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الفسق

الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَبَّبَ: خَدَعَ وأفْسَد.

فوائد الحديث:

١. تحريم إفساد الزوجات أو الخدم أو إيقاع الشقاق بينهم وبين أزواجهن وأسيادهم.
٢. شأن المؤمن قائم على التعاون والتناصر.
٣. فيه أن تَخبيب الزوجة على زوجها من كبائر الذنوب، كما نص على ذلك صاحب كتاب الزواجر.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. صحيح الجامع الصغير وزيادته، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8884)

من دعا إلى هدى، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئًا، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئًا

جس شخص نے کسی کوہدایت کی طرف بُلایا اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والے کے اجر کے برابر اجر ملے گا اوراس کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کسی گمراہی کی طرف کسی کو بلایا اُس کے اوپر اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ (کا بوجھ) ہوگا اوران کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

٣١٥. الحديث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: «مَن دَعَا إلى هُدى، كان لَه مِنَ الأَجر مِثل أُجُور مَن تَبِعَه، لاَ يَنقُصُ ذلك مِن أُجُورِهِم شَيئًا، ومَنْ دَعَا إلى ضَلاَلَة، كان عَلَيه مِن الإِثْم مِثل آثَامِ مَن تَبِعَه، لاَ يَنقُصُ ذلك مِن آثَامِهِم شَيْئًا».

٣١٥. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا اوران کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کسی گمراہی کی دعوت دی، اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ (کا بوجھ) ہوگا اوران کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی“ ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "من دعا إلى هدى؛ كان له من الأجر مثل أجور من تبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً"، من دعا إلى هدى: يعني بيّنه للناس ودعاهم إليه، مثل: أن يبين للناس أن ركعتي الضحى سنة، وأنه ينبغي للإنسان أن يصلي ركعتين في الضحى، ثم تبعه الناس وصاروا يصلون الضحى، فإن له مثل أجورهم من غير أن ينقص من أجورهم شيئاً؛ لأن فضل الله واسع. أو قال للناس مثلاً: اجعلوا أخر صلاتكم بالليل وتراً، ولا تناموا إلا على وتر إلا من طمع أن يقوم من آخر الليل فليجعل وتره في آخر الليل، فتبعه ناس على ذلك؛ فإن له مثل أجرهم، يعني كلما أوتر واحد هداه الله على يده؛ فله مثل أجره، وكذلك بقية الأعمال الصالحة. وفي قوله -صلى الله عليه وسلم-: "من دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً"، أي إذا دعا إلى وزر وإلى ما فيه الإثم، مثل أن يدعو الناس إلى لهو أو باطل أو غناء أو ربا أو غير ذلك من المحارم، فإن كل إنسان تأثر بدعوته فإنه يُكتب له مثل أوزارهم؛ لأنه دعا إلى الوزر. فالدعوة إلى الهدى والدعوة إلى الوزر

اجمالی معنی :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ”جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی“ ۔ "من دعا إلى ہدی" : یعنی جسے نے ہدایت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا اور اس کی طرف انہیں بلایا۔ مثلا وہ لوگوں کو بتائے کہ چاشت کی دو رکعت نماز سنت ہے اور یہ کہ انسان کو چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ پھر اگر لوگ اس کی بات مان کر چاشت کی نماز پڑھنا شروع کر دیں تو اسے ان کے اجر کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس سے ان کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ کیونکہ اللہ کا فضل بہت وسیع ہے۔ یا پھر اس نے لوگوں سے کہا کہ رات کو وتر کو اپنی آخری نماز بناؤ اور وتر پڑھے بغیر نہ سویا کرو، سوائے اس شخص کے جو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اسے چاہیے کہ وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے۔ لوگوں نے اس پر اس کی اتباع شروع کر دی تو اسے ان کی طرح کا اجر ملے گا۔ یعنی جب بھی کوئی وتر پڑھے گا گویا اس شخص کو اللہ نے اس کے ہاتھ پر ہدایت دی اس لیے اسے اس کے برابر اجر ملے گا۔ اسی طرح دیگر نیک اعمال ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ”اور جس شخص نے کسی گمراہی کی دعوت دی، اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ (کا بوجھ) ہوگا اوران کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی“ یعنی جب اس نے کسی گناہ یا پھر ایسے کام کی طرف دعوت دی جس میں گناہ ہو مثلا وہ لوگوں کو لہو لعب ولغو، گانے بجانے یا سود وغیرہ جیسے حرام اشیاء کی طرف بلائے تو اس صورت میں جو انسان بھی اس کی دعوت سے متاثر ہوگا ان کا گناہ اس کے کھاتے

تكون بالقول، كما لو قال أفعل كذا أفعل كذا، وتكون بالفعل خصوصاً من الذي يَقتدي به من الناس، فإنه إذا كان يَقتدي به ثم فعل شيئاً فكأنَّه دعا الناس إلى فعله، ولهذا يَحتَجُّون بفعله ويقولون فعل فلان كذا وهو جائز، أو ترك كذا وهو جائز.

میں بھی لکھا جائے گا کیونکہ اس نے گناہ کی دعوت دی تھی۔ ہدایت اور گناہ کی طرف دعوت قول کے ذریعے بھی ہوتی ہے جیسے وہ کہے کہ تم اس طرح کرو یا تم ایسے کرو، اور فعل کے ذریعے بھی ہوتی ہے بطورِ خاص لوگوں میں سے اس شخص کے فعل سے جس کی اقتداء کی جاتی ہو۔ اگر وہ شخص ایسا ہو جس کی اقتداء کی جاتی ہو اور وہ کوئی کام کرے تو وہ گویا لوگوں کو اپنے اس فعل کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس وجہ سے کہ لوگ اس کے فعل کو دلیل بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نے ایسا کیا اس لیے یہ کام جائز ہے یا فلاں نے اس کام کو چھوڑ دیا چنانچہ یہ (اس کا چھوڑنا) جائز ہے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > البدعة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دَعَا : حضَّ عليه بالفعل أو القول.
- هُدى : حق وخير.
- ضَلاَلَة : باطل وشر.
- لاَ يَنقُصُ ذلك مِن أُجُورِهِم شَيئًا : لا ينقص أجر العامل بسبب الدلالة.

فوائد الحديث:

١. فضل الدعوة إلى الهدى، ولو بإبانته وإظهاره، قليلا كان أو كثيرا، وأن الداعي له مثل أجر العامل، وذلك من عظيم فضل الله وكمال كرمه.
٢. على المسلم أن يحذر الدعوات الزائفة ويبتعد عن قرناء السوء؛ لأنه مسؤول عما يفعل.
٣. أن المتسبب بالفعل والمباشر له متساويين في النتيجة عقابا أو ثوابا.
٤. على المسلم أن يتبصر بعواقب الأمور ونتائج عمله، فيسعى للخير ليكون قدوة حسنة.
٥. أنَّ المتسبب كالمباشر، فهذا الذي دعا إلى الهدى تَسَبَّب فكان له مثل أجر من فعله، والذي دعا إلى السوء أو إلى الوزر تسبَّب فكان عليه مثل وِزْرِ من اتبعه.
٦. في الحديث دليل للقاعدة: أن السبب كالمباشرة، لكن إذا اجتمع سببٌ ومباشرة أحالوا الضمان على المباشرة؛ لأنه أمس بالإتلاف.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3373)

من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها، وأجر من عمل بها بعده، من غير أن ينقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها، ووزر من عمل بها من بعده، من غير أن ينقص من أوزارهم شيء

جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا۔ جب کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو اسلام میں کوئی بُرا طریقہ جاری کرے گا، تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

٣١٦. الحديث:

عن جرير بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: كُنَّا في صَدرِ النَّهَار عِند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَجَاءه قَومٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَار أو العَبَاءِ، مُتَقَلِّدِي السُّيُوف، عَامَّتُهُم مِن مُضَر بَل كُلُّهُم مِن مُضَر، فَتَمَعَّر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لِمَا رَأَى بِهِم مِنَ الفَاقَة، فدَخَل ثُمَّ خَرج، فأَمَر بِلاَلاً فَأَذَّن وَأَقَام، فَصَلَّ ثُمَّ خَطَب، فقال: «(يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة) إلى آخر (إن الله كان عليكم رقيبًا) [النساء: ١]، والآية الأخرى التي في آخر الحشر: (يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد) [الحشر: ١٨] تَصَدَّق رَجُلٌ مِن دِينَارِهِ، مِن دِرهَمِهِ، مِن ثَوبِهِ، مِن صَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمرِهِ -حتَّى قال- وَلَو بِشِقِّ تَمرَة» فَجَاء رَجُلٌ مِنَ الأَنصَار بِصُرَّةٍ كَادَت كَفُّهُ تَعجَزُ عَنْهَا، بل قَد عَجَزَت، ثُمَّ تَتَابَع النَّاسُ حَتَّى رَأَيتُ كَومَين مِن طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيتُ وَجهَ رَسُول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَهَلَّلُ كَأَنَّه مُذْهَبَة، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ سَنَّ فِي الإِسلاَمِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيرِ أَنْ يَنْقُصَ مِن أُجُورِهِم شَيءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الإِسلاَمِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيه وِزْرُهَا، وَوِزرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بعدِه، من غير أن ينقُص مِن أَوزَارِهِم شيء».

٣١٦. حديث:

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے آغاز میں رسول ﷺ کے پاس تھے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے، جو ننگے بدن تھے، وہ اون کی دھاری دار چادریں یا کمبل ڈالے ہوئے اور گردنوں میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کی اکثریت مضر قبیلے سے بلکہ سارے ہی مضر سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی فاقہ زدگی کا مشاہدہ فرمایا، تو آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ آپ (گھر) کے اندر تشریف لے گئے اور باہر آ گئے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے اذان دی، (پھر جب لوگ نماز کے لیے جمع ہو گئے تو) تکبیر کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "(لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا) یہاں سے (یقینا اللہ تمھاری خبر نگہبانی کرنے والا ہے۔) تک۔ (سورۂ نساء: ۱) اس کے بعد سورۂ حشر کی آخری آیت پڑھی۔ (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے جو آگے بھیجا ہے، اسے دیکھے)۔ (اس کے بعد آپ نے صدقہ وخیرات کی ترغیب دی) فرمایا: ہر آدمی کو چاہیے کہ صدقہ کرے؛ دینار و درہم کا، کپڑے کا، گندم کے صاع کا، کھجور کے صاع کا، حتیٰ کہ فرمایا گرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی ایک تھیلی لے کر آیا، (جو اتنی بھاری تھی کہ) اس کی ہتھیلی اس کو اٹھانے سے عاجز آ رہی تھی؛ بلکہ عاجز ہو چکی تھی۔ پھر لوگ (لے لے کر) پے در پے آتے رہے، یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے؛ ایک کھانے کے سامان کا اور دوسرا کپڑوں کا۔ تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور اس طرح چمک رہا تھا، گویا سونے کا ٹکڑا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا۔ جب کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو اسلام میں کوئی بُرا طریقہ جاری کرے گا، اس پر اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے

والے تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- حديث عظيم يتبين منه حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- وشفقته على أمته -صلوات الله وسلامه عليه-، فبينما هم مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في أول النهار إذا جاء قوم عامتهم من مضر، أو كلهم من مضر مجتابي النمار، مقلدي السيوف -رضي الله عنهم-، يعني أن الإنسان ليس عليه إلا ثوبه قد اجتباه يستر به عورته، وقد ربطه على رقبته، ومعهم السيوف؛ استعداداً لما يؤمرون به من الجهاد -رضي الله عنهم-. فتغيَّر وجه النبي -صلى الله عليه وسلم- وتلون؛ لما رأى فيهم من الحاجة، وهم من مضر، من أشرف قبائل العرب، وقد بلغت بهم الحاجة إلى هذا الحال، ثم دخل بيته -عليه الصلاة والسلام-، ثم خرج، ثم أمر بلالاً فأذن، ثم صلى، ثم خطب الناس -عليه الصلاة والسلام-، فحمد الله -صلى الله عليه وسلم- كما هي عادته، ثم قرأ قول الله -تعالى-: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً) (النساء: ١)، وقوله -تعالى-: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ) (الحشر: ١٨). ثم حث على الصدقة، فقال: (تصدق رجل بديناره، وتصدق بدرهمه، تصدق بثوبه، تصدق بصاع بره، تصدق بصاع تمره، حتى ذكر ولو شق تمرة) وكان الصحابة -رضي الله عنهم- أحرص الناس على الخير، وأسرعهم إليه، وأشدهم مسابقة، فخرجوا إلى بيوتهم فجاءوا بالصدقات، حتى جاء رجل بصرة معه في يده كادت تعجز يده عن حملها،

اجمالی معنی:

مولف رحمہ اللہ "من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها" کے عنوان کے تحت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث نقل کی ہے۔ یہ ایک عظیم حدیث ہے، جس سے نبی ﷺ کی اپنی امت پر شفقت اور مہربانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحابۂ کرام دن کے ابتدائی حصے میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں کچھ لوگ آئے، جن میں سے اکثر یا سب کے سب مضر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے دھاری دار چادریں لپیٹ رکھی تھیں اور اپنی تلواریں لٹکائی ہوئے تھے۔ یعنی ہر انسان کے بدن پر ایک کپڑا تھا، جسے اس نے اپنا ستر چھپانے کے لیے لپیٹ رکھا تھا اور اپنی گردن پر باندھا ہوا تھا۔ ان کے پاس حکم کی بجا آوری کے لیے تلواریں تھیں۔ رضی اللہ عنہم۔ ان کی یہ حالت زار دیکھ کر نبی ﷺ کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا اور اس کا رنگ بدل گیا۔ یہ لوگ مضر قبیلے سے تھے جو عرب کے معزز ترین قبائل میں سے تھا۔ حاجت مندی کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوگیا تھا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور پھر باہر تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کو کہا۔ لوگوں کو نماز پڑھائی اور پھر انھیں خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق اللہ تعالی کی حمد بیان کی اور پھر اللہ تعالی کا یہ فرمان تلاوت کیا: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً) (النساء: ١) ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتے داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو۔ بے شک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالی کے اس فرمان کو بھی پڑھا: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ) (الحشر: ١٨) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو؛ کیوں کہ اللہ تمھارے کاموں سے خبر دار ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا: "ہر آدمی کو چاہیے کہ صدقہ کرے؛ دینار و درہم کا، کپڑے کا، گندم کے صاع کا، کھجور کے صاع کا، حتی کہ فرمایا گو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے کاموں پر بہت

بل قد عجزت من فضة ثم وضعها بين يدي الرسول -عليه الصلاة والسلام-. ثم رأى جرير كومين من الطعام والثياب وغيرها قد جُمِع في المسجد، فصار وجه النبي -عليه الصلاة والسلام- بعد أن تغيَّر يتهلل كأنه مذهبة؛ يعني من شدة بريقه ولمعانه وسروره -عليه الصلاة والسلام- لما حصل من هذه المسابقة التي فيها سد حاجة هؤلاء الفقراء، ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: (من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها، وأجر من عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها من غير أن ينقص من أوزارهم شيء). والمراد بالسنة في قوله -صلى الله عليه وسلم-: (من سن في الإسلام سنة حسنة) ابتدأ العمل بسنة، وليس من أحدث؛ لأن من أحدث في الإسلام ما ليس منه فهو رد وليس بحسن، لكن المراد بمن سنها، أي: صار أول من عمل بها، كهذا الرجل الذي جاء بالصرة -رضي الله عنه-.

زیادہ حریص تھے اور بہت تیزی کے ساتھ اور بڑھ چڑھ کر ان میں حصہ لیا کرتے تھے۔ وہ اپنا اپنا گھر گئے اور صدقے کا سامان لے کر آئے۔ یہاں تک کہ ایک شخص درہموں سے بھرا ایک تھیلا لے کر آیا، جسے اٹھانے میں اسے بہت مشکل ہو رہی تھی، بلکہ وہ اس سے اٹھ ہی نہیں رہا تھا۔ اس نے اسے نبی ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ راوی حدیث نے کھانے اور کپڑوں وغیرہ کے دو بڑے ڈھیر دیکھے، جو مسجد میں جمع تھے۔ نبی ﷺ کا چہرۂ انور جو پہلے متغیر ہو چکا تھا، اب ایسے چمک رہا تھا، جیسے سونا ہو۔ ان فقرا کی حاجت پوری کرنے کے لیے جیسے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، اس پر خوشی کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرے پر چمک اور روشنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا۔ جب کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو اسلام میں کوئی بُرا طریقہ جاری کرے گا، تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔" نبی ﷺ کے فرمان: (من سن في الإسلام سنة حسنة) میں سنت سے مراد یہ ہے کہ جس نے کسی سنت پر عمل کا آغاز کیا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ جس نے کوئی نیا طریقہ ایجاد کیا، کیوں کہ جس نے اسلام میں کوئی نئی شے ایجاد کی، وہ مردود ہوتی ہے نہ کہ اچھی۔ یہاں مراد یہ ہے کہ جس نے سب سے پہلے عمل کا آغاز کیا، جیسے اس آدمی نے کیا تھا، جو تھیلا لے کر آیا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو جب توفیق ملتی ہے، تو وہ اسلام میں کسی سنت کو فروغ دیتا ہے، چاہے اس میں پہل کر کے ہو یا اسے زندہ کر کے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > البدعة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صَدر النَّهَار : أوَّله.
- مُجْتَابِي النِّمَار : كِسَاء من صُوف مُخَطَّط.
- العَبَاءِ : كساء مشقوق واسع بلا كُمَّين يلبس فوق الثياب.
- تَمَعَّر : تغيَّر.
- الفَاقَة : الحاجة والفقر.
- دِينَارِه : الدينار: عملة نقدية من الذهب ووزنها: ٤,٢٥ جرامًا.
- دِرهَمِه : الدرهم: قطعة نقدية من الفضة ووزنها: ٢,٨١٢ جرامًا.
- صَاعِ : الصاع: وحدة من وحدات الكيل، ويساوي ٢١٧٢ جرامًا.
- بُرِّه : البُر: القمح.

- صُرَّة : ما يجمع فيه الشيء ويشد.
- كَومَين : صبرتين.
- مُذْهَبَة : كالذهب تعبير عن الصفاء والاستنارة.
- عُرَاةٌ : جمع عار، وهو المتجرِّد من الثياب.
- مُتَقَلِّدِي السُّيُوف : واضعي سيوفهم في أعناقهم.
- مُضَر : قبيلة من قبائل العرب.
- رقِيبا : حافظا لأعمالكم.
- ما قدَّمَت لِغَد : ما أعدَّت من خير ليوم القيامة.
- تَصَدَّق : ليتصدَّق.
- يَتَهَلَّلُ : يستنير ويضيء.
- سُنَّةٌ : طريقة.
- وِزْرُهَا : الوِزر: الحِمل الثقيل والإثم.
- اتقوا : التقوى: اسم مأخوذ من الوقاية، وهو أن يتخذ الإنسان ما يقيه من عذاب الله -تعالى-، والذي يقي من عذاب الله هو فعل أوامر الله -عز وجل-، واجتناب نواهيه.

فوائد الحديث:

١. إشفاق النبي -صلى الله عليه وسلم-، وتألمه على الفقراء والمحتاجين.
٢. من واجب أهل الدثور واليسار أن يتفقدوا أصحاب الحاجة، ويبادروا إلى دفع الضرر عنهم.
٣. الحث على الصدقة والإنفاق ولو كان بشيء يسير؛ فإنَّ الكثير يكون من القليل.
٤. حسن توجيه النبي -صلى الله عليه وسلم- وحكمته في توثيق عرى الأخوة والمحبة بين المسلمين، ولفت النظر إلى ضرورة التعاون.
٥. أثر الإيمان بالله -تعالى- واليوم الآخر في سلوك المسلم والمبادرة إلى فعل الخير.
٦. سُرعة استجابة المسلمين لهدي الرسول -صلى الله عليه وسلم-، وتسابقهم إلى فعل الخيرات.
٧. سرور النبي -صلى الله عليه وسلم- لسرور الفقراء، وسعيه لجلب النفع لهم ومساعدتهم.
٨. الترغيب في فعل السنن التي تركت وهجرت.
٩. الحض على أن يكون المسلم قدوة صالحة في الخير والبر والإحسان، والتحذير من أن يكون قدوة سيئة في الباطل والمنكر.
١٠. من سعى إلى خير كان له مثل أجر فاعله، ومن سعى في شر كان عليه مثل إثم مرتكبه.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3506)

من شهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله، وأن عيسى عبد الله ورسوله وكلمته ألقاها إلى مريم ورُوُحٌ منه، والجنة حق والنار حق، أدخله الله الجنة على ما كان من العمل

جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بے شک عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں اور جنت اور دوزخ برحق ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔

٣١٧. الحديث:

عن عبادة بن الصامت -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- "مَنْ شهِد أنْ لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له وأنَّ محمَّدا عبده ورسُولُه، وأنَّ عِيسى عبدُ الله ورسُولُه وكَلِمَتُه أَلقَاها إلى مريم ورُوُحٌ مِنه، والجنَّة حَقٌّ والنَّار حقٌّ، أَدْخَلَه الله الجنَّة على ما كان مِنَ العمَل".

٣١٧. حدیث:

عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبودِ نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نیز اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں اور جنت اور دوزخ برحق ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا هذا الحديث أن من نطق بكلمة التوحيد وعرف معناها وعمل بمقتضاها، وشهد بعبودية محمد -صلى الله عليه وسلم- ورسالته، واعترف بعبودية عيسى ورسالته، وأنه خلق بكلمة كن من مريم، وبرأ أمه مما نسبه إليها اليهود الأعداء، واعتقد بثبوت الجنة للمؤمنين وثبوت النار للكافرين، ومات على ذلك دخل الجنة على ما كان من العمل.

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث ہمیں اس بات کی خبر دے رہی ہے کہ جس شخص نے کلمہ توحید کا زبان سے اقرار کیا اور اس کے معنی کو جانا اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل کیا اور محمد ﷺ کے بندے اور ان کے رسول ہونے کی گواہی دی نیز عیسیٰ علیہ السلام کے بندے اور ان کے رسول ہونے کی گواہی دی، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کلمہ "کُن" کے ذریعہ مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے، اور اللہ نے ان کی ماں کو اس چیز سے بری کر دیا جس کی نسبت دشمن یہود نے ان کی طرف کی تھی، اور مومنوں کے لیے جنت اور کافروں کے لیے جہنم کے ثبوت کی تصدیق کیا، اگر وہ اس (عقیدہ) پر مرتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں!

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عُبَادَةَ بنِ الصَّامِت -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- شهد أن لا إله إلا الله : تكلّم بهذه الكلمة عارفاً لمعناها عاملاً بمقتضاها ظاهراً وباطناً.
- لا إله إلا الله : لا معبود بحق إلا الله.
- وحده : حالٌ مؤكّد للإثبات.
- لا شريك له : تأكيد للنفي.
- وأن محمداً : أي وشهد أن محمداً.
- عبده : مملوكه وعابده.
- ورسوله : مرسله بشريعته.
- وأن عيسى : أي وشهد أن عيسى ابن مريم.
- عبد الله ورسوله : خلافاً لما يعتقده النصارى أنه الله أو ابن الله أو ثالث ثلاثة.
- كلمته : أي أنه خلَقه بكلمةٍ وهي قولُه: (كن).
- ألقاها إلى مريم : أرسل بها جبريل إليها فنفخ فيها من روحه المخلوقة بإذن الله عز وجل.
- وروحٌ : أي أن عيسى عليه السلام روحٌ من الأرواح التي خلقها الله تعالى.
- منه : أي منه خلقاً وإيجاداً كقوله تعالى: {وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ} [الجاثية: ١٣].
- والجنة حق والنار حق : أي شهد أن الجنة والنار اللتين أخبر الله عنهما في كتابه ثابتتان لا شك فيهما.
- أدخله الله الجنة : جواب الشرط السابق من قوله: من شهد... الخ.
- على ما كان من العمل : يحتمل معنيين: الأول: أدخله الله الجنة وإن كان مقصِّراً وله ذنوب؛ لأن الموحِّد لا بد له من دخول الجنة. الثاني: أدخله الله الجنة وتكون منزلته فيها على حسب عمله.

فوائد الحديث:

١. أن الشهادتين هما أصل الدين.
٢. فضل التوحيد وأن الله يكفر به الذنوب.
٣. سعة فضل الله وإحسانه سبحانه وتعالى.
٤. أن عقيدة التوحيد تخالف جميع الملل الكفرية من اليهود والنصارى والوثنيين والدهريين.
٥. لا تصح الشهادتان إلا ممن عرف معناهما وعمل بمقتضاهما.
٦. جمع الله لمحمد صلى الله عليه وسلم بين العبودية والرسالة ردا على المفرطين والمفرطين.
٧. وجوب تجنب الإفراط والتفريط في حق الأنبياء والصالحين، فلا نجحد فضلهم ولا نغلو فيهم فنصرف لهم شيئاً من العبادة، كما يفعل بعض الجهال والضلال.
٨. إثبات عبودية عيسى ورسالته، وهذا رد على النصارى الذين زعموا أنه ابن الله.
٩. أن عيسى خلق من مريم بكلمة كن من غير أب، وهذا رد على اليهود الذين قذفوا مريم بالزنا.
١٠. أن عصاة الموحدين لا يخلَّدون في النار.
١١. إثبات صفة الكلام لله تعالى.
١٢. إثبات البعث.
١٣. إثبات الجنة والنار.

المصادر والمراجع:

-الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه - ٢٠٠١م. - الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. - صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3417)

من ضارَّ مسلما ضارَّه الله, ومن شاقَّ مسلما شقَّ الله عليه	جس شخص نے کسی مسلمان کو نقصان پہنچایا، اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کو مشقت میں ڈالا، اللہ اسے مشقت میں مبتلا کرے گا
٣١٨. الحديث: عن أبي صرمة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من ضارَّ مسلما ضارَّه الله, ومن شاقَّ مسلما شقَّ الله عليه».	**٣١٨. حدیث :** ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''جس شخص نے کسی مسلمان کو نقصان پہنچایا، اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کو مشقت میں ڈالا، اللہ اسے مشقت میں مبتلا کرے گا۔''
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ :** حَسَن
المعنى الإجمالي: في الحديث دليل على تحريم الإيذاء وإدخال الضرر والمشقة على المسلم، سواء كان ذلك في بدنه أو أهله أو ماله أو ولده، وأن من أدخل الضرر والمشقة على المسلم فإن الله يجازيه من جنس عمله، سواء كان هذا الضرر بتفويت مصلحة أو بحصول مضرة بوجه من الوجوه، ومن ذلك التدليس والغش في المعاملات، وكتم العيوب، والخطبة على خطبة أخيه.	**اجمالی معنیٰ :** حدیث میں مسلمان کو اذیت دینے، اسے نقصان پہنچانے اور اسے مشقت میں مبتلا کرنے کی حرمت کی دلیل ہے، چاہے یہ اذیت و نقصان اس کے بدن یا اہل خانہ سے متعلق ہو یا اس کے مال یا اولاد سے متعلق ہو۔ اور یہ کہ جس شخص نے مسلمان کو ضرر اور مشقت پہنچایا، اسے اللہ اس کے عمل ہی کے جنس سے بدلہ دے گا، چاہے یہ ضرر اسے کسی سود مند شے سے محروم کر کے دیا جائے یا پھر کسی بھی طریقے سے نقصان پہنچا کر ہو۔ معاملات میں تدلیس اور دھوکہ دہی سے کام لینا، عیوب کو چھپانا اور اپنے بھائی کی منگنی کے اوپر منگنی کرنا اسی ضرر رسانی کی صورتوں میں سے ہیں۔

التصنيف: العقيدة > الولاء والبراء > أحكام الولاء والبراء

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو صرمة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ضارّ مسلما : أدخل عليه المضرة في ماله أو نفسه أو عرضه.
- ضارّه الله : أوقع به الضرر، وجازاه من جنس ما فعل بأخيه.
- شاقّ مسلما : أوصل المشقة وألحقها به من غير حق.
- شقّ الله عليه : أدخل عليه ما يشق عليه.

فوائد الحديث:

١. تحريم أذية المسلم، بأي وجه من الوجوه.
٢. الجزاء من جنس العمل.
٣. حماية الله لعباده المسلمين، وأنه هو نفسه سبحانه يدافع عنهم.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي

مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (5375)

من قال حين يسمع النداء: اللَّهُمَّ رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته، حلت له شفاعتي يوم القيامة

اذان سننے کے بعد جو شخص یہ کہے : "اللّٰہم ربِ ہذہ الدعْوة التَّامة، والصّلاة القائمة، آتِ محمدا الوَسِیلَة والفَضِیلة، وابْعَثْہ مَقامًا محمودًا الذي وعدْتہ" تو قیامت والے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

٣١٩. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- مرفوعًا: «من قال حين يَسْمَعِ النِّدَاء: اللَّهُم ربِّ هذه الدَّعْوَة التَّامة، والصَّلاة القَائمة، آتِ محمدا الوَسِيلَة والفَضِيلة، وابْعَثْه مَقَامًا محمودًا الَّذي وعَدْتَه، حلَّت له شَفَاعَتِي يوم القيامة».

٣١٩. حدیث :

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے : اللّٰہم ربِّ ہذہ الدعْوة التَّامة، والصَّلاة القائمة، آتِ محمدا الوَسِیلَة والفَضِیلة، وابْعَثْہ مَقامًا محمودًا الذي وعدْتہ"۔ تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يقول النبي -صلى الله عليه وسلم-: "من قال حين يَسْمَعِ النِّدَاء" أي من قال هذه الصيغة المأثورة من الدعاء عند فراغ المؤذن من الأذان وانتهائه منه؛ لما رواه مسلم من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص؛ أنَّه سَمعَ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: "إذَا سمعتم المؤذِّن، فقولوا مثل ما يقول، ثمَّ صَلُّوا عليَّ، ثمَّ سَلُوا اللهَ لي الوسيلة.."، وعليه: فيكون الدعاء بعد الفَراغ من الترديد بعد المؤذن. "الدَّعْوَة التَّامة" الأذان، سُمي دَعوة؛ لما فيه من دَعوة الناس إلى الصلاة، والتامة: أي الكاملة؛ لاشتمالها عل عقائد الإيمان من التوحيد والتصديق بالرسالة المحمدية، فأوله تَكبير، وفيه الشهادتان اللتان هما الرُّكن الأول من أركان الإسلام، ثم فيه الدَّعوة إلى الصلاة، ثم خَتمه بالتكبير أيضًا. "والصلاة القائمة"، ولها معنيان: ١. التي ستُقام. ٢. التي لن تغيِّرها مِلَّةٌ ولا نَسخ، فهي قائمةٌ دائمة، ما دامت السموات والأرض. "الوَسِيلَة" ما يتقرب بها إلى الغير، فالوَسِيلة إلى الله -تعالى- ما تَقرب به عَبده إليه بعمل صالح. والمراد بها هنا: المَنْزلة العالية في الجنَّة، كما جاء مصرحًا به في صحيح مسلم من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- وفيه : (إذا سمعتم المؤذن، فقولوا... ثم سَلُوا الله لي الوَسِيلَة؛ فإنها مَنْزِلة في الجنَّة

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ "من قال حين يَسْمَعِ النِّدَاء"۔ یعنی جو شخص مؤذن کے اذان سے فراغت اور اختتام کے بعد یہ مسنون دعا پڑھے؛ جیسا کہ مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا : "جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو، تو ویسے ہی کہو، جیسے وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو، پھر میرے لیے اللہ سے وسیلہ مانگو۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا مؤذن کے جواب سے فارغ ہونے کے بعد کی جائے گی۔ "الدعْوة التَّامة" یعنی اذان۔ اس کا نام 'دعوت' رکھا گیا ہے؛ کیوں کہ اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ "والتامة" یعنی کامل۔ کیوں کہ یہ ایمان کے عقائد؛ ایمان اور رسالت محمدیہ کی تصدیق پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں تکبیر، اس کے بعد شہادتین جو اسلام کا پہلا رکن ہیں، پھر نماز کی دعوت اور آخر میں تکبیر ہے۔ "والصلاة القائمة" اس کے دو معنی ہیں : ١ : وہ نماز جو کھڑی ہونے والی ہے۔ ٢ : ایسا دین جس میں اب کسی تبدیلی اور نسخ کی گنجائش نہیں اور جب تک زمین و آسمان ہیں، تب تک قائم رہنے والا ہے۔ "الوَسِیلَة" وسیلہ اسے کہتے ہیں، جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب بندہ جس چیز سے حاصل کر سکتا ہے، وہ عمل صالح ہے۔ البتہ یہاں اس سے مراد جنت میں بلند مرتبہ و درجہ ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کے اندر عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ اس میں ہے کہ (جب تم مؤذن کی آواز سنو تو ویسے ہی کہو پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو؛ کیوں کہ یہ جنت میں ایک درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کے لیے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں۔) "والفَضِيلة" یہ ساری مخلوق سے فزوں تر ایک مرتبہ

لا تَنبغي إلا لعِبد من عباد الله ، وأرجو أن أكون أنا هو). "والفَضِيلة" هي مرتَبَةٌ زائدة على سائر الخلق، والمعنى: فَضِّل محمدًا على سائر خَلْقِك. "وابعثه مقاما محمودا" يعني: يوم القيامة حين يُبعث الناس من قبورهم، فهو مقام يُحمد عليه يوم القيامة. والمقامُ المحمود: يُطْلَقُ على كلِّ ما يجلب الحمد من أنواع الكرامات، والمراد به هنا: الشَّفاعةُ العُظمَى في فَصْل القضاء، حيث يحمده فيه الأوَّلون والآخرون، وذلك بأن الخلائق يوم القيامة إذا طال عليهم المَحشر، وشَقَّ عليهم الوقوف، فإنهم يأتون إلى آدم فيسألونه أن يَشفع لهم عند ربهم؛ ليُخلصهم مما هم فيه، فيعتذر، ثم يأتون نوحا -عليه السلام- فيعتذر، وهكذا إبراهيم وموسى وعيسى -عليهم أفضل الصلاة وأتم التسليم-، ثم يأتون محمدا -صلى الله عليه وسلم- فيقول: (أنا لها)، فيسجد ويلهم بمحامد، ثم يقال له: ارفع رأسك، وسَل تعط، فيسأل الشفاعة، ويُفرج عنهم بشفاعة نبينا محمد -صلى الله عليه وسلم-. "الَّذي وعَدْتَه" أي: وعَدَه بالشَّفاعة العُظمى حين يَفصل الله بين الخلائق، قال -تعالى-: (وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) [الإسراء: ٧٩]. وعسى: إذا جاءت في القرآن فهي واجبة. "حلَّت له شَفَاعَتِي" أي: ثَبتت ووجَبت له شفاعة النبي -صلى الله عليه وسلم-، واستحقها بدعائه هذا، وأدركته يوم القيامة، فيشفع له النَّبي -صلى الله عليه وسلم- بإدخالِ الجنَّة بغير حساب، أو برفع الدَّرجَات، أو النجاة من النار. "يوم القيامة" سُمي بذلك: لما يقوم فيها من الأمور العظام، التي منها قيامُ الخلائقِ مِنْ قبورهم، وقيامُ الأشهادِ على العباد، وقيامُ النَّاس في الموقف، وغير ذلك.

ہے۔ اس کے معنی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرما! "وابعثه مقاما محمودا" (ان کو مقام محمود پر پہنچا۔) یعنی قیامت کے دن جب سارے لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے، تو یہ وہ مقام ہوگا جس کی تعریف کی جائے گی۔ مقام محمود: یعنی وہ سارے اعزازات، جو تعریف کے مستحق ہوں۔ یہاں اس سے مراد وہ شفاعت عظمیٰ ہے، جو آپ (قیامت کے دن اللہ کے دربار میں بندوں کے حق میں) فیصلے کے لیے کریں گے اور اس پر سارے پہلے اور بعد والے لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے روز جب محشر کی ہولناکیاں دراز تر ہوتی چلی جائیں گی اور لوگوں کے لیے کھڑے ہونا مشکل ہوجائے گا، تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں؛ تاکہ ان کو اس مشکل سے خلاصی مل جائے۔ لیکن وہ (آدم علیہ السلام) معذرت کر لیں گے۔ پھر لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، لیکن وہ بھی معذرت کر لیں گے۔ یوں باری باری ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیھم الصلاۃ والتسلیم کے پاس آئیں گے۔ آخر میں لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ میں ضرور کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ سجدہ میں گر پڑیں گے اور آپ کو حمد کے کلمات الہام کیے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ سے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھائیے، سوال کیجیے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ سفارش کریں گے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ذریعے وہ پریشانیوں سے نجات پا جائیں گے۔ "الَّذي وعَدْتَه" (جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے) یعنی شفاعت عظمیٰ کا وعدہ، جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کے مابین فیصلہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) [الإسراء: ٧٩]. ترجمہ: رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں یہ زیادتی آپ کے لیے ہے، عن قریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔ لفظ "عسی" جب قرآن میں آئے، تو واجب کا معنی دیتا ہے۔ "حلَّت له شَفَاعَتِي" (اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوجائے گی۔) یعنی اس کے لیے نبی کریم ﷺ کی سفارش ثابت اور واجب ہوجائے گی۔ وہ سفارش کا حق دار اس دعا کی بدولت ہوگا۔ اور قیامت کے دن اس سے فیض یاب ہوگا۔ نبی کریم ﷺ اس کے حق میں بغیر حساب کے جنت کے داخلے کی، بلندی درجات کی یا پھر آگ سے نجات کی سفارش کریں گے۔ "یوم القیامۃ" یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے، کیوں کہ اس دن بڑے بڑے معاملات انجام پذیر ہوں گے؛ ساری مخلوق اپنی قبروں سے نکل کر وہاں کھڑی ہوگی، بندوں کے خلاف گواہیوں کا دور شروع ہوگا اور لوگ اپنے حق میں فیصلہ سننے کے لیے کھڑے ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رَبَّ : الرَّبُّ: هو المربِّي المُصلح للإنسان.
- الدَّعْوَة : هي ألفاظُ الأذان المُشْتَمِلة على التوحيد.
- التَّامَة : صفةٌ للدَّعوة، وُصفت بالتَّمام؛ لأنَّ فيها أتمَّ القول، وهو لا إله إلاَّ الله، ولأنَّها اشتملت على أصول الشريعة وفروعها.
- آتِ : أَعْطِ.
- الوَسِيلَة : ما يتقرب بها إلى الغَير، فالوَسِيلة إلى الله -تعالى- ما تَقرب به عبده إليه بِعَمل صالح. والمراد بها هنا: المَنْزِلة.
- الفَضِيلة : هي مرتَبَةٌ زائدة على سَائر الخَلق.
- مَقَامًا محمودًا : المقامُ المحمود يُطْلَقُ على كلِّ ما يجلب الحمد من أنواع الكرامات، والمراد هنا: الشفاعةُ العظمَى في فصل القضاء، حيث يَحمده فيه الأوَّلون والآخرون.
- حَلَّت له : وجَبَت له.

فوائد الحديث:

١. مشروعية هذا الدعاء بعد الفراغ من الترديد خلف المؤذن. وظاهر الحديث: ولو كان الأذان لغير دعوة الناس إلى الصلاة كالأذان الأول ليوم الجمعة.
٢. أن من لم يَسمع النِّداء؛ فإنه لا يقول الدعاء، يعني: لو فُرِض أن الإنسان استيقظ بعد إتمام المؤذنين أذانهم، فلا يشرع أن يقول هذا الدُّعاء.
٣. يَنبغي أن يُصَدِّر الإنسان دُعاءه بمِثل هذه الجُمْلة: "اللَّهم ربَّ.." وهذا كثير في السُّنة.
٤. أن الأذان من الدَّعوات التَّامة: "ربَّ هذه الدَّعوة التَّامة".
٥. شَرف الأذان، حيث أضاف النبي -صلى الله عليه وسلم- الرُّبوبية إليه، فقال: "اللُّهم ربَّ هذه الدَّعوة".
٦. الثَّناء على الصَّلاة بأنها صلاة قائمة مُستقيمة؛ لقوله: "والصلاة القائمة".
٧. أن قول بعضهم: "آت سيدنا" بزيادة "سيدنا" بدعة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يعلِّمها أُمَّته، بل قال: "آت محمدا".
٨. جواز ذكر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- باسمه عند الخَبَر، كما في قوله -تعالى-: (وما محمد إلا رسول)، وقوله: (ما كان محمد أبا أحد من رجالكم)، أما عند مُنَادَاته فلا يُدعى باسمه، أي: عندما يدعو الصحابة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في حياته، فالواجب ان يقولوا: يا رسول الله، يا نبي الله، وليس: يا محمد؛ لقول الله -تعالى-: (لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا) [النور:٦٣]. على أحد التفسيرين في هذه الآية.
٩. فضيلة الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث أعطي الوَسِيلة والفَضِيلة.
١٠. فضيلة الرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ حيث أمرنا أن ندعو الله -تعالى- بهذا الدُّعاء الذي لابُد أن يُستجاب؛ لأنه لو كان لا يُسْتَجاب لكان أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- إيَّانا به عَبَثاً.
١١. التَّوسل إلى الله -تبارك وتعالى- بصفاته؛ لقوله: "الذي وعدته"، ولا شك أن هذا الوصف من وسِيلة الإجابة، فإن الناس حتى فيما بينهم يقولون: يا فلان، أعطني كذا وكذا؛ لأنك وعَدتَني من أجل تأكيد إجابة المطلوب.
١٢. إثبات الشَّفاعة للرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ لقوله: "حلَّت له شفاعتي يوم القيامة".
١٣. أن من قال هذا الدُّعاء حَلَّت له شَفاعة النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم القِيَامة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد،

نسخة الإلكترونية. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10635)

من قطع تميمة من إنسان كان كعدل رقبة	جس نے کسی انسان سے ایک تعویذ کاٹ دیا اسے ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔
٣٢٠. الحديث: عن سعيد بن جبير قال: "من قطع تَمِيمَةً من إنسان كان كَعِدْلِ رقبة".	**٣٢٠. حدیث:** سعید بن جبیر کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ''جس نے کسی انسان سے ایک تعویذ کاٹ دیا اسے ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے''۔
درجة الحديث: لم أجد حكمًا للألباني عليه، وفي إسناده راو ضعيف	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: الإخبار أن من أزال عن إنسان ما يعلّق على نفسه لدفع الآفات فله من الثواب مثل ثواب من أعتق رقبة من الرق؛ لأن هذا الإنسان صار بتعليق التمائم مستعبداً للشيطان فإذا قطعها عنه أزال عنه رِقَّ الشيطان.	**اجمالی معنیٰ:** جس نے کسی انسان سے اس تعویذ کو ہٹایا جسے اس نے دفعِ آفات کے لیے اپنے آپ پر لٹکا رکھا تھا تو اسے اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جس نے کسی انسان کو غلامی سے آزاد کیا۔ کیونکہ تعویذات لٹکانے کی وجہ سے یہ انسان شیطان کا غلام بن چکا تھا چنانچہ جب اس نے اس سے ان تعویذات کو کاٹ کر ہٹا دیا تو گویا اس نے اس سے شیطان کی غلامی کو دور کر دیا۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> تَوْحِيدُ الأُلُوهِيَّةِ

راوي الحديث: رواه ابن أبي شيبة.

التخريج: سعيد بن جبير -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: التوحيد.

معاني المفردات:

- كعدل رقبة : أي كان له مثل ثواب من أعتق رقبة.
- قطع : أزال.
- تميمة : مفرد تمائم، والمراد ما يعلق على الإنسان من خرز ونحوه لاتقاء العين.

فوائد الحديث:

١. فضل قطع التمائم؛ لأن ذلك من إزالة المنكر وتخليص الناس من الشرك.
٢. تحريم تعليق التمائم مطلقاً ولو كانت من القرآن.
٣. فضل إنكار المنكر.
٤. فضل إعتاق الرقبة.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، لابن أبي شيبة، تحقيق: كمال يوسف الحوت، الناشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٠٩

الرقم الموحد: (6766)

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه جائزته قالوا: وما جائزته؟ يا رسول الله، قال: يومه وليلته، والضيافة ثلاثة أيام، فما كان وراء ذلك فهو صدقة عليه

جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا: یا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا ''ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے''۔

٣٢١. الحديث:

عن أبي شُريح خُويلد بن عمرو الخزاعي عن النبي - صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «مَنْ كَانَ يُؤمِن بِاللهِ وَاليَومِ الآخِرِ فَلْيُكْرِم ضَيفَه جَائِزَتَه»، قَالوا: وما جَائِزَتُهُ؟ يَا رسول الله، قال: «يَومُهُ ولَيلَتُهُ، والضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلك فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيه». وفي رواية: «لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ أَخِيهِ حَتَّى يؤْثِمَهُ» قالوا: يَا رَسول الله، وَكَيفَ يُؤْثِمَهُ؟ قال: «يُقِيمُ عِنْدَهُ ولاَ شَيءَ لَهُ يُقرِيهِ بِهِ».

٣٢١. حدیث:

ابو شریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا: یا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا: ''ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے''۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اس حد تک ٹھہرے کہ اسے گناہ گار ہی کردے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! وہ اسے گناہ گار کیسے کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے پاس ٹھہرے حالانکہ اس کی مہمان نوازی کے لیے اس کے پاس کچھ نہ ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث أبي شريح الخزاعي -رضي الله عنه- يدل على إكرام الضيف وقراه، فلقد جاء عنه أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلَّم- قال: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه"، وهذا من باب الحث والإغراء على إكرام الضيف، يعني أنَّ إكرام الضيف من علامة الإيمان بالله واليوم الآخر، ومن تمام الإيمان بالله واليوم الآخر. ومما يحصل به إكرام الضيف: طلاقة الوجه، وطيب الكلام، والإطعام ثلاثة أيام، في الأول بمقدوره وميسوره، والباقي بما حضره من غير تكلف، ولئلا يثقل عليه وعلى نفسه، وبعد الثلاثة يُعد من الصدقات، إن شاء فعل وإلا فلا. وأما قوله: "فليكرم ضيفه جائزته يوما وليلة والضيافة ثلاثة أيام" قال العلماء في معنى الجائزة: الاهتمام بالضيف في اليوم والليلة، وإتحافه بما يمكن من بر وخير، وأما في اليوم الثاني والثالث فيطعمه ما تيسر ولا يزيد على عادته، وأما ما كان بعد الثلاثة فهو صدقة

اجمالی معنی:

ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث دلالت کرتی ہے کہ مہمان کا اکرام اور اس کی خدمت کرنی چاہیے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے"۔ اس میں مہمان کے اکرام کی ترغیب ہے اور اس پر ابھارا گیا ہے یعنی مہمان کا اکرام کرنا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی علامت ہے اور اس سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان کامل ہوتا ہے۔ جن باتوں سے مہمان کی تکریم ہوتی ہے وہ یہ ہیں: چہرے کی بشاشت، خوشگوار گفتگو، تین دن کھانا کھلانا، پہلے دن حسب استطاعت اور جس قدر یسر ہو اور باقی دنوں میں بلا تکلف جو ہو پیش کرنا تاکہ اس سے نہ تو مہمان پر بوجھ آئے اور نہ خود اس پر۔ تین دن کے بعد مہمان نوازی صدقہ شمار ہوتی ہے، چاہے تو کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فليكرم ضيف جائزته يوما وليلة والضيافة ثلاثة أيام"۔ اس میں 'جائزہ' کے لفظ کے معنی میں علماء کا کہنا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات مہمان کا خوب خیال رکھے اور اس کے ساتھ جو کچھ بھی اچھائی اور بھلائی ممکن ہو وہ کرے۔ جب کہ دوسرے اور تیسرے دن میں جو کچھ یسر ہو وہ اسے کھلائے اور اپنے معمول سے نہ بڑھے۔ جب کہ تین دن

ومعروف إن شاء فعل وإن شاء ترك. وفي رواية مسلم "ولا يحل له أن يقيم عنده حتى يؤثمه" معناه: لا يحل للضيف أن يقيم عنده بعد الثلاث حتى يوقعه في الإثم؛ لأنه قد يغتابه لطول مقامه، أو يعرض له بما يؤذيه، أو يظن به مالا يجوز، وهذا كله محمول على ما إذا أقام بعد الثلاث من غير استدعاء من المضيف. ومما ينبغي أن يعلم أن إكرام الضيف يختلف بحسب أحوال الضيف، فمن الناس من هو من أشراف القوم ووجهاء القوم، فيكرم بما يليق به، ومن الناس من هو من متوسط الحال فيكرم بما يليق به، ومنهم من هو دون ذلك.

کے بعد یہ صدقہ اور نیکی ہے اگر چاہے تو کرلے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ: "اس (مہمان) کے لیے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے ہاں اس حد تک قیام کرے کہ اسے گناہ گار ہی کر دے"۔ یعنی مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے ہاں تین دن کے بعد بھی قیام جاری رکھے یہاں تک کہ اسے گناہ گار کر دے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے لمبے قیام کی وجہ سے اس کی غیبت کر بیٹھے یا اس کے ساتھ کچھ ایسا سلوک کرے جس سے اس کو تکلیف ہو یا پھر اس کے بارے میں کوئی گمان رکھے جو کرنا جائز نہیں۔ یہ سب اس صورت پر محمول ہے جب وہ میزبان کی دعوت کے بغیر اس کے ہاں تین دن کے بعد تک ٹھہرا رہے۔ یہاں یہ جان لینا مناسب ہے کہ مہمان کا اکرام مہمان کی حالت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ کچھ لوگ بڑے اور معزز ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا اکرام ان کے شایانِ شان کرے۔ بعض لوگ متوسط درجے کے ہوتے ہیں ان کا اکرام ان کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ کچھ لوگ ان سے بھی کم تر درجے کے ہوتے ہیں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه بروايتيه.

التخريج: أبو شُريح خُويلد بن عمرو الخزاعي العدوي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُؤمِن : الإيمان في اللغة: التصديق الجازم، قال الله -تعالى-: {وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا}، [يوسف: ١٧] .وفي الشرع: إقرار القلب المستلزم للقول والعمل، فهو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.
- جَائِزَتَهُ : عطيتَه ومنحته.
- يَقرِيهِ به : يضيِّفه ويكرمه.
- يُؤَثِّمَهُ : يوقعه في الإثم.

فوائد الحديث:

١. وجوب إكرام الضيف.
٢. يستحب للضيف التخفيف في الزيارة.
٣. الضيافة ثلاثة أيام من حقوق الأخوة، والزيادة على ذلك صدقة و وزيادة فضل.
٤. المطلوب من المُضيف أن يُبالغ في إكرام ضيفه في اليوم الأول وليلته، وأما في باقي اليومين فيأتي بما تيسر.
٥. يكره للمسلم أن ينزل ضيفاً عند أخيه وهو يعلم أنه فقير ليس عنده ما يُضيفه حتى لا يوقعه في الإثم، كالغيبة له والوقيعة فيه، أو يقترض المال من أجل ضيافته.
٦. التنفير من أكل أموال الصدقات؛ لأنها أوساخ الناس.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت،

١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. فتح رب البرية بتلخيص الحموية، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3042)

من كظم غيظا، وهو قادر على أن ينفذه، دعاه الله سبحانه وتعالى على رؤوس الخلائق يوم القيامة حتى يخيره من الحور العين ما شاء

جو شخص اپنے غصے کو پورا کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود اسے دبا لیتا ہے، اسے اللہ سبحانہ و تعالی روز قیامت سب مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جنت کی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے جسے چاہے، چن لے۔

٣٢٢. الحديث:

عن معاذ بن أنس -رضي الله عنه- مرفوعًا: «مَن كَظَمَ غَيظًا، وَهُو قادر على أن يُنفِذَه، دَعَاه الله سبحانه وتعالى على رؤوس الخَلاَئِق يوم القيامة حتَّى يُخَيِّرَه من الحُور العَين مَا شَاء».

٣٢٢. حدیث:

معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے غصے کو پورا کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود اسے دبا لیتا ہے، اسے اللہ سبحانہ و تعالی روز قیامت سب مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جنت کی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے جسے چاہے، چن لے"۔

درجة الحديث: حسن لغيره

حدیث کا درجہ: حَسَن لغیرہ

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن الإنسان إذا غَضِب من شخص وهو قادر على أن يفتك به، ولكنه ترك ذلك ابتغاء وجه الله، وصبر على ما حصل له من أسباب الغيظ فله هذا الثواب العظيم، وهو أنه يدعى على رؤوس الخلائق يوم القيامة ويخيَّر من أي نساء الجنة الحسناوات شاء.

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ انسان کو جب کسی شخص پر غصہ آ جائے اور وہ اس کی گرفت پر قادر ہونے کے باوجود محض اللہ کی رضا کے لئے اسے چھوڑ دے اور جن اسباب کی بنا پر اسے غصہ آیا، ان پر صبر کرے، تو اس کو یہ عظیم اجر ملتا ہے کہ اسے روزِ قیامت تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اختیار دیا جائے گا کہ وہ جنت کی خوب صورت عورتوں میں سے جسے، چاہے چن لے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: معاذ بن أنس الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كظم غيظًا : تحمل القهر وكتم سببه وصبر عليه، والكظم الحبس والمنع من الظهور.
- الحُور العِيْن : الحور جمع حوراء، وهي شديدة البياض في العين وشديدة السواد.والعِيْن: جمع عيناء، وهي واسعة العين، والمراد هنا الحسان من النساء في الجنة.

فوائد الحديث:

١. الحث على كظم الغيظ؛ لأنه من صفات المؤمنين الكُمَّل؛ لقوله تعالى: (والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين).
٢. العفو عند القدرة على الانتصار، وما فيه من الثواب.
٣. علو مكانة الكاظمين الغيظ يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن أبي داود، للإمام أبي داود

تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. صحيح الترغيب والترهيب – الألباني، مكتبة المعارف – الرياض. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن الترمذي، للإمام الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م.

الرقم الموحد: (3287)

من لقي الله لا يشرك به شيئًا دخل الجنة، ومن لقيه يشرك به شيئًا دخل النار

جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

٣٢٣. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "مَنْ لَقِيَ الله لا يُشْرِك به شَيئا دخل الجنَّة، ومن لَقِيَه يُشرك به شيئا دخَل النار".

٣٢٣. حديث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن من مات لا يشرك مع الله غيره لا في الربوبية ولا في الألوهية ولا في الأسماء والصفات دخل الجنة، وإن مات مشركا بالله -عز وجل- فإن مآله إلى النار.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے ہمیں اس حدیث میں خبر دے رہے ہیں کہ جو کوئی شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا نہ تو ربوبیت میں، نہ ہی الوہیت میں اور نہ ہی اسماء وصفات میں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی اس حال میں میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الشرك
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- من لقي الله : من مات.
- لا يشرك به : لم يتخذ معه شريكاً في الإلهية ولا في الربوبية.
- شيئاً : أي شركاً قليلاً أو كثيراً.

فوائد الحديث:

١. من مات على التوحيد لا يخلد في النار ومآله الجنة.
٢. من مات على الشرك وجبت له النار.
٣. قرب الجنة والنار من العبد وأنه ليس بينه وبينهما إلا الموت.
٤. وجوب الخوف من الشرك؛ لأن النجاة من النار مشروطة بالسلامة من الشرك.
٥. أنه ليس العبرة بكثرة العمل، وإنما العبرة بالسلامة من الشرك.
٦. بيان معنى لا إله إلا الله وأنه ترك الشرك وإفراد الله بالعبادة.
٧. فضيلة من سَلِم من الشرك.
٨. إثبات الجنة والنار.

٩. العبرة في الأعمال بخواتيمها.

المصادر والمراجع:

-الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. - الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. - صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3418)

من مات وهو يدعو من دون الله ندًّا دخل النار	جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی پکارتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا
٣٢٤. الحديث: عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "مَنْ مات وهو يدعُو مِنْ دون الله نِدًّا دخَل النَّار".	**٣٢٤. حدیث:** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی پکارتا رہا (اللہ کا شریک وہمسر ٹھہراتا رہا) ہو تو وہ جہنم میں داخل گا۔“
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن من صرف شيئا مما يختص به الله إلى غيره، ومات مصرا على ذلك فإن مآله إلى النار.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کے لیے مخصوص اشیاء (عبادتوں) میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لئے کرے اور اسی پر مصر رہتے ہوئے مر جائے تو اس کا انجام جہنم ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- يدعو : المراد بالدعاء هنا الدعاءان: دعاء العبادة ودعاء المسألة.
- ندًّا : الند: هو الشبيه والنظير.

فوائد الحديث:

١. من مات على الشرك دخل النار، فإن كان شركا أكبر خلد فيها، وإن كان أصغر عذب ما شاء الله له أن يعذب ثم يخرج.
٢. أن العبرة بالأعمال خواتيمها.
٣. أن الدعاء عبادة لا تصرف إلا لله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ/١٩٥٧م. القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3419)

من يُرِدِ الله به خيرا يُصِبْ منه

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اس کو مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے

٣٢٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من يُرِدِ الله به خيرا يُصِبْ مِنه».

٣٢٥. حدیث :

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اس کو مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا أراد الله بعباده خيرًا ابتلاهم في أنفسهم وأموالهم وأولادهم؛ ليكون ذلك سببًا في تكفير ذنوبهم ورفعة في درجاتهم، وإذا تأمل العاقل عواقب البلاء وجد أن ذلك خيرٌ في الدنيا وفي الآخرة، وإنما الخيرية في الدنيا؛ لما فيه من اللجوء إلى الله تعالى بالدعاء والتضرع وإظهار الحاجة، وأما مآلًا فلما فيه من تكفير السيئات ورفع الدرجات. قال تعالى: (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ). سورة البقرة ٥٥. قال الشيخ ابن عثيمين -رحمه الله-: "ولكن هذا الحديث المطلق مقيد بالأحاديث الأخرى التي تدل على أن المراد: من يرد الله به خيراً فيصبر ويحتسب، فيصيب الله منه حتى يبلوه، أما إذا لم يصبر فإنه قد يصاب الإنسان ببلايا كثيرة وليس فيه خير، ولم يرد الله به خيراً، فالكفار يصابون بمصائب كثيرة، ومع هذا يبقون على كفرهم حتى يموتوا عليه، وهؤلاء بلا شك لم يرد بهم خيرًا".

اجمالی معنیٰ :

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں ان کی جان، مال اور اولاد کے تئیں آزمائش سے دوچار کرتا ہے۔ تاکہ یہ ان کے گناہوں کا کفارہ اور ان کے درجات کی بلندی کا سبب بنے۔ جب ایک عقلمند شخص آزمائش اور مصیبت کے انجام پر غور کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے لیے دنیا و آخرت میں خیر و بھلائی کا باعث ہے۔ دنیا میں بہتری کا پہلو اس طرح ہے کہ وہ اس حالت میں دعا، عاجزی اور اپنی حاجت کے اظہار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور آخرت میں خیر کا پہلو اس طرح ہے کہ یہ گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ) سورۃ البقرۃ : ١٥٥۔ ترجمہ : ''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے۔'' شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ''یہ مطلق حدیث ان دوسری احادیث سے مقید ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ : اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' پس وہ صبر کرتا ہے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھتا ہے، تو اللہ اسے مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے تاکہ اسے آزمائے۔ لیکن اگر وہ صبر نہ کرے، تو انسان کبھی کبھار بہت ساری مصیبتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور ان میں خیر نہیں ہوتا ہے اور اللہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتا ہے۔ چنانچہ کفار ڈھیروں مصائب میں مبتلا کئے جاتے ہیں، اس کے باوجود وہ اپنے کفر پر قائم رہتے ہیں اور اسی پر مرتے ہیں، بلاشبہ ان لوگوں کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالقضاء والقدر > مسائل القضاء والقدر

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُصِبْ مِنه : يبتليه الله -تعالى- بالمصائب ليثيبه عليها.

فوائد الحديث:

١. أن المؤمن معرَّض لأنواع من البلاء، سواء كان في الدين أو المال.
٢. البشارة العظيمة للمسلم؛ لأن كل مسلم لا يخلو عن كونه متأذياً.
٣. الابتلاء قد يكون أمارة حب الله لعبده، حتى يرفع درجته، ويعلي مرتبته، ويكفر خطيئته.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، ط ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، الشيخ: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، دار العاصمة، الطبعة الأولى. نزهة المتقين، مجموعة من المشايخ، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى. شرح رياض الصالحين، الشيخ: ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، طبع عام ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين، محمد بن علان، دار الكتاب العربي. رياض الصالحين، الشيخ: ماهر الفحل، دار ابن كثير، الطبعة الأولى. صحيح البخاري، للإمام البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى. مرقاة المفاتيح، علي القاري، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (4204)

منعت العراق درهمها وقفيزها، ومنعت الشأم مديها ودينارها، ومنعت مصر إردبها ودينارها، وعدتم من حيث بدأتم، وعدتم من حيث بدأتم، وعدتم من حيث بدأتم

عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک لے گا اور شام اپنے مد اور دینار روک لے گا اور مصر اپنے اردب اور دینار روک لے گا تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے، اور تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے، اور تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے۔

٣٢٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنعت العراق دِرْهَمِها وقِفِّيزها، ومنعت الشام مُدْيها ودينارها، ومنعت مصر إردَبَّها ودينارها، وعُدتم مِن حيث بَدَأتُم، وعُدتم من حيث بدأتم، وعُدتم من حيث بدأتم» شَهِد على ذلك لحم أبي هريرة ودمه.

٣٢٦. حدیث:

ابوہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک لے گا اور شام اپنے مُد اور دینار روک لے گا اور مصر اپنے اِردَب اور دینار روک لے گا تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے، اور تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے، اور تم جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے“۔ اور اس بات پر ابوہریرہ -رضی اللہ عنہ- کا گوشت اور خون گواہ ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن المسلمين سوف يفتحون العراق والشام ومصر، وسيوضع عليها شيء مقدر بالمكاييل والأوزان يؤدونه للمسلمين، وسيُمنع ذلك في آخر الزمان: إما لأن الكفار الذين في هذه البلاد سينقضون العهد ولا يدفعون الأموال المقررة عليهم، وإما لاستيلاء كفار العجم على هذه البلاد، فيمنعون وصول هذه الأموال إلى المسلمين، ويصبح المسلمون حينئذ ضعفاء فقراء غرباء، كما كانوا في بداية الإسلام.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ عنقریب مسلمان عراق، شام اور مصر کو فتح کر لیں گے اور ان علاقوں کے باسیوں پر ناپ اور تول کے لحاظ سے مال کی ایک مخصوص مقدار بطور جزیہ لاگو کر دی جائے گی جسے وہ مسلمانوں کو ادا کیا کریں گے۔ لیکن آخری زمانے میں اس کی ادائیگی روک دی جائے گی، یا تو اس لیے کہ ان علاقوں کے کفار عہد شکنی کرتے ہوئے اپنے اوپر واجب الاداء اموال کو ادا نہیں کریں گے یا پھر عجمی کفار ان علاقوں پر اپنا تسلط جما لیں گے اور وہ مسلمانوں تک ان اموال کی رسائی کو روک دیں گے اور اس وقت پھر مسلمان ویسے ہی کمزور، فقیر اور غریب ہو جائیں گے جیسے وہ ابتدائے اسلام میں تھے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- قِفِّيز: مكيال معروف لأهل العراق.
- مُدْي: مكيال معروف لأهل الشام.
- إردَب: مكيال معروف لأهل مصر.

فوائد الحديث:

١. فيه إخبار، بأنه لن يأتي مال للمسلمين من هذه البلاد في آخر الزمان.
٢. فيه بشارة للصحابة -رضي الله عنهم- بفتح العراق والشام ومصر.

٣. الحديث علامة من علامات النبوة؛ إذ أخبر عن أشياء فوقعت كما أخبر -صلى الله عليه وسلم.-
٤. فيه أن الإسلام سيعود غريبا في آخر الزمان، كما بدأ غريبًا في أوله.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. كشف المشكل من حديث الصحيحين، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي، تحقيق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن، الرياض.

الرقم الموحد: (11217)

منهم مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إلى كَعْبَيْهِ، ومنهم مَنْ تَأْخُذُهُ إلى رُكْبَتَيْهِ، ومِنْهُم مَنْ تَأْخُذُهُ إلى حُجْزَتِهِ، ومنهم مَنْ تَأْخُذُهُ إلى تَرْقُوَتِهِ

دوزخیوں میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں ٹخنوں تک آگ ہوگی، کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں گھٹنوں تک آگ ہوگی، کچھ وہ ہوں گے جن کی کمر تک آگ ہوگی اور کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کی ہنسلی کی ہڈی تک آگ آ رہی ہوگی۔

٣٢٧. الحديث:

عن سمرة بن جندب -رضي الله عنه-: أن نبي الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «منهم مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إلى كَعْبَيْهِ، ومنهم مَنْ تَأْخُذُهُ إلى رُكْبَتَيْهِ، ومِنْهُم مَنْ تَأْخُذُهُ إلى حُجْزَتِهِ، ومنهم مَنْ تَأْخُذُهُ إلى تَرْقُوَتِهِ».

٣٢٧. حدیث:

سمرہ بن جنب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''دوزخیوں میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں ٹخنوں تک آگ ہوگی، کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں گھٹنوں تک آگ ہوگی، کچھ وہ ہوں گے جن کی کمر تک آگ ہوگی اور کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کی ہنسلی کی ہڈی تک آگ آ رہی ہوگی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يفيد الخوف من يوم القيامة ومن عذاب النار، حيث بيَّن النبي -صلى الله عليه وسلم- أن من الناس يوم القيامة من تبلغ النار منهم إلى كعبيه وإلى ركبتيه وإلى حجزته، ومنهم من تبلغه إلى عنقه، فالناس متفاوتون في العذاب بحسب أعمالهم في الدنيا نسأل الله العافية.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں قیامت کے دن سے اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ نبی ﷺ وضاحت فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے ٹخنوں، گھٹنوں اور کمر تک آگ پہنچ رہی ہوگی اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی گردن تک آگ پہنچ رہی ہوگی۔ چنانچہ عذاب کے لحاظ سے لوگ ایک دوسرے سے متفاوت ہوں گے اور ان کے مابین یہ تفاوت دنیا میں ان کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا۔ ہم اللہ سے عافیت کے طلب گار ہیں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سَمُرة بن جُنْدَب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- منهم : أي: من أهل النار.
- كعبيه : الكعب: هو العظم البارز عند مفصل الساق مع القدم.
- ركبتيه : الركبة: موصل أسفل الفخذ بأعلى الساق.
- حُجْزَتِهِ : الحُجْزَة: معقد الإزار تحت السرة.
- تَرْقُوَتِهِ : التَّرْقُوَة: العظم الذي عند ثغرة النحر، وللإنسان ترقوتان في جانبي النحر.

فوائد الحديث:

١. التخويف من النار، والوعيد الشديد لمن يعمل بعمل أهلها.
٢. تفاوت أهل النار في العذاب.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م.
نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار

الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي- بيروت

الرقم الموحد: (5445)

نزل جبريل فأمني، فصليت معه، ثم صليت معه، ثم صليت معه، ثم صليت معه، ثم صليت معه

جبریل آئے اورانہوں نے میری امامت کرائی۔ میں نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

٣٢٨. الحديث:

عن ابن شِهاب أنَّ عُمر بن عبد العزيز أخَّرَ العصرَ شيئًا، فقال له عُروة: أمَا إنَّ جبريلَ قد نزل فصلَّى إمامَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال عمرُ: اعلمْ ما تقولُ يا عُروة قال: سمعتُ بَشِير بن أبي مسعود يقول: سمعتُ أبا مسعود يقول: سمعتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «نَزَل جبريلُ فأمَّني، فصلَّيتُ معه، ثم صَلَّيتُ معه، ثم صَلَّيتُ معه، ثم صَلَّيتُ معه، ثم صَلَّيتُ معه» يحسِبُ بأصابعِه خمسَ صَلَوات.

٣٢٨. حدیث:

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عصر میں کچھ تاخیر کر دی، تو عروہ نے ان سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی تھی؟ اس پر عمر بن عبد العزیز نے کہا: اے عروہ! جو تم کہہ رہے ہو اسے خوب سوچ سمجھ کر کہو، تو عروہ نے کہا: میں نے بشیر بن ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابو مسعود سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جبریل نازل آئے اور انہوں نے میری امامت کرائی، میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی" آپ اپنی انگلیوں پر پانچوں نمازوں کو گن رہے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان جبريل -عليه السلام- ينزل على النبي -صلى الله عليه وسلم- بالوحي, وكان يأتيه على صور وهيئات مختلفة, وفي هذا الحديث نزل وأمه في الصلوات الخمس ليبين له أوقاتها, والقصة التي ورد في سياقها الحديث: أن عُمر بن عبد العزيز أخَّر صلاة العصر عن وقتها شيئًا قليلًا، فأنكر عليه عُروة بن الزبير، وأخبره أن جبريلَ نزل فصلَّى إمامًا برسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فتعجَّب عمر من ذلك، وأمر عروة أن يتأمل فيما يقول ويتثبت ولا يقول ما لا دليل له عليه, فأخبره عروة أنه سمع بَشِير بن أبي مسعود يخبر عن أبي مسعود البدري أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخبر أن جبريل نزل فصلى إمامًا به -صلى الله عليه وسلم- في وقت كل صلاة من الصلوات الخمس, وأنه سمع هذا الحديث فعرف كيفية الصلاة وأوقاتها وأركانها.

اجمالی معنیٰ:

جبریل علیہ السلام وحی لے کر نبی ﷺ کے پاس آتے تھے اور مختلف شکل وصورت میں آتے تھے۔ اِس حدیث میں ہے کہ وہ اترے اور آپ ﷺ کو پانچ وقتوں کی امامت کرائی تاکہ آپ ﷺ کو نمازوں کے اوقات بتائیں۔ سیاقِ حدیث میں جو قصہ وارد ہوا ہے وہ یہ ہے: ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز کو اس کے وقت سے تھوڑا مؤخر کر دیا تو اس پر عروہ بن زبیر نے ان پر اعتراض کیا اور انھیں بتایا کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی امامت کرائی، اس پر عمر بن عبد العزیز کو تعجب ہوا اور انھوں نے عروہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات پر غور کریں اور سوچ سمجھ کر کہیں اور وہ بات نہ کہیں جس کی دلیل نہ ہو، تو عروہ نے بتایا کہ انھوں نے بشیر بن ابو مسعود سے سنا ہے وہ ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے بتایا کہ ایک مرتبہ جبریل نازل ہوئے اور پانچوں نمازوں کے اوقات میں آپ ﷺ کی امامت کرائی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عروہ نے اس حدیث کو سنا اور نماز کی کیفیت اور اس کے اوقات وارکان کو جانا۔

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِالمَلَائِكَةِ >> صِفَاتُ المَلَائِكَةِ

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري-رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.
معاني المفردات:

- أمَّني : صلَّى بي إمامًا.
- اعلم : أمر من العلم أي تأمل وتذكر, وكن حافظًا ضابطًا له.

فوائد الحديث:

١. كان جبريل -عليه السلام- ينزل على النبي -صلى الله عليه وسلم- بالوحي, وكان يأتيه على صور وهيئات مختلفة, ومن ذلك أنه كان يأتيه على صورة البشر, وذُكر في هذا الحديث أنه نزل وأمَّه في الصلوات الخمس ليبين له أوقاتها.
٢. بيان أوقات الصلاة, وأنه لا يجوز تأخيرها عن وقتها, وفضيلة المبادرة بالصلاة في أول الوقت.
٣. جواز صلاة المُعلم بالمتعلم.
٤. جواز دخول العلماء على الأمراء وقول الحق عندهم، وإنكار فعلهم مما يخالف السنة، وملاطفتهم فى الإنكار؛ لأنه أقربُ إلى القبول.
٥. وجوب الرجوع إلى السنة عند التنازع.
٦. إتقان علماء السلف وضبطهم لأحوال النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وسنته.
٧. احتياط السلف في الرواية عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، لئلا يقع الراوي في محذور الكذب على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ولو بالخطأ.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. -إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ-فتح الباري شرح صحيح البخاري, أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي, دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩, رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي, قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب. -المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. -إكمال المعلم بفوائد مسلم لعياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (10421)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الخذف، وقال: إنه لا يقتل الصيد، ولا ينكأ العدو، وإنه يفقأ العين، ويكسر السن

٣٢٩. الحديث:

عن عبد الله بن مغفل -رضي الله عنهما- قال: نَهَى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الخَذْف، وقال: «إنَّه لاَ يَقتُلُ الصَّيدَ، ولاَ يَنْكَأُ العَدُوَّ، وإِنَّهُ يَفْقَأُ العَيْنَ، ويَكسِرُ السِّنَ». وفي رواية: أن قَرِيباً لابن مغفل خَذَفَ فنهَاه، وقال: إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الخَذْفِ، وقال: «إِنَّهَا لاَ تَصِيدُ صَيداً» ثم عاد، فقال: أُحَدِّثُكَ أنَّ رسول الله نهى عنه، ثم عُدتَ تَخذِفُ! لا أُكَلِّمُكَ أَبداً.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أخبر عبد الله بن مغفلٍ ـرضي الله عنهما- بأن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الحذف، وقال: (إنه لا يقتل صيداً) وفي لفظ: (لا يصيد صيداً) (ولا ينكأ عدواً، وإنما يفقأ العين ويكسر). والحذف: قال العلماء: معناه أن يضع الإنسان حصاة بين السبابة اليمنى والسبابة اليسرى أو بين السبابة والإبهام، فيضع على الإبهام حصاة يدفعها بالسبابة، أو يضع على السبابة ويدفعها بالإبهام. وقد نهى عنه النبي -صلى الله عليه وسلم- وعلَّل ذلك بأنَّه يفقأ العين ويكسر السن إذا أصابه، (ولا يصيد الصيد)؛ لأنه ليس له نفوذ (ولا ينكأ العدو) يعني لا يدفع العدو؛ لأن العدو إنما ينكأ بالسهام لا بهذه الحصاة الصغيرة. ثم إن قريباً له خرج يخذف، فنهاه عن الخذف وأخبره أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الحذف، ثم إنه رآه مرة ثانية يخذف، فقال له: (أخبرتك أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الخذف، فجعلت

رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں میں پھنسا کر کنکری پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ نہ تو شکار کو مار سکتی ہے، نہ دشمن کو زخمی کر سکتی ہے؛ بلکہ یہ آنکھ کو پھوڑ اور دانت کو توڑ سکتی ہے۔

٣٢٩. حدیث:

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں میں پھنسا کر کنکری پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ نہ تو شکار کو مار سکتی ہے، نہ دشمن کو زخمی کر سکتی ہے؛ بلکہ یہ آنکھ کو پھوڑ اور دانت کو توڑ سکتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے کسی قریبی رشتے دار نے انگلی میں پھنسا کر کنکری پھینکی، تو انھوں نے اسے منع کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "یہ شکار کو نہیں مار سکتی"۔ ان کے اس رشتے دار نے دوبارہ یہ حرکت کی تو عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے (ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے) کہا: میں تمھیں بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکری مارنے لگ گئے ہو؟ میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا!

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے انگلیوں میں پھنسا کر کنکری پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا: "یہ نہ تو شکار کو مارتی ہے۔" اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "نہ یہ شکار کا شکار کرتی ہے۔" "اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے۔ بلکہ یہ آنکھ پھوڑ اور دانت توڑ سکتی ہے۔" "الحذف": علما کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کنکری کو اپنی دائیں اور بائیں شہادت کی انگلیوں کے درمیان یا شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان رکھے، پھر انگوٹھے پر کنکری رکھ کر شہادت کی انگلی سے اسے مارے یا شہادت کی انگلی پر رکھ کر انگوٹھے کے ذریعے مارے۔ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ کنکری اگر لگ جائے تو یہ کسی کی آنکھ پھوڑنے اور دانت توڑنے کا سبب بنتی ہے۔ "اس سے شکار نہیں ہوتا" کیونکہ یہ جسم کے اندر نہیں گھستی۔ "اور نہ ہی یہ دشمن کو روکتی ہے۔" کیونکہ دشمن کو تیروں سے مجروح کیا جاتا ہے، ان چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے نہیں۔ عبد اللہ بن مغفل کا ایک رشتے دار اس طرح کنکریاں پھینکتے ہو دیکھا گیا تو انھوں نے اسے اس سے منع کرتے ہوئے بتایا کہ نبی ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن جب انھوں نے دوبارہ کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: "میں تمھیں بتا رہا

تخذف!! لا أكلمك أبداً) فهجره؛ لأنه خالف نهي النبي -صلى الله عليه وسلم-.	ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، اس کے باوجود تم کنکری مارنے رہے ہو؟ میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔" چنانچہ انھوں نے اس سے قطع تعلق کر لیا؛ کیونکہ اس نے نبی ﷺ کے طرف سے ہونے والی ممانعت کی خلاف ورزی کی تھی۔

التصنيف: العقيدة > الولاء والبراء > الهجر وشروطه

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بنِ مُغَفَّلِ المُزَنِيِّ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الخَذْف : هو رَمْيك حصاة صغيرة، أو نواة تأخذها بين أصبعيك السبابتين، وترمي بها.
- يَنْكَأُ العَدُوَّ : يكثر فيه الجراح والقتل.
- يَفْقَأُ : يقلع.

فوائد الحديث:

١. حُرمة الخذف؛ لأنه لا فائدة منه، وربما ترتب عليه ضرر بالآخرين.
٢. الإسلام ينهى عن كل فعل لا فائدة فيه، أو يُلحِق الضرر بالمسلمين ولو ظنا ويدخل في ذلك اللهو الذي فيه أذى وليس فيه منفعة.
٣. جواز هجران أصحاب المعاصي حتى يدَعوها.
٤. يجوز هجر أهلِ البدع أبدًا.
٥. دين الله أحب إلى المؤمن من نفسه ووالده وولده وأقاربه وأحبائه والناس أجمعين.
٦. عظم تعظيم السلف الصالح لاتباع السنة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3080)

هذا الذي تحرك له العرش، وفتحت له أبواب السماء، وشهده سبعون ألفًا من الملائكة، لقد ضم ضمة، ثم فرج عنه	یہی وہ شخص ہیں جن کے لیے عرشِ الٰہی ہل گیا، آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے، (پھر بھی قبر میں) انہیں ایک بار بھینچا گیا، پھر (یہ عذاب) ان سے جاتا رہا۔

٣٣٠. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-، عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «هذا الذي تَحَرَّكَ له العرشُ، وفُتِحَتْ له أبوابُ السماءِ، وشَهِدَه سبعون ألفًا من الملائكة، لقد ضُمَّ ضَمَّةً، ثم فُرِّجَ عنه».

٣٣٠. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہی وہ شخص ہیں جن کے لیے عرشِ الٰہی ہل گیا، آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے، (پھر بھی قبر میں) انہیں ایک بار بھینچا گیا، پھر (یہ عذاب) ان سے جاتا رہا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أثنى النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث على الصحابي الجليل سعد بن معاذ -رضي الله عنه- الذي اهتز له عرش الرحمن فرحًا بقدومه، وفُتحت له أبواب السماء؛ لإنزال الرحمة ونزول الملائكة، وتزيينًا لقدومه وطلوع روحه؛ لأن محل أرواح المؤمنين الجنة وهي فوق السماء السابعة، كما أن من فضائل هذا الصحابي الجليل أن جنازته قد حضرها سبعون ألف مَلَكٍ تعظيمًا له. ثم بيَّن -صلى الله عليه وسلم- مع ما ذكره من فضل سعد بن معاذ ومكانته العظيمة عند الله أن القبر قد ضمه ضمة، ثم فرج الله عنه، وهذه الضمة لا أحد ينجو منها أحد, ولو نجا منها أحد لنجا منها سعد كما قال النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے جلیل القدر صحابی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کی ہے، ان کے لیے ان کی آمد کی وجہ سے عرشِ رحمان خوشی سے جھوم اٹھا، ان کے لیے آسمان کے دروازے رحمت اور فرشتوں کے نزول، ان کے قدوم کی تزئین اور ان کے روح کے نکلنے کے لیے کھول دیا گیا، اس لیے کہ مومنوں کے روحوں کا ٹھکانہ جنت ہے اور وہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے، اسی طرح اس صحابیٔ رسول کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے ان کی تعظیم کے لیے حاضر ہوئے۔ پھر نبی ﷺ نے سعد بن معاذ کی فضیلت اور اللہ کے نزدیک ان کے بلند مقام و مرتبے کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ قبر نے ان کو ایک بار بھینچا اور پھر اللہ کی طرف سے یہ سختی کشادگی میں بدل گئی، قبر کی اس پکڑ سے کوئی نجات نہیں پاسکتا اور اگر کوئی اس سے نجات پاسکتا تو سعد رضی اللہ عنہ اس سے نجات پاتے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِالمَلَائِكَةِ >> أَعْمَالُ المَلَائِكَةِ

راوي الحديث: رواه النسائي.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن النسائي.

معاني المفردات:

- شَهِده : حضر جنازته.

فوائد الحديث:

١. الإيمان بالعرش، وأنه تحرك فرحًا بروح سعد بن معاذ.

٢. بيان عظم مرتبة سعد بن معاذ -رضي الله عنه- عند الله -تعالى-، حيث إنه تحرّك العرش لموته، وأن السماء فتحت لقدومه، وأنه شيعه سبعون ألفا من الملائكة.

٣. إثبات ضمة القبر، وضغطته.

المصادر والمراجع:

-السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. -صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. -شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى»، المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي، الناشر: دار المعراج الدولية للنشر - دار آل بروم للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، ١٤١٦- ١٤٢٤. -حاشية السندي على سنن النسائي (مطبوع مع السنن)، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي، مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦م.

الرقم الموحد: (10559)

هذا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عليك السَّلام

٣٣١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «هذا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عليك السَّلام» قالت: قلت: وعليه السلام ورحمة الله وبركاته. وهكذا وقع في بعض روايات الصحيحين: «وبركاته» وفي بعضها بحذفها، وزيادة الثقة مقبولة.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

تخبرنا عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال لها: "يا عائشة هذا جبريل يقرأ عليك السلام" وفي رواية "يقرئك السلام" أي: يهديك السلام، ويحييك بتحية الإسلام. فقالت: "وعليه السلام ورحمة الله وبركاته". ثم إنه من السنة: إذا نُقل السلام من شخص إلى شخص أن يَرُدَّ عليه بقوله: "وعليه السلام ورحمة الله وبركاته"؛ لظاهر حديث عائشة -رضي الله عنها-. وإن قال: "عليك وعليه السلام أو عليه وعليك السلام ورحمة الله وبركاته" فحسن؛ لأن هذا الذي نقل السلام محسن فتكافئه بالدعاء له. ولكن هل يجب عليك أن تنقل الوصية إذا قال: سلِّم لي على فلان أو لا يجب؟ فصَّل العلماء ذلك فقالوا: إن التزمت له بذلك وجب عليك؛ لأن الله -تعالى- يقول: (إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها)،[النساء : ٥٨] وأنت الآن تحملت هذا أما إذا قال: سلم لي على فلان وسكت أو قلت له مثلاً إذا تذكرت أو ما أشبه ذلك فهذا لا يلزم إلا إذا ذكرت، وقد التزمت له أن تسلم عليه إذ ذكرت، لكن الأحسن ألا يكلف الإنسان أحدًا بهذا؛ لأنه ربما يشق عليه ولكن يقول: سلم لي على من سأل عني، هذا طيب، أما أن يحمله فإن هذا لا ينفع؛ لأنه قد يستحي منه فيقول نعم أنقل سلامك ثم ينسى أو تطول المدة أو ما أشبه ذلك.

(اے عائشہ!) یہ جبریل ہیں، تمھیں سلام کہہ رہے ہیں۔

٣٣١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھ سے فرمایا: "(اے عائشہ!) یہ جبریل ہیں، تمھیں سلام کہہ رہے ہیں"۔ میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بخاری و مسلم کی بعض روایات میں اسی طرح "وبرکاتہ" کے الفاظ آئے ہیں، جب کہ بعض روایات میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ (اور قاعدہ یہ ہے کہ) ثقہ راوی کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتا رہی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے انھیں فرمایا: "اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں، جو تمھیں سلام کہہ رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں "یقرئک السلام" کے الفاظ ہیں۔ یعنی تجھے ہدیہ سلام پیش کر رہے اور تمھیں اسلامی سلام کر رہے ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلام کا اللہ تعالی کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے بہتر انداز میں جواب دیا کہ: (وإذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها أو ردوها) [النساء: ٨٦] ترجمہ: اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔ پھر یہ سنت ہے کہ جب کسی شخص کی طرف سے کسی اور شخص کو سلام پہنچایا جائے، تو اسے چاہیے کہ یوں جواب دے: "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث اسی پر دلالت کر رہی ہے۔ اگر اس نے یہ کہا کہ: "علیک وعلیہ السلام" یا کہا کہ "علیہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو یہ بھی اچھا ہے۔ کیونکہ جس نے سلام پہنچایا، وہ احسان کرنے والا ہے۔ چنانچہ آپ اسے دعا دے کر اس کا بدلہ دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص آپ کو کہے کہ میرا سلام فلاں شخص کو پہنچا دینا، تو آیا اس کا پہنچانا واجب ہے یا نہیں؟ اس معاملے میں علما کچھ تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر آپ نے اسے پہنچانے کی ذمہ داری لی، تو پھر اس کا پہنچانا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: (إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها) [النساء: ٥٨] ترجمہ: اللہ تعالی تمھیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انھیں پہنچاؤ! اس صورت میں اسے پہنچانے کی آپ نے ذمہ داری اٹھائی ہے (اس لیے اس کا پہنچانا ضروری ہے۔) تاہم اگر اس شخص کے اس طرح کہنے پر کہ "میرا سلام فلاں کو دینا"، آپ خاموش رہے یا پھر آپ نے اس سے کہا کہ اگر مجھے یاد رہا تو میں پہنچا دوں گا یا اسی طرح کی کوئی

بات کہہ دی، تو اس کا نقل کرنا واجب نہیں ہے، سوائے اس صورت کہ آپ کو یاد آ جائے، اور آپ نے اس سے یہ کہہ رکھا تھا کہ اگر آپ یاد آ گیا، تو آپ اس کو سلام پہنچا دیں گے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ انسان کسی کو اس کا پابند نہ کرے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس کے لیے دشواری کا باعث ہو۔ اس کی بجائے اسے یوں کہنا چاہیے کہ: جو میرے بارے پوچھے اسے میرا سلام کہنا۔ ایسا کہنا اچھا ہے۔ تاہم کسی پر اس کی ذمہ داری ڈال دینا بہتر نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شرم کی وجہ سے یہ کہہ دے کہ ٹھیک ہے، میں تمہارا سلام پہنچا دوں گا۔ پھر وہ بھول جائے یا لمبا عرصہ گزر جائے یا اس طرح کا کوئی اور معاملہ ہو جائے (اور یوں وہ سلام نہ پہنچا سکے۔)

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالملائكة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البركة : النماء والزيادة والسعادة.

فوائد الحديث:

١. إثبات وجود الملائكة وأنهم أصناف متعددة مكلفون بأعمال مختلفة فمنهم خزنة الجنة، ومنهم خزنة النار، ومنهم الحفظة، ومنهم جبريل الأمين سفير الله إلى أنبيائه.
٢. بيان فضل عائشة -رضي الله عنها- ومكانتها، وعلو منزلتها.
٣. تسليم الملائكة على الناس.
٤. مشروعية تبليغ السلام من الغائب ووجوب الرد عليه.
٥. جواز سلام الرجل الأجنبي على المرأة عند أمن الريبة، وزاد البخاري في روايته: أنها قالت: ترى ما لا نرى يا رسول الله.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ه. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د.ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠هـ.

الرقم الموحد: (4224)

هل تضارون في رؤية الشمس في الظهيرة، ليست في سحابة؟ قالوا: لا. قال: فهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر، ليس في سحابة؟

کیا دوپہر کے وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کچھ دشواری ہوتی ہے جب کہ یہ بادل کی اوٹ میں بھی نہ ہو؟۔ صحابہ کرام نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا چودہویں کی رات میں تمہیں چاند کو دیکھنے میں کچھ مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب کہ وہ کسی بدلی میں بھی نہ ہو؟۔ صحابہ کرام نے جواب دیا: نہیں۔

٣٣٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-, قال: قالوا: يا رسول الله هل نَرى ربَّنا يوم القيامة؟ قال: «هل تُضارُّون في رؤية الشمس في الظَّهِيرة، ليست في سحابة؟» قالوا: لا، قال: «فهل تُضارُّون في رؤية القمر ليلة البدر، ليس في سحابة؟» قالوا: لا، قال: " فوالذي نفسي بيده لا تُضارُّون في رؤية ربكم، إلا كما تُضارُّون في رؤية أحدهما، قال: فيَلْقى العبد، فيقول: أي فُل أَلَم أُكْرِمْك، وأُسَوِّدْك، وأُزَوِّجك، وأُسَخِّر لك الخيل والإبل، وأَذَرْك تَرْأَس، وتَرْبَع؟ فيقول: بلى، قال: فيقول: أفظننتَ أنك مُلاقِيَّ؟ فيقول: لا، فيقول: فإني أنساك كما نَسِيتَني، ثم يلقى الثاني فيقول: أيْ فُل أَلَم أُكْرِمْك، وأُسَوِّدْك، وأُزَوِّجك، وأُسَخِّر لك الخيل والإبل، وأَذَرْك تَرْأَس، وتَرْبَع؟ فيقول: بلى، أيْ ربِّ فيقول: أفظننتَ أنك مُلاقِيَّ؟ فيقول: لا، فيقول: فإني أنساك كما نَسِيتَني، ثم يلقى الثالث، فيقول له مثل ذلك، فيقول: يا ربِّ آمنتُ بك، وبكتابك، وبرسلك، وصليتُ، وصمتُ، وتصدَّقتُ، ويُثني بخير ما استطاع، فيقول: هاهنا إذًا، قال: ثم يقال له: الآن نبعث شاهدَنا عليك، ويتفكَّر في نفسه: مَن ذا الذي يَشهد عليَّ؟ فيُختَم على فيه، ويقال لفَخِذه ولحمه وعظامه: انطِقي، فتَنْطِق فخذه ولحمه وعظامه بعمله، وذلك ليُعْذِرَ من نفسه، وذلك المنافق وذلك الذي يسخط الله عليه.

٣٣٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: "یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا دوپہر کے وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کچھ دشواری ہوتی ہے جب کہ یہ بادل کی اوٹ میں بھی نہ ہو؟"۔ صحابہ کرام نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: "کیا چودہویں کی رات میں تمہیں چاند کو دیکھنے میں کچھ مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب کہ وہ کسی بدلی میں بھی نہ ہو؟"۔ صحابہ کرام نے جواب دیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہیں اپنے رب کو دیکھنے میں بھی کسی دشواری کا سامنا نہیں ہو گا، جس طرح کہ تمہیں سورج و چاند کو دیکھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بندے سے ملاقات کے وقت اللہ تعالی فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تمہیں عزت و سیادت سے نہیں نوازا تھا، کیا میں نے تیری شادی نہیں کی تھی اور تیرے لیے گھوڑوں اور اونٹوں کو مسخر نہیں کر دیا تھا، کیا میں نے تجھے یہ موقع نصیب نہیں کیا تھا کہ تو سردار بنے اور مال غنیمت کا چوتھائی حصہ حاصل کرے؟ وہ شخص جواب دے گا: اے میرے رب! کیوں نہیں۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تمہیں یہ گمان تھا کہ تیری مجھ سے ملاقات ہوگی؟ وہ جواب دے گا کہ نہیں۔ اللہ تعالی فرمائے گا: جس طرح تو نے مجھے فراموش کیے رکھا اسی طرح میں بھی تمہیں فراموش کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالی دوسرے شخص سے ملے گا اور فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تمہیں عزت و سیادت سے نہیں نوازا تھا، کیا میں نے تیری شادی نہیں کی تھی اور تیرے لیے گھوڑوں اور اونٹوں کو مسخر نہیں کر دیا تھا، کیا میں نے تجھے یہ موقع نصیب نہیں کیا تھا کہ تو سردار ہو اور مال غنیمت کا چوتھائی حصہ حاصل کرے؟ وہ شخص جواب دے گا: اے میرے رب! کیوں نہیں۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تمہیں یہ گمان تھا کہ تیری مجھ سے ملاقات ہوگی؟ وہ جوب دے گا کہ نہیں۔ اللہ تعالی فرمائے گا: جس طرح تو نے مجھے فراموش کیے رکھا اسی طرح میں بھی تمہیں فراموش کرتا ہوں۔ پھر تیسرے شخص سے ملاقات کرے گا اور اس سے بھی یہی کچھ فرمائے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھ پر، تیری کتاب پر اور تیرے

رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی، روزے رکھے اور صدقہ دیتا رہا۔ وہ جس قدر بھی ہو سکے گا اپنے اچھائی کو بیان کرے گا۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا: یہ بات ہے تو ذرا یہیں ٹھہرنا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر اس شخص سے کہا جائے گا: اب ہم تمہارے خلاف اپنا گواہ لاتے ہیں۔ وہ دل میں سوچے گا کہ کون ہے جو اس کے خلاف گواہی دے گا؟ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور پھر اس کی ران، اس کے گوشت اور ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ بولو۔ اس پر اس کی ران، اس کا گوشت اور ہڈیاں بول کر اس کے اعمال کی خبر دیں گی۔ ایسا اس لیے کیا جائے گا تاکہ اس کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ یہ شخص منافق ہو گا جس سے اللہ تعالی ناراض ہو گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال بعض الصحابة: يا رسول الله! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال لهم -صلى الله عليه وسلم-: «هل تُضارُّون في رؤية الشمس في الظَّهِيرة، ليست في سحابة؟» أي: هل يحصل لكم تزاحم وتنازع يتضرر به بعضكم من بعض لأجل رؤية الشمس في وقت ارتفاعها وظهورها وانتشار ضوئها في العالم كله، لا يوجد سحاب يحجبها عنكم؟ فقالوا: لا. قال: «فهل تُضارُّون في رؤية القمر ليلة البدر، ليس في سحابة؟» أي: هل يحصل لكم تزاحم وتنازع يتضرر به بعضكم من بعض لأجل رؤية القمر ليلة اكتماله وظهوره في السماء، لا يوجد سحاب يحجبه عنكم؟ قالوا: لا، قال: «فوالذي نفسي بيده لا تُضارُّون في رؤية ربكم، إلا كما تُضارُّون في رؤية أحدهما» أي: تكون رؤيته جلية بينة، لا تقبل مراء ولا مرية، حتى يخالفَ فيها بعضكم بعضا ويكذبه، كما لا يشك في رؤية الشمس والقمر، ولا ينازع فيها، فالتشبيه إنما وقع في الرؤية باعتبار جلائها وظهورها؛ بحيث لا يُرتاب فيها، لا في سائر كيفياتها، ولا في المرئي؛ فإنه -سبحانه- منزَّه عن مشابهة المخلوقات. ثم أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن مشهد من مشاهد اليوم الآخر، وهو أن الرب -سبحانه- يلقى عبدًا من عباده، فيقرره بنعمه فيقول له: يا فلان ألم أُفضلك وأجعلك سيدًا في قومك،

اجمالی معنی:

کچھ صحابہ نے سوال کیا: "اے اللہ کے رسول! کیا ہم روز قیامت اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟"۔ آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا: "کیا تمہیں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کچھ دشواری ہوتی ہے جب کہ وہ کسی بادل کی اوٹ میں بھی نہ ہو"۔ یعنی کیا جب سورج پوری طرح چڑھا ہوا اور صاف ظاہر ہوتا ہے اور اس کی روشنی پورے جہان میں پھیلی ہوتی ہے اور کوئی ایسا بادل بھی نہیں ہوتا جس نے اسے چھپا رکھا ہو تو کیا اسے دیکھنے کے لیے تمہارے درمیان کوئی ایسی دھکم پیل ہوتی ہے جس سے ایک دوسرے کو ضرر پہنچتا ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا چودھویں کی رات چاند دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری پیش آتی ہے جو کسی بدلی کی اوٹ میں بھی نہ ہو"۔ یعنی جس رات چاند مکمل ہو کر آسمان پر پوری طرح عیاں ہوتا ہے اور کوئی ایسا بادل بھی نہیں ہوتا جو اسے تم سے اوجھل کر دے تو کیا اسے دیکھنے میں تمہارے مابین کوئی ایسی دھکم پیل ہوتی ہے جس سے ایک دوسرے کو ضرر پہنچتا ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تمہیں اپنے رب کو دیکھنے میں بالکل ویسے ہی دشواری نہیں ہو گی جیسا کہ سورج و چاند میں سے کسی کو دیکھنے میں تمہیں دشواری نہیں ہوتی"۔ یعنی اللہ کی رؤیت بالکل واضح اور صاف ہو گی اور اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہو گا کہ اس بارے میں تمہارا باہم اختلاف ہو یا پھر تم ایک دوسرے کی بات کو جھٹلاو۔ جیسا کہ سورج اور چاند کے دیکھنے میں کوئی شک نہیں ہوتا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی جھگڑا ہوتا ہے۔ یہ تشبیہ رؤیت میں ہے جو اس کے بالکل واضح اور ظاہر ہونے کے اعتبار سے ہے بایں طور کہ اس میں کوئی شک نہیں ہو گا یعنی نہ تو اس کی کیفیات میں کوئی شک ہو گا اور نہ ہی دیکھی گئی ذات میں۔ اللہ سبحانہ و تعالی مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے۔ پھر نبی ﷺ نے قیامت

وأعطك زوجًا من جنسك ومكَّنتك منها، وجعلتُ بينك وبينها مودة ورحمة ومؤانسة وأُلفة، وأُذَلِّل لك الخيل والإبل، وأجعلك رئيسا على قومك، تأخذ ربع الغنيمة؛ وكان ملوك الجاهلية يأخذونه لأنفسهم. فيُقر العبد بهذه النعم كلها. فيقول الرب: أفعلمت أنك سوف تلاقيني؟ فيقول: لا. فيقول الله -تعالى-: «فإني أنساك كما نسيتني» أي: أتركك اليوم من رحمتي كما تركتَ طاعتي في الدنيا، فالنسيان هنا الترك عن علم، كما قال -تعالى-: (إنا نسيناكم فذوقوا عذاب الخلد). ثم يلقى الرب عبدًا ثانيا، فذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- فيه مثل ما ذكر في الأول من سؤال الله تعالى له وجوابه. ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك، فيقول: يا رب آمنت بك، وبكتابك وبرسلك، وصليتُ وصمت، وتصدقت، ويمدح نفسه بكل ما يستطيع، فيقول الرب: «هاهنا إذًا» أي: إذا أثنيت على نفسك بما أثنيت إذًا فقف هنا؛ كي نريك أعمالك بإقامة الشاهد عليها، ثم يقال له: الآن نأتي بشاهد عليك، ويتفكر العبد في نفسه: من هذا الذي يشهد عليَّ؟! فيختم الله على فمه ويقال لفخذه ولحمه وعظامه: انطقي، فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله، «وذلك ليعذر من نفسه» أي: إنطاق أعضائه ليزيل الله عذره مِن قِبل نفسه بكثرة ذنوبه وشهادة أعضائه عليه؛ بحيث لم يبق له عذر يتمسك به، وهذا العبد الثالث هو المنافق، الذي غضب الله عليه.

کے دن کے مناظر میں سے ایک منظر کے بارے میں بتایا اور وہ یہ کہ رب تعالی سجانہ اپنے بندوں میں سے ایک بندے سے ملے گا اور اس سے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا اور فرمائے گا : "اے فلاں شخص! کیا میں نے تمہیں تمہاری قوم میں سر کردہ شخص نہیں بنایا تھا، کیا میں نے تمہاری جنس سے تمہیں بیوی نہیں دی تھی اور تجھے اس پر قدرت نہیں بخشی تھی اور تمہارے اور اس کے درمیان محبت و رحمت اور انسیت و الفت نہیں رکھ دی تھی؟، کیا میں نے گھوڑوں اور اونٹوں کو تمہارا تابع فرمان نہیں کر دیا تھا؟، کیا میں نے تمہیں تمہاری قوم پر سرداری نہیں دی تھی جس کی بنا پر تم غنیمت کو چوتھائی حصہ وصول کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بادشاہ اپنے لیے مالِ غنیمت کا چوتھائی حصہ مختص کر لیتے تھے۔ بندہ ان تمام نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا : "کیا تجھے یہ یقین تھا کہ عنقریب تمہاری مجھ سے ملاقات ہونے والی ہے؟"۔ وہ شخص کہے گا : نہیں۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا : "آج میں بھی تمہیں ویسے ہی بھلاتا ہوں جیسے تم نے مجھے بھلائے رکھا"۔ یعنی آج میں تمہیں اپنی رحمت سے ویسے ہی دور کرتا ہوں جیسے دنیا میں تم میری اطاعت سے دور رہے۔ یہاں نسیان سے مراد علم ہونے کے باوجود چھوڑ دینا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : ''إنا نسيناكم فذوقوا عذاب الخلد''۔ (سورہ السجدہ : ۳۲)۔ ترجمہ : ''ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا چنانچہ چکھو ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب''۔ پھر رب تعالی شانہ ایک دوسرے بندے سے ملے گا۔ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں اسی طرح کے سوال و جواب کا ذکر فرمایا جیسے پہلے شخص کے بارے میں فرمایا تھا۔ پھر اللہ تعالی تیسرے بندے سے ملے گا اور اسے بھی ایسے ہی کہے گا وہ شخص کہے گا : "اے میرے رب! میں تجھ پر، تیری کتابوں اور رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور صدقہ دیا"۔ وہ حدِاستطاعت ہر ممکن طریقے سے اپنی تعریف کرے گا۔ اس پر رب تعالی شانہ فرمائے گا : "پھر ذرا یہیں رکنا"۔ یعنی اگر تم اپنی اتنی ہی تعریفیں کر رہے ہو تو پھر ذرا یہاں رکو تاکہ ہم تمہارے خلاف گواہ پیش کر کے تمہیں تمہارے اعمال دکھا دیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا : "اب ہم تمہارے خلاف گواہ لاتے ہیں"۔ اس پر وہ بندہ اپنے دل ہی دل میں سوچے گا کہ یہاں کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا؟۔ اللہ تعالی اس کے منہ پر مہر لگا دے گا اور اس کی ران، گوشت اور ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ تم بولو۔ اس پر اس کی ران، گوشت اور ہڈیاں اس کے اعمال کے بارے میں بتائیں گی۔ "ایسا اس لیے کیا جائے گا تاکہ اس کا کوئی عذر باقی نہ رہے"۔ یعنی اس کے اعضاء کو قوت گویائی اس لیے دی جائے گی تاکہ اللہ تعالی اس کے گناہوں کی کثرت اور اس کے اعضاء کی اس کے خلاف گواہی کی بدولت خود اس کی طرف سے عذر ختم کر دے بایں طور کے اس

کے پاس کوئی عذر باقی ہی نہ رہے۔ یہ تیسرا شخص منافق ہوگا جس پر اللہ تعالی غضبناک ہوگا۔

التصنيف: عقيدة >> الصِّفَاتُ الإِلَهِيَّةُ >> الرؤية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- تُضارُّون : يحصل لكم تزاحم وتنازع يتضرر به بعضكم من بعض.
- الظَّهيرة : نصف النهار.
- فُل : فلان.
- أُسَوِّدْك : أجعلك سيدًا.
- أُسَخِّر : أُذَلِّل.
- أذرك : أتركك.
- ترأس : تصير رئيسًا.
- تَرْبَع : تأخذ رباعهم وهو ربع الغنيمة، وكان ملوك الجاهلية يأخذونه لأنفسهم.
- يُثني : يمدح.
- فيه : فمه.
- يسخط : يغضب.

فوائد الحديث:

١. إثبات رؤية المؤمنين لربهم يوم القيامة.

٢. إثبات الكلام لله -عز وجل-، وعقيدة أهل السنة والجماعة أن الله يتكلم بكلام حقيقي متى شاء, كيف شاء، بما شاء, بحرف وصوت، لا يماثل أصوات المخلوقين, وأنه يكلم عباده يوم القيامة.

٣. إثبات صفة النسيان لله -تعالى-، بمعنى الترك على وجه المقابلة لمن نسوه، ونسيان الله معناه ترك الرحمة والهداية والتوفيق عن علم منه -سبحانه- وعمد، وتركه -سبحانه- للشيء صفة من صفاته الفعلية الواقعة بمشيئته التابعة لحكمته, والنصوص في ثبوت الترك وغيره من أفعاله المتعلقة بمشيئته كثيرة معلومة، وهي دالة على كمال قدرته وسلطانه, وقيام هذه الأفعال به -سبحانه- لا يماثل قيامها بالمخلوقين، وإن شاركه في أصل المعنى، كما هو مذهب أهل السنة.

٤. أن اللهُ يُنطق أعضاء الإنسان يوم القيامة لتشهد عليه, وهو -سبحانه- على كل شيء قدير.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن – الرياض. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. -شرح العقيدة الواسطية, محمد بن صالح بن محمد العثيمين, خرج أحاديثه واعتنى به: سعد بن فواز الصميل, دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: السادسة، ١٤٢١ هـ -إكمال المعلم بفوائد مسلم لعياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. -تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل آي القرآن, محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري, تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي, دار هجر, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م. -مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين, جمع وترتيب : فهد بن ناصر بن إبراهيم السليمان, دار الوطن - دار الثريا, الطبعة : الأخيرة - ١٤١٣ هـ.

الرقم الموحد: (10413)

هلك المتنطعون -قالها ثلاثا-	غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے، آپ ﷺ نے اسے تین بار کہا۔
٣٣٣. الحديث: عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "هلك المُتَنَطِّعون - قالها ثلاثا-".	**٣٣٣. حدیث:** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے، آپ ﷺ نے اسے تین بار کہا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يوضح النبي -صَلى الله عليه وسلّم- أن التعمُّق في الأشياء والغلو فيها يكون سبباً للهلاك، ومراده -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- النهي عن ذلك، ومن ذلك إجهاد النفس في العبادة حتى تنفر وتنقطع، ومن ذلك التنطع في الكلام والتقعر فيه، وأعظم صور التنطُّع جُرْما، وأولاه بالتحذير منه: الغلو في تعظيم الصالحين إلى الحدّ الذي يفضي إلى الشرك.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ چیزوں میں غلو اور اُن کی چندی کی بندی کرنا ہلاکت کا سبب ہے، اس سے آپ ﷺ کی مراد اس امر سے روکنا اور منع کرنا ہے، اسی سے عبادت میں اپنے نفس کو اتنا تھکا دینا ہے کہ نفس عبادت سے متنفر ہو جائے اور اس سے کٹ جائے، اسی سے بات چیت میں غلو کرنا اور چِنْا بھی ہے، اور جرم کے اعتبار سے غلو کی سب سے بڑی مثال کہ جس سے بچنا بدرجۂ اَولی ضروری ہے وہ ہے نیک لوگوں کی تعظیم میں اس حد تک غلو کرنا کہ وہ شرک تک جا پہنچے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الألوهية

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- المتنطعون : المتعمقون في الشيء من كلامٍ وعبادةٍ وغيرها.
- ثلاثاً : أي: قال هذه الكلمة ثلاث مرات مبالغة في الإبلاغ والتعليم.
- هلك : خاب وخسر.

فوائد الحديث:

١. الحث على اجتناب التنطع في كل شيء؛ لا سيما في العبادات وتقدير الصالحين.
٢. شدة حرصه على نجاة أمته، واجتهاده في الإبلاغ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.
٣. تحريم التنطع في الأمور كلها.
٤. استحباب تأكيد الأمر الهام.
٥. الحث على الاعتدال في كل شيء.
٦. سماحة الإسلام ويسره.

المصادر والمراجع:

الجديد في شرح كتاب التوحيد، للقرعاوي، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للفوزان، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3420)

والذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ وذَلِكَ أَنَّ الجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إلا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وما أنتم في أهل الشرك إلا كالشعرة البيضاء في جلد الثور الأسود

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ اہلِ جنت میں سے آدھے تم ہو گے کیونکہ جنت میں وہی جائے گا جو مسلمان ہے اور تم مشرکوں کے اندر ایسے ہو جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سرخ بیل کی کھال میں ایک سیاہ بال ہو۔

٣٣٤. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: كنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في قُبَّةٍ نحوا من أربعين، فقال: «أترضون أن تكونوا ربع أهل الجنة؟» قلنا: نعم، قال: «أترضون أن تكونوا ثلث أهل الجنة؟» قلنا: نعم، قال: «والذي نفس محمد بيده، إني لأرجو أن تكونوا نصف أهل الجنة وذلك أن الجنة لا يدخلها إلا نفس مسلمة، وما أنتم في أهل الشرك إلا كالشعرة البيضاء في جلد الثور الأسود، أو كالشعرة السوداء في جلد الثور الأحمر».

٣٣٤. حدیث :

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں چالیس کے قریب افراد بیٹھے ہوئے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش اور راضی ہو کہ تم تمام اہلِ جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر پوچھا: کیا تم ایک تہائی حصہ ہونے پر خوش ہو؟ ہم نے پھر اثبات میں جواب دیا، فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کا نصف ہوگے، کیونکہ جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوسکے گا جو مسلمان ہو۔ اور اہلِ شرک کے ساتھ تمہاری نسبت ایسی ہی ہے جیسے سیاہ بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ بیل کی کھال میں سیاہ بال ہوتا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

جلس النبي -صلى الله عليه وسلم- مع أصحابه في خيمة صغيرة، وكانوا قرابة أربعين رجلا، فسألهم -صلى الله عليه وسلم-: هل ترضون أن تكونوا ربع أهل الجنة؟ قالوا: نعم، فقال: هل ترضون أن تكونوا ثلث أهل الجنة؟ قالوا: نعم، فأقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- بربه ثم قال: إن لأرجو أن تكونوا نصف أهل الجنة، والنصف الآخر من سائر الأمم، فإن الجنة لا يدخلها إلا مسلم فلا يدخلها كافر، وما أنتم في أهل الشرك من سائر الأمم إلا شيء يسير جدا، مثل به بالشعرة الواحدة المتميزة لونا في جلد الثور المليء بالشعر".

اجمالی معنی :

اللہ کے رسول ﷺ تقریبا چالیس صحابہ کرام کے ساتھ ایک چھوٹے سے خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم اس بات پر خوش اور راضی ہو کہ تم تمام اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر فرمایا: کیا تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہونے پر خوش ہو؟ انہوں نے پھر اثبات میں جواب دیا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کا نصف ہوگے اور دوسرا نصف باقی ساری امتوں سے ہوں گے۔ کیونکہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے، اس میں کوئی کافر نہیں جائے گا۔ اور اہلِ شرک کے ساتھ تمہاری نسبت ایسی ہی ہے جیسے سیاہ بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ بیل کی کھال میں سیاہ بال ہوتا ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قبة : خيمة، وهي بيت صغير مستدير.
- نحوا من أربعين : قرابة أربعين رجلا.

فوائد الحديث:

١. جواز التدرج وتكرار البشارة مرة بعد مرة ليكون أدعى لتجديد الشكر مرة بعد مرة.
٢. المسلمون من أمة محمد -صلى الله عليه وسلم- هم أكثر أهل الجنة، وهذا دليل على مكانة هذه الأمة.
٣. لا يدخل الجنة إلا نفس مسلمة مؤمنة.
٤. جواز الحلف بغير استحلاف؛ لتأكيد الحديث باليمين.
٥. استحباب ضرب المثل لتقريب الفهم للسامعين.
٦. قال العلماء: كل رجاء جاء عن الله -تعالى- أو عن النبي -صلى الله عليه وسلم- فهو حاصل.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مصطفى الخن والبغا ومستو والشربجي ومحمد أمين ,نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، رئيس الفريق العلمي حمد العمار نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، لعبد الرحمن بن عبد الوهاب بن سليمان، المحقق: محمد حامد الفقي-الناشر: مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ/١٩٥٧م.
صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (6455)

والذي نفسُ مُحمَّد بيدِه، لا يسمعُ بي أحدٌ من هذه الأمة يهوديٌّ، ولا نصرانيٌّ، ثم يموتُ ولم يؤمن بالذي أُرْسِلتُ به، إلَّا كان مِن أصحاب النار

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس امت کا کوئی بھی انسان جو میرے بارے میں سنے، وہ یہودی ہو یا نصرانی اور وہ اس شریعت پر ایمان نہ لائے، جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں اور اسی حالت میں اس کی موت ہو جائے، تو وہ جہنمی ہوگا۔

٣٣٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «والذي نفسُ مُحمَّد بيدِه، لا يسمعُ بي أحدٌ من هذه الأمة يهوديٌّ، ولا نصرانيٌّ، ثم يموتُ ولم يؤمن بالذي أُرْسِلتُ به، إلَّا كان مِن أصحاب النار».

٣٣٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس امت کا کوئی بھی انسان جو میرے بارے میں سنے، وہ یہودی ہو یا نصرانی اور وہ اس شریعت پر ایمان نہ لائے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں اور اسی حالت میں اس کی موت ہو جائے، تو وہ جہنمی ہوگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحلف النبي -صلى الله عليه وسلم- بالله أنه «لا يسمع به أحد من هذه الأمة» أي: ممن هو موجود في زمانه وبعده إلى يوم القيامة «يهودي، ولا نصراني، ثم يموت ولم يؤمن بالذي أُرسلتُ به، إلا كان من أصحاب النار» فأي يهودي أونصراني وكذلك غيرهما تبلغه دعوة النبي -صلى الله عليه وسلم- ثم يموت ولا يؤمن به إلا كان من أصحاب النار خالدًا فيها أبدًا. وإنما ذَكر اليهودي والنصراني تنبيهًا على من سواهما؛ وذلك لأن اليهود والنصارى لهم كتاب، فإذا كان هذا شأنهم مع أن لهم كتابًا، فغيرهم ممن لا كتاب له أولى، فكلُّهم يجب عليهم الدخول في دينه وطاعته -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھائی کہ: "اس امت کا کوئی فرد آپ کے بارے میں سنے" یعنی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے اور آپ کے بعد قیامت تک آئیں گے۔ "چاہے یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ مر جائے اور وہ اس شریعت پر ایمان نہ لائے، جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا" یعنی یہودی و نصرانی اور ان کے علاوہ دوسرے وہ لوگ، جن تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچی، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر ایمان لائے مر گئے، تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنمی ہیں۔ یہود و نصاریٰ کا ذکر دوسرے لوگوں کے لیے بطور تنبیہ ہے اور وہ اس وجہ سے ہے کہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں۔ جب اہل کتاب ہونے کے باوجود ان کی یہ حالت ہوگی، تو ان کے علاوہ دوسرے لوگ بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہوں گے۔ اس لیے تمام لوگوں پر واجب ہے کہ وہ دین اسلام میں داخل ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالرسل > نبينا محمد صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

فوائد الحديث:

١. من لم يَسمع بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، ولم تبلغه دعوة الإسلام فهو معذور.
٢. وجوب اتباعه -صلى الله عليه وسلم-، ونسخ جميع الشرائع بشرعه، فمن كفر به لم ينفعه إيمانه بغيره من الأنبياء -صلوات الله عليهم أجمعين.-

٣. الانتفاع بالإسلام قبيل الموت، ولو في المرض الشديد ما لم يصل إلى المعاينة.

٤. تكفير من أنكر بعض ما جاء به النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا ثبت ذلك بنص قطعي، وأجمعت عليه الأمة.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، المؤلف: أبو زكريا يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٢ه. - الإفصاح عن معاني الصحاح، المؤلف: يحيى بن (هُبَيْرَة بن) محمد بن هبيرة الذهلي الشيباني، المحقق: فؤاد عبد المنعم أحمد، الناشر: دار الوطن، سنة النشر: ١٤١٧هـ - طرح التثريب في شرح التقريب، المؤلف: عبد الرحيم بن زين العراقي، المحقق: أحمد بن عبد الرحيم أبو زرعة، الناشر: دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (3272)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک یہ صورت حال نہ ہوجائے کہ آدمی کا گزر قبر پر سے ہوگا تو وہ اس پر لوٹ پوٹ ہوکر یہ تمنا کرے گا کہ کاش اس قبر والے کی جگہ میں دفن ہوتا!۔ اس کا سبب دین نہیں ہوگا، بلکہ وہ دنیا کی مصیبت کی وجہ سے یہ تمنا کرے گا۔	والذي نفسي بيده لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر، فيتمرغ عليه ويقول: يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبر، وليس به الدين، ما به إلا البلاء
٣٣٦. حديث : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ایسی صورتِ حال پیدا نہ ہوجائے کہ آدمی کا گزر قبر پر سے ہوگا تو وہ اس پر لوٹ پوٹ ہوکر یہ تمنا کرے گا کہ کاش اس قبر والے کی جگہ میں دفن ہوتا!۔ اس کا سبب دین نہیں ہوگا، بلکہ وہ دنیا کی مصیبت کی وجہ سے یہ تمنا کرے گا"۔	**٣٣٦. الحديث:** عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قالَ: قالَ رَسُولُ اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «والذي نفسي بيده لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر، فَيَتَمَرَّغَ عليه ويقول: يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبر، وليس به الدِّينُ، ما به إلا البلاء».
حدیث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی : نبی کریم ﷺ ہمیں آگاہ کر رہے ہیں کہ آخری زمانے میں ایسی صورتِ حال ہوگی کہ آدمی کا گزر قبر پر سے ہوگا اور جن دنیوی پریشانیوں اور ان گنت فتنوں اور آزمائشوں میں وہ مبتلا ہوگا ان کی وجہ سے مٹی میں لوٹ پوٹ ہوکر یہ تمنا کرے گا کہ وہ اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا کیونکہ مرنے والا دنیا کی تھکان اور مشقت سے خلاصی پا گیا ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ موت کی تمنا کرنی چاہیے بلکہ اس میں تو صرف اس بات کی خبر دی گئی ہے جو آخرے زمانے میں واقع ہوگی۔	**المعنى الإجمالي:** يخبرنا النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- أنه في آخر الزمان يمر الرجل بقبر الرجل فيتقلب في التراب يريد أن يكون مكانه مما أصابه من الأنكاد الدنيوية وكثرة الفتن والمحن، وذلك لاستراحة الميت من نصب الدنيا وعنائها. وليس في الحديث تمني الموت وإنما هو إخبار عما سيقع في آخر الزمان.

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- يتمرغ : يتقلب في التراب.
- ليس به الدين : لا يتمنى الموت لسبب ديني وإنما لما به من المصائب والمحن، ويحتمل أنها الدَّين بفتح الدال.
- ليس به إلا البلاء : ما سببه إلا تتابع المحن والفتن والأوصاب الدنيوية.

فوائد الحديث:
١. فيه أن الرجل في آخر الزمان يتمنى الموت ليس لأمر ديني، وإنما هو بسبب كثرة المحن والفتن والبلايا.
٢. رؤية القبور تذكر بالموت وما بعده, لذا شرعت زيارتها للاعتبار والاتعاظ والاستغفار للمؤمنين.
٣. ازدياد الشرور والآثام وانتشار المصائب والآلام سيشتد في آخر الزمان.

٤. إذا ظهرت الفتن واشتد البلاء وأحس العبد أنه لا طاقة له بها فليقل: اللَّهُمَّ أحيني ما كانت الحياة خيرا لي وأمتني إذا كان الموت خيرا لي.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي, عناية: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط ٤، ١٤٢٥هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ١٤٢٣هـ – ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (3114)

وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفا بغير حساب، ولا عذاب مع كل ألف سبعون ألفا وثلاث حثيات من حثيات ربي

میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل کرے گا اور (ان ستر ہزار میں سے) ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار لوگ ہوں گے اور میرے رب کے لپوں میں سے تین لپ بھر کر لوگ جنت میں جائیں گے۔

٣٣٧. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الجنةَ من أُمَّتِي سبعين ألفًا بغير حسابٍ ولا عذابٍ، مع كلِّ ألفٍ سبعون ألفًا، وثلاثُ حَثَيَاتٍ مِن حَثَيَاتِ رَبِّي».

٣٣٧. حدیث:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل کرے گا اور (ان ستر ہزار میں سے) ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار لوگ ہوں گے اور میرے رب کے لپوں میں سے تین لپ بھر کر لوگ جنت میں جائیں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي صلى الله عليه وسلم أن الله وعده أنه سيُدخِل الجنةَ سبعين ألفًا من هذه الأمة من غير حساب ولا عذاب، وسيُدخِل مع كل ألف سبعين ألفًا آخرين، وسيقبض الله بيده الكريمة ثلاث قبضات ويدخلهم الجنة.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اللہ نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس امت کے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل کرے گا اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار دیگر لوگوں کو بھی جنت میں داخل کر دے گا اور اللہ اپنے بزرگی والے ہاتھ سے مزید تین لپ بھر کر لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

التصنيف: عقيدة >> الصِّفَاتُ الإِلَهِيّةُ >> مَوْقِفُ أَهْلِ السُنّةِ مِنَ الصِّفَاتِ

راوي الحديث: رواه الترمذي و ابن ماجه وأحمد

التخريج: أبو أمامة رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: مسند أحمد

معاني المفردات:

- حثيات : جمع حثية وحثوة، وهي تستعمل فيما يعطيه الإنسان بكفيه دفعة واحدة من غير وزن وتقدير.

فوائد الحديث:

١. إثبات الشفاعة

٢. سيدخل الجنة من هذه الأمة سبعون ألفًا بغير حساب ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفًا.

٣. إثبات الحثو لله تعالى وهي صفةٌ فعليةٌ خبريَّةٌ ثابتةٌ لله عَزَّ وجَلَّ بالسنة الصحيحة، وهي دليل واضح على إثبات اليد والكف لله تعالى، من غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكييف ولا تمثيل

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. كتاب الشفاعة : مُقْبِلُ بنُ هَادِي الوادعي دَارُ الآثَار للنشر وَالتوزيع، صَنعاء - اليمن الطبعة: الثالثة،

١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة : علوي بن عبد القادر السَّقَّاف دار الهجرة الطبعة : الثالثة ، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م

الرقم الموحد: (8282)

يَرحم الله موسى، قد أُوذي بأكثر من هذا فصبر

اللہ موسی علیہ السلام پر رحم کرے، انھیں اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی، تاہم انہوں نے صبر کیا۔

٣٣٨. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: لما كان يوم حُنين آثر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ناسًا في القِسْمَة، فأعطى الأَقْرَع بن حَابِس مئة من الإبل، وأعطى عُيينة بن حِصن مثل ذلك، وأعطى نَاسًا من أشراف العَرب وآثَرَهُم يومئذ في القِسْمَة. فقال رجل: والله إن هذه قِسْمَة ما عُدل فيها، وما أُريد فيها وجه الله، فقلت: والله لأُخبرن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأتيته فأخبرته بما قال، فتغير وجهه حتى كان كالصِّرفِ. ثم قال: «فمن يَعْدِل إذا لم يعدل الله ورسوله؟» ثم قال: «يَرحم الله موسى، قد أُوذي بأكثر من هذا فصبر». فقلت: لا جَرم لا أرفع إليه بعدها حديثًا.

٣٣٨. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب حنین کا معرکہ پیش آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ عطا فرمائے اور عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بھی اتنا ہی مال عطا فرمایا۔ آپ نے عرب کے معزز لوگوں کو مال عطا فرمایا اور انھیں اس دن تقسیم میں ترجیح دی، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے، جس میں عدل نہیں کیا گیا اور اس تقسیم سے اللہ کی رضا کا قصد نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو وہ بات بتائی، جو اس آدمی نے کہی تھی۔ اس پر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو کر سرخ ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے، تو پھر کون عدل کرے گا؟ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی اور انھوں نے صبر کیا! میں نے (اپنے جی میں) کہا: آئندہ میں ایسی بات آپ ﷺ کو نہیں بتایا کروں گا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- أنهم كانوا في غزوة حنين، وهي: غزوة الطائف التي كانت بعد فتح مكة، غزاهم الرسول -صلى الله عليه وسلم- وغنم منهم غنائم كثيرة جدا: من إبل، وغنم، ودراهم، ودنانير، ثم إن النبي -صلى الله عليه وسلم- نزل بالجعرانة، وهي محل عند منتهى الحرم من جهة الطائف، نزل بها وقسم -صلى الله عليه وسلم- الغنائم بين من حضر هذه الغزوة، فأعطى الأقرع بن حابس مائة من الإبل، وأعطى عيينة بن حصن مائة من الإبل، وأعطى ناسًا من أشراف العرب؛ يتألفهم على الإسلام؛ فإذا حسن إسلام هؤلاء بسبب العطايا والمال أسلم من ورائهم ممن يتبعهم، وكان في ذلك قوة وعزة للإسلام، وأما أقوياء الإيمان فقد تركهم -صلى الله عليه وسلم- اعتمادًا على ما عندهم من الإيمان.

اجمالی معنیٰ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ بتا رہے ہیں کہ وہ غزوۂ حنین میں تھے۔ یہ غزوۂ طائف ہے، جو فتح مکہ کے بعد پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کے ساتھ جنگ کی اور ان سے آپ ﷺ کو اونٹوں، بھیڑ بکریوں اور درہم و دینار کی شکل میں بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے مقام جعرانہ پر پڑاؤ کیا۔ یہ طائف کی سمت میں حرم کی حدود کے اختتام پر واقع ایک جگہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس جگہ پڑاؤ کیا اور مال غنیمت کو اس غزوے کے شرکا کے مابین تقسیم کیا۔ آپ ﷺ نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے اور عیینہ بن حصن کو بھی سو اونٹ دیے اور عرب کے معزز لوگوں کو بھی مال سے نوازا۔ اس سے آپ ﷺ کی غرض انھیں اسلام کے ساتھ مانوس کرنا تھا؛ کیوں کہ اگر تحفے تحائف اور مال دینے سے ان لوگوں کا اسلام ٹھیک ہو جاتا، تو ان کے پیرو کاروں خود بخود اسلام قبول کر لیتے اور اس سے اسلام کو قوت اور شان و شوکت حاصل ہوتی۔ جن کا ایمان مضبوط تھا انھیں آپ ﷺ نے مال نہ دیا؛ کیوں کہ آپ ﷺ کو ان کے ایمان پر اعتماد تھا۔ ایک آدمی

فقال رجل بعد أن رأى حال النبي -صلى الله عليه وسلم- في تقسيم الغنائم على رؤساء القبائل وأشراف القوم، وترك بعض القوم: والله إن هذه قسمة ما عُدل فيها وما أريد فيها وجه الله. فلما سمع ابن مسعود -رضي الله عنه- هذه الكلمة ذهب مسرعا إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وأقسم قبل لأن يأتيه أنه سيخبره بها، ولما أخبره بالخبر، اشتد غضبه -عليه الصلاة والسلام-، وتغير وجه حتى كان كالصبغ الأحمر الخالص، ثم قال: فمن يعدل إذا لم يعدل الله ورسوله؟ يستنكر قوله. ثم قال -عليه الصلاة والسلام-: يرحم الله موسى، لقد أوذي بأكثر من هذا فصبر. ولما رأى ابن مسعود ـرضي الله- عنه من النبي -صلى الله عليه وسلم- ما رآه من حال النبي -صلى الله عليه وسلم-، قال -رضي الله عنه-: إذا سمعتُ قولا من أولئك القوم، من الأقوال المنكرة، فلن أخبر بها النبي -صلى الله عليه وسلم- بذلك؛ لما رآه من شدة غضبه -صلى الله عليه وسلم-، ما دام أنه لا يعود على النبي -صلى الله عليه وسلم- ولا على الإسلام بضرر.

نے جب دیکھا کہ نبی ﷺ قبائل کے سرداروں اور معززین قوم میں مال تقسیم کرتے جارہے ہیں اور کچھ لوگوں کو مال نہیں دے رہے، تو وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس سے مقصود اللہ کی رضا جوئی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا، تو وہ جلدی سے نبی ﷺ کے پاس آئے اور آنے سے پہلے قسم کھائی کہ وہ ضرور آپ ﷺ کو اس کے بارے بتائیں گے۔ جب انھوں نے نبی ﷺ کو اس کی خبر دی، تو آپ ﷺ سخت غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہوکر خالص سرخ ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے، تو پھر عدل کون کرے گا؟ یعنی آپ ﷺ نے اس کی اس بات پر ناگواری کا اظہار فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی موسی علیہ السلام پر رحم کرے، انھیں اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی، لیکن انھوں نے صبر کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ نے جب رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت دیکھی، تو دل ہی دل میں تہیہ کرلیا کہ اگر میں ان لوگوں سے کوئی ایسی ناگوار بات سنوں گا، تو نبی ﷺ کو ہرگز نہ بتاؤں گا؛ کیوں کہ انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ آپ ﷺ کو اس پر بہت غصہ آیا ہے۔ بشرطے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو، جس کی وجہ سے نبی ﷺ یا اسلام کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالرسل > الأنبياء والرسل السابقين عليهم السلام
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يوم حنين : أي: زمن غزوتها.
- حنين : واد في مكة والطائف وراء عرفات، وهو أقرب إلى مكة.
- ناسا : من المؤلفة قلوبهم، ومن الطلقاء، ومن رؤساء العرب، يتألفهم.
- في الغنائم : في قسمة غنائم قبيلة هوازن.
- آثرهم : أعطاهم عطايا نفيسة لم يعطها لغيرهم.
- يومئذ : يوم حنين.
- فقال رجل : هو: ذو الخويصرة.
- الصِّرْفِ : صبغ أحمر، يصبغ به الجلود.
- لا جرم : هذه كلمة ترد بمعنى تحقيق الشيء، وتقديرها: أصلها التبرئة بمعنى لا بد، ثم استعملت في معنى حقا.

فوائد الحديث:

١. حكمة النبي -صلى الله عليه وسلم- في تأليف القلوب.

٢. فعل هذا الرجل لما تكلم بهذا الكلام على الملأ من باب نشر الفوضى بين المسلمين.
٣. عداوة المنافقين للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. تأكيد الفعل بالقسم.
٥. جواز نقل الخبر على غير وجه الإفساد، لبيان حال القائل والتحذير منه.
٦. الرسول -صلى الله عليه وسلم- بشرٌ، يتأثر بما يتأثر به البشر، من غضب ونحو ذلك.
٧. أعظم الناس عدلا وأشدهم خوفا من الله -تعالى- وأكثرهم علما به هم أنبياء الله ورسله.
٨. سعة حلمه -صلى الله عليه وسلم-، وكذلك الأنبياء من قبله.
٩. تأسي النبي -صلى الله عليه وسلم- بإخوانه الأنبياء؛ تحقيقا لقوله -تعالى-: (فبهداهم اقتده).
١٠. استحباب الإعراض عن الجاهلين.
١١. حرص ابن مسعود -رضي الله عنه- على عدم إغضاب النبي -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠ه، ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ ه، ١٩٩٧م. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣ه، ٢٠٠٢م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الطبعة الأولى. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي، لم أقف على رقم الطبعة. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨ه، ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت،الطبعة: لا يوجد بيان لرقم الطبعة، ١٤٢٣ه.

الرقم الموحد: (3743)

يَغزُو جَيْشٌ الكَعْبَةَ فإذا كانوا بِبَيْدَاءَ من الأرضِ يُخْسَفُ بأَوَّلِهِم وَآخِرِهِم

٣٣٩. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يَغزُو جَيْشٌ الكَعْبَةَ فإذا كانوا بِبَيْدَاءَ من الأرضِ يُخْسَفُ بأَوَّلِهِم وَآخِرِهِم» قالت: قلتُ: يا رسول الله، كيف يخسف بأولهم وآخرهم وفيهم أَسْوَاقُهُم وَمَنْ ليس منهم؟! قال: «يخسف بأولهم وآخرهم ثم يُبْعَثُونَ على نِيَّاتِهِم».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صلى الله عليه وسلم- عن جيش عظيم يغزو بيت الله الحرام، حتى إذا كانوا في صحراء واسعة خسف الله بهم الأرض، فسألته أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- عن الذين جاءوا للبيع والشراء، ليس لهم قصد سيء في غزو الكعبة، وفيهم أناس ليسوا منهم تبعوهم من غير أن يعلموا بخطتهم؛ فأخبرها -صلى الله عليه وسلم- أنهم سيخسف بهم لأنهم معهم وسيبعثون ويعاملون عند الحساب على نياتهم فيعامل كل بقصده من الخير والشر.

قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ ایک کھلی صحرائی جگہ پر پہنچے گا تو ان کے اول و آخر (سب کو) دھنسا دیا جائے گا

٣٣٩. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ ایک کھلی صحرائی جگہ پر پہنچے گا تو ان کے اول و آخر (سب کو) دھنسا دیا جائے گا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ان کے اول و آخر (یعنی سب کو) کیسے دھنسایا جائے گا جب کہ ان میں بازاری (یعنی حکام کے علاوہ) لوگ بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے اول و آخر (سب) دھنسا دیے جائیں گے۔ پھر وہ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ ایک بہت بڑا لشکر بیت اللہ پر حملہ آور ہوگا۔ جب وہ ایک وسیع صحراء میں ہوں گے تو اللہ ان سب کو زمین میں دھنسا دے گا۔ آپ ﷺ سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو خرید و فروخت کے لئے آئے ہوں گے اور کعبہ پر حملہ آور ہونے کی ان کی کوئی بری نیت نہیں ہوگی۔ پھر ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان کے منصوبے سے آگاہ ہوئے بغیر ہی ان کے ساتھ آ گئے ہوں گے۔ نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: چونکہ وہ ان کے ساتھ ہوں گے اس لئے انہیں بھی دھنسا دیا جائے گا، تاہم انہیں ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا اور حساب کے وقت اسی کے مطابق ان سے معاملہ کیا جائے گا۔ چنانچہ ہر کسی سے اس کی اچھی یا بری نیت کے لحاظ سے معاملہ کیا جائے گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ببيداء : البيداء الصحراء؛ سميت بذلك لأنها تُبيد من يحلها؛ أي تهلكه.
- الخسف: : الذهاب في الأرض.
- أسواقهم : قيل المعنى: أهل أسواقهم.وقيل: السوقة منهم، وهم مَن عدا الحكام.
- يبعثون على نياتهم : يبعثهم الله تعالى من قبورهم ويحاسبون على مقاصدهم.

فوائد الحديث:

١. الإنسان يعامل بقصده من الخير والشر.

٢. التحذير من مصاحبة أهل الظلم والفجور، والحث على مصاحبة الأخيار.

٣. إخبار النبي -صلى الله عليه وسلم- عما أطلعه الله عليه من المغيبات، وهي مما يجب الإيمان بها كما وردت.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف جماعة من العلماء، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد العمار نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4812)

يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ العَالَمِينَ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إلى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

(روزِقیامت) تمام لوگ ربُّ العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ اپنے کانوں کے درمیان تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔

٣٤٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «يقوم الناس لرب العالمين حتى يَغِيبَ أحدهم في رَشْحِهِ إلى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ».

٣٤٠. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’(روزقیامت) تمام لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ اپنے کانوں کے درمیان تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يقوم الناس من قبورهم لرب العالمين ليجازيهم حتى يبلغ العرق لبعضهم إلى أنصاف أذنيه.

اجمالی معنی:

لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے تاکہ وہ ان کو (ان کے اعمال کا) بدلہ دے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ کے کانوں کے نصف تک پسینہ پہنچ رہا ہو گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يقوم الناس : يخرجون من قبورهم.
- رشحه : الرشح: العرق.

فوائد الحديث:

١. هول الموقف يوم القيامة حين يخرج الناس من قبورهم ويحشرون للحساب.
٢. قدرة الله -عز وجل- وعظمته إذ الناس جميعا محشورون إليه.
٣. أعمال العباد تؤثر على منازلهم في المحشر.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5462)

يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ	ہر بندہ (روزِقیامت) اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت واقع ہوئی ہوگی۔
٣٤١. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يُبْعَثُ كُلُّ عبدٍ على ما مات عليه».	**٣٤١. حدیث :** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ’’ہر بندہ (روزِقیامت) اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت واقع ہوئی ہوگی‘‘ ۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يُبعث كل عبد يوم القيامة على الحالة التي مات عليها.	**اجمالی معنی :** قیامت کے دن ہر بندے کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت واقع ہوئی ہوگی۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُبعث كل عبد : يقوم بعد موته يوم القيامة.
- كل عبد : أي: كل مكَلَّفٍ حرا كان أو عبدا، رجلا او امرأة.
- على ما مات عليه : أي: على الحالة التي مات عليها.

فوائد الحديث:

١. ينبغي ملازمة سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- في عباداته وأخلاقه وسائر أحواله.
٢. الازدياد من الطاعات في سائر الأوقات؛ لاحتمال قُرب الموت.
٣. حث الإنسان على حسن العمل ليكون أنيسه يوم المحشر؛ لأنه يُبعث على ما مات عليه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي.

الرقم الموحد: (5459)

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ القيامةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا

قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھا کر میدان حشر کی طرف لایا جائے گا۔

٣٤٢. الحديث:

عن عائشة أم المؤمنين -رضي الله عنها- قالت: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يُحْشَرُ الناس يوم القيامة حفاة عراة غُرْلًا، قلت: يا رسول الله الرجال والنساء جميعا ينظر بعضهم إلى بعض؟ قال: يا عائشة الأمر أشد من أن يهمهم ذلك». وفي رواية : «الأمر أَهَمُّ من أن ينظر بعضهم إلى بعض».

٣٤٢. حدیث :

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "لوگوں کو قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھا کر میدان حشر کی طرف لایا جائے گا"۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! مرد اور عورتیں سب اکٹھے، وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "اے عائشہ! معاملہ ہی اتنا سخت ہو گا کہ انھیں اس کی سوجھے گی بھی نہیں"۔ ایک اور روایت میں ہے : "معاملہ اس سے کہیں اہم ہو گا کہ انھیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا خیال آئے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

قالت عائشة -رضي الله عنها-: سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: يجمع الله الناسَ يوم القيامة ليس لهم نعال، وليس عليهم ثياب، وغير مختونين، يخرجون من قبورهم كيوم ولدتهم أمهاتهم. فقالت عائشة -رضي الله عنها-: يا رسول الله، الرجال والنساء، عراة ينظر بعضهم إلى بعض. قال: الأمر أعظم وأشد من أن يهمهم ذلك، أو من أن ينظر بعضهم إلى بعض.

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں جمع کرے گا کہ نہ ان کے پاؤں میں جوتے ہوں گے اور نہ ان پر کپڑے ہوں گے۔ وہ غیر مختون ہوں گے۔ وہ اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے، جیسے اس دن تھے، جب ان کی ماؤں نے انھیں جنا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ننگے مرد اور ننگی عورتیں، وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : معاملہ ہی اتنا بڑا اور سخت ہو گا کہ انھیں یہ سوجھے گا بھی نہیں یا یہ کہ اس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُحشر الناس : أي: يبعثون من قبورهم ويساقون إلى أرض المحشر.
- حفاة : جمع حاف، وهو من ليس في رجله حذاء ولا خُف ونحوه.
- عراة : جمع عار، وهو من ليس على بدنه ثوب.
- غرلا : أي: غير مختونين.
- يهمهم : يقلقهم.

فوائد الحديث:

١. بيان لأهوال يوم القيامة، وأن الإنسان يومئذ لا يشغله شيء عن حسابه وأعماله.

٢. بيان حال الناس يوم المحشر، وأنهم يكونون عراة رجالا ونساء.

٣. تأكيد أن الإنسان لا يقع في المعصية إلا في حالة الغفلة؛ إذ لو تذكر عظمة من عصاه أو عقابه لما غفل عن ذكره وشكره وحسن عبادته طرفة عين، ولذلك ترى أهل المحشر مشغولين بأنفسهم لا ينظر بعضهم إلى بعض.

٤. شدة حياء النساء في عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فهذه عائشة -رضي الله عنها- تستفسر بحياء عندما تسمع أن الخلق يحشرون عراة رجالا ونساء.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5460)

يُدْنَى المؤمنُ يومَ القيامة من ربه حتى يضع كَنَفَهُ عليه، فيُقرِّرُه بذنوبِه

٣٤٣. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يُدْنَى المؤمنُ يومَ القيامة من ربه حتى يضع كَنَفَهُ عليه، فيُقرِّرُه بذنوبِه، فيقول: أَتَعْرِفُ ذنبَ كذا؟ أَتَعْرِفُ ذنبَ كذا؟ فيقول: ربِّ أعرف، قال: فإني قد سَترتُها عليك في الدنيا، وأنا أَغْفِرُها لك اليوم، فيعطى صحيفة حسناته».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يقرب الله -عز وجل- عبده المؤمن يوم القيامة، ويستره عن أهل الموقف ويقرره بذنوبه ومعاصيه سرًّا، أَتعرفُ ذنبَ كذا؟ أتعرف ذنبَ كذا؟ فيقر بها، فيقول: فإني قد سترتها عليك في الدنيا ولم أفضحك بها بين الخلائق، وأنا كذلك أسترها عنهم اليوم، وأغفرها لك.

میں نے دنیا میں اس گناہ کے معاملے میں تیری ستر پوشی کی اور آج میں اسے تیرے لیے معاف کرتا ہوں۔

٣٤٣. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو قیامت کے دن اس کے رب کے قریب لایا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالی اسے اپنے پہلو میں لے لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کراتے ہوئے پوچھے گا: کیا تمہیں یہ گناہ یاد ہے؟ کیا تمہیں یہ گناہ یاد ہے؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے یاد ہے۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں اس گناہ کے معاملے میں تیری ستر پوشی کی اور آج میں اسے تیرے لیے معاف کرتا ہوں۔ پھر اسے اس کی نیکیوں کا دفتر دے دیا جائے گا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اللہ عزوجل قیامت کے دن اپنے بندے کو تنہائی میں کر کے اور اُسے میدانِ حشر میں موجود لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رکھتے ہوئے اس سے اس کے گناہوں اور معاصی کا پوشیدہ طور پر اقرار کرائے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا تو اِس گناہ کو جانتا ہے؟ کیا تو اُس گناہ کو جانتا ہے؟ وہ ان کا اقرار کرلے گا تو اس پر اللہ تعالی فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تمہاری ستر پوشی کی اور انسانوں کے سامنے تمہیں رسوا نہیں کیا۔ میں آج بھی ان سے تمہاری ستر پوشی کروں گا اور تمہارے ان گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُدْنَى : يقرب المؤمن من ربه يوم القيامة، وهذا يقتضي إكرامه والإحسان إليه.
- يُقرِّرُه : يحمله على الإقرار بما يعرفه.
- صحيفة : كتاب.
- كنفه : الكنف بالتحريك: الجانب والناحية. وهذا تمثيل لجعله تحت ظل رحمته يوم القيامة.
- المؤمن : الإيمان هو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان والقلب، وعمل القلب والجوارح.
- أغفرها : المغفرة هي التجاوز عن الذنب والستر.

فوائد الحديث:

١. فضل الله على بعض الناس ورحمته بهم بسترهم في الدنيا والآخرة.

٢. العبد المؤمن لا يكذب في الدنيا والآخرة.
٣. الاعتراف يمحو الاقتراف.
٤. الحث على ستر المؤمن ما أمكن.
٥. إثبات صفة الكلام لله رب العالمين.
٦. أعمال العباد كلها يحصيها رب العباد، فمن وجد خيراً فليحمد الله، ومن وجد غير ذلك فلا يلومن إلا نفسه وهو تحت مشيئة الله.
٧. بيان عظمة الله وقدرته على تقرير جميع الخلق في موقف واحد.
٨. الواجب التسليم لأمور الغيب؛ لأن هذه الأمور لا يدركها العقل.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د.مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم، زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي، تحقيق: شعيب الأرناؤوط - إبراهيم باجس-مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة السابعة، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (4242)

يا أبا عائشة، ثلاث من تكلم بواحدة منهن فقد أعظم على الله الفرية

اے ابو عائشہ! تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے ایک بھی بات کہی، اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔

٣٤٤. الحديث:

عن مسروق، قال: كنتُ مُتَّكئًا عند عائشة، فقالت: يا أبا عائشة، ثلاثٌ مَن تكلَّم بواحدةٍ منهن فقد أَعظَمَ على اللهِ الفِرْيةَ، قلتُ: ما هن؟ قالت: مَن زعم أنَّ محمدًا -صلى الله عليه وسلم- رأى ربَّه فقد أعظم على الله الفِرْيةَ، قال: وكنتُ مُتَّكئًا فجلستُ، فقلتُ: يا أمَّ المؤمنين، أَنْظِريني، ولا تَعْجَليني، أَلَم يقل اللهُ -عز وجل-: {ولقد رآه بالأُفُق المُبين} [التكوير: ٢٣]، {ولقد رآه نَزْلَةً أخرى} [النجم: ١٣]؟ فقالت: أنا أولُ هذه الأمَّة سأل عن ذلك رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال: «إنما هو جبريلُ، لم أَرَه على صُورتِه التي خُلق عليها غير هاتين المرَّتين، رأيتُه مُنهبِطًا من السماء سادًّا عِظَمُ خَلقِه ما بيْن السماء إلى الأرض»، فقالت: أَوَلَم تسمع أنَّ الله يقول: {لا تُدْرِكه الأبصارُ وهو يُدْرِكُ الأبصارَ وهو اللطيفُ الخبيرُ} [الأنعام: ١٠٣]، أَوَلَم تسمع أنَّ الله يقول: {وما كان لبشرٍ أن يُكلِّمه اللهُ إلا وحيًا أو من وراء حِجاب أو يُرسلُ رسولا فيوحيَ بإذنه ما يشاء إنَّه عَلِيٌّ حَكِيمٌ} [الشورى: ٥١]، قالت: ومَن زعم أنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كَتَم شيئا مِن كتاب الله، فقد أعْظَم على الله الفِرْيَةَ، واللهُ يقول: {يا أيها الرسول بَلِّغْ ما أُنزِل إليك من ربك وإن لم تفعلْ فما بلَّغتَ رسالتَه} [المائدة: ٦٧]، قالت: ومَن زعم أنه يُخبِر بما يكون في غدٍ، فقد أعْظَم على الله الفِرْيَةَ، واللهُ يقول: {قل لا يعلمُ مَنْ في السماوات والأرضَ الغيبَ إلَّا الله} [النمل: ٦٥].

٣٤٤. حدیث:

مسروق کہتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: اے ابو عائشہ! تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے ایک بھی بات کہی، اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ میں نے کہا: وہ تین باتیں کون سی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جس نے خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (معراج کی رات میں) اللہ کو دیکھا ہے، اس نے اللہ پر بڑا بہتان لگایا۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں ٹیک لگائے ہوئے تھا اور (یہ بات سنتے ہی) سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: ام المؤمنین! مجھے بولنے کا موقع دیجیے اور میرے بارے میں حکم لگانے میں جلدی نہ کیجیے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: "ولقد رآہ بالأُفُق المُبين" ترجمہ: اس نے اس کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔ [التکویر: ٢٣] نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ولقد رآہ نَزْلَةً أخرىٰ"۔ ترجمہ: بے شک اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔ (النجم: ١٣) تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تو جبریل (علیہ السلام) تھے۔ ان دو مواقع کے سوا اور کوئی موقع ایسا نہیں ہے، جس میں جبریل علیہ السلام کو میں نے ان کی اپنی اصل صورت میں دیکھا ہو، جس پر ان کی تخلیق ہوئی ہے۔ میں نے ان کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کی بناوٹ کی بڑائی یعنی بھاری بھر کم جسامت نے آسمان وزمین کے درمیانی جگہ کو گھیر رکھا تھا'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔ [الانعام: ١٠٣] اور کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ" ترجمہ: ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، مگر وحی کے ذریعے، پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے، وحی کرے۔ بے شک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔ [الشوریٰ: ٥١] (دوسری بات) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اور جس نے یہ خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپالیا ہے، اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ جب کہ اللہ فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ" ترجمہ: اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی

جانب سے نازل کیا گیا ہے، پہنچا دیجیے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی۔ [المائدہ: ٦٧] (تیسری بات) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم آئندہ کل پیش آنے والے حالات کا علم رکھتے ہیں، اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُل لَا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ" ترجمہ: کہہ دیجیے کہ آسمانوں والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ [النمل: ٦٥]

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان التابعي الجليل مسروقٌ متكئًا عند أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-، فقالت له: ثلاثة أشياء من تكلم بواحدة منها فقد كذب على الله كذبًا عظيمًا. فقال لها: ما هذه الأشياء؟ فأجابته بها: الأول: من ادَّعى أن محمدًا -صلى الله عليه وسلم- رأى ربَّه فقد كذب على الله كذبًا عظيمًا. وكان مسروق متكئا فاعتدل، فقال لها: كيف تقولين: إن محمدًا -صلى الله عليه وسلم- لم ير ربه، وقد قال الله -تعالى-: {ولقد رآه بالأُفُق المبين} [التكوير: ٢٣]، {ولقد رآه نَزْلَةً أخرى} [النجم: ١٣]؟ فأخبرته أنها أولُ مَن سأل رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- عن هاتين الآيتين، فأخبرها -صلى الله عليه وسلم- أنه إنما رأى جبريلَ -عليه السلام-، ولم يره على صورتِهِ التي خلقه الله -تعالى- عليها غير هاتين المرتين، مرة في الأرض بناحية مطلع الشمس حيث تبدو الأشياء واضحة ظاهرة، ومرة أخرى في أعلى الجنة، رآه مُنهبِطًا من السماء يملأ خَلقُه العظيم ما بين السماء إلى الأرض، ثم استدلت لعدم رؤية النبي -صلى الله عليه وسلم- ربه بقوله -تعالى-: {لا تُدْرِكه الأبصارُ وهو يُدْرِكُ الأبصارَ وهو اللطيفُ الخبيرُ} [الأنعام: ١٠٣]، وقوله -تعالى-: {وما كان لبشرٍ أن يُكلِّمه اللهُ إلا وحيًا أو من وراء حِجاب أو يُرسل رسولا فيوحيَ بإذنه ما يشاء إنَّه عَلِيٌّ حَكِيمٌ} [الشورى: ٥١] الثاني: أن مَن ادَّعى أنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كتم شيئا مِن

اجمالی معنی:

جلیل القدر تابعی مسروق، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے کوئی بھی بات کہی، اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ مسروق نے ان سے کہا: یہ باتیں کون سی ہیں؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا جواب دیا: اول: جس نے یہ دعویٰ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ مسروق ٹیک لگائے ہوئے تھے، مگر سیدھے ہو گئے اور ان سے کہا: آپ یہ بات کیسے کہہ رہی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا ہے، جب کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ولقد رآہ بالأُفُق المُبين" ترجمہ: اس نے اس کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔ [التکویر: ٢٣]، نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے: "ولقد رآہ نَزْلَةً أخرى"۔ ترجمہ: بے شک اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔ (النجم: ١٣)؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ سب سے پہلے انھوں نے ہی ان دونوں آیتوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آپ نے تو جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ ان دو مواقع کے سوا اور کوئی موقع ایسا نہیں ہے، جب جبریل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ سلم نے ان کی اصل صورت میں دیکھا ہو، جس پر اللہ نے ان کی تخلیق فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ سورج نکلنے کی جگہ کے کنارے، جب کہ ہر چیز واضح اور ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا ہے، ان کی بناوٹ کی بڑائی یعنی بھاری بھر کم جسامت نے آسمان وزمین کی درمیانی جگہ کو گھیر رکھا تھا۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب کو نہ دیکھنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے لی: "لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بیں

كتاب الله، فقد كذب على الله كذبًا عظيمًا، واللهُ يقول: {يا أيها الرسول بَلِّغْ ما أُنزِل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلَّغتَ رسالته} [المائدة: ٦٧]. الثالث: أن مَن ادَّعى أنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُخبر بالذي سيحدث في المستقبل من تلقاء نفسه دون وحيٍ من الله -تعالى- فقد كذب على الله كذبًا عظيمًا، والله يقول: {قل لا يعلمُ مِن في السماوات والأرض الغيبَ إلَّا الله} [النمل: ٦٥].

اورباخبر ہے۔ [الانعام : ۱۰۳] اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے : "وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ" ترجمہ : ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، مگر وحی کے ذریعے، پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے۔ اور وہ اللہ کے حکم سے، جو وہ چاہے، وحی کرے۔ بے شک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔ [الشوریٰ : ۵۱]۔ دوم : جس نے یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اللہ کی کتاب سے کچھ چھپا لیا ہے، اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ" ترجمہ : اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، پہنچا دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا، تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی۔ [المائدہ : ٦٧]۔ سوم : جس نے یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر از خود مستقبل کی باتیں بتاتے ہیں، اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ" ترجمہ : کہہ دیجیے کہ آسمانوں والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ [النمل : ٦٥]

التصنيف: عقيدة >> الإِيمَانُ بِالمَلَائِكَةِ >> صِفَاتُ المَلَائِكَةِ

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- الفِرْية : الكذب.
- أَنْظِريني : أمهليني.
- تَعْجَليني : تسبقيني.
- الأُفُق المبين : ناحية مطلع الشمس.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يرَ ربه -عز وجل- بعينيه.
٢. رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- جبريل على صورته الحقيقية مرتين.
٣. لم يكتم النبي -صلى الله عليه وسلم- شيئًا من الوحي.
٤. النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يعلم الغيب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. تفسير الطبري، لمحمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبي جعفر الطبري، تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، بالتعاون مع مركز البحوث والدراسات الإسلامية بدار هجر، الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢هـ. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي لمحمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (10420)

يا أسامةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لا إلهَ إلَّا اللهُ؟

٣٤٥. الحديث:

عن أسامة بن زيد -رضي الله عنهما-، قال: بَعَثَنَا رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- إلى الحُرَقَةِ من جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا القَوْمَ على مِيَاهِهِم، ولَحِقْتُ أنا ورجلٌ من الأنصارِ رجلًا منهم، فلما غَشِينَاهُ، قال: لا إله إلا الله، فَكَفَّ عنه الأَنْصَارِيُّ، وطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا المدينةَ، بَلَغَ ذَلِكَ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- فقال لي: «يا أسامةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لا إلهَ إلَّا اللهُ؟!» قُلْتُ: يا رسولَ اللهِ، إنما كان مُتَعَوِّذًا، فقال: «أَقَتَلْتَهُ بعد ما قال: لا إلهَ إلَّا اللهُ؟!» فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حتى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لم أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ اليَوْمِ. وفي رواية: فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَقَالَ: لا إلهَ إلا اللهُ وَقَتَلْتَهُ؟!» قُلْتُ: يا رسولَ اللهِ، إنما قَالَهَا خَوْفًا من السِّلَاحِ، قال: «أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟!» فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ. وعن جندب بن عبد الله -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَعَثَ بَعْثًا مِن المسلمينَ إلى قومٍ من المشركينَ، وأنهم الْتَقَوا، فَكَانَ رجلٌ مِن المشركينَ إذا شَاءَ أَنْ يَقْصِدَ إلى رجلٍ مِن المسلمينَ قَصَدَ له فَقَتَلَهُ، وأَنَّ رجلًا مِن المسلمينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ. وكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أسامةُ بْنُ زيدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ، قال: لا إلهَ إلا اللهُ، فَقَتَلَهُ، فجاءَ البَشِيرُ إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فَسَأَلَهُ وأَخْبَرَهُ، حتى أَخْبَرَهُ خَبَرَ الرجلِ كَيْفَ صَنَعَ، فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فقال: «لِمَ قَتَلْتَهُ؟» فقال: يا رسولَ اللهِ، أَوْجَعَ فِي المسلمينَ، وقَتَلَ فُلَانًا وفُلَانًا، وسَمَّى له نَفَرًا، وإِنِّي حَمَلْتُ عليهِ، فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ، قال: لا إلهَ إلا اللهُ. قال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «أَقَتَلْتَهُ؟» قال: نعم. قال: «فَكَيْفَ تَصْنَعُ بلا إلهَ إلا اللهُ، إذا جَاءَتْ يَومَ القِيَامَةِ؟» قال: يا رسولَ اللهِ، اسْتَغْفِرْ لِي. قال: «وكَيْفَ تَصْنَعُ بلا إلهَ إلا اللهُ إذا جَاءَتْ يَوْمَ القِيَامَةِ؟» فجعل لا يَزِيدُ على أَنْ

اے اسامہ! لاإلہ إلااللہ کہنے کے بعد بھی تم نے اُسے قتل کر دیا؟!

٣٤٥. حدیث:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ حرقہ کی طرف (مہم پر) بھیجا۔ ہم نے ان لوگوں کو صبح کے وقت ان کے پانیوں پر انہیں جالیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری آدمی قبیلہ جہینہ کے ایک شخص تک پہنچے اور جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا "لا الہ الا اللہ"۔ انصاری صحابی نے تو (یہ سنتے ہی) ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اپنا نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ آئے تو اس واقعہ کی خبر نبی ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اسامہ! کیا تم نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد بھی اسے قتل کر ڈالا؟' میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لیے اس کا اقرار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا تم نے اسے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر ڈالا؟'' آپ ﷺ یہ جملہ بار بار مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ کاش میں اس دن سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے لاإلہ إلا اللہ کہا اور پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے ایسا اسلحے کے خوف سے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے پتہ چل جاتا کہ اس نے خلوص دل سے پڑھا تھا یا نہیں؟'' پھر آپ ﷺ بار بار یہی بات دُہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش! میں اسی روز مسلمان ہوا ہوتا۔ جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ '' رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم کی طرف بھیجا اور ان کا آمنا سامنا ہو گیا۔ مشرکوں میں ایک شخص تھا، وہ جس مسلمان کی طرف چاہتا بڑھ کر اسے قتل کر دیتا۔ آخر ایک مسلمان نے اس کو غفلت کی حالت میں جا لیا۔ ہم آپس میں گفتگو کرتے تو کہتے تھے کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے۔ پھر جب انھوں نے تلوار اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ لیکن انھوں نے اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد قاصد خوشخبری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کے بارے میں بھی بتا دیا کہ اس نے کیا کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے کیوں اس کو مار ڈالا؟'' انھوں (سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو بہت تکلیف دی، فلاں اور فلاں کو قتل کر دیا اور کئی آدمیوں کا نام لیا۔ میں جب اس پر حملہ آور ہوا اور اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ پڑھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ آپ

يقولَ: «كَيْفَ تَصْنَعُ بلا إلَهَ إلا اللهُ إذا جَاءَتْ يَوْمَ القيامةِ».

ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب یہ کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا کردیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب یہ کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ پھر آپ ﷺ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ: قیامت کے دن جب یہ کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تم کیا جواب دو گے؟"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بعث النبيُّ صلى الله عليه وسلم أسامةَ بن زيد في سرية إلى الحرقة من جهينة، فلما وصلوا إلى القوم وغشوهم، هرب من المشركين رجل، فلحقه أسامة ورجل من الأنصار يتبعانه يريدان قتله، فلما أدركاه قال: لا إلٰه إلا الله، أما الأنصاري فتركه لما قال لا إلٰه إلا الله، وأما أسامة فقتله، فلما رجعوا إلى المدينة، وبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم قال لأسامة: "أقتلته بعد أن قال لا إلٰه إلا لله". قال: نعم يا رسول الله؛ إنما قالها يتعوذ بها من القتل، ويستجير بها. قال: "أقتلته بعد أن قال لا إلٰه إلا الله". قال: نعم قالها يتعوذ من القتل، وقد آذى المسلمين وقتل منهم فلانا وفلانا، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: أفلا شققت عن قلبه حتى تعتقد ذلك وتجزم به؛ فكيف تصنع بلا إلٰه إلا الله إذا جاءت يوم القيامة، من يشفع لك، ومن يحاج عنك ويجادل إذا جيء بكلمة التوحيد وقيل لك: كيف قتلت من قالها؟! يقول أسامة رضي الله عنه: حتى تمنيت أني لم أكن أسلمت قبل هذا اليوم؛ لأنه لو كان كافرًا ثم أسلم عفا الله عنه، لكنه الآن فعل هذا الفعل وهو مسلم.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ایک سریہ میں جہینہ قبیلے کی شاخ حرقہ کی طرف بھیجا۔ جب وہ ان لوگوں پر جا کر حملہ آور ہو گئے تو مشرکین میں سے ایک شخص بھاگ اٹھا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری آدمی اسے قتل کرنے کے ارادے سے اس کے پیچھے لگ گئے۔ جب انہوں نے اسے جا لیا تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ۔ انصاری آدمی نے تو اسے چھوڑ دیا کیونکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا لیکن اسامہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ جب وہ مدینے واپس لوٹے اور نبی ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا "لا الہ الا اللہ" کہنے کے بعد بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ! وہ تو یہ کلمہ صرف قتل ہونے سے بچنے کے لیے پڑھ رہا تھا اور اس کی آڑ لے رہا تھا۔ نبی ﷺ نے ان سے کہا کہ تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا تاکہ تمہیں یقینی طور پر اس کا علم ہو جاتا۔ قیامت کے دن جب کلمہ "لا الہ الا اللہ" آئے گا تو پھر تم کیا کرو گے۔ تمہاری کون سفارش کرے گا۔ اس وقت تمہاری طرف سے کون جھگڑا کرے گا جب کلمہ توحید کو لایا جائے گا اور تمہیں کہا جائے گا کہ تم نے اس کلمہ کو پڑھنے والے کو کیسے قتل کر دیا؟۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں نے آج سے پہلے اسلام ہی قبول نہ کیا ہوتا۔ کیوں کہ اگر وہ کافر ہوتے اور پھر مسلمان ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتا۔ لیکن اب تو مسلمان ہونے کی حالت میں ان سے یہ فعل سرزد ہو گیا۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الإسلام

راوي الحديث: حديث أسامة بن زيد رضي الله عنه: رواه البخاري (٥/ ١٤٤ رقم٤٢٦٩) (٩/ ٤ رقم٦٨٧٢)، ومسلم (١/ ٩٧ رقم٩٦). والرواية الثانية: رواها مسلم (١/ ٩٧ رقم٩٦). حديث جندب رضي الله عنه: رواه مسلم (١/ ٩٧ رقم٩٧).

التخريج: أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما-
جندب بن عبد الله بن سفيان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحرقة : قبيلة معروفة من جهينة.
- صبحنا القوم : أتيناهم صباحا.
- مياههم : جمع ماء.
- غشيناه : اقتربنا منه وعلوناه بسلاحنا.
- كف : أمسك.
- متعوذا : معتصما بها من القتل لا معتقدا لها.
- بعثا : جيشا.
- قصد غفلته : أي طلبها.
- البشير : أي: المبشر.
- أوجع في المسلمين : أوقع بهم وآلمهم.
- نفرا : ما بين الثلاثة إلى التسعة من الرجال.

فوائد الحديث:

١. الإمام هو الذي يبعث السرايا ويأمر الجنود.

٢. يجب تعليق أحكام الإسلام بالظاهر، ولا يجوز البحث عما في الباطن.

٣. لم يحكم الرسول على معاذ بالقصاص لأنه قتله متأولا، فكان في ذلك شبهة، والحدود تدرأ بالشبهات.

٤. جواز تبشير الإمام بالنصر على الأعداء، وإخباره بما حدث في ساحة المعركة.

٥. جواز معاتبة الإمام الجيشَ عن صدور مخالفة شرعية منهم.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4816)

يا أم حارثة إنها جِنَان في الجنة، وإن ابْنَك أَصَاب الفِرِدَوْس الأعلى

اے ام حارثہ! جنت کے کئی درجات ہیں، تیرے بیٹے نے تو فردوس اعلی پائی ہے۔

٣٤٦. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- أن أم الرُّبيع بنت البراء وهي أم حارثة بن سُراقة، أتَت النبي -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، ألا تُحَدِّثُني عن حارثة -وكان قُتِل يوم بَدْرٍ- فإن كان في الجنَّة صَبَرْت، وإن كان غير ذلك اجْتَهَدْتُ عليه في البُكَاء، فقال: «يا أم حارثة، إنها جِنَان في الجنة، وإن ابنَك أَصَاب الفِردَوْس الأعلى».

٣٤٦. حدیث :

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ام ربیع بنت براء جو حارثہ بن سراقہ کی والدہ تھیں، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں : یا رسول اللہ! آپ مجھے حارثہ کے بارے نہیں بتائیں گے (کہ وہ کس حال میں ہے)-وہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔اگر تو وہ جنت میں ہے، تو میں صبر کروں اور اگر جنت میں نہیں، تو میں اس پر خوب روؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اے ام حارثہ! جنت کے کئی درجات ہیں، تیرے بیٹے نے تو فردوس اعلی پائی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن حارثة بن سُرَاقة -رضي الله عنه- كان قد استشهد يوم بدر بسهم طائش لا يُعرف مصدره، فجاءت أُمَّه إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- تسأله عن مصيره وخشيت ألا يكون من الشهداء؛ لأنه قتل برمية غير مقصودة ولم يكن ممن حضروا المعركة، كما هو مصرح به في الحديث: "وكان قُتل يوم بَدْر أصابه سهم غَرْب" أي لا يعرف راميه، أو لا يُعْرَف من أي جهة جاء. وفي رواية عند أحمد والنسائي: عن أنس -رضي الله عنه-: "أن حارثة خَرَج نَظَّارا [أي من الذين طلبوا مكانا مرتفعا ينظرون إلى العدو، ويخبرون عن حالهم]، فأتاه سَهْم فقتله". ولهذا قالت -رضي الله عنها-: "فإن كان في الجَنَّة صَبَرت عليه"، أي: صبرت على فقده، واحتسبته عند الله، مستبشرة بقتله في سبيل الله، وفوزه بالشهادة. "وإن كان غير ذلك اجْتَهدت عليه في البكاء"؛ لأني خَسرته، وخَسِر حياته دون فائدة. قال: يا أم حارثة، إنها جنان" أي: جَنَّات كثيرة، كما جاء مصرحًا به في رواية البخاري : "أجنة واحدة هي؟ إنها جِنَان كثيرة، وإنه في الفردوس الأعلى"، والمراد به مكان مخصوص من الجنة، هو أفضلها وأعلاها، ولهذا قال -صلى الله عليه وسلم-: "إذا سألتم الله، فاسألوه

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی جنگ بدر کے دن ایک نامعلوم سمت سے آنے والے تیر سے شہادت ہوگئی، جس کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں سے آیا تھا۔ ان کی والدہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور ان کے انجام کے بارے پوچھنے لگیں۔ انھیں یہ اندیشہ تھا کہ ہو سکتا ہے، وہ شہدا میں شمار نہ ہوں۔ کیوں کہ ان کی وفات ایک نامعلوم سمت سے آنے والے تیر سے ہوئی تھی اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے، جو معرکے میں شریک تھے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی وضاحت آئی ہے کہ : "وہ بدر کے دن ایک ایسے تیر کا شکار ہو کر مارے گئے تھے، جس کے مارنے والے کا کوئی پتہ نہیں تھا۔" یعنی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس جانب سے آیا ہے۔ امام احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : "حارثہ دشمنوں کی تاک لگانے والے کے طور پر نکلے۔ (یعنی وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اونچی جگہ تلاش کرکے دشمنوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے بارے بتاتے ہیں۔)۔ اسی درمیان انھیں ایک تیر لگا، جس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔" اسی لیے ان کی والدہ نے کہا : "اگر وہ جنت میں ہے، تو میں اس پر صبر کروں" یعنی اس کی جدائی پر صبر کروں اور اللہ کے ہاں سے اس پر اجر کی امیدوار رہوں اور اللہ کی راہ میں اس کے مارے جانے اور درجہ شہادت پر فائز ہونے پر خوشی کا اظہار کروں۔ "اور اگر وہ جنت میں نہیں، تو پھر میں خوب روؤں"۔ کیوں کہ میں نے اسے کھو دیا اور اس نے بلا فائدہ اپنی جان گنوائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں۔"۔ جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ آیا ہے کہ : "کیا یہ ایک ہی جنت ہے؟ جنتیں تو بہت ساری ہیں اور وہ فردوس

الفردوس، فإنه أوسط الجنة وأعلى الجنة، فوقه عَرْش الرحمن، ومنه تُفَجَّر أنهار الجَنَّة"، ومعنى أوسط الجنة خيارها، وأفضلها وأوسعها.

اعلی میں ہے۔"۔ اس سے مراد جنت میں ایک مخصوص جگہ ہے، جو جنت کا سب سے افضل اور بلند مقام ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اللہ سے مانگو، تو جنت الفردوس مانگو، یہ جنت کا درمیانی اور سب سے بلند حصہ ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالی کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔" جنت کے درمیانی حصے سے مراد اس کا سب سے بہترین، افضل اور سب سے کشادہ حصہ ہے۔

التصنيف: العقيدة > الصحابة > فضل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو مُوسَى عبد اللَّه بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بدر : أي: غزوة بدر.
- اجتهدت عليه بالبكاء : من الاجتهاد، وهو بذل الوسع في الطلب.
- الفردوس : البستان الذي يجمع في كل شيء، والمراد به محل مخصوص في الجنة.

فوائد الحديث:

١. كل من خرج في سبيل الله فقتل فهو شهيد.
٢. معرفة ما أعد الله للمتقين تهوِّن المصائب عند المؤمنين.
٣. جواز البكاء عند المصيبة.
٤. أن الجَنَّة فيها جِنَان ومنازل، وأن الشهداء في أعلاها.
٥. فضيلة حارثة بن النعمان -رضي الله عنه- وأنه أصاب الفردوس الأعلى.
٦. الجنة درجات أعلاها الفردوس.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3576)

يا أمير المؤمنين، إن الله تعالى قال لنبيه -صلى الله عليه وسلم-: {خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين} وإن هذا من الجاهلين.

امیر المؤمنین!اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ"۔ اور یہ جاہلوں میں سے ہیں۔

٣٤٧. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: قَدِم عُيَينَة بن حِصنٍ، فَنزَل على ابنِ أَخِيه الحُرِّ بن قَيسٍ، وكان من النَّفَر الذين يُدنِيهِم عمر -رضي الله عنه-، وكان القُرَّاء أصحاب مَجلِس عُمر -رضي الله عنه- ومُشاوَرَتِه كُهُولا كانوا أو شُبَّانًا، فقال عيينة لابن أَخِيه: يَا ابن أخي، لك وَجْه عند هذا الأمير فَاسْتَأْذِن لِي عليه، فَاسْتَأذَن فَأَذِن لَه عُمر، فَلَمَّا دَخَل قال: هِي يا ابن الخَطَّاب، فَوالله مَا تُعطِينَا الجَزْلَ ولا تَحكُمُ فِينَا بِالعَدلِ، فغضب عمر -رضي الله عنه- حَتَّى هَمّ أَنْ يُوقِعَ بِه، فقال له الحُرُّ: يا أمير المؤمنين، إنَّ الله تعالى قال لِنَبِيِّه -صلى الله عليه وسلم-: {خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين}[الأعراف: ١٩٨]، وإِنَّ هذا مِن الجَاهِلِين، والله مَا جَاوَزَها عُمر حِين تَلاَهَا، وكان وَقَّافًا عند كِتَاب الله -تعالى-.

٣٤٧. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے اپنے بھتیجے حر بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا۔ حر بن قیس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے، جنھیں عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ علما عمر رضی اللہ عنہ کے شریکِ مجلس و مشورہ رہتے تھے؛ خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔ عیینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: "اے بھتیجے! تمھیں امیر المؤمنین کے یہاں رسوخ حاصل ہے۔ چنانچہ تم مجھے ان سے ملنے کی اجازت لے دو"۔ حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ جب عیینہ رضی اللہ عنہ آئے، تو کہنے لگے: "اے ابن خطاب! واللہ! تم ہمیں بہت زیادہ نہیں دیتے اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو"۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے، یہاں تک کہ انھیں مارنے کا ارادہ کرلیا۔ اتنے میں حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: "امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔ (الأعراف: ١٩٨) ترجمہ: آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔ اور یہ جاہلوں میں سے ہیں"۔ اللہ کی قسم! جب انھوں نے یہ آیت تلاوت کی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے بالکل بھی تجاوز نہ کیا۔ درحقیقت آپ رضی اللہ عنہ تھے ہی ایسے کہ آپ اللہ کی کتاب (کے احکامات) پر ٹھہر جاتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُحدِثُنا الصحابي الجليل عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- عما حصل لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، حيث قدم عليه عيينة بن حصن -رضي الله عنه-، وكان من كبار قومه، فبدأ كلامه الفض بالتهجُّم والاستنكار، ثم عقَّبه بالمُعاتبة قائلاً: إنَّك لا تُعطِينا الجزل، ولا تحكم فينا بالعدل، فغضب عمر -رضي الله عنه- غضبا حتى كاد يضربه، ولكن قام بعض القُرَّاء ومنهم ابن أخي عيينة وهو

اجمالی معنیٰ:

جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والے ایک واقعہ کے بارے میں ہمیں بتا رہے ہیں کہ ان کے پاس عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ آئے، جو اپنی قوم کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ انھوں نے اپنی بے سروپا گفتگو کا آغاز درشتگی اور مذمت بھرے انداز میں کیا اور پھر ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے: "تم ہمیں بہت زیادہ نہیں دیتے اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو"۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ شدید غصے میں آ گئے اور قریب تھا کہ وہ ان کی پٹائی کر دیتے، لیکن بعض علما جن میں ایک عیینہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حر بن قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے، آگے بڑھے اور خلیفۂ راشد رضی

الحر بن قيس مخاطبا الخليفة الراشد -رضي الله عنه- : يا أمير المؤمنين، إن الله -تعالى- قال لنبيه -صلى الله عليه وسلم-: "خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين" (الأعراف: ١٩٩) ، وإن هذا من الجاهلين، فوقف عمر عندها وكتم غضبه، ولم يتجاوزها؛ لأنه كان وقَّافا عند كتاب الله -رضي الله عنه وأرضاه-، فوقف وما ضرب الرجل؛ لأجل الآية التي تُليت على مسامعه. فهذا هو أدب الصحابة -رضي الله عنهم- عند كتاب الله؛ لا يتجاوزونه، إذا قيل لهم هذا قول الله وَقَفُوا، مهما كان الأمر.

اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے : "اے امیر المؤمنین! اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا : "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ" (الأعراف : ١٩٩) ترجمہ : آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔ اور یہ جاہل لوگوں میں سے ہیں"۔ اس آیت پر عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور انھوں نے اپنا غصہ دبا لیا اور اس سے تجاوز نہ کیا؛ کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ کی کتاب (کے احکامات) پر رک جانے والے تھے۔ چنانچہ آپ کے سامنے تلاوت کی جانے والی اس آیت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو نہ مارا۔ اللہ کی کتاب کے معاملے میں صحابۂ کرام کا طرز عمل یہی تھا کہ وہ اس سے تجاوز نہ کرتے۔ جب ان سے یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ اللہ کا فرمان ہے، تو وہ رک جاتے؛ چاہے کچھ بھی ہو۔

التصنيف: العقيدة > الصحابة > فضل الصحابة رضي الله عنهم
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > نظام الشورى في الإسلام

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- القُرَّاء : العلماء العباد.
- هِيَ : وفيها لغات: هيه، وإيهوهي كلمة تقال لغرضين:١.الاستزادة من عمل أو قول.٢.الزجر والتهديد، وهو المراد من الحديث.
- الجَزلَ : الكثير العظيم من كل شيء.
- همَّ أن يُوقِع به : يضربه.
- كان وقَّافًا عند كتاب الله تعالى : يعمل بما فيه، ولا يتجاوزه أو يتركه.
- النفر : ما دون العشرة من الرجال.
- أصحاب مجلِس عمر : أي الملازمين لمجلسه.
- كُهُولا : من زاد عمره على ثلاث وثلاثين سنة في رأي أغلب أهل اللغة.
- لَكَ وجه : لك جاه ومنزلة.
- العُرف : المعروف.
- أعرِض عن الجاهلين : لا تُقابلهم بِسَفَهِهِم.
- خُذِ العَفو : ما عفا وتيسر من أخلاق الناس ولا تبحث عنها.

فوائد الحديث:

١. منزلة قُرَّاء القرآن، وهم العلماء العاملون بأحكامه، لا المتكسبون بتلاوته في المآتم والأفراح.
٢. أنه ينبغي لولي الأمر مجالسة القراء والفقهاء ليذكروه إذا نسي، ويعينوه إذا ذكر.
٣. رأي أهل العلم لا يكون بهوى ولا لمصلحة، بل يكون نصرة لله ورسوله -صلى الله عليه وسلم-، فالحق أحب إليهم من أنفسهم وآبائهم وأبنائهم وعشيرتهم.
٤. تجنب الحاكم لأهل العلم وأهل مشورته بأن يستجيب لطلباتهم ما لم يكن فيه معصية.
٥. منقبة عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- بأنه كان وقَّافا عند حدود الله ممتثلا لأوامره، لا يتجاوزها ولا يتعدَّاها.
٦. استحباب صبر الإمام على الرعية، والحرص على مصالحها؛ فقد ظهر صبر أمير المؤمنين عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- في مواطن من هذا الحديث.

٧. حكمة العالم في تذكير إمامه.

٨. فضل الحلم والصفح عن الجهال.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، (١٤٢٣ هـ). رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨هـ). رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، (١٤٢٨هـ). كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، (١٤٣٠هـ). شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، (١٤٢٦هـ). صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ). نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧هـ). تاج العروس من جواهر القاموس، لمحمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي، تحقيق مجموعة من المحققين، دار الهداية. الدلائل في غريب الحديث، لقاسم بن ثابت بن حزم العوفي السرقسطي، تحقيق: د. محمد بن عبد الله القناص الناشر: مكتبة العبيكان، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (3155)

يا خالد إنها ستكون بعدي أحداث وفتن واختلاف، فإن استطعت أن تكون عبد الله المقتول لا القاتل فافعل

اے خالد! عنقریب میرے بعد بہت سارے نئے واقعات، فتنے اور اختلاف جنم لیں گے۔ اگر تم میں اللہ کے نزدیک قاتل کے بجائے مقتول بندہ بننے کی استطاعت ہو تو ایسا ہی کرنا۔

٣٤٨. الحديث:

عن خالد بن عُرْفُطَةَ -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يا خالد إنها ستكون بَعْدِي أَحْدَاثٌ وفِتَنٌ واختلاف، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أن تكون عبد الله المقتول لا القاتل فَافْعَلْ".

٣٤٨. حدیث:

خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اے خالد! عنقریب میرے بعد بہت سارے نئے واقعات، فتنے اور اختلاف جنم لیں گے۔ اگر تم میں اللہ کے نزدیک قاتل کے بجائے مقتول بندہ بننے کی استطاعت ہو تو ایسا ہی کرنا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- خالد بن عرفطة بأن هناك اختلافًا وحروبًا وفتنًا ستكون في المستقبل, مثل أن لا يكون للأمة إمام يقودها، أصلا, أو بأن يكون في كل قطر والٍ، فتحدث بينهم فتن، وتقوم بينهم حروب، وأمره باعتزال الفتنة, وبالكف والقعود عنها، وعدم الدخول فيها، ولو قتل مظلومًا خير له من أن يَقتل مسلمًا, وذلك بأن يلزم بيته, أو أن يتحول من بلد الفتنة أصلًا، لكن دلت الأدلة أن له أن يدافع عن نفسه في الفتنة وعن أهله وعن ماله، وهو معذور إن قتل أو قتل إن لم يترتب فساد وفتنة، وأما إذا كانت كلمة المسلمين مجتمعة على إمام واحد؛ سواء كان عدلاً أو جائرًا، ثم خرج عليه خارجة لهم منعة، يريدون شق عصا الطاعة، والخروج على الوالي فهؤلاء يجب على ولي الأمر أن يراسلهم، فإذا راسلهم، وامتنعوا عن الطاعة، وأخافوا المسلمين، فيجب عليه قتالهم؛ ليكف شرهم، ويجب على الرعية القيام معه، وقتال هؤلاء الخارجين حتى يفيئوا ويعودوا إلى أمر الله، والطاعة سواء كانوا بغاة أو خوارج.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ نے خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو بتایا ہے کہ عنقریب تمہیں بہت سارے اختلافات، جنگوں اور فتنوں کا سامنا ہوگا۔ مثلاً امت کے پاس ان کی قیادت کے لیے کوئی حقیقی حکمران نہیں ہوگا، یا پھر ہر ریاست کا الگ الگ راجہ ہوگا، ان کے درمیان فتنے اور جنگیں رونما ہوں گی تو ایسے وقت میں انہیں فتنے سے الگ رہنے، اپنے آپ کو ان کا حصہ بننے سے بجائے رکھنا اور پیچھے بیٹھے رہنے اور ان کا ساتھی نہ بننے کا حکم دیا۔ اگر ظلماً ان کو قتل کر دیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی مسلم کو قتل کریں۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر میں رہیں یا پھر فتنے سے بچنے کے لیے علاقہ تبدیل کرلیں۔ لیکن دلیل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کو فتنے کے وقت میں اپنا، اپنے اہل وعیال اور مال ودولت کا دفاع کرنا چاہیے، فتنے کے وقت میں دفاع کرنا چاہیے اگر وہ قتل کردیتا ہے یا قتل کردیا جاتا ہے تو اس کو معذور سمجھا جائے گا بشرطیکہ فتنہ وفساد کے کھڑے ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ لیکن جب امت مسلمہ کسی ایک امام (کی حکمرانی) پر مجتمع ہوجائے چاہے وہ انصاف کے ساتھ ہو یا جبراً، پھر اس کے خلاف خروج کرنا ممنوع ہے۔ ایسا کرنے والے اصل میں اطاعت کی لاٹھی کو توڑنا چاہتے ہیں۔ حکمران کے لیے ضروری ہے کہ اس کے خلاف خروج کرنے والوں سے مذاکرات کرے۔ اگر مذاکرات کے بعد بھی وہ اس کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ڈراتے ہیں تو حکمران پر واجب ہے کہ ان کے خلاف قتال کرے تاکہ ان کے شر کو روکا جائے اور رعایہ پر بھی واجب ہے کہ وہ حکمران کا ساتھ دیں۔ اس وقت تک ان خروج کرنے والوں سے قتال کریں جب تک وہ باز نہ

آ جائیں یا پھر اللہ کے حکم کی طرف لوٹ نہ آئیں۔ اطاعت سب کے لیے ایک جیسی ہے چاہے وہ باغی ہوں یا خارجی ہوں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: خالد بن عُرْفُطَةَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- فِتَن : جمع فتنة، وتطلق على أشياء كثيرة: من فتنة الإعجاب، والاستهواء، وفتنة المال، وفتنة الشيطان، والابتلاء، والعذاب، وفتنة الحروب، والقتال، ولعلّها المراد هنا.

فوائد الحديث:

١. وجوب ترك القتال عند ظهور الفتن والتحذير من الدخول فيها.

٢. أنه لا يجب الدفاع عن النفس، وقوله: "إن استطعت" يدل على أنها لا تحرم المدافعة وأن النهي للتنزيه لا للتحريم.

٣. أن في ذلك آية نبوية ومن دلائل النبوة؛ فقد وقع ما أخبر به -صلى الله عليه وسلم.-

٤. شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته بإرشادهم وقت الفتن، ومراعاة المصلحة العامة.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام ، صالح الفوزان، اعتناء عبد السلام السلمان، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٧. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. -صحيح الجامع الصغير وزياداته, محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, ط ٣, ١٤٠٨ هـ.

الرقم الموحد: (58266)

يا رسولَ الله، هل نرى ربَّنا يوم القيامة؟ قال: هل تُضَارُّون في رؤية الشمس والقمر إذا كانت صَحْوًا؟

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں روزِ قیامت کے کچھ مناظر، مومنین کا اللہ عزوجل کا دیدار کرنا، پل صراط، جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا اسے دوزخ سے نکال لئے جانے اور شفاعت کا بیان ہے۔

٣٤٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قلنا يا رسولَ الله، هل نرى ربَّنا يوم القيامة؟ قال: «هل تُضَارُّون في رؤية الشمس والقمر إذا كانت صَحْوًا؟»، قلنا: لا، قال: «فإنكم لا تُضَارُّون في رؤية ربِّكم يومئذ، إلا كما تُضَارُّون في رؤيتهما» ثم قال: «ينادي منادٍ: ليذهب كلُّ قوم إلى ما كانوا يعبدون، فيذهب أصحابُ الصليب مع صليبهم، وأصحابُ الأوثان مع أوثانهم، وأصحابُ كلِّ آلهةٍ مع آلهتهم، حتى يبقى من كان يعبد اللهَ، مِن بَرٍّ أو فاجر، وغُبَّرات من أهل الكتاب، ثم يؤتى بجهنم تعرضُ كأنها سَرابٌ، فيقال لليهود: ما كنتم تعبدون؟ قالوا: كنا نعبد عُزَير ابنَ الله، فيقال: كذبتم، لم يكن لله صاحبة ولا ولد، فما تريدون؟ قالوا: نريد أن تسقيَنا، فيقال: اشربوا، فيتساقطون في جهنم، ثم يقال للنصارى: ما كنتم تعبدون؟ فيقولون: كنا نعبد المسيحَ ابن الله، فيقال: كذبتم، لم يكن لله صاحبة، ولا ولد، فما تريدون؟ فيقولون: نريد أن تسقيَنا، فيقال: اشربوا فيتساقطون في جهنم، حتى يبقى من كان يعبد الله من بَرٍّ أو فاجر، فيقال لهم: ما يحبسكم وقد ذهب الناس؟ فيقولون: فارقناهم، ونحن أحوجُ منا إليه اليوم، وإنَّا سمعنا مناديًا ينادي: لِيَلْحقْ كلُّ قوم بما كانوا يعبدون، وإنما ننتظر ربَّنا، قال: فيأتيهم الجَبَّار في صورة غير صورتِه التي رأوه فيها أولَ مرة، فيقول: أنا ربُّكم، فيقولون: أنت ربُّنا، فلا يُكَلِّمُه إلا الأنبياء، فيقول: هل بينكم وبينه آيةٌ تعرفونه؟ فيقولون: الساق، فيَكشِفُ عن ساقه، فيسجد له كلُّ مؤمن، ويبقى من كان يسجد لله رِياءً وسُمْعَة، فيذهب كيما يسجد، فيعود ظهرُه طَبَقًا واحدًا، ثم يؤتى بالجسر فيُجْعَل بين ظَهْرَي جهنم»، قلنا: يا رسول الله، وما الجسر؟ قال: «مَدْحَضةٌ مَزَلَّةٌ، عليه خطاطيفُ وكَلاليبُ، وحَسَكَةٌ

٣٤٩. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم کو سورج اور چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے جب کہ آسمان صاف ہو؟" ہم نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اس دن تمہیں اپنے پروردگار کو دیکھنے میں اتنی ہی تکلیف ہو گی جتنی کہ ان دونوں (سورج اور چاند) کے دیکھنے میں ہوتی ہے۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس چیز کی طرف چلی جائے جس کی وہ پوجا کیا کرتی تھی۔ چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ اور جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ ہو لیں گے۔ یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا بد اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے۔ پھر دوزخ سامنے لائی جائے گی وہ ایسی (چمکدار ہو گی) جیسے سراب ہوتا ہے۔ پھر یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کے پوجا کرتے تھے؟۔ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر (علیہ السلام) کی پوجا کرتے تھے جو اللہ کے بیٹے ہیں۔ انہیں جواب ملے گا: تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پانی پینا چاہتے ہیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ پیو۔ (وہ اس چمکتی ریت کی مانند جہنم کی طرف اسے پانی جان کر چل پڑیں گے) اور جہنم کے اندر جا گریں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا: تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد، بتاؤ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں پانی پلائیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ پی لو۔ چنانچہ یہ بھی جہنم میں جا گریں گے۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بد۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو جب کہ سب لوگ جا چکے ہیں؟ وہ کہیں گے ہم ان سے اس وقت جدا ہو گئے تھے جب کہ ہمیں ان کی زیادہ ضرورت تھی۔ ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا ہے کہ ہر قوم اس کے ساتھ ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی۔ چنانچہ ہم تو بس اپنے رب کے منتظر ہیں (کیونکہ ہم اسی کی عبادت کرتے تھے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ (جبار) ان کے سامنے اس صورت کی بجائے کسی دوسری

مُفَلْطَحَةٌ لها شوكةٌ عُقَيْفاء تكون بنَجْد، يقال لها: السَّعْدان، المؤمن عليها كالطَّرْف وكالبَرْق وكالرِّيح، وكأَجاويد الخيل والرِّكاب، فناجٍ مُسَلَّمٌ، وناجٍ مَخْدوشٌ، ومَكْدُوسٌ في نار جهنم، حتى يمرَّ آخرُهم يسحب سحبًا، فما أنتم بأشد لي مُناشدةً في الحق قد تبيَّن لكم من المؤمن يومئذ للجَبَّار، وإذا رأَوْا أنهم قد نَجَوْا، في إخوانهم، يقولون: ربنا إخواننا، كانوا يصلون معنا، ويصومون معنا، ويعملون معنا، فيقول الله -تعالى-: اذهبوا، فمن وجدتُم في قلبه مِثْقالُ دِينار من إيمان فأخرجوه، ويُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهم على النار، فيأتونهم وبعضُهم قد غاب في النار إلى قدمِه، وإلى أنصاف ساقَيْه، فيُخْرِجون مَن عَرَفوا، ثم يعودون، فيقول: اذهبوا فمَن وجدتُم في قلبه مِثْقال نصف دينار فأخرجوه، فيُخْرِجون مَن عَرَفوا، ثم يعودون، فيقول: اذهبوا فمن وجدتم في قلبه مِثْقال ذرة من إيمان فأخرجوه، فيُخْرِجون مَن عَرَفوا» قال أبو سعيد: فإنْ لم تُصَدِّقوني فاقرءوا: {إِنَّ اللَّهَ لا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا} «فيشفعُ النبيُّون والملائكة والمؤمنون، فيقول الجَبَّار: بَقِيَتْ شفاعتي، فيَقْبِض قَبْضَةً من النار، فيُخْرِجُ أقوامًا قدِ امْتَحَشُوا، فيُلْقَوْن في نهرٍ بأفواه الجنة، يقال له: ماء الحياة، فيَنْبُتون في حافَّتَيْه كما تَنْبُتُ الحِبَّة في حَمِيل السَّيْل، قد رأيتُموها إلى جانب الصَّخْرة، وإلى جانب الشجرة، فما كان إلى الشمس منها كان أخضر، وما كان منها إلى الظِّلِّ كان أبيض، فيخرجون كأنَّهم اللؤلؤ، فيُجعل في رقابهم الخَوَاتيم، فيَدخلون الجنة، فيقول أهل الجنة: هؤلاء عُتَقاءُ الرحمن، أدخلهم الجنةَ بغير عَمَلٍ عملوه، ولا خيرٍ قَدَّموه، فيقال لهم: لكم ما رأيتم ومثلُه معه».

صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا اور اللہ تعالی کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ انبیاء کے سوا اور کوئی بھی اللہ سے بات نہیں کرے گا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تمہیں کسی ایسی نشانی کا علم ہے جس سے تم اپنے رب کو پہچان لو؟ وہ کہیں گے کہ "ساق" (پنڈلی)۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دے گا تو ہر مومن اس کے سامنے سجدہ میں گر جائے گا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لیے اسے سجدہ کیا کرتے تھے۔ وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ کی طرح (سخت) ہو کر رہ جائے گی۔ پھر پل صراط لایا جائے گا اور جہنم کی پشت پر لا کر رکھا جائے گا۔ ہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پل کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک پھسلنے اور گرنے کی جگہ ہے، اس پر درانتیاں، آنکڑے اور چوڑے چوڑے کانٹے ہوں گے جن کے سر اس سعدان جھاڑی کے کانٹوں کی طرح خم دار ہوں گے جو نجد کے علاقے میں پائی جاتی ہے۔ مومن اس پر سے پلک جھپکنے میں، بجلی کی سی تیزی سے، ہوا کی مانند اور تیز رفتار عمدہ گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح گزر جائیں گے۔ ان میں سے بعض تو صحیح سلامت نجات پا جائیں گے، بعض زخمی تو ہوں گے لیکن بچ جائیں گے اور بعض اوندھے منہ جہنم میں جا گریں گے۔ یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا۔ تم لوگ آج کسی حق کے لیے جس طرح مجھ سے مطالبہ اور درخواست کرتے ہو اس دن اللہ سے مومنین اس سے بھی زیادہ شد ومد کے ساتھ مطالبہ اور درخواست کریں گے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انہیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے (ان کو بھی دوزخ سے نجات عطا فرما)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے دوزخ سے نکال لو۔ اور اللہ ان کے چہروں کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔ چنانچہ وہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ بعض لوگ تو جہنم میں اپنے پاؤں اور آدھی پنڈلیوں تک غرق ہیں۔ جنہیں وہ پہچان لیں گے انہیں دوزخ سے نکال لیں گے۔ پھر واپس آئیں گے تو اللہ ان سے فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکال لیں گے۔ پھر وہ واپس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ وہ جسے پہچان پائیں گے اسے نکال لائیں گے۔" ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو: [إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا] ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اگر نیکی ہے تو اسے بڑھا کر کئی گنا کر دیتا ہے۔'' اس کے بعد انبیاء،

فرشتے اور مومنین شفاعت کریں گے اور اللہ تعالی کا ارشاد ہو گا کہ اب میری شفاعت باقی رہ گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی بھر کر لے کر ایسے لوگوں کو نکالے گا جو جھلس کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں جنت کے کناروں پر موجود ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جسے آب حیات کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس کے کنارے اس طرح ترو تازہ ہو جائیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ ابھر آتا ہے۔ تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہو گا کہ اس کے جس حصے پر دھوپ پڑتی رہتی ہے اس پر سبزا ابھرتا ہے اور جس حصے پر سایہ ہوتا ہے وہ روکھا رہ جاتا ہے۔ جب وہ نکلیں گے تو یوں لگیں گے جیسے موتی ہوں۔ ان کی گردنوں پر مہریں لگا دی جائیں گی (کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں)۔ پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے : یہ "عتقاء الرحمن" (اللہ کے آزاد کردہ لوگ) ہیں۔ انہوں نے نہ تو کوئی عمل کیا تھا اور نہ ہی کوئی نیکی آگے بھیجی تھی لیکن اللہ نے پھر بھی انہیں جنت میں داخل کر دیا۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جو کچھ دیکھ رہے ہو وہ سب تمہارا ہے اور اتنا ہی اس کے ساتھ مزید بھی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل بعضُ الصحابة النبيَّ صلى الله عليه وسلم: هل نرى ربَّنا يوم القيامة؟ فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم: نعم ترون ربكم يوم القيامة كما ترون الشمس في منتصف النهار والقمر ليلة البدر من غير ازدحام ولا منازعة، والتشبيه إنما وقع في الوضوح وزوال الشك والمشقة والاختلاف، فهو تشبية للرؤية بالرؤية لا للمرئي بالمرئي. وهذه الرؤية غير الرؤية التي هي ثواب للأولياء وكرامة لهم في الجنة؛ إذ هذه للتمييز بين مَن عبد الله وبين من عبد غيره. ثم أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه ينادي مناد يوم القيامة: من كان يعبد شيئا من دون الله فليتبعه، وفي رواية صحيحة: أن الله هو الذي ينادي سبحانه، فيُجمع من كان يعبد الأصنام من دون الله ويُقذفون في نار جهنم. فلا يبقى إلا من كان يعبد الله سواء كان مطيعًا أو عاصيًا وبعض بقايا قليلة من يهود ونصارى، وأما معظمهم وجُلُّهم فقد ذُهب بهم مع أوثانهم إلى جهنم، ويؤتى بجهنم تُعرض على الناس في ذلك الموقف كأنها

اجمالی معنی:

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ : "کیا ہم روز قیامت اللہ تعالی کو دیکھیں گے؟۔" آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہاں۔ تم اپنے رب کو بالکل ایسے ہی دیکھو گے جیسے عین دوپہر کے وقت سورج کو اور چودھویں کی رات مکمل چاند کو بغیر کسی بھیڑ اور دھکم پیل کے دیکھ لیتے ہو۔ تشبیہ وضاحت اور اس میں کسی قسم کے شک، مشقت اور اختلاف نہ ہونے میں ہے۔ یہ دیکھنے کی تشبیہ دیکھنے کے ساتھ ہے، دیکھی جانے والی شے کی تشبیہ دیکھی جانے والی شے کے ساتھ نھیں ہے۔ یہ رویت اس رویت کے علاوہ ہے جو اللہ کے اولیاء کو جنت میں بطور ثواب اور اعزاز کے عطا ہوگی۔ کیونکہ یہ رویت ان لوگوں کے درمیان فرق کرنے کے لیے ہے جنھوں نے اللہ کی عبادت کی اور جنھوں نے اس کے علاوہ کی عبادت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک اعلان کرنے والا پکار کر کہے گا کہ جو اللہ کے سوا کسی اور شے کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو لے۔ ایک صحیح روایت میں ہے کہ : خود اللہ تعالی ہی یہ ندا دے گا۔ چنانچہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے تھے انہیں اٹھا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے، چاہے وہ فرمانبردار ہوں یا نافرمان، اور یہود و نصاری میں سے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے۔ البتہ ان میں سے زیادہ تر کو تو ان کے معبودوں کے ساتھ جہنم کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر

سراب، فيجاء باليهود، فيقال لهم: مَن كنتم تعبدون؟ قالوا: كنَّا نعبدُ عُزَيرَ ابنَ الله. فيقال لهم: كذبتم في قولكم: عُزَيرُ ابنُ الله؛ فإن الله لم يتخذ زوجة ولا ولدًا، ثم يقال لهم: فماذا تريدون؟ فيقولون: نريد أن نشرب. وقد صار أول مطلبهم الماء؛ لأنه في ذلك الموقف يشتد الظمأ لتوالي الكربات، وترادف الشدائد المهولات، وقد مُثِّلت لهم جهنم كأنها ماء، فيقال لهم: اذهبوا إلى ما ترون وتظنونه ماء، فاشربوا. فيذهبون فيجدون جهنم يكسر بعضها بعضاً؛ لشدة اتقادها وتلاطم أمواج لهبها فيتساقطون فيها، ومثل ذلك يقال للنصارى بعدهم. حتى إذا لم يَبْقَ إلا مَن كان يعبد اللهَ من مطيع وعاص، فيقال لهم ما يوقفكم هذا الموقف وقد ذهب الناس؟ فيقولون: فارقنا الناس في الدنيا ونحن اليوم أحوج إلى مفارقتهم؛ وذلك لأنهم عصوا الله وخالفوا أمره، فعاديناهم لذلك، بغضاً لهم في الله، وإيثاراً لطاعة ربنا، ونحن ننتظر ربنا الذي كنا نعبده في الدنيا، فيأتيهم الله تعالى في صورة غير الصورة التي رأو فيها أول مرة، وفي هذا بيان صريح أنهم قد رأوه في صورة عرفوه فيها، قبل أن يأتيهم هذه المرة، ولا يصح تأويل الصورة، بل يجب الإيمان بها من غير تكييف ولا تمثيل ومن غير تحريف ولا تعطيل. فإذا أتاهم الله تعالى قال لهم: أنا ربكم. فيقولون: أنت ربنا، فرحًا بذلك واستبشارًا، وعند ذلك لا يكلمه سبحانه إلا الأنبياء، فيقول الله لهم: هل بينكم وبينه آيةٌ تعرفونه بها؟ فيقولون: الساق. فيكشف سبحانه عن ساقه فيعرفه المؤمنون بذلك فيسجدون له، وأما المنافقون الذين يراءون الناس بعبادتهم، فمُنعوا من السجود، وجُعلت ظهورهم طبقاً واحداً، لا يستطيعون الانحناء، ولا السجود؛ لأنهم ما كانوا في الحقيقة يسجدون لله في الدنيا، وإنما كانوا يسجدون لأغراضهم الدنيوية. ففي ذلك إثبات الساق صفة لله تعالى، ويكون هذا الحديث ونحوه تفسيراً لقوله تعالى: {يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلا يَسْتَطِيعُونَ} وتفسير الساق في هذا الموضع بالشدة

اس جگہ جہنم کو لا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ یوں لگے گی جیسے سراب ہوتا ہے۔ پھر یہودیوں کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر (علیہ السلام) کی عبادت کرتے تھے۔ ان کو جواب ملے گا کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پینا چاہتے ہیں۔ ان کا سب سے پہلا مطالبہ پانی کا ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ پے در پے آنے والی پریشانیوں اور کٹھن مراحل اور ہولناکیوں کی وجہ سے سخت پیاس لگے گی۔ جہنم ان کو ایسے دکھائی دے گی جیسے پانی ہو۔ ان سے کہا جائے گا: جو تمہیں دکھائی دے رہا ہے اور جسے تم پانی سمجھ رہے ہو اس کی طرف جاؤ اور پی لو۔ وہ وہاں جائیں گے تو جہنم کو پائیں گے جو اپنی حرارت کی شدت اور شعلہ زنی کی وجہ سے خود اپنے آپ ہی کو کھائے جا رہی ہوگی۔ پس وہ لوگ اس میں گر جائیں گے۔ ان کے بعد اسی طرح نصاری کو بھی کہا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب صرف اللہ کی عبادت کرنے والے مطیع اور گناہ گار باقی رہ جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم کو کس چیز نے اس جگہ روک رکھا ہے، جب کہ لوگ جا چکے ہیں؟ وہ کہیں گے: ہم نے دنیا میں اس وقت ان لوگوں سے کنارہ کشی کی جب کہ ہمیں ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ کیونکہ ان لوگوں نے اللہ کی نافرمانی اور اس کے احکامات کی مخالفت کی۔ چنانچہ ہم نے اللہ کی خاطر ان سے نفرت کر کے ان کی دشمنی مول لی اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کو مقدم رکھا (پھر آج بھلا ہم ان سے الگ کیوں نہ رہیں؟!)۔ اب ہم اپنے اس رب کے انتظار میں ہیں جس کی ہم دنیا میں عبادت کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اس صورت کے بجائے کسی اور صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے پہلی بار اسے دیکھا تھا۔ اس میں اس بات کی صاف وضاحت ہے کہ اس دفعہ آنے سے پہلے ہی وہ اللہ کو ایسی صورت میں دیکھ چکے تھے جس میں انہوں نے اسے پہچان لیا تھا۔ صورت کی تاویل کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ بغیر کسی تکییف و تمثیل اور بنا کسی تحریف و تعطیل کے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جب اللہ تعالی ان کے پاس آئے گا تو کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ اس پر خوش اور مسرور ہوتے ہوئے کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ اس وقت اللہ تعالی سے صرف انبیاء ہی کلام کر سکیں گے۔ اللہ تعالی ان سے فرمائے گا: کیا تمہارے اور تمہارے رب کے مابین کوئی ایسی علامت ہے جس سے تم اسے پہچان سکو؟ وہ کہیں گے کہ یہ علامت پنڈلی ہے۔ اس پر اللہ تعالی اپنے پنڈلی کھول دے گا اور اس سے مومنین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پہچان کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ جب کہ منافقین جو لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت کیا کرتے تھے، انہیں سجدہ کرنے سے روک دیا جائے گا اور ان کی پیٹھ کو ایک طشت بنا دیا جائے گا، (جس کی وجہ سے) وہ نہ

أو الكرب مرجوح، ويجب مع ذلك إثبات صفة الساق لله تعالى من السنة، ودلالة الآية على الصفة هو الراجح والأصح، وذلك من غير تكييف ولا تمثيل ومن غير تحريف ولا تعطيل. ثم يؤتى بالصراط، فيُجعل في وسط جهنم، وهذا الصراط لا تستمسك فيه الأقدام، ولا تثبت، وعلى هذا الصراط خطاطيف، وهو الحديدة المعقوفة المحددة؛ لأجل أن تمسك من أريد خطفه بها، فهي قريبة من الكلوب، وعلى الصراط أيضًا أشواك غليظة عريضة، يمر الناس على هذا الصراط على قدر إيمانهم وأعمالهم، فمن كان إيمانه كاملاً، وعمله صالحاً خالصاً لله، فإنه يمر من فوق جهنم كلمح البصر، ومن كان دون ذلك يكون مروره بحسب إيمانه وعمله، كما فُصّل ذلك في الحديث، ومُثِّل بالبرق، والريح، إلى آخره. والمارون على الصراط أربعة أصناف: الأول: الناجي المسلَّم من الأذى، وهؤلاء يتفاوتون في سرعة المرور عليه كما سبق. والثاني: الناجي المخدوش، والخدش هو الجرح الخفيف، يعني: أنه أصابه من لفح جهنم، أو أصابته الكلاليب والخطاطيف التي على الصراط بخدوش. والثالث: المكدوس في النار، الملقى فيها بقوة. والرابع: الذي يُسحب على الصراط سحباً قد عجزت أعماله عن حمله. ثم قال صلى الله عليه وسلم: «فما أنتم بأشد لي مناشدة في الحق قد تبين لكم، من المؤمن يومئذ للجبار» هذا من كرم الله، ورحمته، حيث أذن لعباده المؤمنين في مناشدته وطلب عفوه عن إخوانهم الذين أُلقوا في النار، بسبب جرائمهم التي كانوا يبارزون بها ربهم، ومع ذلك أَلْهم المؤمنين الذين نجوا من عذاب النار وهول الصراط، ألهمهم مناشدته، والشفاعة فيهم، وأذن لهم في ذلك؛ رحمة منه لهم تبارك وتعالى. «يقولون: ربنا إخواننا الذين كانوا يصلون معنا، ويصومون معنا، ويعملون معنا» مفهوم هذا أن الذين لا يصلون مع المسلمين، ولا يصومون معهم، لا يشفعون فيهم، ولا يناشدون ربهم فيهم. وهو يدل على أن هؤلاء الذين وقعت مناشدة المؤمنين لربهم فيهم كانوا مؤمنين، موحدين؛ لقولهم: «إخواننا

جھک سکیں گے اور نہ ہی سجدہ کر سکیں گے۔ کیونکہ دنیا میں وہ لوگ درحقیقت اللہ تعالی کے لیے سجدے نہیں کرتے تھے بلکہ محض اپنے دنیاوی مقاصد کے لیے سجدے کیا کرتے تھے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "ساق" (پنڈلی) اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ یہ حدیث اوراس طرح کی دیگر احادیث اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہیں کہ: [يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ]۔ ترجمہ: ''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور انہیں سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ نہ کر سکیں گے۔'' اس مقام پر "ساق" کی تفسیر سختی اور پریشانی کے ساتھ کرنا مرجوح ہے۔ اوراس کے ساتھ ساتھ حدیث کی بنا پر "ساق" کی صفت کو اللہ کے لیے ثابت کرنا واجب ہے۔ صفت پر ہی آیت کی دلالت راجح اور صحیح ترین ہے، اوراسے بغیر تکییف و تمثیل اور بغیر کسی تحریف و تعطیل کے ماننا ہے۔ پھر ان کو پل صراط پر لایا جائے گا جسے جہنم کے درمیان میں رکھ دیا جائے گا۔ اس پل پر پاؤں ٹھہر نہیں پائیں گے اور نہ جم سکیں گے۔ اس پر آنکڑے لگے ہوں گے یعنی خم دار اور تیز لوہے کے کانٹے تاکہ جنہیں اچک لینا ہو انہیں ان کے ذریعہ اچک لیا جاسکے۔ یہ خمیدہ کھونٹیوں سے ملتے جلتے ہوں گے۔ پل پر موٹے اور چوڑے چپٹے کانٹے بھی ہوں گے۔ لوگ اس پل پر سے اپنے ایمان اور اعمال کے لحاظ سے گزریں گے۔ جس کا ایمان کامل ہوگا اور عمل صالح خالص اللہ کی رضا کے لیے ہوگا وہ جہنم کے اوپر سے پلک جھپکنے میں گزر جائے گا۔ جو اس سے کمتر ہوگا اس کا گزرنا اس کے ایمان اور عمل کے لحاظ سے ہوگا جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث میں بیان کی گئی ہے اوران کے گزرنے کی کیفیات کو بجلی اور ہوا وغیرہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ پل پر سے گزرنے والے چار قسم کے لوگ ہوں گے: اول: بغیر کسی تکلیف کے نجات پا جانے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے گزرنے کی رفتار ایک دوسرے سے مختلف ہو گی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ دوم: زخمی ہو کر نجات پانے والے۔ "الخدش" ہلکے زخم کو کہتے ہیں۔ یعنی جہنم کی تپش انہیں پہنچے گی یا پھر وہ پل پر نصب کھونٹیوں اور آنکڑوں کی زد میں آ جائیں گے۔ سوم: جہنم میں پٹخ دیے جانے والے جو زور سے اس میں جا گریں گے۔ چہارم: جو گھسٹ گھسٹ کر پل پر سے گزریں گے اوران کے اعمال (اتنے کمزور ہوں گے کہ) ان کا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ آج کسی حق کے لیے جس طرح مجھ سے مطالبہ اور درخواست کرتے ہو اس دن مومنین اللہ سے اس سے بھی زیادہ شد و مد کے ساتھ مطالبہ اور درخواست کریں گے۔'' یہ اللہ کا خصوصی کرم اور رحمت ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کو اجازت دے گا کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی بابت اللہ تعالیٰ سے فرمائش کریں اور انہیں معاف کرنے کی درخواست کریں، جنہیں ان کے ان جرائم کے سبب جہنم میں ڈال دیا گیا ہوگا جن کا ارتکاب وہ اپنے رب کی مخالفت میں کرتے

كانوا يصلون معنا، ويصومون معنا»، ولكن ارتكبوا بعض المآثم، التي أوجبت لهم دخول النار. وفي هذا رد على طائفتين ضالتين: الخوارج، والمعتزلة، في قولهم: إن من دخل النار لا يخرج منها، وإن صاحب الكبيرة في النار. فيقول الله تعالى لهم: اذهبوا، فمن وجدتُم في قلبه مقدار دِينار من إيمان فأخرجوه من النار، ويُحَرِّمُ اللهُ على النار أن تأكل وجوههم، فيأتونهم فيجدون بعضهم قد أخذته النار إلى قدمِه، وبعضهم إلى أنصاف ساقَيْه، فيُخْرِجون مَن عَرَفوا منهم، ثم يعودون، فيقول الله لهم: اذهبوا فمَن وجدتُم في قلبه مقدار نصف دينار من إيمان فأخرجوه من النار، فيُخْرِجون مَن عَرَفوا منهم، ثم يعودون، فيقول: اذهبوا فمن وجدتم في قلبه مقدار ذرة من إيمان فأخرجوه، فيُخْرِجون مَن عَرَفوا منهم، وعند ذلك قال أبو سعيد الخدري: فإنْ لم تُصَدِّقوني فاقرءوا: {إِنَّ اللَّهَ لا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا} واستشهاد أبي سعيد بالآية ظاهر في أن العبد إذا كان معه مثقال ذرة من إيمان، فإن الله يضاعفه له، فينجيه بسببه. ثم قال: «فيشفع النبيون، والملائكة، والمؤمنون» وهذا صريح في أن هؤلاء الأقسام الثلاثة يشفعون، ولكن يجب أن يُعلم أن شفاعة أي شافع، لا تقع إلا بعد أن يأذن الله فيها، كما تقدم في مناشدتهم ربهم وسؤالهم إياه، ثم يأذن لهم فيقول: اذهبوا فمن وجدتم، إلى آخره. قوله: «فيقول الجبار: بقيت شفاعتي، فيقبض قبضة من النار، فيخرج أقواماً قد امتحشوا» والمراد بشفاعته تعالى رحمته لهؤلاء المعذبين، فيخرجهم من النار. قوله: «فيقبض قبضة» فيه إثبات القبض لله تعالى، وكم في كتاب الله تعالى وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم من نص يثبت اليد والقبضة، ولكن أهل التأويل الفاسد المحرِّفين يأبون قبول ذلك، والإيمان به، وسوف يعلمون أن الحق ما قاله الله وقاله رسوله، وأنهم قد ضلوا السبيل في هذا الباب. فيقبض سبحانه قبضة من النار، فيخرج أقواماً قد احترقوا وصاروا فحما، قوله: «فيُلْقَوْن في نهرٍ بأفواه الجنة، يقال له: ماء الحياة،

رہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو دوزخ کے عذاب اور پل صراط کی ہولناکی سے نجات پا گئے ہوں گے یہ بات ڈال دے گا کہ وہ ان کے حق میں اس سے درخواست کریں اور ان کے لیے شفاعت کریں۔ اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت کی بدولت انہیں اس کی اجازت دے گا۔ ''اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے (ان کو بھی دوزخ سے نجات عطا فرما)۔'' اس کا مفہوم مخالف یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے اور ان کے ساتھ روزے نہیں رکھتے وہ ان کے حق میں شفاعت نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے لیے اپنے رب کے حضور درخواست گزاریں گے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جن کے حق میں مومن لوگ اپنے رب سے درخواست کریں گے وہ بھی مومن اور موحد ہوں گے۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے: ''ہمارے بھائی بھی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے۔'' تاہم انہوں نے بعض گناہوں کا ارتکاب کیا جن کی وجہ سے وہ جہنم کے مستحق ٹھہرے۔ اس میں خوارج اور معتزلہ کے دو گمراہ گروہوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جو جہنم میں چلا جائے گا وہ اس میں سے نہیں نکلے گا اور یہ کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ضرور دوزخ میں جائے گا۔ اللہ تعالی ان سے فرمائے گا: جاؤ اور جو شخص بھی تمہیں ایسا ملے جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ۔ اللہ تعالی ان کے چہروں کو آگ پر حرام کر دے گا تا کہ وہ ان کے چہروں کو نہ جلائے۔ چنانچہ وہ آئیں گے تو دیکھیں گے کہ ان میں سے بعض کے پاؤں تک اور بعض کی پنڈلیوں کے نصف تک آگ پہنچ رہی ہے۔ وہ ان میں سے جن کو پہچان پائیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر جب واپس آئیں گے تو اللہ تعالی ان سے فرمائے گا: جاؤ اور جس کے دل میں تم نصف دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچان سکیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر جب لوٹ کر آئیں گے تو اللہ تعالی ان سے فرمائے گا: جاؤ اور جس کے دل میں تمہیں ذرہ برابر بھی ایمان ملے اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جسے وہ پہچان پائیں گے نکال لائیں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم میری بات کی تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھ لو: [إِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَإِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُضَاعِفْہَا]۔ (ترجمہ: اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہو تو اس کا ثواب کئی گناہ بڑھا کر دیتا ہے۔) ابو سعید رضی اللہ عنہ کا اس آیت کو استشہاد کے طور پر پیش کرنے کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ بندے کے پاس ذرہ برابر بھی اگر ایمان ہو تو اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے اور اسے اس کی وجہ سے نجات دے دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد انبیاء، فرشتے اور مومنین شفاعت کریں گے۔'' اس میں اس بات کا صراحت

فينبتون في حافتيه» أي: فيُطرحون في نهر بأطراف الجنة يُعرف بماء الحياة، أي الماء الذي يحيي من انغمس فيه، وعند ذلك تنبت لحومهم وأبصارهم وعظامهم التي احترقت في النار بجانب هذا النهر، قوله: «كما تنبت الحبة في حميل السيل، قد رأيتموها إلى جانب الصخرة، وإلى جانب الشجرة، فما كان إلى الشمس منها كان أخضر، وما كان إلى الظل كان أبيض» يعني بذلك: سرعة خروج لحومهم؛ لأن النبت في حميل السيل - كما ذكر - يخرج بسرعة، ولهذا يكون من جانب الظل أبيض، ومن جانب الشمس أخضر، وذلك لضعفه ورقته، ولا يلزم أن يكون نبتهم كذلك - كما قاله بعضهم: بأن الذي من جانب الجنة يكون أبيض، والذي من جانب النار يكون أخضر - بل المراد تشبيههم بالنبت المذكور في سرعة خروجه، ورقته، ولذلك قال: «فيخرجون كأنهم اللؤلؤ» يعني: في صفاء بشرتهم، وحسنها. قوله: «فيجعل في رقابهم الخواتيم» وهذه الخواتيم يكتب فيها: «عتقاء الرحمن من النار» كما ذكر في الرواية الأخرى. قوله: «فيدخلون الجنة، فيقول أهل الجنة: هؤلاء عتقاء الرحمن، أدخلهم الجنة، بغير عمل عملوه، ولا خير قدموه» يعني: أنهم لم يعملوا صالحاً في الدنيا، وإنما معهم أصل الإيمان، الذي هو شهادة أن لا إله إلا الله والإيمان برسولهم. قوله: فيقال لهم: «لكم ما رأيتم، ومثله معه» يظهر أنهم يدخلون أماكن من الجنة خالية، ولهذا قيل لهم ذلك.

کے ساتھ بیان ہے کہ یہ تینوں شفاعت کریں گے۔ تاہم یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ کسی بھی سفارشی کی شفاعت اللہ کی اجازت کے بعد ہی ہوگی جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ مومنین نے اس وقت اپنے رب سے درخواست کی اور اس سے سوال کیا، تب انہیں اس کی اجازت دی گئی۔ پھر اللہ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ''جاؤ اور جو تمہیں ملے اسے نکال لاؤ۔ الخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہوگا کہ اب میری شفاعت باقی رہ گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی بھرے گا اور ایسے لوگوں کو نکال کر باہر لے آئے گا جو جھلس کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔'' اللہ تعالیٰ کی شفاعت سے مراد اس کا ان عذاب میں بتلا لوگوں پر رحم کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ انہیں جہنم سے نکال لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ایک مٹھی بھرے گا۔'' اس میں اللہ تعالی کے لیے صفتِ قبض (مٹھی بھرنا) کا بیان ہے۔ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی احادیث میں کتنے ہی ایسے نصوص ہیں جن سے ہاتھ اور مٹھی کا اثبات ہوتا ہے۔ لیکن تاویل و تحریف کرنے والے بدعقیدہ لوگ اسے قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے سے انکاری ہیں۔ عنقریب وہ جان لیں گے کہ حق وہی تھا جو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور وہی تھے جو راہ راست سے بھٹک گئے تھے۔ بہرحال اللہ تعالی جہنم میں سے ایک مٹھی بھرے گا اور ایسے لوگوں کو باہر نکالے گا جو جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں جنت کے کناروں پر موجود ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جس کا نام آب حیات ہے۔ وہ اس کے کناروں پر اس طرح تر و تازہ ہو جائیں گے۔'' یعنی جنت کے ارد گرد موجود ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جسے آب حیات کہا جاتا ہے۔ ایسا پانی جو اپنے اندر غوطہ لگانے والے کو جلا بخش دیتا ہے۔ اس نہر کے کناروں پر ان کا جل جانے والا گوشت، آنکھیں اور ہڈیاں دوبارہ سے نکل آئیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح سیلاب کے پس ماندہ کوڑے کرکٹ سے سبزہ ابھر آتا ہے۔ تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہو گا کہ اس کے جس حصے پر دھوپ پڑتی رہتی ہے اس پر سبزا اگ آتا ہے اور جس حصے پر سایہ ہوتا ہے وہ روکھا رہ جاتا ہے۔'' آپ ﷺ کا اس تشبیہ سے مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ ان کا گوشت بہت تیزی سے نکل آئے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ذکر ہوا، سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ پر روئیدگی بہت تیزی سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے جو حصہ سائے میں ہوتا ہے وہ روکھا رہ جاتا ہے اور جو دھوپ میں ہوتا ہے وہ سر سبز ہوتا ہے۔ ایسا ان کی پتیوں کے نازک ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعتاً وہ بھی ایسے ہی نکلیں گے کہ جو لوگ جنت کی طرف ہوں گے وہ روکھے رہ جائیں گے اور جو جہنم کی طرف ہوں گے وہ سر سبز ہوں گے۔ بعض لوگوں سے یہ قول منقول ہے، تاہم ایسا نہیں ہے، بلکہ یہاں ان کو اس سبزے کے ساتھ تشبیہ اس کے تیزی سے

نکلنے اور نزاکت میں دی گئی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایسے نکلیں گے جیسے موتی ہوں۔'' یعنی اپنی ظاہری جلد کی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے وہ موتیوں کی مانند نظر آئیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر ان کی گردنوں پر مہریں لگا دی جائیں گی۔" ان مہروں پر لکھا ہوگا: ''رحمن کی طرف سے جہنم سے آزاد کردہ۔'' جیسا کہ ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ جنت میں چلے جائیں گے۔ اہل جنت انہیں دیکھ کر کہیں گے: یہ رحمن کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔ انہوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا اور نہ ہی کسی بھلائی کو آگے بھیجا تھا لیکن پھر بھی اللہ نے ان کو جنت میں داخل کر دیا۔" یعنی دنیا میں انہوں نے کوئی نیک کام نہیں کیا لیکن جوہرِ ایمان ان کے پاس تھا جو کہ صرف اور صرف اللہ کے معبود برحق ہونے کی گواہی اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہا جائے گا: ''تم جو کچھ دیکھ رہے ہو وہ سب تمہارا ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہے۔'' یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ جنت کے کچھ خالی مقامات پر آئیں گے اسی لیے ان سے ایسا کہا جائے گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- لا تُضَارُّون : أي لا تضرون أحدًا، ولا يضركم أحد بمنازعة ولا مجادلة ولا مضايقة ولا مزاحمة.
- صحوًا : في وقت خُلُوِّ السماء من السحاب والغيم.
- الأوثان : كل ما عُبِد من دون الله -تعالى.-
- بر : هو الذي يأتي بالخير ويطيع ربه.
- فاجر : هو المنهمك في المعاصي والمحارم.
- غُبَّرات : بقايا.
- أهل الكتاب : اليهود والنصارى الذين لهم كتاب مُنَزَّل.
- سراب : هو الذي تراه نصف النهار في الأرض الخالية المستوية في الحر الشديد لامعًا مثل الماء يحسبه الظمآن ماء حتى إذا جاءه لم يجده شيئًا.
- صاحبة : زوجة.
- رياء : ليراه الناس.
- سُمْعة : ليسمعه الناس.
- طبقًا : الطَّبَق فِقَار الظهر.
- ظَهْرَي : وسط.
- مدحضة : لا يثبت فيه قدم.
- مزلة : موضع زلل الأقدام.
- كلاليب : آلة حديدية معوجة الرأس يعلق بها الشيء.
- خطاطيف : هو الحديدة المعقوفة المحددة.
- حَسَكَة : شوكة صلبة.

- مفلطحة : واسعة.
- عُقَيْفاء : منعطفة معوجة.
- السَّعْدان : نبت ذو شوكة.
- الطرف : لمح البصر.
- البرق : ضوء قوي يلمع في السماء.
- أجاويد : جمع جواد، وهو الفرس السابق الجيد.
- الركاب : الإبل.
- مُسَلَّم : محفوظ.
- مخدوش : مُمَزَّق أو مجروح.
- مكدوس : مصروع.
- مناشدة : مطالبة.
- مثقال : مقدار.
- ذَرَّة : الذرة ليس لها وزن، ويراد بها ما يرى في شعاع الشمس الداخل في النافذة.
- امتَحَشُوا : احترقوا.
- أفواه الجنة : مفتتح مسالك قصور الجنة.
- ماء الحياة : هو الماء الذي يُحيي من انغمس فيه.
- حافتيه : جانبيه.
- الحِبَّة : الحبة -بكسر الحاء- بذور النبات.
- حَميل السَّيل : هو ما يحمله السيل من طين ونحوه.
- الخواتيم : أشياء من الذهب تُعَلَّق في أعناقهم كالخواتيم علامة يعرفون بها.

فوائد الحديث:

١. إثبات النداء لله تعالى، ومعلوم أن النداء هو رفع الصوت بالكلام، فهذا دليل قوي على إثبات تكلم الله تعالى حقيقة.

٢. فيه إثبات رؤية الله تعالى في الآخرة للمؤمنين.

٣. فيه دليل على أن الناس في ذلك اليوم يكونون على عقائدهم في الدنيا؛ لأن هؤلاء اليهود والنصارى لما سُئلوا عما كانوا يعبدون قالوا: عزيزاً ابن الله، والمسيح ابن الله. فهم لا يزالون يعتقدون أن عزيز ابن الله، وكذلك النصارى يظنون ذلك في المسيح.

٤. إثبات الإتيان والمجيء لله عز وجل وهما صفتان خبريتان - من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل.

٥. إثبات الصورة لله تعالى وهي صفة ذاتية خبرية - من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل.

٦. إثبات الساق لله تعالى من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل.

٧. الجبار من الأسماء الحسنى.

٨. هذا الحديث نصٌّ في أن الإيمان في القلوب يتفاضل.

٩. فيه حجة لأهل السنة على المرجئة حيث عُلم منه دخول طائفة من عصاة المؤمنين النار؛ إذ مذهب المرجئة أنه لا يضر مع الإيمان معصية، فلا يدخل العاصي النار.

١٠. فيه حجة على المعتزلة حيث دل على عدم تخليد العاصي في النار.

١١. إثبات شفاعة النبيين، والملائكة، والمؤمنين، ولكن يجب أن يُعلم أن شفاعة أي شافع، لا تقع إلا بعد أن يأذن الله فيها.

١٢. فيه إثبات القبض لله تعالى.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لمحمود بن أحمد بن موسى الحنفى بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لزين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي، تحقيق: محمود بن شعبان بن عبد المقصود وآخرين، الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة النبوية، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ -

١٩٩٦ م. حاشية السندي على سنن ابن ماجه، لمحمد بن عبد الهادي التتوي نور الدين السندي، الناشر: دار الجيل – بيروت. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، لعبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ هـ. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م.

الرقم الموحد: (8301)

يا رسول الله أخبرني بعمل يُدخِلُنِي الجنة ويُبَاعِدُنِي عن النار، قال: لقد سألت عن عظيم وإنه ليَسير على من يَسَّره الله -تعالى- عليه

اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے، جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔

٣٥٠. الحديث:

عن معاذ بن جبل -رضي الله عنه- قال: قلت: يا رسول الله أخبرني بعمل يُدخِلُنِي الجنة ويُبَاعِدُنِي عن النار، قال: لقد سألت عن عظيم وإنه ليَسير على من يَسَّره الله تعالى عليه: تعبدُ الله لا تشركُ به شيئًا، وتُقيمُ الصلاةَ، وتُؤتِي الزكاةَ، وتَصومُ رمضانَ، وتَحجُّ البيتَ. ثم قال: ألا أدلُّك على أبواب الخير؟ الصومُ جُنة، والصدقة تُطفئ الخطيئةَ كما يطفئ الماءُ النارَ، وصلاة الرجل في جَوف الليل ثم تلا: {تتجافى جنوبهم عن المضاجع}... حتى إذا بلغ {يعملون} ثم قال ألا أُخبرك برأس الأمر وعموده وذِروة سَنامه؟ قلت: بلى يا رسول الله. قال رأس الأمر الإسلام، وعموده الصلاة، وذُروة سَنامه الجهاد. ثم قال: ألا أُخبرك بمِلاك ذلك كله؟ قلت: بلى يا رسول الله. فأخذ بلسانه وقال كُفَّ عليك هذا. قلت: يا نبي الله، وإنا لمؤاخذون بما نتكلم به؟ فقال: ثَكِلَتْكَ أُمُّك، وهل يكُبُّ الناسَ في النارِ على وجوههم (أو قال على مَنَاخِرِهم) إلا حَصائدُ ألسنتِهم؟.

٣٥٠. حديث:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے، جو مجھے جنت لے جائے اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے، جس کے لیے اللہ آسان کر دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمھیں بھلائی کے دروازے (راستے) نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے، جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز (تہجد) پڑھنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت "تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" کی تلاوت "يَعْمَلُونَ" تک فرمائی"۔ (ترجمہ: ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے، وہ خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: "کیا میں تمھیں دین کی بنیاد، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتا دوں؟" میں نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول (ضرور بتائیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دین کی بنیاد اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمھیں ان تمام باتوں کا جس چیز پر دارومدار ہے، وہ نہ بتا دوں؟" میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے رسول! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: "اسے اپنے قابو میں رکھو"، میں نے کہا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں، اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھاری ماں تم پر روئے، اے معاذ! لوگ اپنی زبانوں کے بڑبڑ ہی کی وجہ سے تو اوندھے منہ (یا فرمایا: اپنے نتھنوں کے بل) جہنم میں ڈالے جائیں گے؟"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشدنا هذا الحديث إلى أن العمل الذي ينجي من النار ويدخل الجنة هو عبادة الله وحده دون من سواه، مع القيام بما فرض الله على العبد من صلاة وزكاة وصوم وحج، وأن الجامع لوجوه الخير صدقة التطوع والصوم والتهجد في جوف الليل، وأن رأس الأمر الإسلام، وعموده الصلاة، وأعلاه الجهاد في سبيل إعلاء كلمة الله، وأن ملاك ذلك كله بأن يمسك الإنسان عن الكلام الذي يفسد هذه الأعمال إذا عملها. فليحذر كل مسلم إذا عمل أعمالا صالحة أن يطلق لسانه بما ينفعها أو يبطلها؛ فيكون من أصحاب النار.

اجمالی معنی :

یہ حدیث ہمیں ایک ایسے عمل کی جانب رہنمائی کرتی ہے کہ جو آتش جہنم سے نجات دلاتے ہوئے جنت میں داخلہ کا سبب بنے گا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ما سوا کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت بجالانا اور ساتھ ہی ساتھ بندہ مومن پر عائد ہونے والے فرائض، نماز، زکاۃ، روزہ اور حج کی تعمیل کرنا، اور(ان فرائض کے علاوہ) بھلائی کی دیگر تمام صورتوں کو سمیٹنے والے امور میں نفلی صدقات، نفلی روزے اور آدھی رات میں پڑھی جانے والی نماز تہجد ہیں، اور دین کی اصل و بنیاد اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اس کی راہ میں کیا جانے والا جہاد ہے۔ ان سارے امور کو اپنے قابو میں رکھنے والا امر یہ ہے کہ انسان، ان تمام باتوں سے خود کو باز رکھے جو ان اعمال کو برباد کر دیتے ہوں جو اس نے انجام دیئے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کو چوکنا رہنا چاہئے کہ جب اس نے کچھ اعمال صالحہ کئے ہوں تو اس کی زبان سے آیا ایسی باتیں صادر ہو رہی ہیں جو ان اعمال کے لئے نفع کا باعث ہیں یا اس کو ضائع و برباد کرنے والی ہیں کہ وہ کہیں اہل جہنم میں سے ہو جائے۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الإسلام

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لقد سألت عن عظيم : عن عمل عظيم، لأن دخول الجنة والنجاة من النار أمر عظيم جدا، لأجله أنزل الله الكتب، وأرسل الرسل.
- من يسره الله عليه : بتوفيقه إلى القيام بالطاعات على ما ينبغي وترك المنهيات.
- تعبد الله : توحده.
- على أبواب الخير : من النوافل، لأنه قد دله على واجبات الإسلام قبل.
- الصوم : الإكثار من نفله، لأن فرضه مر ذكره قريبا.
- جنة : بضم الجيم: وقاية لصاحبه من المعاصي في الدنيا، ومن النار في الآخرة.
- وصلاة الرجل في جوف الليل : يعني أنها تطفيء الخطيئة كذلك، والمرأة مثل الرجل في ذلك، وإنما خص الرجل بالذكر لأن المخاطب وهو السائل رجل أو لغير ذلك.
- تتجافى : تتنحى.
- المضاجع : مواضع الاضطجاع للنوم (المراقد).
- ذروة : بضم الذال وكسرها، الطرف الأعلى.
- سنامه : السَّنام: ما ارتفع من ظهر الجمل.
- بملاك ذلك كله : بمقصوده وجماعه، وما يعتمد عليك. والملاك بكسر الميم وفتحها.
- فأخذ بلسانه : أمسك النبي -صلى الله عليه وسلم- لسان نفسه.
- كف : احبس.
- ثكلتك : فقدتك، ولم يقصد رسول الله حقيقة الدعاء، بل جرى ذلك على عادة العرب في المخاطبات.
- وهل : استفهام إنكار، بمعنى النفي.

- يكب : بضم الكاف، يصرع.
- الناس : أي أكثرهم.
- حصائد ألسنتهم : ما يقولونه من الكلام الذي لا خير فيه؛ لأنه من نتائج وآثار كلامهم.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة رضي الله عنهم على العلم، ولهذا يكثر منهم سؤال النبي -صلى الله عليه وسلم- عن العلم.

٢. همة معاذ بن جبل -رضي الله عنه- حيث لم يسأل عن أمور الدنيا، بل عن أمور الآخرة.

٣. إثبات الجنة والنار، والإيمان بهما أحد أركان الإيمان الستة.

٤. العمل يدخل الجنة ويباعد عن النار، لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أقره على هذا.

٥. التوفيق بيد الله -عز وجل-، فمن يسر عليه الهداية اهتدى، ومن لم ييسر عليه، لم ييسر له ذلك.

٦. ترتب دخوله الجنة على الإتيان بأركان الإسلام الخمسة، وهي: التوحيد والصلاة والزكاة والصيام والحج.

٧. السؤال الذي صدر من معاذ -رضي الله عنه- سؤال عظيم، لأنه في الحقيقة هو سر الحياة والوجود، فكل موجود في هذه الدنيا من بني آدم أو من الجنّ غايته إما الجنة وإما النار، فلذلك كان هذا السؤال عظيماً.

٨. أغلى المهمّات وأعلى الواجبات عبادة الله وحده لا شريك له، أي التوحيد.

٩. رحمة الله بعباده أن فتح لهم أبواب الخير ليتزودوا من أسباب الأجر ومغفرة الذنوب.

١٠. فضل النبي -صلى الله عليه وسلم- في التعليم حيث يأتي بما لم يتحمله السؤال لقوله: "أَلا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الخَيْرِ"، وهذا من عادته أنه إذا دعت الحاجة إلى ذكر شيء يضاف إلى الجواب أضافه.

١١. فضل التقرب بالنوافل بعد أداء الفرائض.

١٢. فضل إيثار ما يحبه الله على حظ النفس.

١٣. الصدقة تكفَّر بها السيئات.

١٤. فضل الصلاة في جوف الليل.

١٥. استدلال النبي -صلى الله عليه وسلم- بالقرآن مع أن القرآن أنزل عليه، لكن القرآن يستدل به لأن كلام الله -تعالى- مقنع لكل أحد، ولهذا تلا هذه الآية: (تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ) (السجدة: الآية١٦).

١٦. الصلاة من الإسلام بمنزلة العمود الذي تقوم عليه الخيمة، يذهب الإسلام بذهابها، كما تسقط الخيمة بسقوط عمودها.

١٧. فضل الجهاد.

١٨. كف اللسان وضبطه وحبسه هو أصل الخير كله.

١٩. جواز الدعاء الذي لا تُقصد حقيقته بل لتأكيد الأمر أو الخبر لقوله: (ثكلتك أمك يا معاذ).

٢٠. تشبيه المعقول بالمحسوس في قوله: (والصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النار).

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية، لإسماعيل الأنصاري، مكتبة الإمام الشافعي- الطبعة الأولى. ١٤١٥ه- ١٩٩٥م. الجامع في شرح الأربعين النووية ، د. محمد يسري ، دار اليسر ، القاهرة ، ط ٣ ، ١٤٣٠ هـ- ٢٠٠٩. التلخيص المعين على شرح الأربعين، للشيخ العلامة محمد بن صالح العثيمين، دار الثريا. الأحاديث الأربعين النووية مع ما زاد عليها ابن رجب وعليها الشرح الموجز المفيد. المؤلف: عبد الله بن صالح المحسن، الناشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة - الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤ه/١٩٨٤م. الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن بن ناصر البراك - دار التوحيد بالرياض. صحيح الترغيب والترهيب – الألباني، مكتبة المعارف – الرياض. سنن ابن ماجه، دار الفكر – بيروت. سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (4303)

يا رويفع، لعل الحياة ستطول بك فأخبر الناس أن من عقد لحيته، أو تقلد وترا، أو استنجى برجيع دابة أو عظم، فإن محمدا بريء منه

اے رویفع! شاید تمھاری زندگی دراز ہو، لہٰذا تم لوگوں کو بتا دینا کہ جس آدمی نے اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائی یا تانت کا ہار پہنا اور ڈالا یا جانور کی نجاست یا ہڈی سے استنجا کیا، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بری ہیں۔

٣٥١. الحديث:

عن رويفع قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يا رُوَيْفِعُ، لعل الحياة ستطول بك فأخبر الناس أن من عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أو تقلَّدَ وَتَرًا، أو اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دابة أو عَظْمٍ، فإن محمدا بريءٌ منه".

٣٥١. حدیث:

اے رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے رویفع! شاید تمھاری زندگی دراز ہو، لہٰذا تم لوگوں کو بتا دینا کہ جس آدمی نے اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائی یا تانت کا ہار پہنا اور ڈالا یا جانور کی نجاست یا ہڈی سے استنجا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بری ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أن هذا الصحابي سيطول عمرُه حتى يدرك أناساً يخالفون هديه -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- في اللحى الذي هو توفيرُها وإكرامُها إلى العبث بها على وجهٍ يتشبهون فيه بالأعاجم أو بأهل الترف والميوعة. أو يُخِلُّون بعقيدة التوحيد باستعمال الوسائل الشركية فيلبسون القلائد أو يُلبسونها دوابَّهم يستدفعون بها المحذور. أو يرتكبون ما نهى عنه نبيهم من الاستجمار بروث الدواب والعظام. فأوصى النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- صاحبه أن يبلغ الأمة أن نبيها يتبرأ ممن يفعل شيئًا من ذلك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ اس صحابی کی عمر لمبی ہوگی، یہاں تک کہ وہ ایسے لوگوں کو پائیں گے، جو داڑھیوں کے معاملے میں آپ ﷺ کے طرز عمل، یعنی انھیں بڑھانے اور ان کے احترام کی بجائے وہ عجمی و عیش پرور دہ اور احمق لوگوں کی طرح ان کے ساتھ مذاق شروع کر دیں گے۔ یا پھر شرکیہ ذرائع کے استعمال کی وجہ وہ عقیدۂ توحید میں خلل انداز ہوں گے، بایں طور کہ کسی آفت کے دفعیہ کے لیے خود تانت کے ہار پہنیں گے یا پھر اپنے چوپایوں کو یہ پہنائیں گے۔ یا پھر ایسے امور کا ارتکاب کریں گے، جن سے نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ مثلا چوپایوں کے گوبر اور ہڈیوں سے استنجا کرنا۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابی کو وصیت فرمائی کہ وہ امت تک یہ بات پہنچا دیں کہ ان کے نبی ﷺ اس شخص سے بری ہیں، جو یہ کام کرتا ہے۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> التمائم

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: رويفع بن ثابت -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- عقد لحيته : قيل: معناه ما يفعلونه في الحروب من فتلِها وعقدها تكبُّراً، وقيل: معناه معالجة الشعر؛ ليتعقَّد ويتجعَّد على وجه التأنُّث والتنعم، وقيل: المراد عقدُها في الصلاة أي كفها.
- تقلد وتراً : جعله قلادة في عنقه أو عنق دابته من أجل الوقاية من العين.
- استنجى : أي أزال النجوَ -وهو العذرة- عن المخرج.
- برجيع دابة : الرجيع: الروث، سُمِّي رجيعًا لأنه رجع عن حالته الأولى بعد أن كان علَفًا.
- بريءٌ منه : هذا وعيد شديد في حق من فعل ذلك.

فوائد الحديث:

١. عَلَم من أعلام النبوة، فإن رويفعًا طالت حياته إلى سنة ٥٦هـ.
٢. وجوب إخبار الناس بما أُمِروا به ونُهوا عنه مما يجب فعله أو تركه.

٣. مشروعية إكرام اللحية وإعفائها وتحريم العبث بها بحلق أو قص أو عقد أو تجعيد أو غير ذلك.
٤. تحريم اتخاذ القلادة لدفع المحذور، وأنه شرك.
٥. تحريم الاستنجاء بالروث والعظم.
٦. أن هذه الجرائم المذكورة من الكبائر.
٧. قبول خبر الواحد العدل.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠ الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ– ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. صحيح أبي داود - الأم، للألباني، نشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (6764)

يا عبادي، إني حرَّمتُ الظلمَ على نفسي وجعلتُه بينكم محرَّمًا فلا تَظَالموا، يا عبادي، كلكم ضالٌّ إلا من هديتُه فاستهدوني أهدكم

اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت سے نواز دوں، پس تم مجھ ہی سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا

٣٥٢. الحديث:

عن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- فيما يرويه عن ربه: «يا عبادي، إني حرَّمتُ الظلمَ على نفسي وجعلتُه بينكم محرَّمًا فلا تَظَالموا، يا عبادي، كلكم ضالٌّ إلا من هديتُه فاستهدوني أَهْدِكم، يا عبادي، كلكم جائعٌ إلا من أطعمته فاستطعموني أطعمكم، يا عبادي، كلكم عارٍ إلا من كسوتُه فاسْتَكْسُوني أَكْسُكُم، يا عبادي، إنكم تُخطئون بالليل والنهار وأنا أغفر الذنوبَ جميعًا فاستغفروني أغفرْ لكم، ياعبادي، إنكم لن تَبلغوا ضَرِّي فتَضُرُّوني ولن تَبْلُغوا نَفْعِي فتَنْفَعُوني، يا عبادي، لو أن أولَكم وآخِرَكم وإنسَكم وجِنَّكم كانوا على أتْقَى قلبِ رجلٍ واحد منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئًا، يا عبادي، لو أن أوَّلَكم وآخِرَكم وإنسَكم وجِنَّكم كانوا على أفْجَرِ قلب رجل واحد منكم ما نقص ذلك من ملكي شيئًا، يا عبادي، لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم قاموا في صَعِيدٍ واحد فسألوني فأعطيت كلَّ واحدٍ مسألتَه ما نقص ذلك مما عندي إلا كما يَنْقُصُ المِخْيَطُ إذا أُدخل البحر، يا عبادي، إنما هي أعمالكم أُحْصِيها لكم ثم أُوَفِّيكُم إياها فمن وجد خيرًا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن إلا نفسه».

٣٥٢. حدیث:

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: ”اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت سے نواز دوں، پس تم مجھ ہی سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں، پس تم مجھ ہی سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں پس تم مجھ ہی سے لباس مانگو میں تمہیں لباس دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخش دیتا ہوں پس تم مجھ ہی سے بخشش مانگو، میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کی رسائی مجھے نقصان پہنچانے تک نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہاری رسائی مجھے نفع پہنچانے تک ہو سکتی ہے کہ تم مجھے نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جنّات تم میں سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہوجائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ اور تمہارے انسان اور تمہارے جنّات, تم میں سب سے زیادہ فاجر شخص کے دل جیسے ہوجائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ کمی نہ کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے کے لوگ اور تمہارے آخر کے لوگ, اور تمہارے انسان اور تمہارے جنّات, ایک کھلے میدان میں کھڑے ہوجائیں اور سب مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کی طلب کردہ چیز دے دوں تو اس سے میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی سوائے ایسے جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبونے کے بعد (پانی میں) کمی کرتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں شمار کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔“

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يفيدنا هذا الحديث القدسي المشتمل على فوائد عظيمة في أصول الدين، وفروعه، وآدابه بأن الله سبحانه حرم الظلم على نفسه تفضلا منه وإحسانا إلى عباده، وجعل الظلم محرما بين خلقه فلا يظلم أحد أحدا، وأن الخلق كلهم ضالون عن طريق الحق إلا بهداية الله وتوفيقه، ومن سأل الله وفقه وهداه، وأن الخلق فقراء إلى الله محتاجون إليه، ومن سأل الله قضى حاجته وكفاه، وأنهم يذنبون بالليل والنهار والله تعالى يستر ويتجاوز عند سؤال العبد المغفرة، وأنهم لا يستطيعون مهما حاولوا بأقوالهم وأفعالهم أن يضروا الله بشيء أو ينفعوه، وأنهم لو كانوا على أتقى قلب رجل واحد أو على أفجر قلب رجل واحد ما زادت تقواهم في ملك الله، ولا نقص فجورهم من ملكه شيئا؛ لأنهم ضعفاء فقراء إلى الله محتاجون إليه في كل حال وزمان ومكان، وأنهم لو قاموا في مقام واحد يسألون الله فأعطى كل واحد ما سأل ما نقص ذلك مما عند الله شيئا؛ لأن خزائنه سبحانه ملأى لا تغيضها نفقة، سحاء الليل والنهار، وأن الله يحفظ جميع أعمال العباد ويحصيها ما كان لهم وما كان عليهم، ثم يوفيهم إياها يوم القيامة فمن وجد جزاء عمله خيرا فليحمد الله على توفيقه لطاعته، ومن وجد جزاء عمله شيئا غير ذلك فلا يلومن إلا نفسه الأمارة بالسوء التي قادته إلى الخسران.

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

یہ حدیث قدسی جو دین کے اصول و فروع اور اس کے آداب کے سلسلے میں بہت سے عظیم فوائد پر مشتمل ہے، ہمیں یہ خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالی نے ازراہِ فضل اور اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور اپنی مخلوق کے مابین بھی ظلم کو حرام ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور یہ کہ مخلوق سب کی سب گم گشتہ راہ حق ہے بجز اس کے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت اور توفیق مل جائے۔ اور جو اللہ سے مانگتا ہے اسے اللہ تعالی ہدایت اور توفیق سے نواز دیتا ہے۔ اور یہ کہ تمام مخلوق اللہ کے سامنے فقیر اور اس کے محتاج ہیں۔ اور جو اللہ سے مانگتا ہے اللہ اس کی حاجت کو پورا کر دیتا ہے اور اسے کافی ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ انسان شب و روز گناہ کرتے ہیں اور اللہ ان کی ستر پوشی کرتا ہے اور جب بندہ مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ اس سے درگزر کر دیتا ہے۔ وہ اپنے قول و فعل سے جتنی بھی کوشش کر لیں، اللہ کو نہ تو کچھ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ کوئی نفع۔ اگر وہ سب کسی انتہائی متقی شخص کے دل کی مانند ہو جائیں یا کسی انتہائی بدکار شخص کی مانند ہو جائیں تو ان کا تقوی اللہ کی بادشاہت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کی بدکاری اس کی بادشاہی میں کچھ کمی کر سکتی ہے۔ کیونکہ وہ کمزور، اللہ کے سامنے فقیر اور ہر حال، ہر وقت اور ہر جگہ اس کے محتاج ہیں۔ اگر وہ سب کسی ایک جگہ کھڑے ہو کر اللہ سے مانگیں اور اللہ ان میں سے ہر ایک کو اس کی مراد عطا کر دے تو اس سے اللہ کے پاس موجود خزانوں میں کچھ کمی نہیں آئے گی۔ کیونکہ اللہ کے خزانے تو بھرے ہوئے ہیں جن میں خرچ کرنے سے کمی واقع نہیں ہوتی۔ وہ دن رات انہیں لٹاتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ اپنے بندوں کے تمام اچھے برے اعمال کو محفوظ اور شمار کرتا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں ان کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ جو اپنے عمل کا بدلہ اچھا پائے وہ اللہ کی طرف سے اس کی اطاعت کی توفیق ملنے پر اس کی حمد بیان کرے اور جسے اس کے عمل پر اس کے علاوہ کچھ اور جزا ملے تو وہ صرف اپنے نفس امارہ کو ہی ملامت کرے جس نے اسے گھاٹے میں ڈال دیا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- حرمت : منعت.
- الظلم : وضع الشيء في غير موضعه.

- على نفسي : أي: فضلا مني، وجوداً وإحسانا إلى عبادي.
- وجعلته بينكم محرما : حكمت بتحريمه عليكم.
- فلا تظالموا : بتشديد الظاء وبتخفيفها أصله تتظالموا، لا يظلم بعضكم بعضا.
- كلكم ضال : عن الحق لو ترك دون هداية من الله.
- إلا من هديته : وفقته لا متثال الأمر واحتناب النهي.
- فاستهدوني : اطلبوا مني الدلالة على طريق الحق والإيصال إليها.
- أهدكم : أنصب لكم أدلة ذلك الواضحة، وأوفقكم لها.
- فاستطعموني : اطلبوا مني الطعام.
- فاستكسوني : اطلبوا مني الكسوة.
- وأنا أغفر الذنوب جميعا : أي: أسترها وأمحوها، غير الشرك وما لا يشاء مغفرته.
- فاستغفروني : سلوني المغفرة، وهي ستر الذنب ومحو أثره، وأمن عاقبته.
- صعيد واحد : أرض واحدة ومقام واحد.
- المخيط : الإبرة.
- فمن وجد خيرا : ثوابا ونعيما بأن وفق لأسبابهما.أو حياة طيبة هنيئة.
- أوفيكم إياها : أعطيكم جزاءها وافيا تاما.
- فلا يلومن إلا نفسه : فإنها آثرت شهواتها على رضا ربها، واللوم: أن يشعر الإنسان بقلبه بأن هذا فعل غير لائق وغير مناسب، وربما ينطق بذلك بلسانه.
- فليحمد الله : على توفيقه للطاعات التي ترتب عليها ذلك الخير والثواب، فضلا منه ورحمة.
- ومن وجد غير ذلك : أي وجد شراً أو عقوبة.

فوائد الحديث:

١. من السنة ما هو من كلام الله، وهو ما يرويه النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ربه، ويسمى بالحديث القدسي أو الإلهي.

٢. إثبات القول لله -عزّ وجل- وهذا كثير في القرآن الكريم، وهو دليل على ما ذهب إليه أهل السنة من أن كلام الله يكون بصوت، إذ لا يطلق القول إلا على المسموع.

٣. الله تعالى قادر على الظلم لكنه حرّمه على نفسه لكمال عدله.

٤. تحريم الظلم.

٥. شرائع الله مبنية على العدل.

٦. من صفات الله ما هو منفي مثل الظلم، ولكن لا يوجد في صفات الله -عزّ وجل- نفي إلا لثبوت ضده، فنفي الظلم يعني ثبوت العدل الكامل الذي لا نقص فيه.

٧. لله عزّ وجل أن يحرم على نفسه ما شاء لأن الحكم إليه، كما أنه يوجب على نفسه ما شاء.

٨. إطلاق النفس على الذات لقوله: "عَلَى نَفْسِيْ"، والمراد بنفسه ذاته -عزّ وجل.-

٩. وجوب الإقبال على المولى في جميع ما ينزل بالإنسان لافتقار سائر الخلق إليه.

١٠. كمال عدل الله وملكه وغناه وإحسانه إلى عباده، وعلى العباد أن يتوجهوا إلى الله في قضاء حوائجهم.

١١. لا تُطلب الهداية إلا من الله لقوله: "فَاستَهدُونِي أَهدِكُم."

١٢. الأصل في المكلفين : الضلال، وهو الجهل بالحق وترك العمل به.

١٣. ما يحصل للعباد من علم أو اهتداء، فبهداية الله وتعليمه.

١٤. الخير كله من فضل الله تعالى على عباده من غير استحقاق، والشر كله من عند ابن آدم من اتباع هوى نفسه.

١٥. أن العبد لا يخلق فعل نفسه بل هو وفعله مخلوقان لله تعالى.

١٦. مهما كثرت الذنوب والخطايا فإن الله تعالى يغفرها، لكن يحتاج أن يستغفر الإنسان، ولهذا قال: "فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ."

١٧. من أحسن فبتوفيق الله، وجزاؤه فضل من الله فله الحمد.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4810)

يا غلام، إني أعلمُك كلمات: احْفَظِ اللهَ يحفظْك، احفظ الله تَجِدْه تجاهَك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا اسْتَعَنْتَ فاسْتَعِن بالله

اے لڑکے! میں تمھیں کچھ باتیں سکھاتا ہوں؛ اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، اللہ تمھاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھو، اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب مانگو، تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو، تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔

٣٥٣. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: كنت خلف النبي -صلى الله عليه وسلم- يوماً فقال يا غلام، إني أعلمك كلمات: «احْفَظِ اللهَ يحفظْك، احفظ الله تَجِدْه تُجَاهَك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا اسْتَعَنْتَ فاسْتَعِن بالله، واعلمْ أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك، وإن اجتمعوا على أن يَضرُّوك بشيء لم يَضرُّوك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الأقلام وجفت الصحف». وفي رواية: «احفظ الله تَجِدْه أمامك، تَعرَّفْ إلى الله في الرَّخَاء يَعرِفْكَ في الشِّدة، واعلم أنَّ ما أخطأَكَ لم يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وما أصَابَكَ لم يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، واعلم أن النصرَ مع الصبرِ، وأن الفرجَ مع الكَرْبِ، وأن مع العُسْرِ يُسْرًا».

٣٥٣. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں : میں ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے پیچھے سوار تھا کہ اسی درمیان آپ نے فرمایا : "اے لڑکے! میں تمھیں کچھ باتیں سکھانا چاہتا ہوں۔ اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، اللہ تمھاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھو، اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب مانگو، تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو، تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو، اور اس بات کو جان لو کہ اگر تمام مخلوق بھی تمھیں فائدہ پہنچانا چاہے، تو تمھیں اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے، جتنا اللہ نے تمھارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر بھی تمھیں نقصان پہنچانا چاہیں، تو تمھیں اتنا ہی نقصان پہنچاسکتے ہیں، جتنا اللہ نے تمھارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔ ایک اور روایت میں ہے : "اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ تم خوش حالی میں اللہ کو یاد رکھو، وہ سختی کے وقت تمھیں یاد رکھے گا۔ جان لو کہ جو چیز تمھیں نہیں ملی، وہ تمھیں ملنے والی نہیں تھی، اور جو تمھیں مل گئی، وہ تمھیں ملے بغیر رہنے والی نہیں تھی۔ جان لو کہ مدد صبر کے ساتھ ہی آتی ہے اور کشادگی تنگی پر ہی آتی ہے اور یہ کہ مشکل کے ساتھ ہی آسانی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث العظيم يتوجه النبي -صلى الله عليه وسلم- لهذا الغلام وهو ابن عباس -رضي الله عنهما- بوصايا جليلة تتضمن أن يحفظ أوامر الله تعالى ونواهيه على كل أحيانه وفي كل أوقاته، ويصحح له النبي عقيدته في الصغر فما من خالق إلا الله، وما من قادر دون الله، وما من مدبر للأمر مع الله، ولا واسطة بين العبد وبين ربه ومولاه، فهو سبحانه المأمول عند نزول المصاب، وهو سبحانه المرجو عند حلول العقاب، وغرس النبي -عليه السلام- في نفس

اجمالی معنی:

اس عظیم حدیث میں نبی ﷺ اس لڑکے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ بہت ہی اہم نصیحتیں فرما رہے ہیں, جن میں یہ تلقین ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر گھڑی اللہ کے احکامات و نواہی کی پاس داری کریں۔ نبی ﷺ بچپن میں ہی ان کا عقیدہ درست فرما رہے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، اللہ کے سوا کوئی قدرت والا نہیں۔ اللہ کے ساتھ کوئی اور نہیں، جو امور کی تدبیر کرتا ہو۔ بندے اور اس کے رب اور مولا کے مابین کوئی بھی واسطہ نہیں۔ مصیبت آنے پر اللہ ہی سے امیدیں باندھنی چاہییں۔ جب کسی تکلیف کا سامنا ہو، تو اس میں اللہ ہی سے آس لگانی چاہیے۔ نبی ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذہن میں اللہ کی قضا و قدر پر ایمان لانے کو راسخ فرمایا؛ کیوں کہ ہر چیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قضا و قدر ہی سے ہوتی ہے۔

ابن عباس -رضي الله عنهما- الإيمان بقدر الله وقضائه فكل شيء بقدره -سبحانه- وقضائه.

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالقضاء والقدر > مراتب القضاء والقدر

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد بروايتيه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- خلف النبي -صلى الله عليه وسلم- : أي على دابته رديفا.
- غلام : الصبي حين يفطم إلى تسع سنين، وسن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- حينئذ كانت نحو عشر سنين.
- كلمات : جمل.
- احفظ الله : بملازمة تقواه، واجتناب نواهيه، فحفظ الله بحفظ أمره ونهيه والمحافظة على ما سبق.
- يحفظك : في نفسك وأهلك، ودنياك ودينك، سيما عند الموت.
- تُجاهك : بضم التاء، أمامك كما في الرواية الثانية.
- فاسأل الله : أن يعطيك مطلوبك، ولا تسأل غيره، فإنه لا يملك لنفسه نفعا ولا ضرا، فضلا عن غيره.
- استعنت : طلبت الإعانة على أمر من أمور الدنيا والآخرة.
- فاستعن بالله : لأنه القادر على كل شيء، وغيره عاجز.
- الأمة : المراد بها هنا سائر المخلوقات.
- رفعت الأقلام وجفت الصحف : كناية عن تقدم كتابة المقادير كلها، والفراغ منها من أمد بعيد.
- تعرف إلى الله في الرخاء : بملازمة طاعته، والإنفاق في وجوه القرب.
- يعرفك في الشدة : بتفريجها عنك، وجعله لك من كل ضيق فرجا، ومن كل هم مخرجا.
- واعلم أن ما أخطأك : من المقادير فلم يصل إليك.
- لم يكن ليصيبك : لأنه مقدر على غيرك.
- لم يكن ليخطئك : لأنه مقدر عليك.
- أن النصر : من الله للعبد على جميع أعداء دينه ودنياه أينما يوجد.
- مع الصبر : على طاعة الله، وعن معصيته، وعن المصائب.
- الفرج : الخروج من الغم.
- الكرب : الغم الذي يأخذ النفْس.

فوائد الحديث:

١. جواز الإرداف على الدابة إن أطاقته.
٢. ذكر المعلم للمتعلم أنه يريد أن يعلمه قبل فعله، ليشتد شوقه إلى ما يعلم وتقبل نفسه عليه.
٣. ملاطفة النبي -صلى الله عليه وسلم- لمن هو دونه حيث قال: "يَا غُلام إني أُعَلِمُكَ كَلِماتٍ."
٤. فضل ابن عباس -رضي الله عنهما-، حيث رآه النبي أهلاً لهذه الوصايا مع صغر سنه.
٥. الجزاء قد يكون من جنس العمل.
٦. الأمر بالاعتماد على الله، والتوكل عليه دون غيره، وهو نعم الوكيل.
٧. عجز الخلائق كلهم، وافتقارهم إلى الله -عز وجل-.
٨. التنبيه على أن هذه الدار عرضة للمصائب، فينبغي الصبر عليها.
٩. الرضا بالقضاء والقدر.
١٠. من أضاع الله -أي أضاع دين الله- فإن الله يضيعه ولا يحفظه.
١١. من حفظ الله -عزّ وجل- هداه ودله على ما فيه الخير.

١٢. البشارة العظيمة أن الإنسان إذا أصابه العسر فلينتظر اليسر.

١٣. تسلية العبد عند حصول المصيبة، وفوات المحبوب على أحد المعنيين في قوله: "وَاعْلَم أن مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُن لِيُخطِئكَ، وَمَا أخطأَكَ لَمْ يَكُن لِيصيبَك" فالجملة الأولى تسلية في حصول المكروه، والثانية تسلية في فوات المحبوب.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. - الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر، نشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤١٦هـ- ١٩٩٥م. - سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. - مشكاة المصابيح، للتبريزي، تحقيق الألباني، الناشر : المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة : الثالثة - ١٤٠٥هـ.

الرقم الموحد: (4811)

يا معشر المهاجرين والأنصار، إن من إخوانكم قوما ليس لهم مال، ولا عشيرة، فلْيَضُمَّ أحدكم إليه الرَّجُلَيْنِ أو الثلاثة	اے مہاجرین اور انصار کی جماعت! تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس مال ہے نہ کنبہ، تو ہر ایک تم میں سے اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو شریک کرلے۔

٣٥٤. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أنه أراد أن يغزو، فقال: «يا معشر المهاجرين والأنصار، إن من إخوانكم قوما ليس لهم مال، ولا عشيرة، فلْيَضُمَّ أحدكم إليه الرَّجُلَيْنِ أو الثلاثة، فما لأحدنا مِن ظَهْر يَحْمِلُه إلا عُقْبَة كعُقْبَة». يعني: أحدهم، قال: فضَمَمْتُ إليَّ اثنين أو ثلاثة ما لي إلا عُقْبَة كعُقْبَة أحدهم من جَمَلي.

٣٥٤. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا ارادہ کیا تو فرمایا: "اے مہاجرین اور انصار کی جماعت! تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس مال ہے نہ کنبہ، تو ہر ایک تم میں سے اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو شریک کرلے، تو ہم میں سے بعض کے پاس سواری نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ ہم باری باری سوار ہوں"، تو میں نے اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو لے لیا، میں بھی صرف باری سے اپنے اونٹ پر سوار ہوتا تھا، جیسے وہ ہوتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المعنى: أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر أصحابه رضي الله عنهم أن يَتَنَاوَب الرجلان والثلاثة على البعير الواحد حتى يكون الناس كلهم سواء.

اجمالی معنی:

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حکم دیا کہ دو یا تین لوگ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوں، تاکہ تمام لوگوں کو یکساں سواری کا موقع ملے۔

التصنيف: عقيدة >> فَضائِلُ الصّحابَةِ >> مَـحَبَّةُ الصّحابَةِ

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: جابر بن عبد الله رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يَغْزو : ذهب إلى قتال العدو في أرضه.
- عشيرة : قبيلة تُعَاوِنُه.
- يا معشر : المعشر: الجماعة.
- فلْيَضُمَّ أحدكم إليه الرَّجُلَيْنِ أو الثلاثة : أي: أحدكم يَضُمُّ الاثنين، وأحدكم يَضُمُّ ثلاثة، على حَسَب الحال من اليَسَار والإعْسار.
- ظهر : الإبل التي يُحْمَل عليها وتُرْكَب.
- عُقْبَة : التَّناوُب في ركوب البعير والمشي.

فوائد الحديث:

١. الحث على المساعدة في فعل الخير كالجهاد وغيره.
٢. استجابة الصحابة رضي الله عنهم لتعليمات النبي صلى الله عليه وسلم.
٣. إعانة الرفيق في السفر.

المصادر والمراجع:

»سنن أبي داود«، ت/ محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا- بيروت. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة

الأولى: ١٤٣٠ ه بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ ه«دليل الفالحين»، لمحمد بن علان الصديقي، الجمعية الأزهرية. «معجم اللغة العربية المعاصرة» لأحمد مختار عمر بمساعدة فريق عمل، عالم الكتب.

الرقم الموحد: (6005)

يا موسى لو أن السموات السبع وعامرهن غيري والأرضين السبع في كفة، ولا إله إلا الله في كفة، مالت بهن لا إله إلا الله

اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان کے سارے مکین اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور "لا الہ الا اللہ" دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً ان چیزوں کے پلڑے سے "لا الہ الا اللہ" کا پلڑا جھک جائے۔

٣٥٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "قال موسى: يا رب علمني شيئا أذكرك وأدعوك به، قال: قل يا موسى: لا إله إلا الله، قال: يا رب كل عبادك يقولون هذا، قال: يا موسى لو أن السموات السبع وعَامِرَهُنَّ غيري والأَرَضِينَ السبع في كِفَّةٍ، ولا إله إلا الله في كِفَّةٍ، مَالَتْ بهن لا إله إلا الله".

٣٥٥. حدیث:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ پروردگار! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دے جس کے ذریعہ میں تجھے یاد کروں اور تجھ سے دعا مانگوں، اللہ تعالی نے فرمایا موسیٰ "لا الہ الا اللہ" کہو! موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا میرے پروردگار! تیرے تمام بندے یہ کلمہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان کے سارے مکین اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور "لا الہ الا اللہ" دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً ان چیزوں کے پلڑے سے "لا الہ الا اللہ" کا پلڑا جھک جائے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

إن موسى -عليه الصلاة والسلام- طلب من ربه -عز وجل- أن يعلمه ذِكرًا يثني عليه به ويتوسل إليه به، فأرشده الله -عز وجل- أن يقول: لا إله إلا الله فأدرك موسى أن هذه الكلمة كثيرٌ ذِكرها على ألسنة الخلق، وهو إنما يريد أن يخصه بذكر يمتاز به عن غيره، فبين له الله -عز وجل- عِظم فضل هذا الذكر الذي أرشده إليه، وأنه لا شيء يعادله في الفضل، أخبره الرب -عز وجل- أن هذه الجملة من الذكر لو وضعت في كفة ميزان، والسماوات السبع وعامرهن غير الله والأرضين السبع مع عظمهن في كفة لرجحت بهن لا إله إلا الله؛ لأنها أصل كل دين وأساس كل ملة. وهذا الحديث ضعيف لكن صح كون الشهادة أفضل الكلام؛ روى البخاري تعليقا قول النبي -صلى الله عليه وسلم-: "أفضل الكلام أربع: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله والله أكبر"، وروى أحمد عن عمر قوله: الكلمة التي أراد بها عمه: شهادة أن لا إله إلا الله. قال طلحة: صدقت، لو علم كلمة هي أفضل منها لأمره بها.

اجمالی معنی:

موسی علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں کوئی ایسا ذکر سکھائیں کہ جس کے ذریعہ وہ اس کی ثنا بیان کر سکیں اور اس کے قریب ہو سکیں، چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں "لا الہ الا اللہ" کا ورد سکھایا، موسی علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ یہ کلمہ اکثر مخلوق کی زبان پر ہوتا ہے، وہ تو یہ چاہ رہے تھے کہ ان کے لیے کوئی ذکر مخصوص کیا جائے جس سے وہ دوسروں سے ممتاز رہیں، تو اللہ عزوجل نے انہیں اس ذکر کی عظیم فضیلت کی طرف نشان دہی فرمائی یہ کہ کوئی شئے اس کی فضیلت کی برابری نہیں کر سکتی اور یہ بتایا کہ یہ ذکر کا کلمہ اگر ترازو کے ایک پڑلے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پڑلے میں ساتوں آسمان اور اس کے مکین سوائے اللہ کے اور ساتوں زمین اپنی عظمتوں کے ساتھ رکھ دیے جائیں تو بھی "لا الہ الا اللہ" کا پڑلا وزنی ہو جائے گا، اس لیے کہ یہ کلمہ ہر دین وملت کی اساس واصل ہے۔ یہ حدیث دراصل ضعیف ہے لیکن "لا الہ الا اللہ" کا سب سے افضل کلمہ ہونا ثابت و صحیح ہے، امام بخاری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تعلیقاً نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "افضل کلام چار ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر"۔ اور امام احمد نے عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے (طلحہ رضی اللہ عنہ سے) کہا: "وہی کلمہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا یعنی کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی گواہی، طلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ آپ نے سچ فرمایا:

"اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے افضل بھی کوئی کلمہ جانتے ہوتے تو اپنے چچا کو اس کا حکم دیتے"۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل
العقيدة > الإيمان بالرسل > الأنبياء والرسل السابقين عليهم السلام
راوي الحديث: سنن النسائي الكبرى.
التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- موسى : هو موسى بن عمران رسول الله إلى بني إسرائيل وكليم الرحمن.
- أذكرك : أثني عليك وأحمدك به.
- وأدعوك به : أتوسل به إليك إذا دعوتك.
- يقولون هذا : أي هذه الكلمة.
- وعامرهن غيري : من فيهن من العمار غير الله -سبحانه وتعالى.-
- في كفة : أي لو وُضعت هذه المخلوقات في كفة من كفّتي الميزان ووُضعت هذه الكلمة في الكِفة الأخرى.
- مالت بهن : رجحت بهن.

فوائد الحديث:

١. عظم فضل لا إله إلا الله، لما تتضمنه من التوحيد والإخلاص.
٢. فضل موسى عليه السلام وحرصه على التقرّب إلى الله.
٣. أن العبادة لا تكون إلا بما شرعه الله وليس للإنسان أن يبتدع فيها من عند نفسه، لأن موسى طلب من ربه أن يعلمه ما يذكره به.
٤. أن ما اشتدت الحاجة والضرورة إليه كان أكثر وجودا، فإنَّ لا إله إلا الله لمَّا كان العالَم مضطرا إليها كانت أكثر الأذكار وجودا وأيسرها حصولا.
٥. أن الله فوق السماوات لقوله: "وعامرهن غيري."
٦. أنه لا بد في الذكر بهذه الكلمة من التلفظ بها كلها، ولا يقتصر على لفظ الجلالة (الله) كما يفعله بعض الجهّال.
٧. إثبات ميزان الأعمال وأنه حق.
٨. أن الأنبياء يحتاجون إلى التنبيه على فضل لا إله إلا الله.
٩. يجوز للشخص أن يسأل الله شيئا يخصه الله به.
١٠. أن الرسل لا يعلمون إلا ما علمهم الله به.
١١. إثبات صفة القول لله سبحانه.
١٢. إثبات أن السموات مسكونة.
١٣. إثبات أن الأرضين سبع كالسماوات.
١٤. إثبات المفاضلة بين الأعمال.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. السنن الكبرى، للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، نشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. ضعيف الترغيب والترهيب، للألباني، نشر: مكتَبة المَعارف لِلنَشْرِ والتوزيْع، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م.

الرقم الموحد: (3405)

يتركون المدينة على خير ما كانت، لا يغشاها إلا العوافي

لوگ مدینے کو پہلے سے بہتر حالت میں چھوڑ جائیں گے، البتہ وہ ایسے اجڑا ہوا ہوگا کہ وہاں وحشی جانور (درند اور پرند) ہی بسیں گے۔

٣٥٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعتُ رسولَ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - يقولُ: (يتركون المدينة على خير ما كانت، لا يَغْشَاهَا إلا العَوَافِي يريد -عوافي السِّباع والطير-، وآخِر من يُحْشَرُ راعيان من مُزَيْنَةَ، يُرِيدَانِ المدينةَ يَنْعِقَانِ بغنمهما، فيَجِدَانِها وُحُوشًا، حتى إذا بلغا ثَنِيَّةَ الوَدَاعِ خَرَّا على وُجوههما).

٣٥٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ مدینے کو پہلے سے بہتر حالت میں چھوڑ جائیں گے، البتہ وہ ایسے اجڑا ہوا ہوگا کہ وہاں وحشی جانور (درند اور پرند) ہی بسیں گے اور سب سے آخر میں جنھیں جمع کیا جائے گا، وہ قبیلۂ مزینہ کے دو چرواہے ہوں گے؛ وہ اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے مدینہ آئیں گے، لیکن وہاں انھیں صرف وحشی جانور نظر آئیں گے، یہاں تک کہ جب وہ ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے، تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن المدينة النبوية زادها الله تشريفا وتعظيما يخرج عنها ساكنوها، ولا يبقى فيها إلا السباع والطيور ليس فيها أحد، وأن هذا سيحصل في آخر الزمان، وأنه سيأتي راعيا غنم من مزينة إلى المدينة يصيحان بغنمهما، فيجدانها ذات وحشة لخلائها، وهما آخر من يحشر، فإذا بلغا ثنية الوداع سقطا ميتين.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مدینہ منورہ -اللہ تعالیٰ اس کے عز و شرف کو دوچند کر دے- کے باشندے اسے چھوڑ کر نکل جائیں گے اور درندوں اور پرندوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا، نیز یہ کہ یہ آخری زمانے میں ہوگا۔ آخر میں مزینہ کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے مدینہ آئیں گے، لیکن وہ اسے سنسان اور وحشت ناک پائیں گے۔ وہ سب سے آخر میں حشر کا سامنا کرنے والے ہوں گے۔ جب وہ ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے، تو منہ کے بل گر کر مر جائیںگے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يغشاها : لا يقصدها ويسكنها.
- العوافي : جمع عافية، وهي التي تطلب القوت والرزق من الدواب والطير.
- ينعقان : يصيحان.
- ثنية الوداع : الطريق في الجبل، يخرج إليه المشيعون للمسافر يودعونه عنده، وهو طريق في المدينة النبوية.
- وحوشا : ذات وحوش؛ لذهاب أهلها عنها.

فوائد الحديث:

١. أن الترك للمدينة سيكون في آخر الزمان عند قيام الساعة، ويوضحه قوله (وآخر من يحشر).
٢. أن الناس قرب قيام الساعة سوف يهجرون المدينة النبوية، ويهاجرون إلى غيرها من البلدان؛ طلبا لشهواتهم، وهي يومئذ خير البلاد.
٣. الإخبار عن أمر مستقبل وهو أمر غيبي، وهذا من أعلام النبوة ودلائلها.

٤. الإخبار عن آخر الناس موتا، وهما راعيان من قبيلة مزينة، ووصف دقيق لحالهما.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3116)

يحشر الناس يوم القيامة -أو قال: العباد- عُرَاةً غُرْلًا بهما

قیامت کے دن لوگ، یا فرمایا بندے برہنہ، غیر مختون اور بُہماً (خالی ہاتھ) اٹھائے جائیں گے۔

٣٥٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-، قال: بلغني حديثٌ عن رجل سمعه من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فاشتريتُ بعيرًا، ثم شَدَدْتُ عليه رَحْلي، فَسِرْتُ إليه شهرا، حتى قَدِمتُ عليه الشَّام فإذا عبد الله بن أُنيس، فقُلت للبوَّاب: قل له: جابر على الباب، فقال: ابن عبد الله؟ قلت: نعم، فخرج يَطَأُ ثوبه فَاعْتَنَقَنِي، وَاعْتَنَقْتُهُ، فقلت: حَدِيثًا بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ سمعتَه من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في القِصَاص، فخشيتُ أن تموت، أو أموت قبل أنْ أسْمَعَه، قال: سمعتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يُحْشَرُ الناسُ يوم القيامة - أو قال: العباد - عُراةً غُرْلًا بُهْمًا " قال: قلنا: وما بُهْمًا؟ قال: " ليس معهم شيء، ثم يناديهم بصوت يَسْمَعُه مَن بَعُدَ كما يسمعه مَن قَرُبَ: أَنَا الملك، أنا الدَيَّان، ولا ينبغي لأحد من أهل النار، أن يدخل النارَ، وله عِنْد أحد من أهل الجنة حقٌّ، حتى أَقُصَّه منه، ولا ينبغي لأحد مِنْ أهل الجَنَّة أَن يَدْخُل الجَنَّةَ، ولِأَحَد مِن أَهْل النَّار عِنْدَه حقٌّ، حتى أقصَّه منه، حتَّى اللَّطْمَة " قال: قلنا: كيف، وإنَّا إنَّما نَأْتِي اللهَ عزَّ وجلَّ عُراةً غُرْلًا بُهْمًا؟ قال: «بِالحَسَنَات والسيِّئَات».

٣٥٧. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی حدیث پہنچی جسے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، تو میں نے ایک اونٹ خریدا، پھر میں نے اس پر اپنا رخت سفر باندھا، اوران کا قصد کرکے ایک مہینہ چلتا رہا، یہاں تک کہ میں شام پہنچ گیا، وہاں مطلوبہ صحابی عبداللہ بن انیس سے ملاقات ہوئی میں نے چوکیدار سے کہا ان سے جاکر کہو دروازے پر جابر ہے، انہوں نے پوچھا عبداللہ کے لڑکے؟ میں نے کہا: ہاں، چنانچہ وہ اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے نکلے، اور مجھے گلے سے لگالیا اور میں نے بھی انہیں گلے سے لگالیا، میں نے کہا کہ مجھے قصاص کے متعلق ایک حدیث کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو مجھے خوف ہوا کہ اس حدیث کے سننے سے پہلے آپ یا میں مر نہ جاؤں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن لوگ، یا کہا بندے برہنہ، غیر مختون اور بہم اٹھائے جائیں گے"، کہتے ہیں: ہم نے پوچھا "بُہماً" کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ پھر ان کو ایسی آواز سے پکارے گا جسے وہ دور سے بالکل اسی طرح سنے گا جیسے اسے وہ قریب سے سنتا ہے کہ میں ہی حقیقی بادشاہ ہوں میں بدلہ لینے والا ہوں کسی جہنمی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائے اور اس کا کسی جنتی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدلہ دلادوں اور کسی جنتی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو اور اس کا کسی جہنمی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدلہ دلادوں، حتیٰ کہ ایک طمانچے کا بدلہ کیوں نہ ہو۔ ہم نے پوچھا کہ جب ہم اللہ کے سامنے برہنہ، غیر مختون اور خالی ہاتھ حاضر ہوں گے تو کیسا لگے لگا؟ تو (نبی ﷺ نے) جواب دیا کہ نیکی اور بدی کے ذریعہ۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يخبر جابر بن عبد الله الأنصاري أنه علم أن عبد الله بن أُنيس سمع حديثًا من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لم يسمعه، فاشترى جملًا ووضع عليه أمتعته، ثم سافر شهرا، حتى قَدِمَ الشام فدخل على عبد الله بن أُنيس، فقال للبوَّاب: قل له: جابر على الباب، فقال عبد الله بن أُنيس: ابن عبد الله؟ قال

اجمالی معنیٰ:

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما خبر دے رہے ہیں کہ انہیں اس بات کا علم ہوا کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی حدیث سنی ہے جسے انہوں نے نہیں سنی ہے، تو انہوں نے ایک اونٹ خریدا، پھر اس پر اپنا رخت سفر باندھا اور ایک مہینہ تک سفر کرتے رہے یہاں تک کہ شام پہنچے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر دربان سے کہا: کہہ دو جابر دروازہ پر ہیں، عبداللہ بن

جابر: نعم، فخرج إليه مسرعًا يدوس على ثوبه من سرعته، واعتنقا، فقال له جابر: إني علمت أنك سمعتَ من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حديثًا في القَصَاص، فخفت أن تموت، أو أموت قبل أن أسمعه، فقال: سمعتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يُحْشَرُ الناسُ يوم القيامة عُراةً غُرْلًا بُهْمًا» قال: قلنا: وما بُهْمًا؟ قال: «ليس معهم شيء» أي: يجمع الله الناس يوم القيامة في مكان واحد ليحاسبهم، ويجزيهم بعملهم، ويكونون حينذاك عراة وغير مختونين، كما ولدتهم أمهاتهم، ليس معهم شيء من الدنيا. ثم قال: «ثم يناديهم بصوت» فالنداء لا يكون إلا بصوت، ولا يعرف الناس نداء بدون صوت، فذكر الصوت هنا لتأكيد النداء، وهذا في غاية الصراحة والوضوح في أن الله يتكلم بكلام يُسمع منه تعالى، وأن له صوتاً، ولكن صوته لا يشبه أصوات خلقه، ولهذا قال: «يسمعه من بعد كما يسمعه من قرب» فهذه الصفة تختص بصوته تعالى، وأما أصوات خلقه فيسمعها القريب منها فقط، حسب قوة الصوت وضعفه، وقد كثرت النصوص المثبتة لذلك، منها قوله تعالى: { وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا}، وقوله: {وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا}، وقوله: {وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَى أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ}. ثم قال: «أنا الملك أنا الديان» يعني: أن النداء الذي يسمعه أهل الموقف كلهم يسمعه من بعد كما يسمعه من قرب، هو بقوله: «أنا الملك أنا الديان ...»، فهو تعالى الملك الذي بيده ملك السماوات والأرض، ومن فيهن، وهو الديان الذي يجازي عباده بعملهم، من عمل خيراً جازاه بأفضل مما عمل، ومن عمل شراً جازاه بما يستحق. ثم يقول تعالى: «ولا ينبغي لأحد من أهل النار، أن يدخل النارَ، وله عند أحد من أهل الجنة حقٌّ، حتى أقصَّه منه، ولا ينبغي لأحد من أهل الجنة أن يدخل الجنةَ، ولأحد من أهل النار عنده حقٌّ، حتى أقصَّه منه، حتى اللطمة» أي: أن الله عز وجل يحكم بين عباده بالعدل، فيأخذ من الظالم حق المظلوم، فلا يدخل

انیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا عبد اللہ کے لڑکے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، پس وہ تیزی سے نکلے اور اسی تیزی کی وجہ سے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے نکلے، اور دونوں گلے ملے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ: مجھے قصاص کے متعلق ایک حدیث کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس حدیث کے سننے سے پہلے آپ یا میں مر نہ جاؤں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن لوگ، یا فرمایا: بندے برہنہ، غیر مختون اور بہم اٹھائے جائیں گے"، کہتے ہیں: ہم نے پوچھا "بُہمًا" کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا تاکہ ان سے حساب لے اور انہیں ان کے عمل کے اعتبا سے بدلہ دے، اس وقت وہ سب ننگے اور غیر مختون ہوں گے جیسا کہ انہیں ان کی ماؤں نے جنا تھا، ان کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہوگی پھر فرمایا: "پھر ان کو ایسی آواز سے پکارے گا" پکار بغیر آواز کے نہیں پائی جاتی اور بغیر آواز کے پکار سے لوگ آگاہ نہیں ہوسکتے، تو یہاں پر آواز کا ذکر ندا کی تاکید کے لیے ہے اور یہ بات بالکل صریح اور واضح ہے کہ اللہ تعالی ایسا کلام فرماتا ہے جسے سنا جاتا ہے اور اس کلام میں آواز ہوتی ہے لیکن اس کی آواز مخلوق کی آواز کے مشابہ نہیں ہے اسی لیے فرمایا: "اسے وہ بالکل اسی طرح سنے گا جیسے اسے وہ قریب سے سنتا ہے"۔ یہ صفت اللہ تعالی کی آواز کے ساتھ خاص ہے اور مخلوق کی آواز کو آواز کی قوت و ضعف کے لحاظ سے صرف قریب سے سنا جا سکتا ہے اور اس کے ثبوت میں کثرت سے نصوص وارد ہیں، اس میں سے ایک اللہ تعالی کا یہ فرمان: "وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا" ترجمہ: اور ان کے رب نے ان کو پکارا، کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کرچکا تھا؟۔ اور اللہ تعالی کا یہ فرمان: "وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا" ترجمہ: ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے ندا کی اور رازگوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا۔ نیز اللہ تعالی کا یہ فرمان: "وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ" ترجمہ: اور جب تمہارے رب نے موسی کو آواز دی کہ تو ظالم قوم کے پاس جا۔ پھر فرمایا: "میں بادشاہ ہوں میں بدلہ دینے والا ہوں" یعنی محشر میں کھڑے ہوئے سبھی جس ندا کو سنیں گے وہ، اس ندا کو دور کی مسافت سے اسی طرح سنیں گے جس طرح وہ قریبی مسافت سے سنتے ہیں۔ "میں بادشاہ ہوں میں بدلہ دینے والا ہوں" پس وہی بادشاہ ہے جس کے ہاتھ میں آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بادشاہت ہے، وہ الدیّان ہے جو بندوں کو ان کے عمل کے مطابق بدلہ دے گا، پس جس نے خیر کے کام کیے اسے اس کے عمل سے بہتر بدلہ دیگا اور جس نے شر کے کام کیے اسے اس کے مستحق بدلہ دے گا۔ پھر فرمایا: "کسی جہنمی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائے اور اس کا کسی جنتی پر حق ہو

أحد من أهل النار النارَ وله عند أهل الجنة حق، حتى يمكنه من أخذ حقه، وهذا من تمام العدل فإن الكافر والظالم مع أنهما سيدخلان النار إلا أنهم لن يُظلموا، فإذا كان لهم حق عند أحد من أهل الجنة أخذوه منه، وكذلك الحال في أهل الجنة. فقال الصحابة للنبي -صلى الله عليه وسلم-: قلنا: كيف سيوفي الناس الحقوق وليس معهم شيء من الدنيا؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «بالحسنات والسيئات» أي: إنما يحدث توفية الحقوق بأن يأخذ المظلوم من حسنات الظالم، فإذا فنيت حسنات الظالم أُخذ من سيئات المظلوم فوُضعت على سيئات الظالم ثم طُرح في النار، كما جاء في الحديث.

یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدلہ دلادوں، اور کسی جنتی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو اور اس کا کسی جہنمی پر حق ہو یہاں تک کہ میں اس سے اس کا بدلہ دلادوں، یہاں تک کہ تھپڑ کا بدلہ بھی۔ یعنی: اللہ تعالی اپنے بندوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق لے گا، چنانچہ کوئی جہنمی اس حال میں جہنم میں داخل نہیں ہوگا کہ اس کا کسی جنتی پر حق ہو، یہاں تک کہ اس کا حق اس سے دلائے گا، اور یہی مکمل عدل کا تقاضا ہے کیونکہ کافر اور ظالم باوجود اس کے کہ وہ جہنم میں جائیں گے مگر ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اگر جنت والوں میں سے کسی کے پاس اس کا حق ہوگا تو ان سے لے کر اس کو دلایا جائے گا اور بالکل اسی طرح اہل جنت کے ساتھ کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے پوچھا: لوگوں کو کیسے ان کے حقوق دلائے جائیں گے جب کہ ان کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہوگی؟۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”نیکی اور بدی کے ذریعہ“ یعنی حقوق کی ادائیگی اس طرح ہوگی کہ مظلوم ظالم کی نیکیاں لے لے گا اور جب ظالم کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو مظلوم کے گناہوں کو لے کر ظالم کے گناہوں پر لاد دیا جائے گا پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

التصنيف: عقيدة >> التَّوْحِيدُ وَأَنْوَاعُهُ >> الاسماء والصفات

راوي الحديث: رواه أحمد تنبيه: روى البخاري تعليقًا جملة من هذا الحديث، فقال: (ويذكر عن جابر، عن عبد الله بن أنيس قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: " يحشر الله العباد، فيناديهم بصوت يسمعه من بعد كما يسمعه من قرب: أنا الملك، أنا الديان)

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- بعير : الجمل أو الناقة.
- رحلي : الرحل: سرج يوضع على ظهر الدواب للحمل أو الركوب.
- يطأ : يدوس.
- اعتنق : أدنى عنقه من عنقه وضمه إلى صدره حبا فيه
- خشيت : الخشية هي الخوف المقرون بالعلم.
- يُحشر : الحشر: الإخراج والجمع.
- غُرلا : غير مختونين.
- بُهمًا : ليس معهم شيء من أعراض الدنيا.
- الديَّان : مِن دان الناس: أي قهرهم على الطاعة، أو من الدين: أي حاسبهم وجازاهم بالعدل.
- أقص : أُمكِّنه من أخذ حقه.
- اللطمة : الضرب على الوجه بباطن الكف.

فوائد الحديث:

١. الرحلة في طلب العلم وسماع الحديث.
٢. شدة حرص الصحابة على سماع الأحاديث.
٣. أن بعض أهل الموقف أقرب إلى الله -تعالى- من بعض.
٤. إثبات النداء والصوت لله تعالى من غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكييف ولا تمثيل.

٥. الملك والديان من الأسماء الحسنى.

٦. القصاص يوم القيامة يكون بالحسنات والسيئات.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م. صحيح البخاري، حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: دار الصديق للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م. مختار الصحاح، لزين الدين أبو عبد الله محمد الحنفي الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، نشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت – صيدا، لطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، لعبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ هـ. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م.

الرقم الموحد: (8319)

يذهب الصالحون الأول فالأول، ويبقى حثالة كحثالة الشعير أو التمر لا يباليهم الله بالةً	نیک لوگ یکے بعد دیگر گزر جائیں گے اور پھر گھٹیا جو یا گھٹیا کھجور کی طرح کے کچھ لوگ رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالی کو کچھ بھی پروانہ ہوگی۔
٣٥٨. الحديث: عن مرداس الأسلمي -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «يذهب الصالحون الأول فالأول، ويبقى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشعير أو التمر لا يُبَالِيهُم الله بَالَةً».	**٣٥٨. حدیث :** مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : نیک لوگ یکے بعد دیگر گزر جائیں گے اور پھر گھٹیا جو یا گھٹیا کھجور کی طرح کے کچھ لوگ رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالی کو کچھ بھی پروانہ ہوگی"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبرنا النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- أنه في آخر الزمان يقبض الله أرواح الصالحين، ويبقى أناس ليسوا اهلًا للعناية، فلا يرفع الله لهم قدراً ولا يقيم لهم وزناً ولا يرحمهم ولا ينزل عليهم الرحمة وهم شرار الخلق عند الله وعليهم تقوم الساعة.	**اجمالی معنی :** اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: مرداس الأسلمي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حثالة : بالثاء وبالفاء، روايتان، وهو الرديء والمراد هنا سَقَط الناس.
- لا يباليهم الله بالة : ليس لهم قدر، فلا يعبأ الله بهم، ولا يقيم لهم وزنًا.

فوائد الحديث:

١. أن موت الصالحين وأهل العلم والفضل من أشراط الساعة.
٢. الندب إلى الاقتداء بأهل الخير، والتحذير من مخالفتهم.
٣. لا يبقى في آخر الزمان إلا أهل الجهل ممن لا يعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (3121)

يضحكُ اللهُ سبحانه وتعالى إلى رجلين يقتلُ أحدُهما الآخرَ يدخلانِ الجنةَ، يقاتلُ هذا في سبيل الله فيُقْتَلُ، ثم يتوبُ اللهُ على القاتلِ فيُسْلِمُ فَيُسْتَشْهَدُ

اللہ سبحانہ وتعالی ایسے دو آدمیوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا (پھر بھی) وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ اُن میں سے ایک تو اللہ کی راہ میں لڑکر شہید ہوا تھا پھر اللہ نے قاتل کو توبہ کی توفیق بخشی اور وہ مسلمان ہوگیا اور شہید ہوگیا۔

٣٥٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «يضحكُ اللهُ سبحانه وتعالى إلى رجلين يقتلُ أحدُهما الآخرَ يدخلانِ الجنةَ، يقاتلُ هذا في سبيل الله فيُقْتَلُ، ثم يتوبُ اللهُ على القاتلِ فيُسْلِمُ فَيُسْتَشْهَدُ».

٣٥٩. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ سبحانہ و تعالی ایسے دو آدمیوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا (پھر بھی) وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ اُن میں سے ایک تو اللہ کی راہ میں لڑکر شہید ہوا تھا پھر اللہ نے قاتل کو توبہ کی توفیق بخشی اور وہ مسلمان ہوگیا اور پھر شہید ہوگیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يضحك الله إلى رجلين يقتل أحدهما الآخر يدخلان الجنة، يقاتل المسلم في سبيل الله لإعلاء كلمة الله فيقتله كافر فيدخل الجنة، ثم يتوب الله على القاتل فيُسلم فيقاتل في سبيل الله فيستشهد.

اجمالی معنی :

اللہ تعالی دو ایسے آدمیوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے جو دونوں ہی جنت میں جائیں گے۔ بایں طور کہ مسلمان اللہ کے دین کی سربلندی میں لڑرہا ہوگا کہ ایک کافر اسے قتل کر دے گا اور وہ جنت میں چلا جائے گا۔ پھر اللہ قاتل کو توبہ کی توفیق دے گا اور وہ مسلمان ہوجائے گا اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا وہ بھی شہید ہوجائے گا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يضحك الله : الضحك معلوم، وإثباته يكون على ما يليق بجلاله سبحانه وتعالى، من غير تكييف ولا تمثيل، ومن غير تعطيل ولا تشبيه.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الضحك لله -تعالى.-
٢. وجوب التوبة من الذنب مهما كبر، وعدم اليأس من رحمة الله -تعالى.-
٣. الإسلام يمحو ما قبله من جريمة الكفر، والتوبة تمحو ما قبلها من الآثام.
٤. الاستشهاد في سبيل الله من موجبات الجنة.
٥. فيه دليل على أن الأعمال بالخواتيم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. صحيح البخاري،

نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم **محمد فؤاد** عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، **تحقيق**: **محمد فؤاد** عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5461)

يطوي الله السماوات يوم القيامة، ثم يأخذهن بيده اليمنى، ثم يقول: أنا الملك أين الجبارون؟ أين المتكبرون؟ ثم يطوي الأرضين السبع، ثم يأخذهن بشماله، ثم يقول: أنا الملك، أين الجبارون؟ أين المتكبرون

"روز قیامت اللہ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے گا اور پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں وہ لوگ جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو متکبر بنے پھرتے تھے؟ پھر اللہ ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا اور کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں جو متکبر بنے پھرتے تھے؟"۔

٣٦٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "يَطْوِي الله السماوات يوم القيامة، ثم يَأْخُذُهُنّ بيده اليمنى، ثم يقول: أنا الملك أين الجبارون؟ أين المتكبرون؟ ثم يَطْوِي الأَرَضِينَ السبع، ثم يأخذهن بشماله، ثم يقول: أنا الملك، أين الجبارون؟ أين المتكبرون؟".

٣٦٠. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روز قیامت اللہ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے گا اور پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں وہ لوگ جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو متکبر بنے پھرتے تھے؟ پھر اللہ ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا اور کہے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جو سرکش بنے پھرتے تھے؟ کہاں ہیں جو متکبر بنے پھرتے تھے؟"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا ابن عمر -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبرهم بأن الله -عز وجل- سوف يطوي السموات السبع يوم القيامة ويأخذهن بيده اليمنى، ويطوي الأرضين السبع ويأخذهن بيده الشمال، وأنه كلما طوى واحدة منهن نادى أولئك الجبارين والمتكبرين مستصغرا شأنهم معلنا أنه هو صاحب الملك الحقيقي الكامل الذي لا يضعف ولا يزول، وأن كل من سواه من ملك ومملوك وعادل وجائر زائل وذليل بين يديه عزوجل، لا يسأل عما يفعل وهم يسألون.

اجمالی معنیٰ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے صحابۂ کرام کو بتایا کہ قیامت کے دن اللہ عز وجل ساتوں آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے گا اور ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا اور یہ کہ وہ جب بھی ان میں سے کسی کو لپیٹے گا تو ان سرکشوں اور متکبروں کو تحقیر آمیز لہجے میں پکار کر اعلان کرے گا کہ وہی حقیقی و کامل بادشاہت کا مالک ہے، جس میں نہ کوئی کمزوری آتی ہے اور نہ ہی وہ کبھی ختم ہوتی ہے اور یہ کہ اس کے سوا ہر بادشاہ، غلام، انصاف پرور اور ظالم سب ختم ہو جانے والے اور اس کے سامنے بے حیثیت ہیں۔ اللہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- الجبّارون : جمع جبار ويوصف بهذا الوصف كل من كثر ظلمه وعدوانه.
- المتكبرون : المتكبرون جمع متكبر، وهو المتكبر على الحق برده، وعلى الخلق باحتقارهم.

فوائد الحديث:

١. إثبات أن لله يدين حقيقتين يمين وشمال، ومعنى حقيقيتين أي لا نؤولها بالنعمة أو القوة ونحو ذلك، ولا نقول أيضا إنها يد كيد المخلوقين، تعالى الله عن كل نقص علوا كبيرا، ولكنها يد من صفاتها القبض والبسط والأصابع والكتابة والخلق، كما جاء القبض في القرآن وفي هذا الحديث، قال تعالى: (والأرض جميعا قبضته يوم القيامة)، وقال تعالى: (بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء) وقال صلى الله عليه وسلم: (إن قلوب بني آدم بين أصبعين من أصابع الرحمن) وقال: (كتب الله التوراة بيده) والخلق في قوله تعالى عن خلق آدم: (ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي).

٢. إثبات صفة القول لله على وجه يليق بجلاله.

٣. إثبات اسم الملك لله متضمنا صفة الملك.

٤. إثبات أن الأرضين سبع.

٥. تحريم التجبر والتكبر.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب ص٢٥٢ ت: د. دغش العجمي . مكتبة أهل الأثر , الطبعة الخامسة , ١٤٣٥ه الجديد في شرح كتاب التوحيد لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, ت: محمد بن أحمد سيد , مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت.

الرقم الموحد: (3387)

يقول الله: إذا أراد عبدي أن يعمل سيئة، فلا تكتبوها عليه حتى يعملها، فإن عملها فاكتبوها بمثلها، وإن تركها من أجلي فاكتبوها له حسنة

جب میرا بندہ کسی برائی کے ارتکاب کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ اس کا ارتکاب نہ کر لے۔ اگر وہ اسے کر لے تو اسے ایک ہی برائی لکھو اور اگر وہ اسے میری وجہ سے چھوڑ دے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو

٣٦١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يقول اللهُ: إذا أراد عبدي أنْ يعملَ سيئةً، فلا تكتبوها عليه حتى يعملَها، فإنْ عَمِلها فاكتبوها بمثلِها، وإنْ تركها مِن أجلي فاكتبوها له حسنةً، وإذا أراد أنْ يعملَ حسنةً فلم يعملها فاكتبوها له حسنةً، فإنْ عملها فاكتبوها له بعشر أمثالها إلى سبع مائة ضِعْفٍ».

٣٦١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''اللہ تعالی فرماتا ہے : جب میرا بندہ کسی برائی کے ارتکاب کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ اس کا ارتکاب نہ کر لے۔ اگر وہ اسے کر لے تو اسے ایک ہی برائی لکھو اور اگر وہ اسے میری وجہ سے چھوڑ دے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو۔ اور اگر وہ کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کرے لیکن اسے کر نہ سکے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو۔ اگر وہ اسے کر لے تو پھر اسے اس کے لیے دس سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الخطاب من الله تعالى للملائكة الموكَّلين بحفظ عمل الإنسان وكتابته، وهو يدل على فضل الله على الإنسان، وتجاوزه عنه. قوله: «إذا أراد عبدي أن يعمل سيئة، فلا تكتبوها عليه حتى يعلمها» والعمل قد يراد به عمل القلب والجوارح، وهو الظاهر؛ لأنه قد جاء ما يدل على أن عمل القلب يؤاخذ به، ويجزي عليه، قال الله تعالى: {وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ}، وفي الحديث الصحيح: «إذا التقى المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار» ، قالوا: هذا القاتل، فما بال المقتول؟ قال: «إنه كان حريصاً على قتل أخيه»، فهذه النصوص تصلح لتخصيص عموم قوله: «إذا أراد أن يعمل سيئة فلا تكتبوها حتى يعملها» وهذا لا يخالف قوله في السيئة: «لم تكتب عليه»؛ لأن عزم القلب وتصميمه عمل. قوله: «فإن علمها فاكتبوها بمثلها»، يعني: سيئة واحدة، قال الله تعالى: {مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاء بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ}، وقال تعالى: {مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلاَّ

اجمالی معنی:

اللہ تعالی کا یہ ارشاد ان فرشتوں سے ہے جو انسان کے اعمال کو محفوظ کرنے اور ان کے لکھنے پر متعین ہیں۔ اس میں انسان پر اللہ کے فضل اور اللہ کی طرف سے اس سے درگزر کرنے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان : "جب میرا بندہ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ اس کا ارتکاب نہ کر لے۔" عمل سے کبھی دل اور اعضاء کا عمل مراد ہوتا ہے اور یہی معنی راجح ہے۔ کیونکہ اس بات کی دلیل موجود ہے کہ دل کے عمل پر مواخذہ ہوگا اور اس پر انسان کو جزا ملے گی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے : [وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ] (الحج: ٢٥)۔ ترجمہ : ''جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے درد ناک عذاب چکھائیں گے۔'' اور صحیح حدیث میں آیا ہے : ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ (لڑنے کے لئے) ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں ہیں۔'' لوگوں نے یہ دریافت کیا کہ یہ تو قاتل ہے (اس کے جہنم میں جانے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے)، لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ بھی اپنے بھائی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔" ان نصوص کے ذریعہ اللہ تعالی کے اس قول کے عموم کی تخصیص کرنا درست ہے : "جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ اس کا ارتکاب نہ کر لے۔" یہ تخصیص برائی کے بارے میں اللہ کے اس قول کے مخالف نہیں کہ

مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ}. قوله: «فإن تركها من أجلي فاكتبوها له حسنة» قيَّد تركها بأنه من أجل الله تعالى، أي: خوفاً منه، وحياءً، أما إذا تركها عاجزاً، أو خوفاً من الخلق، أو لعارض آخر، فإنها لا تُكتب له حسنة، بل ربما كُتبت عليه سيئة. قوله: «وإذا أراد أن يعمل حسنة فلم يعملها فاكتبوها له حسنة» إلى آخره، وهذا تفضُّل من الله تعالى الكريم المنان على عباده، فله الحمد والمنة، فأي كرم أعظم من هذا، الهم بالحسنة يكتب الله به حسنة كاملة، وعمل الحسنة يكتب به عشر حسنات إلى سبعمائة حسنة. وفي هذا الحديث أسند النبي صلى الله عليه وسلم هذا القول إلى الله تعالى بقوله: «يقول الله: إذا أراد عبدي» واصفاً له بذلك، وهذا القول من شرعه الذي فيه وعده لعباده، وتفضُّله عليهم، وهو غير القرآن، وليس مخلوقاً، فقوله تعالى غير خلقه.

"اسے اس کے کھاتے میں نہ لکھو۔ "کیونکہ دل کا پکا اور مصمم ارادہ کرلینا ایک عمل ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "اگر وہ اسے کرلے تو اسے اسی کے مثل لکھو"۔ یعنی ایک برائی (لکھو)۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: [مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاء بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ] (الأنعام: ١٦٠)۔ ترجمہ: ''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔'' اور فرمایا: [مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ] (غافر: ٤٠)۔ ترجمہ: ''جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر برابر کا بدلہ دیا جائے گا اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی پائیں گے۔'' اللہ تعالی کا قول: "اگر وہ میرے لیے اس برائی کو چھوڑ دے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو"۔ اس کے چھوڑنے کو اللہ کی خاطر چھوڑنے سے مشروط کیا گیا ہے، یعنی اگر وہ اللہ کے خوف سے اور اس سے حیا کی وجہ سے چھوڑ دے۔ تاہم اگر وہ اس سے عاجز آنے کی وجہ سے چھوڑے یا پھر مخلوق کے خوف کے وجہ سے یا کسی اور عارض کی وجہ سے ترک کرے تو اس صورت میں اس کے لیے نیکی نہیں لکھی جاتی بلکہ بسا اوقات برائی لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کا یہ قول: "اور اگر وہ کسی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اسے کر نہ سکے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اگر وہ اسے کرلے تو پھر اس کے لیے دس سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دو۔" یہ اللہ کی کریم ذات کا اپنے بندوں پر فضل ہے جو بہت زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اور تمام احسانات اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اس سے بڑی کرم نوازی اور کیا ہو سکتی ہے کہ نیکی کے ارادے کو پوری نیکی لکھ دیا جائے اور نیکی کرنے کو دس سے سات سو گنا تک بڑھا کر لکھا جائے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس بات کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ ارادہ کرے۔" آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ اللہ کا فرمان ہے۔ اللہ کا یہ قول اس کی شریعت ہی کا حصہ ہے جس میں اس کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے وعدہ اور ان پر اس کے فضل و کرم کا بیان ہے۔ اور یہ قرآن کے علاوہ ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے۔ پس اللہ تعالی کا قول اس کی مخلوق کے علاوہ ہے۔ (یعنی اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے)

التصنيف: عقيدة >> الصِّفَاتُ الإِلَهِيّةُ >> صفة الكلام

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على إثبات كلام الله تعالى ومخاطبته للملائكة
٢. هذا الحديث يدل على فضل الله على الإنسان، وتجاوزه عنه.
٣. الإيمان بالملائكة الموكَّلين بحفظ عمل الإنسان وكتابته
٤. من ترك سيئة من أجل الله تعالى أي: خوفاً منه، وحياءً، فإنها تكتب له حسنة، أما إذا تركها عاجزاً، أو خوفاً من الخلق، أو لعارض آخر، فإنها لا تكتب له حسنة، بل ربما كتبت عليه سيئة

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، لعبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ هـ.

الرقم الموحد: (8314)

يكره أن يقول: أعوذ بالله وبك، ويجوز أن يقول: بالله ثم بك

یہ کہنا مکروہ ہے کہ : "میں اللہ اور تیری پناہ میں آتا ہوں"۔ اس کی بجائے اس کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ : "میں اللہ کی اور اس کے بعد پھر تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

٣٦٢. الحديث:

وجاء عن إبراهيم النخعي: "أنه يكره أن يقول: أعوذ بالله وبك، ويجوز أن يقول: بالله ثم بك، قال: ويقول: لولا الله ثم فلان، ولا تقولوا ولولا الله وفلان".

٣٦٢. حدیث :

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کسی شخص کا یہ کہنا کہ : "میں اللہ اور تیری پناہ میں آتا ہوں" مکروہ ہے۔ اس کی بجائے اس کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ : "میں اللہ کی اور اس کے بعد پھر تیری پناہ میں آتا ہوں"۔ ابراہیم نخعی فرماتے تھے کہ یوں کہو : "اگر اللہ نہ ہوتا اور پھر فلاں نہ ہوتا تو" اور یوں نہ کہو کہ : "اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا تو"۔

درجة الحديث: لم أجد حكما للشيخ الألباني

حدیث کا درجہ : مجھے (اس کے بارے میں) شیخ البانی رحمہ اللہ کا کوئی حکم نہیں ملا۔

المعنى الإجمالي:

إبراهيم النخعي -رحمه الله- من التابعين، وكان يرى تحريم عطف الاستعاذة بالمخلوق على الاستعاذة بالله بالواو؛ لأن (الواو) تقتضي التشريك بين المتعاطفين، وذلك يؤدي إلى الشرك بالله، وهو محمول على الشرك الأصغر، وكذا تعلق منفعة على فعل الله ومعه غيره، كقولك: لولا الله وفلان لما شفيت، ومع ضعف الحديث إلا أن النهي صحيح؛ قياسًا على حديث حذيفة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا تقولوا: ما شاء الله وشاء فلان، ولكن قولوا: ما شاء الله ثم شاء فلان".

اجمالی معنی :

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تابعین میں سے ہیں اور ان کے نزدیک مخلوق سے پناہ طلب کرنے کا اللہ سے پناہ طلب کرنے پر "واو" کے ساتھ عطف کرنا حرام ہے؛ کیونکہ "واو" معطوف اور معطوف علیہ کے فعل میں اشتراک کا تقاضا کرتا ہے اور یہ بات اللہ کے ساتھ شرک کا سبب بنتی ہے۔ تاہم اسے شرک اصغر پر محمول کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی منفعت کو اللہ کے فعل کے ساتھ معلق کرنا بھی حرام ہے بایں طور کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ہو، جیسے آپ یہ کہیں کہ : "اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا تو میں صحت یاب نہ ہوتا"۔ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر قیاس کرتے ہوئے ممانعت درست ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "یوں نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے، بلکہ یوں کہو کہ : جو اللہ چاہے اور پھر اس کے بعد جو فلاں چاہے"۔

التصنيف: العقيدة > الأسماء والأحكام > الشرك

راوي الحديث: مصنف عبد الرزاق.

التخريج: إبراهيم بن يزيد النخعي الكوفي -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- يكره : الكراهة في عُرف السلف يُراد بها التحريم.
- أعوذ : العوذ: الالتجاء إلى الغير والتعلق به.
- لولا : حرف امتناع لوجود، أي: امتناع شيء لوجود غيره.

فوائد الحديث:

١. تحريم قول: ماشاء الله وفلان، وجواز قول: ما شاء الله ثم شاء فلان.

٢. تحريم قول: أعوذ بالله وبك، وجواز قول: أعوذ بالله ثم بك، فيما يقدر عليه المخلوق.

٣. تحريم قول: لولا الله وفلان، وجواز قول: لولا الله ثم فلان.

المصادر والمراجع:

كتاب التوحيد، محمد بن عبد الوهاب، تحقيق: دغش العجمي، مكتبة أهل الأثر، الطبعة: الخامسة، ١٤٣٥هـ. الجديد في شرح كتاب التوحيد، محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي، تحقيق: محمد بن أحمد سيد، مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. مصنف عبد الرزاق الصنعاني، عبد الرزاق بن همام اليماني الصنعاني، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامي، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣هـ.

الرقم الموحد: (3343)

يكشف ربنا عن ساقه، فيسجد له كل مؤمن ومؤمنة، فيبقى كل من كان يسجد في الدنيا رياء وسمعة، فيذهب ليسجد، فيعود ظهره طبقا واحدا

ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لیے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لیے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدے کے لیے نہ مڑ سکے گی۔

٣٦٣. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يكشِف ربُّنا عن ساقِه، فيسجدُ له كلُّ مؤمنٍ ومؤمنةٍ، فيبقى كلُّ مَن كان يسجدُ في الدنيا رياءً وسُمْعةً، فيذهبُ ليسجدَ، فيعودَ ظهرُه طبقًا واحدًا».

٣٦٣. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لیے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لیے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدے کے لیے نہ مڑ سکے گی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يكشف الرب -سبحانه وتعالى- عن ساقه الكريمة، فيسجد له كل مؤمن ومؤمنة، وأما المنافقون الذين كانوا يسجدون في الدنيا ليراهم الناس، فمُنعوا من السجود، وجُعلت ظهورهم فقارًا واحدًا، لا يستطيعون الانحناء ولا السجود؛ لأنهم ما كانوا في الحقيقة يسجدون لله في الدنيا، وإنما كانوا يسجدون لأغراضهم الدنيوية، ولا يجوز تأويل الساق بالشدة أو الكرب أو غيرها، بل يجب إثباتها صفة لله -تعالى- من غير تكييف ولا تمثيل، ومن غير تحريف ولا تعطيل.

اجمالی معنیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک کھولے گا، تو ہر مومن مرد و عورت سجدے میں گر جائیں گے۔ تاہم منافقین جو دنیا میں ریاکاری کے لیے سجدہ کرتے تھے، سجدہ کرنے سے روک دیے جائیں گے اور ان کی کمریں ایک تختے کی طرح ہو جائیں گی اور وہ جھک نہ سکیں گے اور نہ سجدہ کر سکیں گے۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں حقیقتاً اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اپنی دنیوی مقاصد کے لیے سجدہ کرتے تھے۔ حدیث میں وارد پنڈلی (ساق) کی تاویل سختی، کرب وغیرہ سے کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو بغیر تکییف و تمثیل اور بغیر تحریف و تعطیل کے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ضروری ہے۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان بالله عز وجل > توحيد الأسماء والصفات
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > الحياة الآخرة
العقيدة > الأسماء والأحكام > النفاق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- رياء : أي: ليراه الناس.
- سُمْعة : أي: ليسمعه الناس.
- طبقًا : الطبق فقار الظهر والمعنى صار فقاره وَاحِدًا كالصحيفة فَلَا يقدر على السُّجُود.
- يعود : يصير.

فوائد الحديث:

١. الساق صفة لله -تعالى- حيث عرفه المؤمنون بذلك فسجدوا له.

٢. التحذير من الرياء.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لمحمود بن أحمد بن موسى الحنفى بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، لعبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ هـ.

الرقم الموحد: (8291)

يكون خليفة من خلفائكم في آخر الزمان يحثو المال ولا يعده	آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو بغیر شمار کیے چلّو بھر بھر کر مال دے گا۔
٣٦٤. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يكون خليفة من خلفائكم في آخر الزمان يحثُو المالَ ولا يَعُدُّهُ».	**٣٦٤. حدیث:** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو بغیر شمار کیے چلّو بھر بھر کر مال دے گا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبرنا الرسول الكريم -صلى الله عليه وسلم- أنه في آخر الزمان يقوم خليفة المسلمين بإنفاق المال بلا عدد ولا حساب لكثرة الأموال والغنائم مع سخاء نفسه.	**اجمالی معنی:** رسول کریم ﷺ ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو بنا شمار کیے اور بغیر حساب وکتاب کے مال خرچ کرے گا کیونکہ اس کی طبعی سخاوت کے ساتھ ساتھ اموال وغنائم کی بھی کثرت ہوگی۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر
العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:
- يحثو المال : يحفن بيديه.
- ولا يعده : لا يحصيه ولا يحسبه لكثرته.

فوائد الحديث:
١. تبشير المسلمين بكثرة المال والغنائم في آخر الزمان.
٢. جواز إطلاق لفظ الخليفة على من يحكم المسلمين، ولو لم يكن من الخلفاء الراشدين.

المصادر والمراجع:
نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3117)

يَنام الرجل النومة فتقبض الأمانة من قلبه، فيظل أثرها مثل الوكت، ثم ينام النومة فتقبض الأمانة من قلبه، فيظل أثرها مثل أثر المجل

آدمی سوئے گا اور امانت اس کے دل سے قبض کرلی (اٹھالی) جائے گی، چنانچہ اس کا اثر ایک معمولی نشان کی طرح باقی رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی، تو اس کا نشان آبلے کی مانند باقی رہ جائے گا۔

٣٦٥. الحديث:

عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه- قال: حَدَثَنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حدِيثَين قد رَأَيتُ أَحَدَهُما وأنا أنتظر الآخر: حدثنا أنَّ الأمَانة نَزَلَت في جَذر قُلُوب الرِّجال، ثمَّ نزل القرآن فَعَلِموا مِن القرآن، وعَلِمُوا مِن السُنَّة، ثمَّ حدَّثنا عن رفع الأمانة، فقال: «يَنَامُ الرَّجُلُ النّومَة فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثلَ الوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّومَةَ فَتُقبَض الأَمَانَة مِن قَلْبِه، فَيَظَلُّ أَثَرُها مِثل أَثَر المَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِراً وَلَيس فِيه شَيء»، ثم أَخَذ حَصَاةً فَدَحْرَجَه على رجله «فَيُصبَح النَّاس يَتَبَايَعُون، فَلاَ يَكَاد أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ حَتَّى يُقَال: إِنَّ فِي بَنِي فُلاَن رَجُلاً أَمِيناً، حَتَّى يُقَال للرَّجُل: مَا أَجْلَدَهُ! مَا أَظْرَفَه! مَا أَعْقَلَه! وَمَا فِي قَلبِه مِثْقَالُ حَبَّة مِن خَرْدَل مِنْ إيمان»، ولَقَد أتى عَلَيَّ زَمَان وما أُبَالي أَيُّكُم بَايعت: لئِن كان مُسلِمًا لَيَرُدَنَّه عَلَيَّ دِينه، وَإِن كان نصرانيا أو يهوديا لَيَرُدنَّه عَلَيَّ سَاعِيه، وأَمَّا اليوم فَمَا كُنت أُبَايِعُ مِنكُم إِلاَّ فُلاَنا وفُلاَناً».

٣٦٥. حدیث:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائیں: ان میں سے ایک کو میں نے دیکھ لیا ہے اور دوسری کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ: امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ (گہرائی) میں اتری (یعنی اسے فطرت کا حصہ بنایا) پھر قرآن کا نزول ہوا اور انہوں نے اسے (یعنی امانت کو) قرآن اور سنت سے جانا۔ پھر آپ ﷺ نے ہم سے امانت کے اٹھ جانے کا حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس طرح کہ) آدمی سوئے گا اور امانت اس کے دل سے قبض کرلی (اٹھالی) جائے گی، چنانچہ اس کا اثر ایک معمولی نشان کی طرح باقی رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی، تو اس کا نشان آبلے کی مانند باقی رہ جائے گا۔ جیسے ایک انگارہ ہو، جسے تو اپنے پیر پر لڑھکائے تو اس سے چھالہ نمودار ہو جائے، چنانچہ تو اسے ابھرا ہوا تو دیکھتا ہے لیکن اس میں کوئی چیز باقی نہیں ہوتی''۔ پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری کو لیا اور (مثال سمجھانے کے لیے) اسے پاؤں پر لڑھکایا۔ ''پس لوگ صبح کے وقت آپس میں خرید وفروخت کرتے ہوں گے لیکن کوئی امانت ادا کرنے کے قریب بھی نہ پھٹکتا ہوگا یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں شخص کی اولاد میں ایک امانت دار آدمی تھا، حتی کہ آدمی کے متعلق کہا جائے گا کہ: وہ کس قدر مضبوط، کس قدر ہشیار اور کس قدر عقل مند ہے! حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا''۔ (راوی حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) ''بلا شبہ مجھ پر ایک وقت ایسا گزرچکا ہے کہ مجھے یہ پرواہ نہ ہوتی تھی کہ میں کس سے خرید و فروخت کروں، اس لیے کہ (مجھے یقین ہوتا تھا کہ) اگر مسلمان ہے تو اس کو اس کا دین مجھ پر میری چیز لوٹا دے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہے تو اس کا ذمے دار (نگراں) مجھے میری چیز واپس کر دے گا، لیکن آج میں تم میں سے صرف فلاں فلاں آدمی (یعنی خاص لوگوں) سے خرید وفروخت کرتا ہوں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يوضح الحديث أنَّ الأمانة تزول عن القلوب شيئاً فشيئا، فإذا زال أول جزء منها زال نوره وخلفه ظلمة كالوَكْت وهو أعراض لون مخالف اللون الذي قبله، فإذا زال شيء آخر صار كالمجل وهو أثر محكم لا يكاد يزول إلا بعد مدة، وهذه الظلمة فوق التي قبلها ثم شبَّه زوال ذلك النور بعد وقوعه في القلب وخروجه بعد استقراره فيه واعتقاب الظلمة إيَّاه بجمر يدحرجه على رجله حتى يؤثر فيها ثم يزول الجمر ويبقى النفط وأخذه الحصاة ودحرجته إياها أراد به زيادة البيان والإيضاح. (فيصبح الناس) بعد تلك النومة التي رفع فيها الأمانة (يتبايعون فلا يكاد) أي: يقارب (أحد) منهم (يؤدي الأمانة) فضلاً عن أدائها بالفعل. (حتى يقال) لعزة هذا الوصف وشهرة ما يتصف به. (إن في بني فلان رجلاً أميناً) ذا أمانة. (حتى يقال للرجل ما أجلده) على العمل (ما أظرفه) من الظرف (ما أعقله) أي: ما أشد يقظته وفطانته (وما في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان) فضلاً عن الأمانة التي هي من شعبه. (ولقد أتى عليّ زمان وما أبالي أيكم بايعت) أي: لا أبالي بالذي بايعته لعلمي بأن الأمانة لم ترتفع وأن في الناس وفاء بالعهد، فكنت أقدم على مبايعة من لقيت غير باحث عن حاله وثوقاً بالناس وأمانتهم. (وأما اليوم) فقد ذهبت الأمانة إلا القليل فلذا قال: (فما كنت أبايع منكم إلا فلاناً وفلاناً) يعني أفراداً أعرفهم وأثق بهم.

اجمالی معنی:

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ امانت لوگوں کے دلوں سے دھیرے دھیرے ختم ہو جائے گی۔ جب پہلی بار امانت کا کچھ حصہ ختم ہوگا تو اس کا نور ختم ہوجائے گا اور اس کی جگہ داغ کی طرح ایک دھندلا سا نشان رہ جائے گا یعنی پہلے رنگ کے برخلاف دوسرا رنگ چڑھ جائے گا۔ اور جب امانت کا کچھ اور حصہ ختم ہوگا تو اس کا نشان آبلہ کی طرح باقی رہے گا، اور یہ ایسا مستحکم نشان ہے جو کچھ مدت کے بعد ہی ختم ہوگا، اور یہ تاریکی پہلے والی تاریکی کے اوپر ہوگی، پھر اس نور کے دل میں پیدا ہونے کے بعد زائل ہونے کو، اور اس کے دل میں جگہ بنانے کے بعد اس سے نکل جانے اور اس کی جگہ تاریکی کے لے لینے کو، اس انگارہ سے تشبیہ دی گئی ہے جس کو آدمی اپنے پیر پر لڑھکائے یہاں تک کہ اس کے پیر میں اثر انداز ہونے کے بعد وہ چنگاری ختم ہو جائے اور صرف داغ باقی رہ جائے، اور آپ ﷺ کا کنکری لے کر اسے لڑھکانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے لیے یہ بات خوب واضح ہو جائے۔ (فیصبح الناس) اس نیند کے بعد جس میں امانت اٹھالی جائے گی (لوگ آپس میں خرید و فروخت کریں گے) تو کوئی بھی شخص امانت کے قریب بھی نہ پھٹکے گا، چہ جائے کہ وہ عملاً امانت کی ادائیگی کرے۔ (یہاں تک کہ کہا جائے گا) امانت کی برتری اور جو اس وصف سے متصف ہوگا اس کی شہرت کے لیے۔ (بے شک فلاں شخص کی اولاد میں سے ایک آدمی امین تھا) یعنی امانت دار تھا۔ (یہاں تک کہ آدمی کے متعلق کہا جائے گا کہ: وہ کس قدر مضبوط ہے) عمل میں، (کس قدر ہشیار ہے) بمعنی مہارت و ہوشیاری اور (کس قدر عقل مند ہے) یعنی وہ انتہائی ذہین و فطین شخص ہے۔ (جب کہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا) چہ جائے کہ اس کے اندر امانت پائی جائے جو کہ ایمان کی شاخوں میں سے ہے۔ (بلاشبہ مجھ پر ایک وقت ایسا گزر چکا ہے کہ مجھے یہ پرواہ نہ ہوتی تھی کہ میں کس سے خرید و فروخت کروں) یعنی مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے خرید و فروخت کر رہا ہوں کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ امانت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے اور یہ کہ لوگ وفادار ہیں، تو جس سے بھی ملاقات ہوتی اس کے حالات کی چھان بین کیے بغیر اس سے خرید و فروخت کر لیتا تھا اس لیے کہ لوگوں کے اندر امانت و دیانت عام تھی۔ (اور رہا آج کا وقت) تو امانت داری بہت کم باقی بچی ہے اسی لیے آپ نے کہا: (میں تم میں سے صرف فلاں فلاں آدمی سے خرید و فروخت کرتا ہوں) یعنی چند افراد سے خرید و فروخت کرتا ہوں جنھیں میں پہچانتا ہوں اور جن پر مجھے بھروسہ ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امانت کے فقدان کا ظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی سے ہوچکا تھا۔

التصنيف: العقيدة > الإيمان باليوم الآخر > أشراط الساعة

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أمراض القلوب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأمَانَة : قيل: إنها التكاليف التي كلَّف الله بها عباده، وقيل: هي الإيمان، فإذا استمسك من قلب العبد قام حينئذ بأداء التكاليف.
- نَزَلَت في جَذر قُلُوب الرِّجال : أي إن الأمانة كانت في قلوبهم بحسب الفطرة ثم حصلت لهم بطريق الكسب من الكتاب والسنة.
- مِثْقَالُ حَبَّة : أي مقدار شيء قليل.
- فَعَلِموا مِن القرآن : أي عَلِموا الأمانة منه.
- مِن خَرْدَل : حبة الخردل سدس حبة الشعير، والمراد: ليس في قلبه شيء من الإيمان.
- ثُمَّ يَنَامُ النَّومَةَ فَتُقبَض الأَمَانَة : أي: أثرها التام المشبَّه بالوكت.
- فَتُقْبَضُ : تنزع منه لسوء فعل منه تسبب عنه ذلك.
- فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثلَ الوَكْتِ : هو الأثر اليسير، وهو في لون السواد.
- المَجْل : وهو تَنَفط في اليد ونحوها من أثر عمل وغيره، وقيل: هو أثر مُحكم لا يكاد يزول إلا بعد مدة.
- فَنَفِطَ : أي قرحت.
- مُنْتَبِراً : مرتفعا.
- سَاعِيه : الوالي عليه.

فوائد الحديث:

١. عمق التصور الإسلامي للإصلاح الخُلُقي، حيث تجاوز الطرح الإسلامي للإصلاح الخُلُقي المرئيات إلى اللُّباب وسرائر النفوس.

٢. تَعدِّي منَافع التَمَسُّك بالأخلاق الإسلامية الدارين= الدنيا والآخرة.

٣. أنّ الأمانة وهي المحافظة على التكاليف الشرعية، والصدق في المعاملة، وأداء الحقوق لأصحابها، سترتفع من بين الناس شيئا فشيئا لسوء أفعالهم.

٤. أنَّه كلما زال شيء من الأمانة زال مع ذلك نوره وخلفه ظلمة، حتى لا يكاد يبقى من يتعامل بالأمانة.

٥. الحديث من أعلام نبوَّته -صلى الله عليه وسلم-، فقد زالت الأمانة إلا ما قل منها من الصدور، وارتفعت من التعامل إلا في القليل من الناس.

٦. أن هذا الحديث أصل في بيان فقه الأخلاق الإسلامية.

٧. شمولية الأخلاق في الإسلام، حيث شملت الحيوان والنبات.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي، مؤسسة الرسالة، ط ١٤، عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي، عناية: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة، ط.٤، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (3016)

ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول: من يدعوني، فأستجيب له من يسألني فأعطيه، من يستغفرني فأغفر له

ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے : کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟

٣٦٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ينزلُ ربُّنا تبارك وتعالى كلَّ ليلةٍ إلى السماء الدنيا، حين يبقى ثُلُثُ الليل الآخرُ يقول: «مَن يَدْعُوني، فأستجيبَ له؟ مَن يسألني فأعطيَه؟ مَن يستغفرني فأغفرَ له؟»».

٣٦٦. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ’’ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے : ’’کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟ ‘‘

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ينزل الله تبارك وتعالى، في كل ليلة، في الثلث الأخير من الليل إلى السماء الدنيا، ثم يقول: «مَن يَدْعُوني، فأستجيبَ له؟ مَن يسألني فأعطيَه؟ مَن يستغفرني فأغفرَ له؟» أي: أنه سبحانه -في هذا الوقت من الليل- يطلب من عباده أن يدعوه، ويرغِّبهم في ذلك، فهو يستجيب لمن دعاه، ويطلب منهم أن يسألوه ما يريدون، فهو يعطي من سأله، ويطلب منهم أن يستغفروه من ذنوبهم فهو يغفر لعباده المؤمنين، والمراد بالطلب الحث والندب. وهذا النزول نزولٌ حقيقي، يليق بجلاله وكماله، لا يشبه نزول المخلوقين، ولا يصح تأويل النزول إلى نزول الرحمة أو الملائكة أو غير ذلك، بل يجب الإيمان بأن الله ينزل إلى السماء الدنيا نزولًا يليق بجلاله، من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل، كما هو مذهب أهل السنة والجماعة.

اجمالی معنی :

ہر رات پچھلے پہر اللہ تبارک وتعالی آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے : ’’کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟ ‘‘ ۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالی یہ پسند کرتا ہے کہ رات کے اس حصہ میں اس کے بندے اسے پکاریں اور وہ بندوں کو اس بات پر ابھارتا بھی ہے، چنانچہ وہ فریادی کی پکار کو قبول کرتا ہے، اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس سے جو چاہیں مانگیں اور وہ انہیں نوازے، اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں پس وہ اپنے مومن بندوں کو بخشتا ہے، اور طلب سے مراد شوق اور رغبت دلانا ہے ۔ اور یہاں پر نزول سے اللہ کا نزولِ حقیقی مراد ہے جو اللہ جل جلالہ کی جلالتِ شان اور کمال کے لائق ہے، مخلوق کے نزول کی طرح نہیں ۔ نزول کی تاویل رحمت کے نزول یا فرشتوں کے نزول یا اس کے علاوہ سے کرنا درست نہیں ہے بلکہ اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ آسمانِ دنیا پر اپنی جلالتِ شان کے مطابق نازل ہوتا ہے بغیر کسی تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے، جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ۔

التصنيف: عقيدة >> الصِّفاتُ الإِلَٰهِيَّةُ >> النزول

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

فوائد الحديث:

١. الإيمان بأن الله ينزل إلى السماء الدنيا في الثلث الأخير من الليل نزولًا يليق بجلاله، من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل.
٢. الثلث الأخير من الليل من أوقات إجابة الدعاء.
٣. ينبغي للإنسان عند سماع هذا الحديث أن يكون شديد الحرص على اغتنام أوقات الإجابة للدعاء.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. الإفصاح عن معاني الصحاح، ليحيى بن هبيرة الذهلي الشيباني، المحقق: فؤاد عبد المنعم أحمد، الناشر: دار الوطن، سنة النشر: ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (10412)

أحاديث الفقه وأصوله

«مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الجَنَّةَ

جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا، اس کے لیے اللہ نے جہنم کو واجب اور جنت کو حرام کر دیا۔

٣٦٧. الحديث:

عن أبي أمامة إياس بن ثعلبة الحارثي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من اقْتَطَعَ حَقَّ امرِئٍ مسلم بيمينه، فقد أَوْجَبَ اللهُ له النارَ، وحَرَّمَ عليه الجنةَ» فقال رجل: وإن كان شيئا يسيرا يا رسول الله؟ فقال: «وإنْ قَضِيبًا من أَرَاكٍ».

٣٦٧. حدیث:

ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا، اس کے لیے اللہ نے جہنم کو واجب اور جنت کو حرام کر دیا"۔ ایک شخص نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! چاہے وہ چیز تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر چہ پیلو کے درخت کی ایک چھوٹی سی ٹہنی ہی ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه من أخذ حق مسلم بحلف على وجه الكذب بغير حق؛ فقد أوجب الله له النار، وحرم عليه الجنة، فقال رجل: وإن كان هذا الشيء يسيرًا يا رسول الله، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: وإن كان هذا الشي عودا من سواك.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ جس نے جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیا، اس کے لیے اللہ تعالی نے جہنم واجب کر دی اور جنت حرام کر دی۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگرچہ یہ چیز بہت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو؟ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اگر چہ یہ چیز پیلو کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الغصب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو أمامة إياس بن ثعلبة الأنصاري الحارثي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اقتطع : أخذه ظلما وبغير حق.
- بيمينه : بحلف منه.
- قضيبا : عُودا.
- أراك : نوع من الشجر تستعمل أعواده آلة للاستياك، وهي أفضل ما يستاك به، ولذا أصبحت هي المشهورة بالسواك.

فوائد الحديث:

١. الحذر من اغتصاب حقوق الآخرين، والحرص على أدائها لأصحابها مهما قلّت.
٢. حقوق العباد مانعة مغتصبيها من دخول الجنة حتى يؤدوا ما عليهم أو تؤخذ من حسناتهم وتعطى للمظلومين، أو تؤخذ من سيئات المظلومين وتطرح على الظالمين.
٣. اليمين الفاجرة من الموبقات.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5430)

أُغْزُوا في سبيل الله، من قَاتَل في سبيل الله فُوَاقَ نَاقَةٍ وجَبَت له الجنة

٣٦٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: مَرَّ رجُل من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بِشِعبٍ فيه عُيَيْنَةٌ من ماء عَذْبَة، فأعْجَبتْه، فقال: لو اعْتَزلت الناس فَأَقَمْتُ في هذا الشِّعْبِ، ولنْ أفعل حتى أَسْتأذِن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فذَكر ذلك لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «لا تَفْعَل؛ فإن مُقام أحدِكم في سَبِيل الله أفضل من صلاته في بيته سَبْعِين عاما، ألا تُحِبُّونَ أن يَغْفِر الله لكم، ويدخلكم الجنة؟ أُغْزُوا في سبيل الله، من قَاتَل في سبيل الله فُوَاقَ نَاقَةٍ وجَبَت له الجنة».

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن رجلا من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- مرَّ بشعب في جَبل، وفي الشِّعْب عَيْنٌ فيها ماء عَذْبٌ، فأعجبته تلك العين وأحب أن يعتزل الناس ويقيم في ذلك المكان يَتَعَبد الله ويشرب من تلك العين، إلا أنه -رضي الله عنه- قال لنْ أفعل حتى أستأذن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فذكر ذلك لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: "لا تفعل" نهاه النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك؛ لأن الغزو قد وجَبَ عليه، فكان اعتزاله للتطوع معصية لاستلزامه ترك الواجب. ثم قال له: "فإن مُقام أحدِكم في سَبِيل الله أفضل من صلاته في بيته سَبْعِين عاما" والمعنى: أن الجهاد في سبيل الله أفضل من التفرغ للصلاة سبعين عاما؛ وذلك لأن الجهاد نفعه متعدٍ بخلاف الصلاة، فنفعها قاصر على صاحب العبادة. "ألا تُحِبُّونَ أن يَغْفِر الله لكم، ويدخلكم الجنة؟" أي: إذا كنتم تحبون أن يَغْفِر الله لكم ذنوبكم ويدخلكم الجنة، فعليكم بالغزو في

اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جو لمحہ بھر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی

٣٦٨. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ : رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص کا ایک گھاٹی پر سے گزر ہوا جس میں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا۔ اسے یہ بہت پسند آیا اور اس نے سوچا کہ کتنا ہی اچھا ہو اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی میں بسیرا کر لوں تاہم ایسا میں تب تک نہیں کروں گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا : ایسا نہ کرو۔ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے کھڑا ہونا اس کا اپنے گھر میں ستر سال تک نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کر کے تمہیں جنت میں داخل کر دے؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جو دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان کے وقفہ کے برابر (لحظہ بھر) بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

حدیث کا درجہ : حَسَن

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی کا پہاڑ میں واقع ایک گھاٹی پر سے گزر ہوا۔ اس گھاٹی میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا۔ انہیں یہ چشمہ بہت پسند آیا اور انہوں نے چاہا کہ لوگوں سے الگ تھلک ہو کر وہ اس جگہ پر بسیرا کر لے ، اللہ کی عبادت میں مصروف رہے اور اس چشمے کا پانی پیتا رہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ میں تب تک ایسا نہیں کروں گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جب اپنے اس ارادے کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا : "ایسا نہ کرو"۔ نبی ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا کیونکہ ان پر جہاد کرنا واجب ہو چکا تھا اور نفلی عبادت کے لئے ان کا گوشہ نشین ہو جانا ترک واجب کو لازم آتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا : "تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے کھڑا ہونا اس کا اپنے گھر میں ستر سال تک نماز پڑھنے سے افضل ہے"۔ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا الگ تھلگ ہو کر ستر سال تک نماز پڑھتے رہنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ جہاد کا نفع متعدی ہے بخلاف نماز کے کہ اس کا نفع صرف عبادت کرنے والے کو ہوتا ہے۔ "کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کر کے تمہیں جنت میں داخل کر دے؟"۔ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش کر تمہیں جنت میں داخل کر دے تو اللہ کی راہ میں جہاد میں

سبيل الله -تعالى-، صابرين محتسبين. ثم بين فضله، بقوله: "من قَاتل في سبيل الله فُوَاقَ نَاقَةٍ وجَبَت له الجنة" أي: من قاتل في سبيل الله -تعالى- لإعلاء كلمته وجبت له الجنة ولو كانت مشاركته في القتال مدة يسيرة.

لگ جاؤ اور اس سلسلے میں صبر کا دامن تھامے رکھو اور اس سے اجر کی امید رکھو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اس کی فضیلت بیان کی کہ : "جس نے ایک لمحہ بھی اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی"۔ یعنی جس نے اللہ کی راہ میں اس کے دین کی سر بلندی کے لئے قتال کیا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اگرچہ اس کی جہاد میں یہ شرکت بہت تھوڑی مدت کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بشعب : الشعب : الطريق في الجبل.
- عيينة : عين صغيرة.
- عَذْبة : طيبة.
- اعتزلت الناس : تركت الاختلاط بهم.
- مقام : قيام.
- الفواق : ما بين الحَلْبَتَيْن.

فوائد الحديث:

١. ما كان عليه الصحابة من الأدب مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فإن أحدهم كان لا يَبِتُّ في أمْر، حتى يَعرضه على النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. زيادة الترغيب في الجهاد في سبيل الله -تعالى.-
٣. العلم قبل العمل؛ ولذلك سأل الصحابي رسول الله صلى الله عليه وسلم _ عن مسألته قبل عملها.
٤. المؤمن هواه تبعٌ للشرع.
٥. ضَمِنَ الله تعالى الجنَّة لمن قُتل في سبيله، لا يريد إلا وجهه، ولا يقاتل إلا لتكون كلمة الله هي العليا.
٦. دل الحديث بمفهومه أن من قاتل لعصبية أو حمية، لم تَجب له الجنة.
٧. حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على أن تحوز أمته الخير، وتنال الدرجات العليا في الجنة.
٨. فيه أن صلاة التطوع تكون في البيت.
٩. حرص الشيطان على إغواء بني آدم؛ فإنه أراد أن يثني هذا الصحابي عما هو أعظم له في الأجر والثواب.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي- بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا - الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. سنن الترمذي، محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، لمحمد بن عبد الله الخطيب العمري، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي – بيروت - الطبعة الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (3723)

اتقوا اللعانين قالوا: وما اللعانان يا رسول الله؟ قال: الذي يتخلى في طريق الناس، أو في ظلهم

دوچیزیں جولعنت کا سبب بنتی ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! وہ دوچیزیں کون سی ہیں جولعنت کا سبب بنتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : جولوگوں کے راستوں یا ان کی سایہ دار جگھوں پر قضائے حاجت کرے۔

٣٦٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «اتقوا اللَّعَّانَيْن» قالوا: وما اللَّعَّانَانِ يا رسول الله؟ قال: «الذي يَتَخَلَّ في طريق الناس، أو في ظِلِّهم».

٣٦٩. حدیث :

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "دوچیزیں جولعنت کا سبب بنتی ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! وہ دو چیزیں کون سی ہیں جولعنت کا سبب بنتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : جولوگوں کے راستوں یا ان کی سایہ دار جگھوں پر قضائے حاجت کرے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

اجتنبوا الأمرين الجالِبَين لِلَّعْنِ من الناس، الدَّاعيين إليه؛ وذلك أن من فعلهما شُتم ولُعِن في العادة؛ يعني أن عادة الناس أن تَلْعَنه، فهو سَبَب في اللَّعن، فلما كان كذلك أُضيف اللَّعن إليهما، وهما التخلِّ في طريق النَّاس أو ظِلِّهم، وهذا مثل قوله -تعالى-: (وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ). [الأنعام:١٠٨] أي: أنتم تتسببون في أنهم يَسُبُّون الله؛ لأنكم سببتم آلهتهم، وأيضا: نهيه -صلى الله عليه وسلم- عن سَبِّ الرَّجل أبَاه وأُمَّه: قالوا: وهل يَسُب الرَّجُل والِدَيه؟ قال: نعم، يَسُبُّ الرَّجُلُ أبَا الرَّجُل، فَيَسُبُّ أبَاهُ، ويَسُبُّ أَمَّهُ) فيكون كأنه هو الذي سَبَّ أبَاه؛ لأنه تسبب في ذلك. وقوله: "الذي يتخلَّ في طريق النَّاس"، أي: يقضي حاجته ببول أو غائط في الأماكن التي يَسلكها الناس ويطرقونها، ولا شك في حُرمته، سواء كان ذلك في حَضَر أو سَفر؛ لأن في ذلك أذية لهم، وقد قال -تعالى-: (وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا) [الأحزاب : ٥٨] أما إذا كانت الطريق غير مسلوكة، فلا حرج في قضاء حاجته فيها؛ لانتفاء العلة. وقوله: "أو في ظِلِّهم" أي: يقضي حاجته في الظِّل الذي يتخذه الناس مقيلاً ومناخاً ينزلونه ويقعدون فيه، أما الظل في الأماكن

اجمالی معنی :

دوایسی باتوں سے پرہیز کرو جن کی وجہ سے لوگ لعنت کرتے ہیں بایں طور کہ جوان کو کرتا ہے اسے عموماً بُرا بھلا کہا جاتا ہے اور اس پر لعنت کی جاتی ہے یعنی عموماً لوگ انھیں کرنے والے کو لعنت ملامت کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے لعنت کو ان دو باتوں کی طرف منسوب کیا گیا۔ ان سے مراد لوگوں کی گزر گاہوں اور ان کی سایہ دار جگھوں میں قضائے حاجت کرنا ہے۔ یہ ایسا ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ : (وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ). [الأنعام : ١٠٨]۔ ترجمہ : اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیوں کہ پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ یعنی تم اس بات کا سبب بنو گے کہ وہ اللہ کو برا بھلا کہیں کیوں کہ تم نے ان کے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی اپنے باپ یا ماں کو گالی دے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ : کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے!؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں۔ آدمی کسی اور شخص کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ جواباً وہ بھی اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔" چنانچہ یہ ایسے ہی ہو گیا کہ گویا اس نے اپنے ہی باپ کو گالی دی کیوں کہ وہی اس کا سبب بنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "الذي يتخلّى في طريق النّاس"۔ یعنی ایسی جگھوں پر پیشاب پاخانہ کرتا ہے جہاں لوگوں کا گزر ہوتا ہے اور جہاں ان کا آنا جانا رہتا ہے۔ اس عمل کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، چاہے ایسا حالت اقامت میں ہو یا دورانِ سفر، کیوں کہ ایسا کرنے سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا) [الأحزاب : ٥٨]۔ ترجمہ : اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ

الخالية التي لا يأتيها الناس ولا يقصدونها، فلا حرج من قضاء الحاجة تحته؛ لانتفاء العلة؛ ولأن النبي -صلى الله عليه وسلم- قَعد تحت حائش النَّخل لحاجته وله ظِل.

(بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تاہم اگر راستہ غیر آباد ہو تو اس پر قضائے حاجت میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ اب حرمت کی علت باقی نہیں رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اَو فی ظِلِّھِم" یعنی کسی ایسی سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت کرے جہاں لوگ دوپہر کو قیام کرتے ہوں اور پڑاؤ ڈالتے ہوں۔ تاہم ویران علاقوں میں موجود جگہیں جہاں لوگوں کا آنا جانا نہیں ہوتا، ان میں قضائے حاجت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیوں کہ یہاں بھی علت نہیں پائی جاتی اس لیے کہ آپ ﷺ خود کھجوروں کے جھنڈ میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھے جو سایہ دار تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اتَّقُوا : احذروا.
- اللَّعَّانَيْن : اللَّعَّانَان: هما الأمران الجالبان لِلعْنِ النَّاس.واللَّعن: هو الطَّرد والإبْعَاد عن الخير، وعن رحمة الله -تعالى.-
- يَتَخَلَّى : التخلِّي الذَّهاب إلى الخَلاء، والمراد به هُنا: قضاء الحاجة.

فوائد الحديث:

١. جواز إطلاق اللَّعنة على من فَعَلَ ما فيه أذيَّةُ المسلمين، لكن الأولى أن لا يلعنه بعينه، بل يقوله :"اللَّهُمَّ العن من فعل كذا"؛ لأن لَعْن المُعَيَّن حرام ولو كان كافرا.

٢. أنَّ التغوَّط أو البول في طريق الناس وظلهم وغيرهما مما يحتاجه الناس يسبِّب لَعْنَ النَّاس لفاعلها، وربَّما لحقته لعنتهم؛ لأنَّه هو المتسبِّب في ذلك؛ لما روى الطبراني في الكبير بإسنادٍ حسن؛ أنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "من آذى المسلمين في طُرقهم، وجبَتْ عليه لَعْنَتهم."

٣. تحريمُ البول أو التغوُّط في طرق النَّاس التي يعبرون منها، أو ظلهم الذي يجلسون ويستظلون فيه، ويقاس عليهما كُلُّ ما يحتاج إليه النَّاس من النَّوادي والأفْنِيةِ، والحدائقِ والمَيادينِ العامَّة، وغير ذلك، ممَّا يرتاده الناس، ويجتمعون فيه، ويَرْتَفِقُون به.

٤. فيه أن كل ما يؤذي المسلمين فهو حرام؛ قال -تعالى-: (وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا) [الأحزاب: ٥٨].

٥. البُعد عن الألفاظ المُسْتَقْبَحة؛ حيث عدل النبي -صلى الله عليه وسلم- بالتعبير بـ"يتخلَّى" عن التغوُّط وما شابهه مما يُستقبح.

٦. كمالُ الشريعة الإسلاميَّة وسمُّوها، من حيث النظافة والنَّزاهة، وبُعْدُهَا عن القَذارة والوسَاخة، وتحذيرُها عمَّا يَضُرُّ النَّاس في أبْدَانِهم وأديانهم وأخلاقهم.

٧. شمولُ الشريعة؛ فإنَّها لم تترك خيرًا إلاَّ دَعَتْ إليه، ولا شرًّا إلاَّ حذَّرَتْ منه، حتى في أمور التخلِّي فقد بيَّنَتْ لهم الأمْكِنة التي يجبُ بُعدهم عنها.

٨. رعاية الشريعة الإسلامية لحفظ حقوق الناس؛ لذلك مَنَعت من التخلِّي فيما لهم فيه حَق.

٩. الحديث يشير إلى قاعدةٍ شرعية، هي أنَّه إذا اجتمَعَ متسبِّبٌ ومباشر:فإنْ كان عمل كلِّ واحدٍ منهما مُستقلاًّ عن الآخر، فالضَّمان والإثم على المباشر. وأمَّا إذَا كانت المُباشرةُ مبنيَّةً على السبب، صار المتسبِّب هو المتحمِّل؛ كهذا المثال في الحديث؛ فالدعاء فيه إثم، والذي قام به من لعن المتخلِّي عن الطريق مثلاً، ولكن المتسبِّب في هذا الدعاء هو المتخلِّي، فهنا يكون الدعاء مباحًا في حقِّ المباشر، وهو الدَّاعي، والذي تحمَّل إثمَهُ المتسبِّبُ منه، وهذا المتخلِّي في الطريق.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. معالم السنن (شرح سنن أبي داود)، أبو سليمان حمد بن محمد المعروف بالخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، حلب، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ، ١٩٣٢م. فيض القدير شرح الجامع الصغير، زين الدين محمد عبد الرؤوف المناوي، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، الطبعة: الأولى ١٣٥٦هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن

صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

الرقم الموحد: (10051)

اذهبوا بخميصتي هذه إلى أبي جهم، وأتوني بأنبجانية أبي جهم؛ فإنها ألهتني آنفا عن صلاتي

میری یہ خمیصہ (چادر) ابوجہم کے پاس لے جاؤاوران کی انجانیہ (سادی چادر) لے آؤ، کیونکہ اس چادر نے ابھی نماز سے مجھ کو غافل کردیا۔

٣٧٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى في خَمِيصَةٍ لها أعْلَام، فَنَظَرَ إلى أَعْلاَمِهَا نَظْرَةً، فلمَّا انْصَرف قال: «اذهبوا بِخَمِيصَتِي هذه إلى أبي جَهْم وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أبي جَهْم؛ فإنها أَلْهَتْنِي آنِفًا عن صَلاتِي» وفي رواية: «كنت أنظر إلى عَلَمِها، وأنا في الصلاة؛ فأخاف أن تَفْتِنَنِي».

٣٧٠. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر میں نماز پڑھی۔ جس میں نقش و نگار تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک مرتبہ دیکھا۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم (عامر بن حذیفہ) کے پاس لے جاؤاوران کی سادی چادر لے آؤ، کیونکہ اس چادر نے ابھی نماز سے مجھ کو غافل کر دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نماز میں اس کے نقش ونگار کو دیکھ رہا تھا، پس میں ڈرا کہ کہیں یہ مجھے غافل نہ کردے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أهدى أبو جهم إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، خميصة فيها ألون وزخارف، وكان من مكارم أخلاقه -صلى الله عليه وسلم- أنه يقبل الهدية؛ جبراً لخاطر المهدي، فقبلها -صلى الله عليه وسلم- منه، وصلى بها، ولكونها ذات ألون وزخارف يتعلق بها النظر؛ ألْـهَتْه -صلى الله عليه وسلم- عن كامل الحضور في صلاته، فأمرهم أن يعيدوا هذه الخميصة المعلمة إلى المهدي وهو أبو جهم. وحتى لا يكون في قلب أبي جهم شيء من رد الهدية؛ وليطمئن قلبه، أمرهم أن يأتوه بكساء أبي جهم، الذي لم يجعل فيه ألون وزخارف.

اجمالی معنی:

ابوجہم نے آپ ﷺ کو ایک چادر ہدیہ کی تھی، اس میں مختلف رنگ اور نقوش تھے، آپ کے اچھے اخلاق میں سے یہ ہے کہ آپ ہدیہ دینے والے کی خوشی کے خاطر ہدیہ قبول کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے قبول کرکے اس میں نماز پڑھی، لیکن رنگدار اور نقش ونگار والی ہونے کی وجہ سے نماز میں اُس پر آپ ﷺ کی نظر پڑتی تھی جس نے آپ ﷺ کو نماز کی طرف کامل توجہ (مکمل انہماک) سے غافل کردیا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس نقش ونگار والی چادر کو ہدیہ کرنے والے یعنی ابو جہم کو واپس لوٹا دیا جائے۔ ہدیہ واپس کرنے کی وجہ سے ابوجہم کے دل میں کچھ نہ آنے اور ان کے اطمینانِ قلب کی خاطر یہ حکم دیا کہ ابوجہم کی دوسری چادر لے آؤ جس میں مختلف رنگ اور نقش ونگار نہ ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- خَمِيصَة لها أعْلَام : كِسَاء مُربع مخطط بألوان مختلفة.
- انصرف : أكمل الصلاة، أو انصرف إلى بيته.
- أبي جهم : هو الصحابي عامر بن حذيفة القرشي العدوي -رضي الله عنه.-
- أَنْبِجَانِيَّة : كِسَاء غَليظ، ليس له أعلام.
- أَلْهَتْنِي : أشْغَلتني.
- آنِفًا : يعني: الآن.

• عن صلاتي : عن كمال الحضور، وتدبر أركانها وأذكارها.

فوائد الحديث:

١. صحة الصلاة في ثَوب أو على بِساط مُزخرف بنقوش جميلة مع الكراهية؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- أتم صلاته في الخَمِيصة، ولم يقطعها.

٢. فيه جواز لُبْس الملابِس المُعَلَّمة للرجال.

٣. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يَلبس من أحسن اللباس إذا تيسر له ذلك، ولولا أن الأنْبِجانية أشْغَلته أو خَشي أن تُشْغِله عن صلاته ما ردَّها لأبي جَهم -رضي الله عنه.-

٤. فيه استحباب قبول الهَدية؛ جبراً لقَلب المَهدي، وتودُّداً إليه.

٥. فيه حُسن أخلاق النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث ردَّ عليه الكِسَاء المُعلم، وطلب الكِسَاء الذي ليس فيه أعْلَام؛ ليُعْلمه أنه غير مُترفع عن هَديته.

٦. أنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- يَعْرض له ما يَعْرض لغيره من البَشر من الخَواطر، إلاَّ أنَّها لا تتمكن منه، فهي خطرات بَسيطة ثم يعود إلى مُنَاجاة الله -تعالى-، والاتصال بِربِّه.

٧. استحباب إزَالة كل ما يُشغل المُصلِّ، من ألوان وزَخَارف، وصيانة الصلاة عن كل ما يلهي المصلي، وهو إجماع.

٨. كراهة زَخْرَفة المساجد وتَزويقها، وجعل الكتابات والنُّقوش فيها، مما يلْهي المُصلِّين، ويشغلهم عن تَدَبُّر صلاتهم، بِتتبع هذه النُّقوش والزَخَارف، وكذلك الصلاة على المفارش المَنْقُوشة المُزَخرفة.

٩. الأفضل للمُصلِّ أن يقصد الأماكن التي لا يكون بها ما يُلهيه، أو يُشغله عن صلاته، وحضور قلبه فيها.

١٠. مشروعية الخُشوع في الصلاة، وفعل الأسباب الجَالِبَة له، والابتعاد عن كل ما يُشغل في الصلاة.

١١. أنَّ الخواطر والوَسَاوس وانشغال القلب التي تَعْرِض للمصلِّ في صلاته لا تبطل صلاته، ولا ريب أن الوسَاوس كُلما قَلَّت في الصلاة كان أكمل وأقرب إلى القَبُول.

١٢. أن للصور والأشياء الظاهرة تأثيرًا في القُلوب والنُّفوس الزَّكية، فضلا عمَّا دونها.

١٣. فيه أن مجرد الاشتغال عن صلاته بِنَظر إلى شيء أو فِكْر فيه، إذا لم يوجب له ذلك الشَّك في عدد الركعات، لا يسجد له للسهو.

١٤. فيه أنه لا بأس من ردِّ الهدية لسبب، ولكن مع بيان السبب لصاحبها؛ حتى لا يَقع في قَلبه شيء.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، زين الدين عبد الرحمن بن رجب البغدادي، تحقيق: محمود بن شعبان بن عبد المقصود ومجدي بن عبد الخالق الشافعي وغيرهم، الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة النبوية، الحقوق: مكتب تحقيق دار الحرمين، القاهرة الطبعة: الأولى ١٤١٧هـ، ١٩٩٦م. فتح الباري شرح صحيح البخاري، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: ١٣٧٩هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (10882)

ارْمُوا بَنِي إسماعيل، فإن أبَاكُم كان رَامِيًا

اے اولادِ اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، کیونکہ تمہارے باپ تیر انداز تھے۔

٣٧١. الحديث:

عن سَلَمَة بن الأَكْوَع -رضي الله عنه- قال: مَرَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- على نَفَرٍ يَنْتَضِلُون، فقال: «ارْمُوا بَنِي إسماعيل، فإن أبَاكُم كان رَامِيا».

٣٧١. حدیث:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسی جماعت پر سے گزر ہوا جو بطور مقابلہ تیر اندازی کر رہی تھی، تو آپ ﷺ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا: ''اے اولادِ اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، کیوں کہ تمہارے باپ (اسماعیل علیہ السلام) بھی تیر انداز تھے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر سَلَمَة بن الأَكْوَع -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مرَّ على بعض أصحابه وهم يترامون بالسهام، أيهم يفوز على صاحبه، فأقرهم على ما هم عليه، بل وحَثَّهم بقوله: " ارْمُوا بَنِي إسماعيل" أي داوموا على الرمي وحافظوا عليه، فإنه من نِعَم الله تعالى عليكم يا بني إسماعيل -ويقصد: العرب- لأن أباكم إسماعيل بن إبراهيم -عليهما السلام- كان ممن يُجِيد الرمي ويحسنه.

اجمالی معنی:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اپنے چند ساتھیوں پر ہوا جو تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے کہ کون اپنے ساتھی پر سبقت لے جاتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تائید کی اور یہ کہہ کر ان کا حوصلہ بڑھایا کہ: ''اے اولادِ اسماعیل تیر اندازی کرو'' یعنی اس کو لازم پکڑو اور اس پر قائم رہو کیوں کہ اے اولادِ اسماعیل! یہ تمہارے اوپر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور آپ اس سے عربوں کو مراد لے رہے تھے، کیوں کہ تمہارے باپ اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام ایک اچھے اور بہترین تیر انداز تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نفر : جماعة من الرجال ما بين الثلاثة إلى العشرة.
- ينتضلون : يترامون بالسهام للسبق.
- بنو إسماعيل : يقصد بهم العرب.

فوائد الحديث:

١. الترغيب بالرَّمي لأجل التَّمرن عليه.
٢. الجد الأعلى يُسمى أبا.
٣. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم- ومعرفته بأمور الحرب.
٤. استحباب العمل بخصال الآباء المحمودة.
٥. الإمام العادل يرعى أمته، ويحضها على تعلم ما ينفعها، ويشجعها على تعلم فنون الحرب للدفاع عن دينها.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3559)

ارجعوا إلى أهليكم، فأقيموا فيهم، وعلموهم ومروهم، وصلوا صلاة كذا في حين كذا، وصلوا كذا في حين كذا، فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبركم

تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ، ان میں رہو اور انہیں (دین) سکھاؤ اور (نیکی کا) حکم دو۔ دیکھو یہ نماز فلاں وقت اور یہ نماز فلاں وقت پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک شخص تم میں سے اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

٣٧٢. الحديث:

عن أبي سليمان مالك بن الحويرث -رضي الله عنه- قال: أَتَينَا رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- ونَحنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُون، فَأَقَمْنَا عِندَهُ عِشْرِينَ لَيلَةً، وَكَان رَسُولُ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- رَحِيمًا رَفِيقًا، فَظَنَّ أَنَّا قَدْ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا، فَسَأَلَنَا عمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ أَهلِنا، فأَخبَرنَاه، فقال: «ارْجِعُوا إلى أَهْلِيكُم، فَأَقِيمُوا فيهم، وَعَلِّمُوهم وَمُرُوهم، وَصَلُّوا صَلاَةَ كَذَا في حِينِ كَذَا، وصَلُّوا كَذَا في حِينِ كَذَا، فإذا حَضَرَتِ الصلاةُ فَلْيُؤَذِّن لكم أَحَدُكُم وَلْيَؤُمَّكُم أكبركم». زاد البخاري في رواية له: «وصَلُّوا كَمَا رَأَيتُمُونِي أُصَلِّي».

٣٧٢. حدیث:

ابو سلیمان مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیس راتیں رہے۔ آپ ﷺ بہت رحم دل اور نرم خو تھے۔ آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آ رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہم سے ہمارے ان اہل خانہ کے بارے میں پوچھا جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ، ان میں رہو اور انہیں (دین) سکھاؤ اور (نیکی کا) حکم دو۔ دیکھو یہ نماز فلاں وقت اور یہ نماز فلاں وقت پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک شخص تم میں سے اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔ امام بخاری کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اس طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال مالك -رضي الله عنه-: "أتينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ونحن شببة متقاربون"، وهذا في عام الوفود في السنة التاسعة من الهجرة، وكانوا شبابا فأقاموا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- عشرين ليلة. جاءوا من أجل أن يتفقهوا في دين الله، قال مالك: "وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رحيما رفيقا فظن أنا قد اشتقنا أهلنا" يعني اشتقنا إليهم، "فسألنا عمن تركنا من أهلنا فأخبرناه فقال: ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا فيهم وعلموهم ومروهم وصلوا صلاة كذا في حين كذا، فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبركم" زاد البخاري "وصلوا كما رأيتموني أصلي". فدل هذا أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان مشهورا بالرحمة والرفق، فكان

اجمالی معنی:

مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے"۔ یہ عام الوفود یعنی ہجرت کے نویں سال کا واقعہ ہے۔ یہ سب لوگ نوجوان تھے اور نبی ﷺ کے پاس انہوں نے بیس راتوں تک قیام کیا۔ یہ لوگ اللہ کے دین کو سمجھنے کے لیے آئے تھے۔ مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "آپ ﷺ بہت رحم دل اور نرم خو تھے۔ آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آ رہے ہیں"۔ یعنی ہمارا ان سے ملنے کو دل چاہ رہا ہے۔ "چنانچہ آپ ﷺ نے ہم سے ہمارے ان اہل خانہ کے بارے میں پوچھا جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ، ان میں رہو اور انہیں (دین) سکھاؤ اور (نیکی کا) حکم دو اور فلاں نماز کو اس وقت پڑھو اور فلاں نماز کو اس وقت پڑھو۔ اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے"۔ امام بخاری کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ تم اسی

أرحم الناس بالناس، وكان أرفق الناس بالناس -عليه الصلاة والسلام- رحيما رفيقا، فلما رأى أنهم اشتاقوا إلى أهلهم وسألهم من خلَّفوا وراءهم وأخبروه، أمرهم أن يرجعوا إلى أهليهم. "وليؤمكم أكبركم" دليل على تقديم الكبير في الإمامة، وهذا لا ينافي قوله -عليه الصلاة والسلام-: "يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله"؛ لأن هؤلاء الشباب كلهم وفدوا في وقت واحد، والظاهر أنه ليس بينهم فرق بيِّن في قراءة القرآن، وأنهم متقاربون ليس بعضهم أقرأ من بعض؛ ولهذا قال: "وليؤمكم أكبركم" لأنهم متساوون في القراءة أو متقاربون، فإذا تساووا في القراءة والسنة والهجرة، فإنه يرجع إلى الأكبر سنا ويقدمونه. وفي قوله -صلى الله عليه وسلم-: "صلوا كما رأيتموني أصلي" وهذا مؤكد لما كان عليه الهدي النبوي من تعليم الناس بالقول وبالفعل. فعلَّم الذي صلَّى بغير طمأنينة بالقول قال: "إذا قمت إلى الصلاة فأسبغ الوضوء، ثم استقبل القبلة، فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن، ثم اركع" إلى آخره. أما هؤلاء الشباب فعلمهم بالفعل.

طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے''۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ رحم دلی و نرمی میں مشہور تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر رحم دل تھے اور سب سے زیادہ نرم خوئی سے پیش آتے تھے۔ آپ ﷺ رحیم بھی تھے اور شفیق بھی۔ آپ ﷺ نے جب یہ دیکھا کہ ان لوگوں کو اپنے گھر والے یاد آ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ اپنے پیچھے کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ انہوں نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جائیں۔ "اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے"۔ یہ امامت کے لیے بڑے کو مقدم کرنے کی دلیل ہے۔ یہ بات نبی ﷺ کے اس فرمان کے منافی نہیں ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "لوگوں کو وہ شخص امامت کرائے جو سب سے زیادہ قرآن کا قاری ہو۔" کیونکہ یہ سب نوجوان ایک ہی وقت میں آئے تھے اور ظاہر ہے کہ قرأتِ قرآن کے لحاظ سے ان کے مابین کوئی واضح فرق نہیں تھا اور اس معاملے میں وہ ایک دوسرے کے قریب قریب ہی تھے۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے زیادہ قرآن کا قاری نہیں تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرائے"۔ کیونکہ قرأت کے معاملے میں وہ سب برابر یا قریب قریب تھے۔ جب یہ لوگ قرأت، سنت اور ہجرت کے معاملے میں برابر ہو گئے تو پھر امامت کا حق بڑے کا ہو گا اور وہ اسے ہی مقدم کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ویسے نماز پڑھو جیسے تم میں نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے"۔ یہ اس نبوی طریقۂ کار کی تاکید ہے کہ آپ ﷺ قول و فعل دونوں کے ذریعے تعلیم دیا کرتے تھے۔ جس شخص نے سکون کے ساتھ نماز نہ پڑھی اسے آپ ﷺ نے یہ فرما کر تعلیم دی کہ "جب نماز کے لیے تمہارا کھڑا ہونے کا ارادہ ہو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہوجاؤ اور پھر قرآن کا جو بھی حصہ چاہو اسے پڑھو اور پھر رکوع کرو۔۔۔ الخ"۔ جب کہ ان نوجوانوں کو آپ ﷺ نے فعل (عمل) کے ذریعے تعلیم دی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سليمان مالك بن الحويرث -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُون : جمع شاب، ومعناه: متقاربون في السن.
- رَفِيقًا : رقيق القلب.

- اشْتَقْنَا : نزعت أنفسنا ومالت، والشوق: نزوع النفس إلى الشيء.
- الصَّلاَةُ : الصَّلاةُ في اللُّغة: الدُّعاءُ، أمَّا في الشَّرع: فهي التعبُّدُ للَّهِ تعالى بأقوال وأفعال معلومة، مفتتَحة بالتَّكبير، مختتَمة بالتَّسليم.
- لكم أحَدُكم : أي الواحد منكم.
- أكْبَرُكم : أي أكبركم سناً.

فوائد الحديث:

١. بيان شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أصحابه.
٢. وجوب الرحلة في طلب العلم، إن لم يتهيَّأ للإنسان في بلده.
٣. من أراد العلم فعليه بالبحث عنه، والصبر على تحصيله، ومفارقة الأهل والأحبة من أجل الوصول إليه.
٤. الشباب أقوى على حمل العلم والرحلة إليه.
٥. وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.
٦. وجوب تعليم العالم الناس الذين لا يعلمون وتفقيههم في الدين.
٧. إذا عاد المتعلم إلى قوم هم أقل منه علما وجب عليه تعليمهم.
٨. للصلوات المفروضة أوقات لا يحصل معرفتها إلا بالتعليم.
٩. تقديم الأكبر سنا في الإمامة إذا استوى مع غيره في العلم أو كان أعلم منهم.
١٠. القوم يؤمهم أعلمهم بكتاب الله وسنة رسوله، ولكنهم لما كانوا قد تعلموا معا عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وفي وقت واحد وكانوا جميعا يحرصون على مجلسه لم يبق في الإمامة إلا السن.
١١. مشروعية الأذان للصلوات.
١٢. أنَّ النبي -صلَّى الله عليه وسلَّم- كان يعَلِّم الناس بالقول وبالفعل.
١٣. استحباب سؤال ولي الأمر أفراد رعيته عن حالهم.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي- بيروت - بدون تاريخ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا - الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3059)

اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بن عَبْدِ الْمُطَّلِب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أن يبيت بمكة ليالي مِنى، من أجل سِقَايَتِه فأذن له

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (حجاج کو) پانی پلانے کے لیے ایامِ منیٰ میں، مکہ میں ٹھہرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

٣٧٣. الحديث:

عن عبد الله بن عُمَر -رضي الله عنه- قال: «اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بن عَبْدِ الْمُطَّلِب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أن يبيت بمكة ليالي مِنى، من أجل سِقَايَتِه فأذن له».

٣٧٣. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حجاج کو) پانی پلانے کے لیے ایامِ منیٰ میں، مکہ میں ٹھہرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المبيت بمِنى ليالي التشريق أحد واجبات الحج التي فعلها النبي -صلى الله عليه وسلم-، فإن الإقامة بـ"منى" تلك الليالي والأيام من الطاعة لله -تعالى- ومن شعائر الحج. ولما كانت سِقاية الحجيج من القُرَب المفضلة، لأنها خدمة لحجاج بيته وأضيافه، رخص -صلى الله عليه وسلم- لعمه العباس في ترك المبيت بـمِنى؛ لكونه قائماً على السقاية، فيقوم بِسَقْي الحجاج، وهي مصلحة عامة، مما دلَّ على أن غيره، ممن لا يعمل مثل عمله وليس له عذر ليس له هذه الرخصة.

اجمالی معنی:

ایامِ تشریق کے دوران منیٰ میں رات گزارنا حج کے واجبات میں سے ایک واجب ہے، جنھیں نبی ﷺ نے سر انجام دیا۔ ان راتوں اور ایام میں مقامِ منیٰ میں قیام کرنا اللہ کی اطاعت اور شعائرِ حج میں سے ہے۔ چوں کہ حاجیوں کو پانی پلانا بہت ہی گراں پایہ نیکیوں میں سے ہے اس لیے کہ یہ اللہ کے گھر کے زائرین اور اس کے مہمانوں کی خدمت ہے اسی لیے آپ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو منیٰ میں رات نہ گزارنے کی رخصت دے دی کیونکہ ان پر سقایہ کی ذمہ داری تھی اور انھیں حاجیوں کو پانی پلانا تھا۔ یہ ایک عمومی مصلحت تھی جس سے معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ کوئی اور شخص جس کو کوئی ایسا کام نہ کرنا ہو اور نہ ہی اسے کوئی عذر لاحق ہو اس کے لیے یہ رخصت نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > صفة الحج

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- سِقَايَتِه : المراد بها سقاية الحجيج، فخدمة الحجاج والبيت مقسمة بين قريش.
- يبيت : ينام أو يمكث ليلًا.
- ليالي مِنى : الليالي التي يبيت فيها الحجاج بمِنى وهي الحادية عشرة والثانية عشرة والثالثة عشرة من ذي الحجة.
- فأذن له : رخَّص له في المبيت بمكة.

فوائد الحديث:

١. وجوب المبيت بـ"منى" ليالي أيام التشريق.
٢. المراد بالمبيت، الإقامة بـ"منى" أكثر الليل.

٣. الرُّخصة في ترك المبيت لسقاة الحاج، وألحقوا بهم الرعاة وأصحاب الحاجات الضرورية، كمن له مال يخاف ضياعه، أو مريض ليس عنده من يمرضه، ومن له حاجة تتعلق بمصلحة الحج أو الحجاج كالعاملين في المستشفيات وأصحاب الحافلات الذين لو توقفوا لأضر ذلك بمصلحة الحجاج والحج وما إلى ذلك من هذه الأمور.
٤. ما كان عليه أهل مكة في جاهليتهم من إكرام الحجاج والقيام بخدمتهم وتسهيل أمورهم، ويعتبرون هذا من المفاخر الجليلة فجاء الإسلام فزاد من إكرامهم.
٥. فضيلة العَبَّاس بْن عَبْدِ الْمُطَّلِب -رضي الله عنه.-
٦. فضل العِناية بمصالح المسلمين.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة، العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (3108)

اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللهِ فِي نَذرٍ كَانَ عَلَى أُمهِ، تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ- صلى الله عليه وسلم-: فَاقْضِهِ عَنْهَا	سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ نے مانی تھی اوراس کے پورا کرنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی طرف سے اسے پورا کرو۔
٣٧٤. الحديث:	**٣٧٤. حدیث :**
عن عَبْدُ الله بْنُ عَبَّاسٍ -رضي الله عنه- قال: «استَفْتَى سعد بن عُبَادَةَ رسول الله في نَذْرٍ كان على أُمِّه، تُوُفِّيَتْ قبل أَنْ تقضيَهُ، قال رسول الله-صلى الله عليه وسلم-: فاقْضِهِ عنها».	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ نے مانی تھی اور اس کے پورا کرنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی طرف سے اسے پورا کرو۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي:	**اجمالی معنی :**
تُوفِيَت أُمُّ سَعْدٍ ولَمْ تَقْضِ نَذْراً عَلَيْهَا، فسأل ابْنُها سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا، فأجاز له ذلك، وقال: (اقضه عنها).	سعد رضی اللہ عنہ کی ماں وفات پا گئیں اورا پنے ذمہ واجب ایک نذر کو پورا نہ کر سکیں۔ ان کے بیٹے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اپنی والدہ کی طرف سے اس نذر کو پوری کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ : اپنی والدہ کی طرف سے اسے پوری کرو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نذر : النذر اصطلاحا: إلزام مكلف مختار نفسه لله -تعالى- بالقول شيئًا غير لازم عليه بأصل الشرع.
- يقضيه : يفعله.

فوائد الحديث:

١. أَنَّ النَّذْرَ عِبَادَةٌ، يَجِب الْوَفَاء بها، وَأَدَاؤُهَا.
٢. أَنَّ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ، قَضَاهُ عَنْهُ وَارِثُه.
٣. بِرُّ الوَالِدَيْنِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا وأعْظَم بِرُّهما وَفَاءَ مَا عَلَيْهِمَا مِنَ الدُّيُونِ أَو الْحُقُوق والْوَاجِبَات، سَوَاء كَانَت لله تعالى أو للآدميين.
٤. اسْتِفْتَاءُ الْأَعْلَم فِي أُمُورِ الدِّينِ.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (2938)

استوصوا بالنساء خيرا؛ فإن المرأة خلقت من ضلع، وإن أعوج ما في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته، لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو، کیوں کہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس کے اوپر والے حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے، تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر اس کو یوں ہی چھوڑ دو گے، تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لیے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت قبول کرو۔

٣٧٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اسْتَوْصُوا بالنِّساءِ خَيْرًا؛ فَإِنَّ المرأة خُلِقَتْ مِن ضِلعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ مَا في الضِّلَعِ أَعْلاهُ، فَإِنْ ذَهَبت تُقيمُهُ كَسَرْتَهُ، وإن تركته، لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء». وفي رواية: «المرأة كالضِّلَعِ إنْ أقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإن اسْتَمتَعْتَ بها، استمتعت وفيها عوَجٌ». وفي رواية: «إنَّ المَرأةَ خُلِقَت مِنْ ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقة، فإن استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج، وإنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَها، وَكَسْرُهَا طَلاَقُهَا».

٣٧٥. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو، کیوں کہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس کے اوپر والے حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے، تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر اس کو یوں ہی چھوڑ دو گے، تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لیے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت قبول کرو"۔ ایک اور روایت میں ہے : "عورت پسلی کی مانند ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے، تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اگر تم اس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہو، تو ٹیڑھے پن ہی کی حالت میں فائدہ اٹھا سکتے ہو"۔ ایک دوسری روایت میں ہے : "عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ کسی طریقے سے بھی تمھارے لیے سیدھی نہیں ہو سکتی۔ اگر تم اس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہو، تو ٹیڑھے پن ہی کی حالت میں فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اگر تم اسے سیدھا کرنے میں لگ گئے، تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اس کے توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- في معاشرة النساء أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: اقبلوا هذه الوصية التي أوصيكم بها، وذلك أن تفعلوا خيرًا مع النساء؛ لأن النساء قاصرات في العقول، وقاصرات في الدين، وقاصرات في التفكير، وقاصرات في جميع شؤونهن، فإنهن خلقن من ضلع. وذلك أن آدم -عليه الصلاة والسلام- خلقه الله من غير أب ولا أم، بل خلقه من تراب، ثم قال له كن فيكون، ولما أراد الله -تعالى- أن يبث منه هذه الخليقة، خلق منه زوجه، فخلقها من ضلعه الأعوج، فخلقت من الضلع الأعوج، والضلع الأعوج إن استمتعت به استمتعت

اجمالی معنی :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عورتوں کے ساتھ معاشرت کے بارے بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا : میں تمھیں جو وصیت کرنے جا رہا ہوں، اسے پلے سے باندھ لو۔ وصیت یہ ہے کہ تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ کیونکہ عورتیں عقلی، دینی اور غور و فکر کی صلاحیت کے اعتبار سے کم تر ہوتی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام امور میں ناپختہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ انھیں پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بغیر باپ اور ماں کے پیدا فرمایا؛ بلکہ انھیں مٹی سے پیدا فرمایا اور پھر فرمایا کہ "ہو جا" تو وہ عالم وجود میں آ گئے۔ جب اللہ تعالی نے ان سے ان کی نسل پھیلانے کا ارادہ فرمایا، تو انہی سے ان کی زوجہ کو پیدا کیا۔ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی زوجہ کو ان کی ٹیڑھی پسلی سے پیدا فرمایا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ عورت کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے۔ اگر آپ ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اٹھانا

به وفيه العوج، وإن ذهبت تقيمه انكسر. فهذه المرأة أيضا إن استمتع بها الإنسان استمتع بها على عوج، فيرضى بما تيسر، وإن أراد أن تستقيم فإنها لن تستقيم، ولن يتمكن من ذلك، فهي وإن استقامت في دينها فلن تستقيم فيما تقتضيه طبيعتها، ولا تكون لزوجها على ما يريد في كل شيء، بل لابد من مخالفة، ولابد من تقصير، مع القصور الذي فيها، فإن ذهبت تقيمها كسرتها وكسرها طلاقها، ومعناه أنك إن حاولت أن تستقيم لك على ما تريد فلا يمكن ذلك، وحينئذ تسأم منها وتطلقها.

چاہتے ہیں، تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر اسے سیدھا کرنے لگ جائیں گے، تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ یہی حال عورت کا بھی ہے۔ اگر انسان اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، تو اس میں موجود کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھانا ہوگا۔ جتنا فائدہ حاصل ہو جائے، اسی پر راضی ہونا ہوگا۔ اگر وہ اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا، تو وہ سیدھی نہیں ہوگی۔ انسان اپنی کوشش میں ناکام رہے گا۔ دین کے معاملے میں درست ہو بھی جائے، تو طبعی میلانات کے معاملے میں کجی باقی رہے گی۔ ہر بات میں شوہر کی چاہت پر پورا نہیں اتر سکتی؛ بلکہ مخالفت اور کوتاہی ناگزیر ہے۔ جو کجی ہے، وہ رہنی ہی ہے۔ اگر آپ اسے سیدھا کرنے جائیں گے، تو اسے توڑ بیٹھیں گے۔ یہاں توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ یہ کوشش کریں گے کہ آپ جو چاہیں، وہ اس کے موافق ہو جائے، تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ ایسی صورت میں آپ اس سے اکتا کر اسے طلاق دے بیٹھیں گے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها الرواية الثانية: متفق عليها الرواية الثالثة: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اسْتَوْصُوا بالنِّساءِ خَيْرًا : اقبلوا وصيتي بالنساء واعملوا بها.
- خُلِقَتْ مِنْ ضِلعٍ : أي: خُلِقن خَلْقا فيه اعوجاج تخالف به الرجل.
- وَإنَّ أعْوَجَ مَا في الضِّلَعِ أعْلاهُ : مبالغة في إثبات الاعوجاج.
- الضلع : الاعوجاج.

فوائد الحديث:

١. توجيه لمعاملة النساء بالتسامح والصبر.
٢. رعاية الإسلام بالمرأة، وفي رعايتها محافظة على سلامة المجتمع.
٣. الإشارة إلى أن حواء خلقت من ضلع آدم -عليهما السلام-.
٤. توجيه الرجال بتحمل ما قد يظهر من النساء من تصرفات؛ لأنهم أقدر على الاحتمال والصبر منهن.
٥. أهمية معرفة المربي لطبيعة من أراد تقويمه وتهذيبه، وهذه المعرفة من المعينات على أداء المهام التربوية والدعوية.
٦. تكرار الوصية بالنساء توكيد على ضرورتها؛ وذلك لضعفهن واحتياجهن إلى من يقوم بأمرهن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من

الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى، محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة: ١٣٩٩هـ ١٩٧٩م.

الرقم الموحد: (3049)

اشترى رجل من رجل عقارا، فوجد الذي اشترى العقار في عقاره جرة فيها ذهب

ایک شخص نے کسی سے زمین خریدی اور زمین خریدنے والے کو اس میں ایک گھڑا ملا، جس میں سونا تھا

٣٧٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: اشترى رجل من رجل عَقَارًا، فوجد الذي اشترى العَقَارَ في عَقَارِهِ جَرَّةً فيها ذهب، فقال له الذي اشترى العقار: خذ ذهبك، إنما اشتريت منك الأرض ولم أَشْتَرِ الذهب، وقال الذي له الأرض: إنما بِعْتُكَ الأرض وما فيها، فتحاكما إلى رجل، فقال الذي تحاكما إليه: أَلَكُمَا ولد؟ قال أحدهما: لي غلام، وقال الآخر: لي جارية قال: أنكحا الغلام الجارية، وأنفقا على أنفسهما منه وتَصَدَّقَا.

٣٧٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص نے کسی سے زمین خریدی۔ اتفاقاً خریدنے والے کو اس میں ایک گھڑا ملا، جس میں سونا تھا۔ اس نے بیچنے والے سے کہا: اپنا سونا لے جاؤ۔ کیوں کہ میں نے تم سے زمین خریدی ہے، سونا نہیں۔ لیکن پہلے مالک نے کہا: میں نے تم سے زمین، اس میں موجود تمام اشیا سمیت بیچ دی ہے۔ چنانچہ دونوں کسی تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا: کیا تمھاری کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ دونوں کا نکاح کر دو اور سونا ان پر خرچ بھی کرو اور صدقہ بھی کرو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن رجلا اشترى من رجل أرضا فوجد المشتري بها ذهبا ولشدة ورعه رد هذا الذهب إلى البائع؛ لأنه اشترى الأرض ولم يشتر الذهب الذي أودع فيه، فأبى البائع أيضا أن يأخذه؛ لشدة تحريه وورعه, ولأنه باع الأرض بما فيها، فاختصما وقالا للقاضي: ابعث من يقبضه وتضعه حيث رأيت، فامتنع, فسألهما هل عندهما أولاد؟ فأخبر أحدهما أن عنده غلام، وأخبر الآخر أن عنده جارية، فاقترح عليهما أن يزوج الشاب البنت وينفق عليهما من هذا الذهب وأن يتصدقا منه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے بتایا کہ ایک آدمی نے کسی سے زمین خریدی تو خریدار کو اس میں ایک سونے کا گھڑا ملا۔ اپنے تقویٰ کی وجہ سے اس نے یہ سونا بیچنے والے کو لوٹا دیا؛ کیوں کہ اس نے زمین خریدی تھی، اس میں موجود سونا نہیں۔ لیکن بیچنے والے نے بھی اپنے احتیاط کامل اور پرہیزگاری کی بنا پر لینے سے انکار کر دیا۔ انکار کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے زمین اس میں موجود تمام چیزوں سمیت بیچی تھی۔ دونوں کا اختلاف ہوا تو دونوں نے قاضی سے کہا: آپ کسی آدمی کو بھیجیے جو اس پر قبضہ کر لے۔ اس کے بعد جسے چاہیں دے دیں۔ لیکن انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور پوچھا: کیا تمھاری کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے انھیں یہ مشورہ دیا کہ دونوں کا نکاح کر دو اور سونا ان پر خرچ بھی کرو اور اس میں سے خیرات بھی کرو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > القضاء

الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العقار : كالأراضي والمنازل و العمائر.

فوائد الحديث:

١. فيه تورع البائع والمشتري، وإنصاف الحاكم بينهما، وعدم طمعه.
٢. وجوب رد الحقوق إلى أهلها إذا عرف أصحابها.
٣. استحباب نكاح أبناء الرجال الصالحين بعضهم لبعض.
٤. فضل الورع وترك ما فيه شبهة من المال.
٥. فضل التصدق والإنفاق في سبيل الله تعالى.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3119)

اعْتَدِلُوا في السجود، ولا يَبْسُطْ أحدكم ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الكلب

سجدے میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

٣٧٧. الحديث:

عن أَنَس بن مالك -رضي الله عنه- عَنْ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ: «اعْتَدِلُوا في السجود، ولا يَبْسُطْ أحدكم ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الكلب».

٣٧٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سجدے میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بالاعتدال في السجود، وذلك بأن يكون المصلي على هيئة حسنة في السجود، حيث يجعل كفيه على الأرض، ويرفع ذراعيه ويبعدهما عن جَنْبيه، لأن هذه الحال عنوان النشاط والرغبة المطلوبين في الصلاة، ولأن هذه الهيئة الحسنة تُمكِّن أعضاء السجود كلها من الأخذ بحظها من العبادة. ونُهِيَ عن بسط الذراعين في السجود؛ لأنه دليل الكسل والملل، وفيه تشبه بالكلب، وهو تشبه بما لا يليق.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے سجدے میں اعتدال کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نمازی سجدے میں اچھی ہیئت اختیار کرے بایں طور کہ اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر ٹکا لے، اپنے بازوؤں کو اوپر اٹھا لے اور انھیں پہلوؤں سے دور رکھے۔ کیوں کہ یہ حالت نماز میں چستی اور دلچسپی کی غمازی کرتی ہے اور اس اچھی ہیئت میں تمام اعضاء اس قابل ہوجاتے ہیں کہ اپنے اپنے حصے کی عبادت سر انجام دے سکیں۔ سجدے میں بازوؤں کو بچھانے سے منع کیا گیا کیوں کہ یہ سستی اور اکتاہٹ کی دلیل ہے اور اس میں کتے کی مشابہت ہوتی ہے جو کہ ایک غیر مناسب مشابہت ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- اعتدلوا في السجود : كونوا فيه على العدل والاستقامة بين الافتراش والقبض.
- السجود : الهوي إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- يبسط أحدكم ذِرَاعَيْهِ : يمدها على الأرض.
- انْبِسَاطَ الكلب : أي كانبساطه، وأضيف للكلب للتنفير منه.

فوائد الحديث:

١. وجوب الاعتدال في السجود، على الهيئة المشروعة.
٢. تحريم بسط الذراعين في السجود، لأنه دليل الكسل، وفيه تشبه بجلوس الكلب.
٣. التحذير من مشابهة الحيوانات، خصوصاً في حال أداء العبادة.
٤. في هذه الهيئة وهي بسط الذراعين قلة الاعتناء بالصلاة ، والتهاون بها.
٥. الاعتدال في السجود أبلغ في تمكين الجبهة من الأرض.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة- الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام -محمد بن صالح العثيمين -رحمه الله- مكتبة الصحابة -الشارقة- الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام -عبد الله البسام- تحقيق محمد صبحي حسن حلاق -مكتبة الصحابة- الشارقة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3111)

اقْتَتَلَتْ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا

٣٧٨. الحديث:

عن أبي هُرَيْرة -رضي الله عنه- قال: «اقْتَتَلَتْ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فرمَت إحداهما الأخرى بحجر، فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَضَى رسول الله: أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ- عَبْدٌ، أَوْ وَلِيدَةٌ- وَقَضَى بِدِيَةِ المرأة على عَاقِلَتِهَا، وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَامَ حَمَلُ بنُ النَّابِغَةِ الهُذَلِيُّ، فَقَالَ: يا رسول الله، كيف أغرم من لا شَرِبَ وَلا أَكَلَ، وَلا نَطَقَ وَلا اسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ؟ فقال رَسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إنما هذا من إخوان الكُهَّان» من أجل سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

اختصَمت امرأتان ضرتان من قبيلة هُذَيْل، فرمت إحداهما الأخرى بحجرٍ صغير، لا يقتل غالبا، ولكنَّه قتلها وقتل جنينَها الذي في بطنها. فقضى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن دية الجنين، عبدا أو أمة، سواءً أكان الجنينُ ذكرا أم أنثى، وتكون ديته على القاتلة. وقضى للمرأة المقتولة بالدية، لكون قتلها شبه عمد، وتكون على عاقلة المرأة، لأن مبناها على التناصُر والتعادل، ولكون القتل غير عمد. وبما أن الدية ميراث بعد المقتولة فقد أخذها ولدها ومن معهم من الورثة، وليس للعاقلة منه شيء. فقال حَمَلُ بنُ النابغة -وهو والد القاتلة-: يا رسول الله، كيف نغرمُ مَن سقطَ ميتا، فلم يأكل، ولم يشرب، ولم ينطق، حتى تُعرَفَ بذلك حياته؟ يقول ذلك بأسلوبٍ خطابي مسجُوع. فكرِه النبي -صلى الله عليه وسلم- مقالَته، لما فيها من ردِّ الأحكام الشرعية بهذه الأسجاع المتكلفة المشابهة لأسجاع الكهان الذين يأكلون بها أموال الناس بالباطل.

قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں جھگڑا ہوا، ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا تو وہ اور جو اس کے پیٹ میں بچہ تھا ہلاک ہو گئے

٣٧٨. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ’’قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں، ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا تو وہ اور جو اس کے پیٹ میں (بچہ) تھا ہلاک ہو گئے۔ لوگ مقدمہ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ: جنین کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے، اور آپ نے فیصلہ کیا کہ عورت کی دیت اس (قاتلہ) کے عاقلہ (یعنی اقارب) کے ذمے ہے، اور دیت کا وارث اس عورت کی اولاد اور ان ورثاء کو بنایا جو ان کے ساتھ تھے۔ حمل بن نابغہ ہذلی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس بچے کی دیت کیسے دی جائے جس نے ابھی نہ پیا نہ کھایا نہ بولا اور نہ ہی چیخا، اس جیسے کو تو رائیگاں کیا جانا چاہئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔‘‘ کیوں کہ اس نے ان جیسا مسجع کلام کیا ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں جو کہ آپس میں سوکن تھیں جھگڑا ہوا، ان میں سے ایک نے دوسری کو ایک چھوٹا پتھر پھینک کر مارا جس سے عام طور پر آدمی مرتا نہیں، لیکن اس نے اسے اس کے ذریعہ قتل کر ڈالا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے بھی مار ڈالا. تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا: جنین کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے قطع نظر اس کے کہ پیٹ میں جو بچہ ہے وہ لڑکا ہے یا لڑکی اور اس کی دیت قتل کرنے والی عورت پر ہوگی۔ اور ماری گئی عورت کی دیت کا فیصلہ (اور یہ فیصلہ اس لیے دیا کیوں کہ اس قتل کا تعلق جان بوجھ کر قتل کرنے کے مشابہ تھا) دیا کہ یہ اس کے عصبہ و خاندان (اقارب) پر ہوگی کیوں کہ اس کی بنیاد آپسی تعاون اور انصاف پر تھا اور چونکہ یہ قتل جان بوجھ کر نہیں ہوا تھا۔ اور چونکہ مقتولہ کے بعد دیت اس مقتولہ کی میراث مانی جائے گی اس لئے اس کا وارث مقتولہ کی اولاد ہوگی اور اس کے ساتھ کے جو ورثاء ہونگے وہ لیں گے اور اس میں سے کچھ بھی عصبہ کو نہیں ملے گا۔ حمل بن نابغہ ہذلی نے کہا: - جو کہ قاتلہ کے والد تھے - اے اللہ کے رسول! میں ایسی جان کی دیت کیوں ادا کروں جو مردہ پیدا ہوا اس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ ہی بولا کہ اس کا زندہ ہونا معلوم ہو سکے؟ اس کو انہوں نے خطیبانہ اسلوب میں مسجع انداز سے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اسلوب ناگوار لگا کیوں کہ انہوں نے شریعت کے احکام کو پر تکلف

اور مسجع پیرایہ میں رد کیا جو کہ لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھانے والے کاہنوں کے انداز کے مشابہ تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > الديات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- عاقِلَتِها : العاقِلَةُ هُم الأقارِب الذين يَقُومُون بِدَفْع ديةِ الخطأ عن قريبِهم القاتل.سُمُّوا (عاقلة) لأنهم يمنعون عن القاتل، فالعقل: المنع.
- ولا اسْتَهَلَّ : الاسْتِهْلال: رفع الصَّوتِ يريدُ: أنه لم تُعلَم حياتُه بصوت نُطقٍ أو بكاء.
- يُطل : يُهدر ويُلغى.
- سجع : السجع هو الإتيان بفَقراتِ الكلام، منتهية بفواصِل، كقوافي الشعر، والمذمُوم ما جاء متكلفا، أو قصد به نصر الباطل، وإخمادُ الحق، وإلا فقد ورد في الكلام النبوي.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث أصلٌ في النوع الثالث من القتل، وهو [شِبه العمد]، وهو أن يَقصِد الجاني الجنايةَ بما لا يقتل غالباً، كالقتل بالحجر الصغير، أو العصا الصغيرة فحكم هذا النوعِ من القتل، أن تُغَلَّظ الدِّيَةُ على القاتل ولا يقتل.

٢. أنَّ دية شِبه العمد ومثله الخطأ تكون على عاقِلة القاتل، وهم الذكور من عَصَبَتِه القريبون والبعيدون، ولو لم يكونوا وارثين.

٣. أنَّ دِية الجنينِ الذي سقط ميتا بسبب الجناية غرة عبد أو أمة، قدَّر الفقهاء قيمة هذه الغرة بخمس من الإبل.

٤. أن الدية تكون ميراثا بعد المقتول، لورثة الجنين؛ لأنها بدل نفسه، وليس للعاقلة فيها شيء.

٥. رفع الجناية للحاكم.

٦. ذم التشبه بالكفار في ألفاظهم.

٧. ذم السجع المتكلف في معرض مدافعة الحق، وأما ما يقع منه عفوا فلا يشمله المنع.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2940)

الْحَرْبُ خَدْعَةٌ	جنگ چال کا نام ہے۔
٣٧٩. الحديث: عن جابر -رضي الله عنه- أنَّ النبيَّ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- قالَ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».	**٣٧٩. حدیث :** جابر رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ جنگ چال کا نام ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث جواز استخدام الحيل في حرب الكفار؛ لأنه يحقق مصالح نافعة للإسلام وأهله.	**اجمالی معنی :** اس حدیث میں کفار کے ساتھ جنگ میں چالوں کو استعمال کرنے کے جواز کا بیان ہے۔ کیوں کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع بخش مصالح حاصل ہوتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَدْعَةٌ : احتيال على العدو.

فوائد الحديث:

١. الأمر باستعمال الحيلة في هزيمة العدو مهما أمكن.
٢. التحريض على أخذ الحذر في الحرب.
٣. جواز استخدام الرأي والمشورة في الحرب، بل هو آكد من الشجاعة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز آل مبارك، تحقيق عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، التحقيق برئاسة حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (4956)

البزاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها

٣٨٠. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «البُزَاق في المسجد خَطِيئة، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُها».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

البزاق -وفي رواية: (البُصاق)- على أرضية المسجد أو جدرَانه ذَنْب وإثم، يستحق فاعله عقوبة الله -تعالى-، فلا يجوز للمسلم بحال من الأحوال أن يَبصق في المسجد؛ لأن فيه إهانة لبيوت الله وتلويثها وتَقْذِيرها، بل الواجب صَوْنها من كل ما يُنجسها ويُقَذِّرها؛ لأن ذلك من تعظيم شعائر الله -تعالى-، قال تعالى: (وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ) [الحج: ٣٠]، أما إذا بَصق في ثوبه أو شماغه أو منديله فلا شيء عليه؛ لانتفاء العلة. والبُصاق إذا وقع خطأً من غير إرادة فهو خطيئة معفو عن إثمها، وليس المعنى أن يتعمد البصق في المسجد ثم يقوم بدفنها؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- جعل مجرد البصاق في المسجد خطيئة، ويؤيد هذا التقييد: ما جاء في البخاري (٤١٤)، ومسلم (٥٤٨): "من أنَّه -صلى الله عليه وسلم- رأى نخامة في جدار المسجد، فشَقَّ عليه، فقام فَحكه بيده". ومن بَصق في المسجد من غير قَصد منه، وأراد أن يعفو الله عنه ويمحو عنه سيئته هذه؛ فليبادر إلى إزالتها من المسجد، بِدفنها إن كان المسجد من حَصباء، أما إذا كان المسجد مفروشا؛ فإن كفارتها فركها حتى تزول، أما إذا بقيت فإنها خطيئة يأثم بها ما بقيت، وقد ورد عن أبي ذر -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: (عُرضت عليَّ أعمال أمَّتي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فوَجَدْت في مَحَاسن أعمالها الْأَذَى يُماط عن الطريق، ووجدت في مَسَاوِي أعمالها النُّخاعة تكون في المسجد لا تُدفن) رواه مسلم.

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں دبا دینا ہے

٣٨٠. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں دبا دینا ہے۔‘‘

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

"البزاق" - اور ایک روایت میں "البصاق" کا لفظ ہے - مسجد کے فرش یا اس کی دیواروں پر تھوکنا گناہ ہے اور ایسا کرنے والا اللہ تعالی کی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ لهٰذا مسلمان کے لئے کسی بھی حال میں مسجد میں تھوکنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے اللہ کے گھروں کی توہین ہوتی ہے اور یہ انھیں آلودہ اور گندا کرنا ہے۔ بلکہ انہیں ہر اس چیز سے بچانا واجب ہے جو انہیں ناپاک اور گندا کرتی ہے؛ کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالی کے شعائر کی تعظیم کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِندَ رَبِّهِ)۔ [الحج: ٣٠] ترجمہ: ’’اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔‘‘ تاہم اگر وہ اپنے کپڑے یا شماغ یا رومال میں تھوکتا ہے تو اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ علت باقی نہیں رہی۔ اگر بلا ارادہ غلطی سے تھوکا جائے تو یہ ایک غلطی ہے جس کا گناہ معاف ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی جان بوجھ کر مسجد میں تھوکے اور پھر اسے دفن کر دے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے مسجد میں محض تھوک کی موجودگی کو گناہ قرار دیا ہے۔ اس کی تایید اس حدیث سے ہوتی ہے جو صحیح بخاری (٤١٤) اور صحیح مسلم (٥٤٨) میں آئی ہے کہ: ’’آپ ﷺ کو مسجد کی دیوار پر بلغم لگا ہوا نظر آیا جس کی موجودگی آپ ﷺ پر بہت گراں گزری۔ آپ ﷺ نے اٹھ کر اسے اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا۔‘‘ جو شخص بلا ارادہ مسجد میں تھوک بیٹھے اور پھر وہ چاہے کہ اللہ اسے معاف کر دے اور اس کے اس گناہ کو مٹا دے تو اسے چاہیے کہ وہ فوراً اسے مسجد سے زائل کر دے، بایں طور کہ اگر مسجد کنکریوں والی ہو تو اسے دفن کر دے اور اگر مسجد فرش والی ہو تو پھر اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے کھرچ ڈالے یہاں تک کہ وہ زائل ہو جائے۔ اگر یہ باقی رہ گیا تو یہ ایک پاپ ہے اور جب تک باقی رہے گا وہ شخص گناہ گار ہوتا رہے گا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے۔ میں نے اپنی امت کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ شے کو ہٹانا بھی

دیکھا اور اس کے برے اعمال میں مسجد میں پڑا وہ بلغم بھی پایا جسے دفن نہ کیا گیا ہو۔“
(مسلم)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- البُزَاق : إخراج الرِّيق الغَليظ من الفم، سواء كان نُخَامة أو غير نُخامة، وأما الرِّيق الخفيف الذي لا يؤثر فهذا لا يُسمى بُزاقا.

فوائد الحديث:

١. أن البُصاق في المسجد خطيئة ولو أراد دَفنها؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- وصفها بأنها خطيئة، ثم ذَكَر كفارتها، ومن المعلوم أنه لا يجوز للمسلم أن يفعل المعصية ثم يكفّرها، لكن الكَفارة تكون إذا وقعت الخطيئة دون قصد، أما إذا فُعلت الخطيئة بنية التَّكفير فهذا لا يجوز، وإن كان الواجب عليه دفْنُها.

٢. أن المعصية ولو كانت صغيرة تُسمى خطيئة؛ لأن الخطأ: ما جانب الصَّواب، ومعلوم أن المعصية وإن قلَّت تُجانب الصواب.

٣. وجوب العِنَاية بالمساجد وتنظيفها واحترامها، وتحريم الاستهانة بها.

٤. أن البُصاق أو البُزاق طاهر؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر بدفنها ولم يأمر بغسلها، كما قال في بول الأعرابي: (أريقوا على بوله سَجْلا من ماء).

٥. أن مسجد النبي -صلى الله عليه وسلم- كان مَفروشا بالحَصْبَاء، ويؤيده قوله -صلى الله عليه وسلم-: (مَنْ مَسَّ الحصا فقد لغَا).

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10896)

التثاؤب في الصلاة من الشيطان، فإذا تثاءب أحدكم فليكظم ما استطاع

دورانِ نماز جمائی آنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اسے جہاں تک ہو سکے روکے۔

٣٨١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «التَّثَاؤُبُ في الصلاة من الشَّيطان؛ فإذا تَثَاءَبَ أحدكم فَلْيَكْظِمِ ما اسْتَطاع».

٣٨١. حدیث:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "دورانِ نماز جمائی آنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

التَّثَاؤُبُ في الصلاة من الشَّيطان؛ لأنه يكون مع ثِقل البَدن واسترخائه وامتلائه، ومَيله إلى الكَسَل والنوم، فالشيطان هو الدَّاعي إلى إعطاء النَّفْس شَهواتها، وتوسعها في المَآكل والمَشارب، فإذا شَرع المصلي بالتثاؤب أو أراد أن يتثاءب؛ فإنه يَدفعه ويحبسه ما استطاع، وذلك بأن يَكظِمه بإطباق أسنانه وشَفتيه ما استطاع؛ لئلا يَبلغ الشَّيطان مراده من تشويه صورته، ودخوله فَمه وضحكه منه، فإلم يستطع فإنه يضع يده.

اجمالی معنیٰ:

نماز میں جمائی آنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے کیوں کہ یہ جسم کے بوجھل اور ڈھیلے پن اور اس کی فربہی و سستی اور نیند آنے کی وجہ سے آتی ہے۔ یہ شیطان ہی تو ہوتا ہے جو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ نفس کو اس کی شہوات دی جائیں اور خوب کھایا پیا جائے۔ چنانچہ نمازی کو جب جمائی آنے لگے یا پھر وہ جمائی لینا چاہے تو اسے چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اسے ہٹائے اور روکے بایں طور کہ دانتوں اور ہونٹوں کو بھینچ کر اسے روکے تاکہ شیطان کی چاہت پوری نہ ہو سکے یعنی وہ اس کی صورت کو بگاڑ کر اور اس کے منہ میں داخل ہو کر اس پر ہنس نہ سکے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- التَّثَاؤُبُ : حرَكة للفَم ليست إرادية، تكون هذه الحركة من كَسل أو نوم.
- فلْيَكْظِم : الكَظْم سَد الفَم بإطباق الشَفتين.

فوائد الحديث:

١. أنه ينبغي للمُتثائب أن يرد تثاؤبه ما استطاع؛ وذلك بإطباق فَمِه وضَم شَفتيه.
٢. أنه لا يُشرع عند التثاؤب الاستعاذة من الشَّيطان؛ لأنها لو كانت مشروعة لأرشد إليها النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٣. أن عَداوة الشيطان تكون في الأمر بالمعصية، وفي إيجاد الكَسل في الطَّاعة.
٤. إثبات القُدرة ونَفيها على الإنسان؛ لقوله: (ما استطاع).
٥. أن الله يريد من المسلم القوة والنشاط في العبادة، فالمؤمن القوي خير من المؤمن الضعيف؛ وهذا حتى يتباعد المؤمن عن صفات المنافقين، حيث إن الفتور والكسل من أهم سماتهم.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة:

الثالثة ١٩٨٥م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10884)

التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء

مردوں کے لیے تسبیح (سجان اللہ کہہ کر امام کو نماز میں متنبہ کرنا) اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے۔

٣٨٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «التَّسْبِيحُ للرجال، والتَّصْفِيق للنساء».

٣٨٢. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مردوں کے لیے تسبیح (سجان اللہ کہہ کر امام کو نماز میں متنبہ کرنا) اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "التَّسْبِيحُ للرجال، والتَّصْفِيق للنساء"، وفي رواية لمسلم: (في الصلاة)، والمعنى: أن مَن نَابه شيء في الصلاة، يقتضي إعلامَ غيره بشيء، مِن تنبيه إمامه على خَلَلٍ في الصَّلاة، أو رؤية أعمى يقع في بئر، أو استئذان داخل، أو كون المصلِّي يريد إعلامَ غيره بأمر -فإنَّهُ في هذه الأحوال وأمثالها يُسبِّح، فيقول: "سبحان الله"؛ لإفهام ما يُريد التنبيهَ عليه، وهذا في حق الرَّجل، أما المرأة إذا نَابها شيء في صلاتها، فإنها تُصَفِّق، وكيفيته: أن تَضرب إحدى يديها بالأخرى بأي طريقة، وكل هذا إبعاد للصَّلاة عمَّا ليس منها مِنَ الأقوال؛ لأنَّهَا موضعُ مُنَاجَاة مع الله -سبحانه وتعالى-، فلمَّا دَعت الحاجةُ إلى الكلام، شُرِعَ ما هو مِن جِنْسِ أقوال الصلاة، وهو التَّسبيح.

اجمالی معنیٰ :

حدیث کا مفہوم : "مردوں کے لیے سجان اللہ کہنا اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے۔" مسلم شریف کی ایک روایت میں "في الصلوۃ" (نماز میں) کے لفظ کا اضافہ ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جسے نماز کے اندر کوئی ایسی چیز پیش آ جائے جس کا تقاضا ہو کہ دوسرے کو اس کی خبر دی جائے جیسے نماز میں کسی خلل کے واقع ہونے پر امام کو متنبہ کرنا یا کسی اندھے کو دیکھنا جو کنویں میں گرنے والا ہو یا کسی باہر سے آنے والے کا اندر داخل ہونے کی اجازت چاہنا یا پھر نمازی کسی اور کو کسی بات کی خبر دینا چاہتا ہے تو ان صورتوں میں وہ سجان اللہ کہے گا تاکہ جس بات پر وہ تنبیہ کرنا چاہتا ہے، اسے وہ سمجھا سکے۔ یہ طریقہ مردوں کے لیے ہے۔ رہی بات عورت کی تو اگر اسے اپنی نماز میں کوئی ایسی صورت پیش آ جائے تو وہ تالی بجائے گی۔ تالی بجانے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر کسی بھی طریقے سے مارے گی۔ ایسا اس لئے ہے تاکہ نماز کو ان تمام باتوں سے دور رکھا جائے جو جنسِ نماز میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ نماز اللہ سجانہ و تعالی سے مناجات کا مقام ہے۔ لہٰذا کلام کرنے کی ضرورت پیش آنے کے صورت میں وہی کہنا مشروع کیا گیا ہے جو نماز کے اقوال کی جنس سے ہے اور وہ سجان اللہ کہنا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- التَّسْبِيح : المُراد بالتَّسبيح هنا: قولُ المصلِّي: سُبحان الله.
- التَّصْفِيق : معناه: أنْ تضرب المرأةُ إحدى يديها بالأخرى؛ للتنبيه على شيء نابها في الصَّلاة.

فوائد الحديث:

١. استحبابُ التَّسبيح في حقِّ الرِّجال، إذا نَابهم شيءٌ في صلاتهم، وذلك بقول: سبحان الله.

٢. استحبابُ التصفيق للنِّساء، إذا نابهنَّ شيءٌ في صلاتهن؛ وذلك أستر لهنَّ، لاسيَّمَا وهنَّ في عبادة.

٣. الأصل تساوي الأحكام بين الرَّجل والمرأة في الصلاة، إلا ما استثني، كما في هذا الحديث الدال على التفريق بين الرَّجل والمرأة في التنبيه في الصلاة، فشُرع له التَّسبيح ولم يُشرع لها، بل التَّصفيق.

٤. فيه بيان أن صوت المرأة فَتنة ولهذا شُرع لها التَّصفيق ولم يُشرع لها التَّسبيح.

٥. فيه دليل على عدم جواز التَّصفِيق للرجال؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أرشَد إليه النِّساء ولم يُرشد إليه الرِّجال، فدل على أنه من خصائِصهن ولا يجوز للرجل التَّشَبه بالنِّساء، وفيه تَشبه بالكُفَّار في عبادتهم، قال -تعالى- : (وما كان صلاتهم عند البيت إلا مكاء وتصدية) [الأنفال: ٣٥].المُكَاء: الصفير.والتَّصْدِية: التَّصفِيق.ففيه تَشَبه بالنِّساء وتَشَبه بالكفَّار؛ لذلك لا يصلح التَّصْفِيق للرجال في أي حال من الأحوال.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10652)

التيمم ضربتان: ضربة للوجه، وضربة لليدين إلى المرفقين	تیمم میں دو دفعہ (ہاتھوں کو خاک پر) مارا جاتا ہے؛ایک دفعہ چہرے پر پھیرنے کے لیے اور دوسری دفعہ دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیرنے کے لیے۔
٣٨٣. الحديث: عن عبد الله بن عمر - رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «التيمُّم ضربتانِ: ضربةٌ للوجه، وضربةٌ لليدين إلى المرفقين».	**٣٨٣. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیمم میں دو دفعہ (ہاتھوں کو خاک پر) مارا جاتا ہے؛ایک دفعہ چہرے پر پھیرنے کے لیے اور دوسری دفعہ دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیرنے کے لیے“۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف صفة التيمم، وأنه عبارة عن ضربتين؛ الأولى يمسح بها الوجه، والثانية يمسح بها اليدين إلى المرفقين. وهذا الحديث ضعيف، والصحيح أنه تكفي ضربة واحدة للوجه والكفين؛ لحديث عمار بن ياسر -رضي الله عنه-: (إنما كان يكفيك أن تقول بيديك هكذا). متفق عليه.	**اجمالی معنی:** حدیث شریف میں تیمم کرنے کے طریقے کا بیان ہے کہ تیمم دو دفعہ زمین پر ہاتھ مارنے کا نام ہے؛پہلی دفعہ مار کر اسے چہرے پر پھیرا جائے گا اور دوسری دفعہ مار کر اسے دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیرا جائے گا۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ تیمم کے لیے ایک ہی دفعہ مارنا، چہرے اور ہتھیلیوں دونوں کے لیے کافی ہے؛کیونکہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ تیرے لیے یہ کافی تھا کہ تو اپنے ہاتھوں سے اس طرح کرتا (یعنی ایک دفعہ زمین پر ہاتھ مار لیتا)۔ متفق علیہ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: رواه البيهقي والطبراني والدارقطني.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- التيمم : التيمم في اللغة: هو القصد إلى الشيء، تقول: تيمم كذا، إذا قصده، وتيمم البيت، يعني قصده.وفي الشرع: قصد صعيد طاهر مباح، واستعماله بصفة مخصوصة؛ لاستباحة الصلاة ونحوها، وامتثال الأمر.

فوائد الحديث:

١. يدل الحديث على أن التيمم يكون بضربتين، لا ضربة واحدة، وسبق بيان الصواب.
٢. تكون أولى الضربتين لمسح الوجه، والضربة الثانية تكون لمسح اليدين.
٣. الحديث دليل على أن التيمم في اليدين يمتد إلى المرفقين، ولكن عُلم أنه ضعيف.
٤. الصواب أن التيمم يكون في الكفين فقط، تيسيراً من الله -تعالى-، وأما حديث الباب فهو ضعيف، ولا حجة فيه.

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، تحقيق: شعيب الارنؤوط وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ ٢٠٠٤م. السنن الكبرى، أحمد بن الحسين أبو بكر البيهقي، تحقيق: محمد عبد القادر عطاء، نشر: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤هـ ٢٠٠٣م. المعجم الكبير، سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبراني، تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة، الطبعة: الثانية. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ ١٩٩٢م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام

بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10024)

الحَرْبُ خَدْعَة

جنگ ایک چال ہوتی ہے۔

٣٨٤. الحديث:

عن أبي هريرة وجابر -رضي الله عنهما-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الحَرْبُ خَدْعَة».

٣٨٤. حدیث :

ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”جنگ ایک چال ہوتی ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحَرْبُ خَدْعَة أي أن خداع الكفار والمَكر بهم في الحرب جائز، لأجل إصابتهم وإلحاق الضرر بهم، مع انعدام الخسائر بين المسلمين، ولا يُعَدُّ هذا مذموما في الشرع، بل هو من الأمور المطلوبة. قال ابن المنيّر -رحمه الله-: "الحرب الجيدة لصاحبها الكاملة في مقصودها إنما هي المخادعة لا المواجهة، وذلك لخَطِر المواجهة وحصول الظَفَر مع المخادعة بغير خطر". ولا يدخل في الخدعة الغدر، وهو مخالفة العهد والاتفاق بين المسلمين وأعدائهم، قال -تعالى-: (فإما تخافن من قوم خيانة فانبذ إليهم على سواء إن الله لا يحب الخائنين) أي إن كان بينكم وبين قوم عهد فأعلمهم بإلغائه قبل محاربتهم، لتكونوا وإياهم على حد سواء.

اجمالی معنی :

"الحَرْبُ خَدْعَة" کا مطلب یہ ہے کہ جنگ میں کفار کو تکلیف پہنچانے اور مسلمانوں کے نقصان کو دور کرنے کے لیے انہیں دھوکہ دینا اور ان کے لئے تدبیر کرنا جائز ہے۔ یہ شریعت میں ممنوع نہیں، بلکہ یہ شریعت کے مطلوبہ امور میں سے ہے۔ ابن المنیر رحمہ اللہ نے فرمایا : "ایک اچھی اور کامیاب جنگ وہ ہوتی ہے، جو آمنے سامنے کی لڑائی کی بجائے چالوں پر مشتمل ہو، کیوں کہ آمنے سامنے کی لڑائی میں خطرہ ہوتا ہے اور چال اور دھوکے میں بغیر خطرے کے کامیابی حاصل ہوجاتی ہے۔ "الخدعۃ" میں غدر شامل نہیں۔ غدر سے مراد اہلِ اسلام اور ان کے دشمنوں کے درمیان ہونے والے اتفاق اور وعدے کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے (فإما تخافن من قوم خيانة فانبذ إليهم على سواء إن الله لا يحب الخائنين) ترجمہ : "اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہدنامہ توڑ دے"۔ یعنی اگر تمہارے اور دشمنوں کے درمیان کوئی عہد ہو تو جنگ سے پہلے ان کو معاہدہ ختم ہونے کے بارے میں بتا دو، تاکہ تم اور وہ دونوں برابر ہوجاؤ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > آداب الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خدعة : احتيال على العدو.

فوائد الحديث:

١. جواز استعمال الحِيل عند قتال العدو.
٢. التحريض على أخذ الحذر في الحرب.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ- فتح الباري شرح صحيح البخاري-

أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: **محمد فؤاد عبد الباقي**- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: **محب الدين الخطيب**- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز.

الرقم الموحد: (3582)

الحُمَّى من فيح جهنم فأبردوها بالماء	بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔
٣٨٥. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الحُمَّى من فَيْح جهنم فأبردوها بالماء».	**٣٨٥. حدیث:** اُم المومنین عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے چنانچہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الحمى من شدة حرارة جهنم، فما يجده المريض من ذلك فهو منها، والحث على إزالة تلك الحرارة بالماء.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے خبر دی کہ بخار جہنم کی گرمی کی شدت سے ہے۔ چنانچہ مریض کو جو گرمی محسوس ہوتی ہے وہ اسی کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ گرمی پانی سے زائل ہوجاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الطب النبوي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فيح جهنم : شدة حرها وفورانها.
- الحمى : المرض الذي يصيب الإنسان بالحرارة في جسمه.
- فأبردوها : أسكنوا حرارتها.

فوائد الحديث:

١. استحباب وضع الماء على وجه المحموم وأطرافه تطبباً، وهذا الطب أكدته علوم الطب العصري.
٢. بيان أن الحمى من شدة حر جهنم، ولذلك إذا أصابت مؤمناً فهي حظه منها.
٣. هذا الحديث دليل لأهل السنة أن جهنم مخلوقة الآن موجودة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (8408)

الخَيْل مَعقُودٌ في نَوَاصِيهَا الخَيْر إلى يوم القِيامة

قیامت تک کے لیے گھوڑے کی پیشانی پر خیر و برکت لکھ دی گئی ہے۔

٣٨٦. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «الخَيْل مَعقُودٌ في نَوَاصِيهَا الخَيْر إلى يوم القِيامة». وعن عروة البارقي -رضي الله عنه- : أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الخيل مَعقُودٌ في نَوَاصِيهَا الخَيْرُ إلى يوم القيامة: الأجر، والمَغْنَم».

٣٨٦. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت تک کے لیے گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی رہے گی"۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر و برکت بندھی ہوئی ہے یعنی اجر و ثواب اور مال غنیمت۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الخيل ملازم لها الخير إلى يوم القيامة، الثواب المترتب على ربطها وهو خير آجل، والمغنم الذي يكتسبه المجاهد من مال الأعداء وهو خير عاجل.

اجمالی معنی:

گھوڑے کے ساتھ خیر قیامت تک کے باقی رہے گی۔ اس کے پالنے پر ملنے والا ثواب، آخرت میں ملنے والا خیر ہے۔ دوسری چیز مالِ غنیمت جو مجاہد دشمن کے مال سے حاصل کرتا ہے یہ (دنیا میں) جلد ملنے والا خیر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه عن ابن عمر. متفق عليه عن عروة بن الجعد البارقي.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- عروة البارقي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- معقود : مربوط.
- نواصيها : المراد بالناصية هنا: الشعر المسترسل على الجبهة.
- الأجر : الثواب المترتب على ربطها، وهو من الخير الآجل.
- المغنم : هو المال المكتسب من مال الكفرة، وهو من الخير العاجل.

فوائد الحديث:

١. استحباب اقتناء الخيل وإعدادها.
٢. الجهاد ماض إلى يوم القيامة ؛ لأنه ذكر -صلى الله عليه وسلم- بقاء الخير في نواصي الخيل إلى يوم القيامة.
٣. فضيلة الجهاد في سبيل الله -تعالى-.
٤. تفضيل الخيل عن غيرها من الحيوانات.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم، لعياض بن

موسى اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م - شرح صحيح البخارى لابن بطال - تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم مكتبة الرشد - السعودية، الرياض الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (3583)

الخازن المسلم الأمين الذي ينفذ ما أمر به فيعطيه كاملا موفرا طيبة به نفسه فيدفعه إلى الذي أمر له به، أحد المتصدقين

مسلمان امانت دار خزانچی جسے کسی چیز کے دینے کا حکم دیا جائے اور وہ اس کی تعمیل کرتے ہوئے اسے پوری طرح بنا کسی کمی کے خوش دلی کے ساتھ اس شخص کو دے جسے دینے کا اسے حکم دیا گیا ہو تو اس کا شمار صدقہ کرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔

٣٨٧. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- أَنَّهُ قَالَ: «الخَازِنُ المسلمُ الأمين الَّذِي يُنْفِذُ ما أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلاً مُوَفَّراً طَيِّبَةً بِهِ نَفسُهُ فَيَدْفَعُه إلى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ، أَحَدُ المُتَصَدِّقِين».
وفي رواية: «الذي يُعطِي مَا أُمِرَ به».

٣٨٧. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان امانت دار خزانچی جسے کسی چیز کے دینے کا حکم دیا جائے اور وہ اس کی تعمیل کرتے ہوئے اسے پوری طرح بنا کسی کمی کے خوش دلی کے ساتھ اس شخص کو دے جسے دینے کا اسے حکم دیا گیا ہو تو اس کا شمار صدقہ کرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے ''جو شخص وہ چیزیں دیتا ہے جسے دینے کا اُسے حکم دیا گیا ہو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الخازن مبتدأ، وأحد المتصدقين خبر، يعني أن الخازن الذي جمع هذه الأوصاف الأربعة: الإسلام، والأمانة، وإنفاذ ما أُمِر بإعطائه، وأن يكون زمن البذل والعطاء منشرح الصدر ظاهر البشاشة والسرور. فهو مسلم احترازا من الكافر، فالخازن إذا كان كافرا وإن كان أمينا وينفذ ما أمر به ليس له أجر؛ لأن الكفار لا أجر لهم في الآخرة فيما عملوا من الخير، قال الله تعالى: (وقدمنا إلى ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا) (الفرقان: ٢٣) ، وقال تعالى: (ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فأولئك حبطت أعمالهم في الدنيا والآخرة وأولئك أصحاب النار هم فيها خالدون) (البقرة: ٢١٧)، أما إذا عمل خيرا ثم أسلم فإنه يسلم على ما أسلف من خير ويعطى أجره. الوصف الثاني: الأمين يعني الذي أدى ما ائتمن عليه، فحفظ المال، ولم يفسده، ولم يفرط فيه، ولم يعتد فيه. الوصف الثالث: الذي ينفذ ما أمر به يعني يفعله؛ لأن من الناس من يكون أمينا لكنه متكاسل، فهذا أمين ومنفذ يفعل ما أمر به، فيجمع بين القوة والأمانة. الوصف الرابع: أن

اجمالی معنی:

"الخازن" بتدا ہے اور "أحد المتصدقين" خبر ہے۔ یعنی وہ خزانچی جس میں یہ چار اوصاف موجود ہوں یعنی اسلام، امانت، جس چیز کی ادائیگی کا اُسے حکم دیا جائے وہ اس کی تنفیذ کرے، اور یہ کہ جس وقت وہ خرچ کرے اور دے تو انشراحِ قلب، چہرے کی بشاشت اور خوشی سے دے۔ مسلمان ہونے کی قید میں کافر سے احتراز ہے۔ اگر خزانچی کافر ہو تو اسے کوئی اجر نہیں ملتا اگرچہ وہ امانت دار ہی کیوں نہ ہو اور جس بات کا اسے حکم دیا جائے اسے پورا ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ کیونکہ کفار جو اچھے اعمال کرتے ہیں ان کو آخرت میں کوئی اجر نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وقدمنا إلى ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا) (الفرقان: ٢٣) ترجمہ: ''اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اُسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فأولئك حبطت أعمالهم في الدنيا والآخرة وأولئك أصحاب النار هم فيها خالدون)۔ (البقرة: ٢١٧) ترجمہ: ''تم میں سے جو کوئی اس دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے ایسے لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے''۔ تاہم نیک اعمال کرنے کے بعد اگر وہ اسلام لے آئے تو اس نے جو پہلے نیکیاں کی ہوتی ہیں ان کے ساتھ وہ اسلام لاتا ہے اور ان پر اسے اجر دیا جاتا ہے (یعنی اُس کی زمانۂ کفر کی نیکیوں کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے)۔ دوسری صفت: امانت دار۔ یعنی جس شے کی اسے امانت سونپی گئی ہو اسے وہ پورا کرے۔ مال کی

تكون طيبة به نفسه، إذا نفذ وأعطى ما أمر به أعطاه وهو طيبة به نفسه، يعني لا يمن على المعطَى، أو يظهر أن له فضلا عليه بل يعطيه طيبة به نفسه، فهذا يكون أحد المتصدقين مع أنه لم يدفع من ماله فلسا واحدا. مثال ذلك: رجل عنده مال، وكان - أمين صندوق للمال- مسلما أمينا، ينفذ ما أمره به، ويعطيه صاحبه طيبة به نفسه، فإذا قال له صاحب الصندوق: يا فلان أعط هذا الفقير عشرة آلاف ريال، فأعطاه على الوصف الذي قال النبي صلى الله عليه وسلم فإنه يكون كالذي تصدق بعشرة آلاف ريال من غير أن ينقص من أجر المتصدق شيئا، ولكنه فضل من الله عز وجل.

حفاظت کرے، اسے خراب نہ کرے، اس میں افراط نہ برتے اور نہ ہی اس میں کوئی بے جا تصرف کرے۔ تیسری صفت: جس بات کا اسے حکم دیا جائے اسے وہ بجا لائے یعنی اسے انجام دے۔ کیونکہ بعض اوقات کوئی شخص امین تو ہوتا ہے لیکن سست ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ شخص امین بھی ہے اور جس کام کا اسے حکم دیا جاتا ہے اسے پورا کرنے والا بھی ہے۔ چنانچہ اس میں قوت اور امانت دونوں صفات موجود ہیں۔ چوتھی صفت: جس بات کا اس کو حکم دیا جائے اس کی انجام دہی کے وقت اور جس شے کو دینے کا اسے کہا گیا ہو اسے دیتے وقت وہ خوش دل ہو یعنی جسے دے اس پر احسان نہ جتلائے اور نہ ہی اس پر یہ ظاہر کرے کہ وہ اس پر فضیلت رکھتا ہے بلکہ خوشدلی کے ساتھ اسے دے۔ یہ شخص صدقہ کرنے والوں میں سے گردانا جائے گا حالانکہ اس نے اپنے مال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔ مثال: ایک ایسا آدمی ہو جس کے پاس مال ہو اور اس مال کا خزانچی مسلمان اور امانت دار ہو اور جو اسے حکم دیا جائے اسے وہ پورا کرے۔ خوشدلی کے ساتھ مال کو اس کے حق دار کو دے۔ جب مال کا مالک اسے کہے کہ اے فلاں! اس فقیر کو دس ہزار ریال دے دو اور وہ اس انداز میں اسے یہ دے جیسا کہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہے تو وہ ایسے ہو گا جیسے اس نے دس ہزار ریال صدقہ کئے ہوں بغیر اس کے کہ صدقہ کرنے والے کے اجر میں اس سے کوئی کمی واقع ہو بلکہ یہ اللہ عزوجل کے فضل سے ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها، واللفظ للبخاري. الرواية الثانية: رواها البخاري.
التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مُوَفَّراً : أي كاملا تاما من غير نقصان.
- الخَازِنُ : هو الذي يحفظ مال غيره بإذنه ويُؤْتَمَن عليه.
- طَيِّبَةً بِهِ نَفسُهُ : لا يحسد المُتَصدَّق عليه ولا يُؤْذِيه بفعل أو قول.
- المسلم الأمين : أمين في ذلك المال الذي أمر بإعطائه.
- أُمِرَ بِهِ : بإعطائه.
- أَحَدُ المُتَصَدِّقِين : فيكتب له بتلك الشروط الأربعة ثواب الصدقة، لكنه يقل ويكثر بحسب تعبه وبشاشته ورفقه في الإعطاء.

فوائد الحديث:

١. أن من وُكِّل في تحقيق عمل من أعمال الخير فقام بما وُكِّل به على خير وجه عن رغبة فيه ورضى عنه؛ كان له مثل أجر الفاعل الحقيقي الذي وَكَّله به، وكذلك كل من شارك أو ساهم في تحصيل نفع ودفع ضر ولو لم ينفق شيئا من المال في سبيله.
٢. جواز اتخاذ خازن، وأن ذلك ليس مخيلة ولا تبذيرا.
٣. كثرة المال الحلال ليس إثما.
٤. حض لأرباب الأموال على الصدقة.

٥. فضل الأمانة، وعلى فضل التنفيذ فيما وكل فيه وعدم التفريط فيه، ودليل على أن التعاون على البر والتقوى يكتب لمن أعان مثل ما يكتب لمن فعل، وهذا فضل الله يؤتيه من يشاء.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3125)

الذهب بالذهب ربا، إلا هاء وهاء، والفضة بالفضة ربا، إلا هاء وهاء، والبر بالبر ربا، إلا هاء وهاء. والشعير بالشعير ربا، إلا هاء وهاء

سونا سونے کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ چاندی چاندی کے بدلے اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتی ہے۔ گیہوں گیہوں کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ جَو جَو کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔

٣٨٨. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- مرفوعاً: «الذهب بالذهب رِباً، إلا هَاءَ وَهَاءَ، والفضة بالفضة ربا، إلا هَاءَ وهَاءَ، والبُرُّ بالبُرِّ ربا، إلا هاء وهاء. والشعير بالشعير ربا، إلا هاء وهاء».

٣٨٨. حدیث:

عمر ابن خطاب - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ چاندی چاندی کے بدلے اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتی ہے۔ گیہوں گیہوں کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ جَو جَو کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث، كيفية البيع الصحيح بين هذه الأنواع، التي يجرى فيها الربا، فمن باع شيئًا ربويًا بجنسه، كالذهب بالذهب أو البر بالبر، فيجب أن يكونا متساويين وبلا تأجيل، ولو كانا مختلفين في الجودة أو النوع، ومن باع ذهبًا بفضةٍ فلا بد من الحلول والتقابض في مجلس العقد، وبدونه لا يصح العقد، لأن هذه مصارفة يشترط لصحتها التقابض، ولا يشترط التساوي لاختلاف الجنس. كما أن من باع برا بشعير فلابد من التقابض بينهما في مجلس العقد لاتفاق البدلين في علة الربا. الخلاصة: إذا اتفق الجنس فلا بد من التقابض والمساواة كالذهب بالذهب، ولو اختلفت الجودة. وإذا اختلف الجنس واتفقت العلة فلا بد من التقابض ولا تشترط المساواة كالذهب بالعملات النقدية. وإذا اختلفت العلة أو لم يكن المال ربويا فلا يشترط شيء، ويجوز التأجيل والمفاضلة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اس حدیث میں خرید و فروخت کی ان انواع میں سے جن میں سود کا عنصر ہوتا ہے، اُن میں خرید و فروخت کی صحیح صورت کی وضاحت فرما رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو شخص چاندی کے بدلے میں سونے کو بیچتا ہے یا سونے کے بدلے میں چاندی بیچتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مجلس عقد ہی میں ان کا نقدلین دین ہو جائے ورنہ عقد درست نہیں ہوگا۔ کیوں کہ بیع کی یہ صورت 'بیع صرف' کہلاتی ہے جس کے صحیح ہونے کے لیے دونوں اطراف سے قبضہ کرنا ضروری نیز جنس کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان میں برابری کی شرط نہیں لگائی جائے گی۔ جیسے کوئی شخص گیہوں کو جَو کے بدلے میں خریدتا ہے یا اس کا برعکس کرتا ہے تو اس صورت میں مجلس عقد ہی میں دونوں اطراف سے قبضہ کرنا ضروری ہے کیوں کہ ان اشیاء میں علت ربا پائی جاتی ہے جس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے جب کہ قبضہ کرنے سے پہلے ہی فریقین عقد ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔ جب جنس ایک ہو تو اس صورت میں باہمی طور پر قبضہ کرنا بھی ضروری ہے اور ان میں برابری بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ سونے کی سونے کے بدلے کی تجارت میں، اگرچہ عمدگی کے لحاظ سے ان میں فرق ہی کیوں نہ پایا جائے۔ اگر جنس مختلف ہو لیکن علت ایک ہو تو اس صورت میں صرف باہمی طور پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اس میں دونوں اطراف کے سامان تجارت کا برابر ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسے سونے کی کرنسی نوٹوں کے بدلے میں خرید و فروخت۔ جب علت مختلف ہو یا پھر مال تجارت ربوی نہ ہو تو اس صورت میں کوئی شرط نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس میں ادھار کرنا اور باہم دگر اضافہ کر کے بیچنا جائز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الربا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الذهب : بيع الذهب فحذف المضاف للعلم به، أو المعنى: الذهب يباع، ويشمل اسم الذهب جميع أنواعه السبائك والحلي والدنانير وغيرها.
- بالورق : بفتح الواو وكسر الراء ويجوز إسكانها: الفضة بجميع أنواعها أيضا.
- إلا هاء وهاء : بمعنى: خذ وهات والمراد التقابض وعدم تأجيل أحد البدلين.
- البر : بيع البر، والبر-بضم الموحدة- من أسماء الحنطة

فوائد الحديث:

١. تحريم بيع الذهب بالفضة أو العكس، وفساده إذا لم يتقابض المتبايعان قبل التفرق من مجلس العقد، وهذه هي المصارفة.
٢. تحريم بيع البر بالبر، أو الشعير بالشعير، وفساده، إذا لم يتقابض المتبايعان قبل التفرق من مجلس العقد ولم يتساويا.
٣. صحة العقد إذا حصل القبض في المصارفة. أو بيع البر بالبر، أو الشعير بالشعير، في مجلس العقد.
٤. يراد بمجلس العقد مكان التبايع، سواء أكانا جالسين، أم ماضيين، أم راكبين، ويراد بالتفرق ما يُعَد تفرقا عرفًا بين الناس.
٥. أن اشتراط التقابض لا يختص باتحاد الجنس، فإن الذهب بالورق جنسان منع فيهما التأجيل كما منع في البر بالبر والشعير بالشعير وهما جنس واحد.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ

الرقم الموحد: (5889)

الرَّضاعة تحرم ما تحرم الولادة	رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں، جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔
٣٨٩. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الرَّضاعة تحرم ما تحرم الولادة».	**٣٨٩. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں، جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: المحرمات من النساء بسبب النسب كالأم والأخت يحرم مثلهن بسبب الرضاعة كالأم المرضعة والأخت من الرضاعة؛ لذا جاء في حديث آخر: (يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب)، سواء من قبل الزوجة أو من قبل الزوج، فكل ما يحرم على الإنسان من قراباته من النسب بأن يتزوجها كأخته وخالته وعمته، فحرام عليه أن يتزوج بهؤلاء إذا كانت قرابتهن بالرضاع، وكذلك الزوجة يحرم عليها أن تتزوج بولدها وأخيها وعمها وخالها، فكذلك حرام عليها أن تتزوج بهؤلاء إذا كانوا من الرضاع. ونوع التحريم هو تحريم النكاح وانتشار الحرمة بين الرضيع والأولاد المرضعة، وتنزيلهم منزلة الأقارب في حل نظر وخلوة وسفر، لا في باقي الأحكام، كتوارث ووجوب الإنفاق ونحو ذلك، ثم التحريم المذكور بالنظر إلى المرضع فإن أقاربه أقارب للرضيع وأما أقارب الرضيع ما عدا أولاده فلا علاقة بينهم وبين المرضع، فلا يثبت لهم شيء من الأحكام.	**اجمالی معنی:** متفق علیہ

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الرضاع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: تتمة الأربعين النووية لابن رجب.

معاني المفردات:

- الرضاعة : بفتح الراء، الإرضاع.
- ما تحرم الولادة : مثل ما تحرمه.

فوائد الحديث:

١. الرضاع كالنسب في التحريم، وهو بالإجماع فيما يتعلق بتحريم التناكح وتوابعه، كما في المعنى الإجمالي.

٢. إثبات حكم التحريم بالرضاع تحريماً مؤبداً.

٣. -4الأصل في سبب التحريم الولادة.

٤. -7إجمال المحرمات في النكاح من النسب والرضاع، وتفصيل المحرمات في آيتي النساء، قال -تعالى-: وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا (٢٢) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا.(23)

٥. -8دلت الأحاديث الأخرى أن التحريم يثبت بخمس رضعات مشبعات معلومات

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ. الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن.
الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة الثالثة، ١٤٠٤هـ- ١٩٨٤م.

الرقم الموحد: (4311)

السِّواك مَطْهَرَةٌ لِلْفَم مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ

مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا موجب ہے۔

٣٩٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «السِّواك مَطْهَرَةٌ لِلْفَم مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ».

٣٩٠. حدیث :

اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا موجب ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

السِّوَاك يُطَهِّر الفَم من الأوساخ والروائح الكريهة وغير ذلك مما يَضُر، وبأي شيء استاك مما يزيل التَّغَيُّر حصلت سنة السَّوَاك، كما لو نظف أسنانه بالفرشاة والمعجون وغيره من المزيلات للأوساخ، وهو مرضاة للرب أي أن الاستياك من أسباب رَضَا الله -تعالى- عن العَبْد. وقد ذكروا للسواك فوائد أخرى، منها: يُطَيِّب الفَم، ويَشُدُّ اللثة، ويَجْلُو البَصَر، ويذهب بالبَلْغَم، ويوافق السنة، ويُفرح الملائكة، ويزيد في الحسنات، ويصحح المعدة.

اجمالی معنی :

مسواک منہ کو گندگی، بدبو اور ہر نقصان دہ شے سے پاک کرتی ہے۔ کسی بھی ایسی شے سے دانت صاف کرنے سے مسواک کی سنت پوری ہوجاتی ہے جو (منہ میں پیدا ہونے والے) تغیر کو زائل کردے۔ مثلاً اگر کسی نے اپنے دانتوں کو برش اور پیسٹ وغیرہ جیسی کسی بھی شے سے صاف کرلیا جس میں گندگی دور کرنے کی صلاحیت ہو تو اس سے سنت پوری ہوجاتی ہے۔ مسواک کرنا اللہ کی رضا کا موجب ہے یعنی مسواک کرنا اللہ کے بندے سے راضی ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ علماء نے مسواک کے بہت سے فوائد ذکر کیے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں : یہ منہ کو پاکیزگی دیتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، نظر تیز کرتی ہے، بلغم ختم کرتی ہے، اس میں سنت کی موافقت ہوتی ہے، مسواک کرنا فرشتوں کو خوش اور رب کو راضی کرتا ہے، اس سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا اور معدہ درست رہتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: رواه النسائي وأحمد والدارمي.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مطهرة : سبب طهارة الفم.
- مرضاة للرب : سبب رضا الله -عز وجل-.

فوائد الحديث:

١. أن السواك وسيلة لتطهير الفَم.
٢. الله -تعالى- يحب النظافة ويحب المتطهرين، ولذلك شرع لهم ما يعينهم على ابتغاء مرضاته.
٣. فضيلة السواك.
٤. ترغيب النبي -صلى الله عليه وسلم- أُمَّته للإكثار من الاستياك.
٥. مشروعية السواك للصائم سواء كان أول النهار أو آخره؛ لإطلاق الحديث.
٦. الاسْتِيَاك من أسباب رِضَا الله -تعالى- عن العَبْد.
٧. إثبات صفة الرِّضَا لله -عز وجل-.

المصادر والمراجع:
-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م.

الرقم الموحد: (3588)

السلامُ عليكم أهلَ الديارِ من المؤمنين والمسلمين، وإنا إن شاءَ اللهُ بكم للاحقون، أسألُ اللهَ لنا ولكم العافية

اس دیار کے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ عنقریب تم سے آملنے والے ہیں۔ میں اپنے اور تمھارے لیے عافیت طلب کرتا ہو۔

٣٩١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: كانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كلَّما كانَ ليلتُها من رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يخرُجُ من آخرِ الليلِ إلى البَقِيعِ، فيقولُ: "السلامُ عليكم دارَ قومٍ مؤمنين، وأتاكُم ما تُوعدُون، غداً مُؤجَّلُون، وإنا إنَّ شاءَ اللهُ بِكُم لاحِقُون، اللّهم اغْفِرْ لأهلِ بَقِيعِ الغَرْقَدِ" وعن بريدة -رضي الله عنه- قال: كان النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- يُعلّمُهم إذا خَرَجُوا إلى المقابرِ أن يقولَ قائلُهم: "السلامُ عليكم أهلَ الديارِ من المؤمنين والمسلمين، وإنا إن شاءَ اللهُ بكم للاحقون، أسألُ اللهَ لنا ولكم العافيةَ". وعن ابن عباس -رضي الله عنهما-، قال: مَرَّ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بقبورٍ بالمدينةِ فأقبلَ عليهم بوجهِهِ، فقال: "السلامُ عليكم يا أهلَ القبورِ، يغفرُ اللهُ لنا ولكم، أنتم سلفُنا ونحن بالأثرِ".

٣٩١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس رات ان کی باری ہوتی، رسول اللہ ﷺ رات کے آخری پہر میں بقیع کے قبرستان کی طرف جاتے اور فرماتے: "السلامُ علیکم دارَ قومٍ مؤمنین، وأتاکُم ما تُوعدُون، غداً مُؤجَّلُون، وإنا إنّ شاءَ اللہُ بِکُم لاحِقُون، اللّھم اغْفِرْ لأھلِ بَقِیعِ الغَرْقَدِ"۔ ترجمہ: اس دیار (یعنی قبرستان) کے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ جس (موت) کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، وہ پورا ہو چکا۔ تمھیں تمھارے اعمال کی جزا کل ملنے والی ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے آملنے والے ہیں۔ یا اللہ! اہل بقیع غرقد کی مغفرت فرما۔ بریدہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی ﷺ انھیں سکھاتے کہ جب ان میں سے کوئی قبرستان جائے، تو یوں کہے: "السلامُ علیکم أھلَ الدیارِ من المؤمنین والمسلمین، وإنا إن شاءَ اللہُ بکم للاحقون، أسألُ اللہَ لنا ولکم العافیۃَ" ترجمہ: اس دیار کے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ عنقریب تم سے آملنے والے ہیں۔ میں اپنے اور تمھارے لیے عافیت طلب کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مدینے میں موجود کچھ قبروں کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف اپنا چہرۂ مبارک کر کے فرمایا: "السلامُ علیکم یا أھلَ القبورِ، یغفرُ اللہُ لنا ولکم، أنتم سلفُنا ونحن بالأثرِ"۔ ترجمہ: اے قبروں والو! اللہ تعالی ہماری اور تمھاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے پہلے جا چکے اور ہم تمھارے بعد آنے والے ہیں۔

درجة الحديث: حديث عائشة وبريدة صحيحان، وحديث ابن عباس ضعيف

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

في الأحاديث دليل لاستحباب زيارة القبور، والسلام على أهلها والدعاء لهم والترحم عليهم، فينبغي أن نزور القبور، ولكن نزورها لنفعها أو للانتفاع بها؟، الأول: نزورها لنفعها لندعو للأموات لا لندعوهم، ولرقة القلوب، وكلما غفل قلبك واندمجت نفسك في الحياة الدنيا فاخرج إلى القبور، وتفكر في هؤلاء القوم الذين كانوا بالأمس مثلك على الأرض يأكلون ويشربون ويتمتعون والآن أين ذهبوا؟، صاروا

اجمالی معنی:

ان تمام احادیث میں قبروں کی زیارت کرنے، قبر والوں کو سلام کرنے، ان کے لیے دعا کرنے اور ان کے لیے رحم دلانہ جذبات کے اظہار کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ ہمیں قبروں کی زیارت کرنی چاہیے، تاہم سوال یہ ہے کہ ہم قبر والوں کے فائدہ کے لیے قبروں پر جائیں گے یا پھر خود فائدہ اٹھانے کے لیے؟۔ اولا: ہم قبروں کی زیارت اہل قبور کے فائدے کے لیے کریں؛ بایں طور کہ مردوں کے لیے دعا کریں، نہ کہ ان سے دعا مانگیں اور اس لیے قبرستان جائیں تاکہ دلوں میں رقت پیدا ہو۔ جب بھی آپ کے دل پر کچھ غفلت کا پرتو آئے اور آپ کا دل دنیا کی

مرتهنين بأعمالهم لم ينفعهم إلا ما قدموا، ففكر في هؤلاء القوم ثم سلم عليهم: السلام عليكم دار قوم مؤمنين والظاهر -والله أعلم- أنهم يردون السلام لأنه يسلم عليهم بصيغة الخطاب السلام عليكم، ويحتمل أن يراد بذلك السلام مجرد الدعاء فقط، سواء سمعوا أم لم يسمعوا أجابوا أم لم يجيبوا؟.

زندگی سے مکدر ہو جائے، تو آپ کو چاہیے کہ آپ قبرستان کا رخ کریں اوران لوگوں کے بارے سوچیں، جو کل تک آپ ہی کی طرح زمین پر چلتے پھرتے تھے، کھا پی رہے تھے اور دنیا سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اب وہ سب کہاں گئے؟ وہ اپنے گناہوں کے بدلے میں گروی رکھے ہوئے ہیں؛ انھیں صرف اپنے آگے بھیجے گئے اعمال ہی فائدہ دیں گے۔ ان لوگوں کے بارے میں سوچیں اورانھیں سلام کریں: السلام علیکم دار قوم مومنین۔ ظاہری معنی یہی ہے، واللہ اعلم کہ وہ سلام کا جواب دیتے ہیں؛ کیوںکہ آپ ﷺ ان پر خطاب کے صیغے سے سلام کرتے تھے۔ یعنی السلام علیکم کہتے تھے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مجرد دعا مراد ہو؛ چاہے وہ سنتے ہوں یا نہ سنتے ہوں، جواب دیتے ہوں یا جواب نہ دیتے ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > زيارة القبور

راوي الحديث: حديث عائشة رواه مسلم. حديث بريدة رواه مسلم. حديث ابن عباس رواه الترمذي.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
بُرَيْدَة بن الحُصَيب الأَسْلَمِيّ -رضي الله عنه -
عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ليلتها من رسول الله : معنى نصيبها، أي: التي تخصها منه.
- البقيع : المكان المتسع، والمراد به مقبرة أهل المدينة.
- أتاكم ما توعدون غداً : جاءكم ما كنتم تُخبرون بوقوعه في الغد.
- مؤجلون : المراد بالأجل هنا مدة ما بين الموت والنشور.
- الغرقد : نوع من شجر الشوك، وسميت مقبرة المدينة بذلك؛ لأن هذا النوع من الشجر كان موجوداً فيها.
- العافية : محو الأسقام، والمراد هنا محو الذنوب والأمن من المكروه.
- سلفنا : من مات قبل الإنسان ممن يعز عليه.
- ونحن بالأثر : تابعون لكم عن قرب.

فوائد الحديث:

١. استحباب زيارة القبور.
٢. استحباب الاستغفار للمؤمنين، وأن ذلك ينفعهم.
٣. جواز زيارة المقابر في الليل.
٤. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أمته ما ينفعهم.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٣-الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ ٤-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٥-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٦-سبل السلام شرح بلوغ المرام؛ للإمام محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني، توزيع الرئاسة العامة للإفتاء-الرياض. ٧-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ ٨-شرح صحيح مسلم؛ للإمام محيي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ ٩-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ١٠-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ١١-مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن

عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. ١٢-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6826)

الشفق الحمرة، فإذا غاب الشفق وجبت الصلاة

'شفق' سرخ روشنی کو کہتے ہیں اور جب شفق غروب ہوجائے، تو نماز واجب ہو جاتی ہے۔

٣٩٢. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «الشَّفَق الحُمْرَة، فإذا غَاب الشَّفَق؛ وجَبَت الصلاة».

٣٩٢. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'شفق' سرخ روشنی کو کہتے ہیں اور جب شفق غروب ہوجائے تو نماز واجب ہو جاتی ہے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

وقت المغرب يستمر إلى أن يغيب الشفق، فإذا غاب الشَّفق انتهى وقت المغرب، ودخل وقت العشاء. إذا تقرر ذلك: فما هو الشَّفق الذي به يُحدد وقت خروج المغرب، ودخول وقت صلاة العشاء؟ قال ابن عمر -رضي الله عنهما- يرفعه إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-: "الشَّفَق الحُمْرَة"، فالشَّفق: الحُمرة التي تَبْقَى في السَّماء بعد مَغِيب الشمس، وهو بقيَّة شُعاعها، وهذا قولُ أهلِ اللغة، فإذا غابت حُمرة الشَّفق في الأفق خرج وقت المغرب، ودخل وقت صلاة العشاء، وهذا قول جمهور العلماء -رحمهم الله-، هذا الحديث يفسر قوله -صلى الله عليه وسلم-: (ووقت المغرب إذا غربت الشمس ما لم يغب الشفق). أما تقدير الوقت بين المغرب والعشاء بالدقائق، فيختلف باختلاف الفصول، ففي بعضها: يكون بين غروب الشمس ودخول وقت العشاء ساعة وربع ساعة، وأحياناً ساعة وثلث الساعة، وأحياناً ساعة وخمساً وعشرين دقيقة، وأحياناً ساعة وثلاثين دقيقة، لا يمكن أن يُضبط في جميع الفصول. وهذا يحتاج إلى العناية بالشَّفق في الصحراء، الذي يَرقب الشَّفق وينظره يستطيع أن يُحدد بالدقائق، لكن المعتمد الآن في المملكة على سبيل الاحتياط ساعة ونصف، من غروب الشَّمس إلى غروب الشَّفق. والحديث ضعيف مرفوعا، ولكن معناه صحيح؛ لأمور: ١- أنه قول الصحابة: كابن عمر وأبي هريرة وشداد بن أوس

اجمالی معنیٰ:

مغرب کی نماز کا وقت شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔ جب شفق غائب ہو جاتا ہے، تو مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ جب اتنا معلوم ہوگیا، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ شفق سے کیا مراد ہے، جس سے مغرب کا وقت نکل جاتا ہے اور عشا کا وقت داخل ہو جاتا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: "الشَفَق الحُمرَة" (شفق سرخی ہے) چنانچہ اہل لغت کے مطابق 'شفق' وہ سرخی ہے، جو غروب آفتاب کے بعد آسمان پر باقی رہ جاتی ہے، جو درحقیقت سورج کی بچی کھچی شعائیں ہوتی ہیں۔ جمہور علما کے نزدیک جب شفق کی سرخی آسمان سے ختم ہو جائے، تو مغرب کا وقت نکل جاتا ہے اور عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی تفسیر کر رہی ہے: (ووقت المغرب إذا غربت الشمس ما لم يغب الشفق) (مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔) مغرب اور عشا کے درمیانی وقفے کا اندازہ منٹوں میں لگانا چاہیں، تو الگ الگ موسموں میں یہ الگ الگ ہوگا۔ چنانچہ کبھی یہ وقفہ سوا گھنٹے کا ہوگا، تو کبھی ایک گھنٹہ بیس منٹ، کبھی ایک گھنٹہ پچیس منٹ اور کبھی ایک گھنٹہ تیس منٹ کا۔ الغرض سارے موسموں کو ضبط کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے لیے صحرا میں شفق کے باریک مشاہدے کی ضرورت ہے۔ شفق کے مسلسل مشاہدے کے بعد منٹوں میں اس کی تحدید کی جا سکتی ہے۔ البتہ آج کل مملکت سعودیہ میں بطور احتیاط غروب شمس سے غروب شفق تک ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ متعین ہے۔ یہ حدیث مرفوعا ضعیف ہے؛ لیکن اس کا معنی درج ذیل وجوہات کی بنا پر صحیح ہے: ١: یہ ابن عمر، ابوہریرہ، شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کا قول ہے۔ ٢: اہل لغت کے مطابق یہی زیادہ صحیح ہے۔ ٣: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (أنا أعلم الناس بوقت هذه الصلاة-صلاة العشاء الآخرة-، كان رسول الله-صلى الله عليه وسلم- يُصليها لسُقوط القمر

وعبادة بن الصامت -رضي الله عنهم-. ٢- أنه الأصح عند أهل اللغة. ٣- ما رواه النُّعمان بن بشير -رضي الله عنهما- قال: (أنا أعلم الناس بوقت هذه الصلاة -صلاة العشاء الآخرة-، كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصليها لسُقوط القمر لثالثة) رواه الترمذي وغيره، وهذا يبين أنه -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي العشاء الآخرة قبل مغيب البياض؛ لأن القمر في الليلة الثالثة يغيب أو يسقط إلى الغروب قبل مغيب البياض، فدل ذلك على أن الشَّفق الحُمرة، وليس البياض.

ثالثہ) (میں اس نماز- عشا کی نماز- کے وقت سے لوگوں میں سب سے زیادہ واقف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ یہ نماز تیسرے دن کے چاند کے غروب کے وقت ادا کرتے تھے۔) رواہ الترمذی وغیرہ۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز عشا سفیدی کے غائب ہونے سے پہلے پڑھتے تھے؛ کیوں کہ تیسرے دن کا چاند سفیدی کے غائب ہونے سے پہلے غروب ہوجاتا ہے یا غروب کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شفق سے مراد سرخی ہے، سفیدی نہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه الدارقطني.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الشَّفَق : الحُمرة: التي تَبْقَى في السماء بعد مَغِيب الشمس، وهو بقيَّة شُعاعها.

فوائد الحديث:

١. بيان أن الشَّفق الحمرة لا البَياض.
٢. أن وقت صلاة العشاء يدخل بِغياب الشَّفق الأحمر من غير فَصل بينهما، فإذا غاب الشَّفق دخل وقت العشاء.
٣. أن وقت صلاة المغرب يَمتد إلى مَغِيب الشَّفَق الأحمر، فمن صلَّاها قبل مَغيب الشَّفق فقد صلاها في وقتها.
٤. أوقات الصلاة تُحدد بالعلامات الكونية، ولا مانع من اعتماد التقاويم الحادثة ما لم يظهر فيها خلاف العلامات الكونية على وجه لا رَيب فيه.

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، تحقيق: شعيب الارنؤوط وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٤م. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، أشرف على طبعه: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. فتاوى نور على الدرب، عبد العزيز بن عبد الله بن باز، جمعها: محمد بن سعد الشويعر، قدم لها: عبد العزيز بن عبد الله بن محمد آل الشيخ. جلسات رمضانية، محمد بن صالح العثيمين، مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية.

الرقم الموحد: (10608)

الشهداء خمسة: المطعون والمبطون، والغريق، وصاحب الهدم، والشهيد في سبيل الله

”شہید پانچ ہیں: طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔“

٣٩٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قالَ: قالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «الشهداء خمسة: المطعون والمبطون، والغريق، وصاحب الهَدْمِ، والشهيد في سبيل الله». وفي رواية «ما تَعُدُّونَ الشهداء فيكم؟» قالوا: يا رسول الله، من قتل في سبيل الله فهو شهيد. قال: «إن شهداء أمتي إذا لقليل» قالوا: فمن هم يا رسول الله؟ قال: «من قتل في سبيل الله فهو شهيد، ومن مات في سبيل الله فهو شهيد، ومن مات في الطاعون فهو شهيد، ومن مات في البطن فهو شهيد، والغريق شهيد».

٣٩٣. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شہید پانچ ہیں: طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔“ ایک اور روایت میں ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا): ”تم اپنے اندر کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو اللہ کی راہ میں قتل کردیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: "تب تو میری اُمت میں شہداء کم ہوں گے۔" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو پھر کون شہید ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو اللہ کی راہ میں قتل کردیا جائے وہ شہید ہے، جو اللہ کے راستے میں (طبعی) موت مرجائے وہ شہید ہے، جو طاعون کی بیماری میں فوت ہوجائے وہ شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہوجائے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر مرجائے وہ شہید ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الشهداء في الجملة خمسة، الذي ضربه الطاعون ومات به وهو وباء فتاك، والذي يموت بمرض البطن، والذي يموت من الغرق وقد ركب البحر ركوبا غير محرم، أو في السيول والمسابح ونحوها، والذي يموت تحت الهدم كأن سقط عليه جدار، والمقتول في سبيل الله -تعالى-، وهو أعلى الأنواع، وكذلك من مات في سبيل الله بسبب غير القتال، والشهداء الأربعة الأول شهداء في أحكام الآخرة لا الدنيا فيغسلون ويصلى عليهم، والعدد في الحديث ليس للحصر.

اجمالی معنی:

مجموعی طور پر شہداء کے پانچ اصناف ہیں: وہ شخص جو طاعون میں بتلا ہوا اور اسی سے مرگیا، یہ ایک مہلک وبا ہے۔ اور جو پیٹ کی بیماری سے مرجائے۔ اور جو ڈوب کر مرجائے بشرطیکہ اس کا یہ سمندری سفر حرام نہ ہو۔ اور جو ملبے تلے دب کر مرجائے جیسے کہ اس پر کوئی دیوار گرجائے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کردیا جائے۔ اور یہ سب سے اعلی قسم ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو اللہ کی راہ میں لڑائی کے علاوہ کسی اور وجہ سے مرجائے۔ پہلے چار قسم کے شہداء اخروی احکام کے اعتبار سے شہید ہیں، دنیوی اعتبار سے نہیں۔ چناں چہ انہیں غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس حدیث میں (شہداء کی) جو تعداد بیان کی گئی ہے، وہ حصر کے لئے نہیں ہے۔۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الشهداء : جمع شهيد : وهم أصحاب درجة عالية في الجنة، والأصل عند الإطلاق أن يراد به المقتول في سبيل الله لإعلاء كلمة الله.
- خمسة : أي خمسة أصناف.
- المطعون : هو الذي مات بالطاعون.
- المبطون : الذي يموت بمرض بطنه.
- الغريق : أي من مات بالغرق.
- صاحب الهدم : الذي مات تحت الهدم.
- ومن مات في سبيل الله : أي في الجهاد بسبب غير القتل كأن سقط من فرسه أو مات حتف أنفه.
- في البطن : أي بسبب داءٍ في البطن.

فوائد الحديث:

١. فضل الله ورحمته بعباده المؤمنين.
٢. الشهداء قسمان : شهيد الدنيا، وشهيد الآخرة.
٣. تصحيح المفاهيم الخاطئة المستقرة في أذهان المدعوين.
٤. العدد في الحديث ليس للحصر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، المكتبة التجارية الكبرى _ مصر، الطبعة الأولى ، ١٣٥٦هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (4971)

الصعيد الطيب وضوء المسلم ولو إلى عشر سنين، فإذا وجدت الماء فأمسه جلدك فإن ذلك خير

پاک مٹی مسلمان کے لیے وضو (کے پانی کے حکم میں) ہے، اگرچہ دس برس تک پانی نہ پائے۔ جب تم پانی پا جاؤ، تو اس کو اپنے بدن پر بہا لو؛ اس لیے کہ یہ بہتر ہے"

٣٩٤. الحديث:

عن أبي ذر جندب بن جنادة -رضي الله عنه- قال: اجتمعت غنيمة عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «يا أبا ذر أُبْدُ فيها» فبَدَوْتُ إلى الرَّبذَة فكانت تُصيبني الجنابة فأمكث الخَمْسَ والسِّتَّ، فأتيتُ النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «أبو ذر» فَسَكَتُّ فقال: «ثَكِلَتْكَ أمك أبا ذر لأمِّكَ الوَيْلُ» فدعا لي بجارية سوداء فجاءت بِعُسٍّ فيه ماء فستَرَتْنِي بثَوب واستَتَرْتُ بالرَّاحلة، واغتسلتُ فكأني أَلْقَيْتُ عني جَبَلًا فقال «الصعيدُ الطيِّبُ وُضُوءُ المسلم ولو إلى عشر سنين، فإذا وجدتَ الماء فأَمِسَّهُ جِلدَكَ فإن ذلك خَيرٌ».

٣٩٤. حدیث:

ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال غنیمت جمع ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر! انھیں لے کر دیہات کی طرف چلے جاؤ"۔ چنانچہ میں مقام ربذہ کی طرف آ گیا۔ وہاں مجھے جنابت لاحق ہوتی اور میں پانچ چھے دن ویسے ہی رہ جایا کرتا تھا۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوذر ہو؟" میں چپ رہا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں تجھے گم کرے، تیری ماں کے لیے خرابی ہے"۔ پھر آپ ﷺ نے میرے لیے ایک سیاہ فام باندی کو بلایا، جو ایک بڑے برتن میں پانی لے آئی۔ پھر ایک کپڑے کے ذریعے میرے لیے پردہ کیا۔ میں نے سواری کی اوٹ لی اور غسل کیا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا میں نے کوئی پہاڑ اتار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پاک مٹی مسلمان کے لیے وضو (کے پانی کے حکم میں) ہے، اگرچہ دس برس تک پانی نہ پائے۔ پھر جب تم پانی پا جاؤ، تو اس کو اپنے بدن پر بہا لو۔ اس لیے کہ یہ بہتر ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين هذا الحديث معلما من معالم يسر هذه الشريعة، وهو الإرشاد إلى طهارة التيمم عند فقد الماء. (الصعيد الطيب): أي تراب الأرض الطهور ونحوه مما علا فوق الأرض من جنسها، سمي به لأن الآدميين يصعدونها ويمشون عليها. (وَضوء المسلم) وفي هذا الكلام تشبيه الصعيد الطيب بالماء في الطهارة، فأطلق الشارع على التيمم أنه وضوء لكونه قام مقامه. وهذا التخفيف بالبدلية مستمر ما وجد العذر؛ ولذلك قال عليه الصلاة والسلام: (وإن لم يجد الماء عشر سنين) أو عشرين أو ثلاثين أو أكثر فالمراد بالعشر التكثير لا التحديد، وكذا إن وجده وهناك مانع حسي أو شرعي. فهذا يفيد أن التيمم يقوم مقام الوضوء ولو كانت الطهارة به ضعيفة لكنها طهارة ضرورة لأداء الصلاة قبل خروج الوقت. ومع ذلك فالترخص بالتيمم منقطع لحظة وجود الماء والقدرة

اجمالی معنی:

اسے امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی، اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

على استعماله؛ ولذلك أرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- أبا ذر بضرورة الرجوع إلى الأصل في الطهارة -وهو استعمال الماء- فقال عليه -الصلاة والسلام-: (فإذا وجدت الماء فأصبه بشرتك) أي أوصله إليها وأسِلْه عليها في الطهارة من وضوء أو غسل، وفي رواية الترمذي: "فإذا وجد الماء فليمسه بشرته فإن ذلك خير" فأفاد أن التيمم ينقضه رؤية الماء إذا قدر على استعماله؛ لأن القدرة هي المرادة بالوجود.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- الصعيد : وجه الأرض البارز، تراباً كان أو غيره.
- عشر سنين : المقصود منه: المبالغة دون تحديد.
- فليمسه بشرته : فليجعل الماء يصيب بدنه بالتطهر به، لما يأتي من العبادات.
- البشرة : ظاهر الجلد.
- عس : العس: القدح الكبير.
- ابدُ فيها : أي اخرج إلى البادية.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التيمم عند فقد الماء، وعدم حصوله.
٢. أن التيمم طهور، وكاف عن الماء في رفع الأحداث، مهما طالت المدة عند الماء.
٣. جواز التيمم على جميع ما تصاعد على وجه الأرض، من أي نوع من أنواع التربة، وعلى كل ما على الأرض من طاهر، من فرش ولبد وحيطان وصخور وغيرها.
٤. إذا وجد الماء، بطل التيمم، فيجب على المسلم العدول عن التيمم إلى استعمال الماء، لما يستقبل من العبادات التي من شرطها الطهارة، وذلك أن وجود الماء يرفع استصحاب الطهارة التي كانت بالتراب، كما هو المفهوم من الحديث.
٥. قوله الله -صلى الله عليه وسلم-: عشر سنين، ليس توقيتاً لنهاية مدة التيمم، وإنما مثال لطول المدة.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، ط١، ١٤٢٧هـ جامع الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الصغرى للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، ط٢، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، ١٤٠٦هـ فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي ، ط١، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، ١٣٥٦هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ مشكاة المصابيح للتبريزي، ، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥هـ النهاية في غريب الحديث والأثر لابن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي، ط ١٣٩٩هـ، المكتبة العلمية، بيروت. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته- محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي - دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (10023)

الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان مُكَفِّراتٌ لما بينهنَّ إذا اجتُنبَت الكبائر

پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، بشرطے کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

٣٩٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان مُكَفِّراتٌ لما بينهنَّ إذا اجتُنبَت الكبائر».

٣٩٥. حدیث:

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، بشرطے کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الصلوات الخمس تكفر ما بينها من الذنوب -وهي الصغائر- إلا الكبائر فلا تكفرها إلا التوبة، وكذلك صلاة الجمعة إلى التي تليها، وكذلك صوم رمضان إلى رمضان الذي بعده.

اجمالی معنی:

پانچ نمازیں اپنے مابین موجود وقفے میں سرزد ہو جانے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، ماسوا کبیرہ گناہوں کے، جن کا یہ کفارہ نہیں بنتیں۔ اسی طرح نماز جمعہ اپنے بعد آنے والی نماز جمعہ تک اور رمضان کا مہینہ اس کے بعد آنے والے رمضان تک کے لیے کفارہ ہوتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الصلوات الخمس : المفروضة في اليوم والليلة.
- الجمعة : صلاة الجمعة.
- رمضان : صوم رمضان.
- مكفرات : ماحيات.
- الكبائر : الذنوب التي ورد الوعيد بالعقاب الشديد على فعلها؛ كالزنى وشرب الخمر.

فوائد الحديث:

١. أن القيام بهذه الواجبات على خير وجه يكون سببا لأن يغفر الله عز وجل بفضله ورحمته ما وقع بينها من الذنوب الصغيرة.
٢. انقسام الذنوب إلى صغائر وكبائر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت -لبنان-الطبعة الرابعة عشرة. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين -سليم بن عيد الهلالي

دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (3591)

العَجْمَاءُ جُبَارٌ، والبئر جُبار، وَالمَعْدِنُ جُبَار، وفي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

جانور کا زخمی کردینا رائیگاں ہے، کنویں میں گرجانا رائیگاں ہے، کان میں دب جانا رائیگاں ہے اور رکاز (زمانہ جاہلیت کے دبائے ہوئے خزانہ) میں خمس ہے۔

٣٩٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «العَجْمَاءُ جُبَارٌ، والبئر جُبارٌ، وَالمَعْدِنُ جُبارٌ، وفي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

٣٩٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جانور کا زخمی کردینا رائیگاں ہے، کنویں میں گرجانا رائیگاں ہے، کان میں دب جانا رائیگاں ہے اور رکاز (زمانہ جاہلیت کے دبائے ہوئے خزانہ) میں خمس ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- عن حكم ضمان التلف أو النقص الحاصل بفعل البهيمة أو بنزول البئر أو المعدن، حيث بين -عليه الصلاة والسلام- أن ما حصل من تلف أو نقص بفعل البهيمة فلا ضمان فيه على أحد، وكذلك ما حصل من تلف أو نقص بالبئر ينزل فيه الرجل فيهلك، أو المَعْدِنُ ينزل فيه فيهلك؛ لأن البهيمة والبئر والمعدن لا يمكن إحالة الضمان عليها، ولا على مالكها إذا لم يحصل منه اعتداء أو تفريط، ثم ذكر أن من وجد كنزًا قليلًا أو كثيرًا فعليه إخراج خمسه؛ لأنه حصله بلا كُلْفَةٍ ولا تعب، والباقي له.

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے منقول جانور کے فعل، یا کنویں یا کان میں اترنے کی وجہ سے پیش آنے والے تلف یا نقصان کی ضمان کا حکم بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جانور کے کسی عمل کی وجہ سے جو تلف یا نقصان ہو جائے اس میں کسی پر کوئی ضمان نہیں آتی۔ اسی طرح کسی کنویں کی وجہ سے تلف یا نقصان ہونے کی وجہ سے بھی کوئی ضمان نہیں آتی مثلا کوئی شخص کنویں یا کان میں اترے اور ہلاک ہوجائے (تو اس میں کسی پر کوئی ضمان نہیں آئے گی۔) کیونکہ جانور، کنویں اور کان پر ضمان نہیں ڈالی جا سکتی اور نہ ہی ان کے مالک پر ضمان ڈالی جا سکتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے اس میں کوئی زیادتی یا لاپرواہی نہ ہوئی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جس شخص کو کوئی خزانہ ملے چاہے وہ کم ہو یا زیادہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں سے پانچواں حصہ (بطور صدقہ) نکالے کیونکہ اسے یہ مال بغیر کسی مشقت وتکان سے حاصل ہوا ہے۔ خمس نکالنے کے بعد باقی ماندہ اس کی ملکیت ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة الخارج من الأرض

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- العَجْمَاء : البهيمة، سميت عجماء لأنها لا تتكلم.
- جُبار : هدرٌ، والمعنى: جناية البهيمة هدرٌ غير مضمون.
- المَعْدِنُ : منبت الجواهر من ذهب ونحوه.
- الرِّكَازِ : المركوز (المغروز) في الأرض وهو دفن الجاهلية.
- الخُمْسُ : أي فيه الخُمس، جزء من خمسة أجزاء يصرف مصارف الفيء والباقي لواجده.

فوائد الحديث:

١. جناية البهيمة هَدَرٌ ؛ لأنها ليست أهلا للتضمين، إلا أن يكون حصل من مالكها اعتداء أو تفريط.
٢. لا ضمان على صاحب البئر أو المَعْدِن فيما تلف فيه، إلا إذا حصل منه تعدٍّ كأن يحفرها في الطريق أو تفريط.
٣. أنه يجب إخراج الخُمْس مما وجد من الكنوز، قليلا كان الموجود، أو كثيرًا.
٤. أن الرِّكَازِ ملك لواجده ولا يلزمه تعريفه.
٥. وجوب إخراج خمس الركاز فورًا.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4533)

الفجر فجران: فأما الفجر الذي يكون كذنب السرحان فلا تحل الصلاة فيه ولا يحرم الطعام، وأما الذي يذهب مستطيلا في الأفق فإنه يحل الصلاة، ويحرم الطعام.

فجر دو طرح کی ہوتی ہے: ایک وہ جو بھیڑیے کی دم کی طرح (اوپر اٹھی) ہوتی ہے۔ اس میں نماز (فجر) پڑھنا جائز نہیں اور کھانا (سحری) کھانا حرام نہیں۔ دوسری وہ فجر ہے جو اُفق کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوتی ہے۔ اس میں نماز (فجر) پڑھنا جائز ہے اور کھانا (سحری) کھانا حرام ہے۔

٣٩٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: الفجر فَجْرَانِ: فأما الفَجْر الذي يكون كَذَنَبِ السِّرْحَانِ فلا تَحِلُّ الصلاة فيه ولا يُحَرِّمُ الطعام، وأما الذي يذهب مُسْتَطِيلًا فِي الأُفُق فإنه يُحِلُّ الصلاة، ويُحَرِّمُ الطعام.

٣٩٧. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''فجر دو طرح کی ہوتی ہے: ایک وہ جو بھیڑیے کی دُم کی طرح (اوپر اٹھی) ہوتی ہے۔ اس میں نماز (فجر) پڑھنا جائز نہیں اور کھانا (سحری) کھانا حرام نہیں۔ دوسری وہ فجر ہے جو اُفق کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوتی ہے۔ اس میں نماز (فجر) پڑھنا جائز ہے اور کھانا (سحری) کھانا حرام ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قسم النبي -صلى الله عليه وسلم- الفجر من حيث الحكم إلى قسمين: الفجر الأول: ويقال له الفجر الكاذب، يرتفع في السماء كالعمود، فهو كذنب السرحان؛ لأن ذَنَبه يمتد مرتفعا، فهو يشبه ذَنب الذئب في امتداده إلى أعلى الأفق، ثم إنه يذهب وتعقبه ظُلمة، فهذا الفجر لا تَحل فيه الصلاة، أي صلاة الفجر ويَحل فيه الأكل والشرب للصائم، أي لمن بَيَّت نية الصوم؛ لأنه ليس الفجر الحقيقي الذي تَحل به صلاة الفجر ويمتنع فيه الصائم من الأكل والشرب. والفجر الثاني: ويقال له الفجر الصادق، هو الذي يكون مستطيلا، أي: ممتدا في الأفق من الشمال إلى الجنوب، ولا ظُلمة بعده، بل يَزداد نُوره شيئا فشيئا، حتى ينتشر في الأُفق، فهذا الذي تَحل فيه صلاة الفجر ويحرم فيه الأكل والشرب على الصائم. والفرق بين الفجرين من حيث الزّمن يتفاوت، يطول أحيانا، ويقصر أحيانا، ولا يظهر الكاذب أحيانا. وخلاصة الفروق بين الفجرين: أن الفجر الصادق يمتد من الشمال إلى الجنوب، والكاذب بالعكس. الثاني: الفجر الصَّادق لا ظُلمة بعده، والكاذب تتبعه ظُلمة. الثالث: الصَّادق نُوره متصل بالأُفُق، وهذا

اجمالی معنی:

حکم کے اعتبار سے نبی ﷺ نے فجر کو دو قسموں میں تقسیم کیا: پہلی فجر: اسے فجر کاذب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ آسمان میں ستون کی طرح بلند ہوتی ہے اور ایسے لگتا ہے جیسے بھیڑیے کی دُم ہو کیونکہ بھیڑیے کی دُم اوپر کی طرف اٹھی ہوتی ہے۔ چنانچہ صبح کاذب اُفق کے اوپری جانب لمبائی کے رُخ پھیلے ہونے میں بھیڑیے کی دُم جیسی ہوتی ہے۔ پھر یہ غائب ہوجاتی ہے اور اس کے بعد تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس فجر میں نماز جائز نہیں ہے یعنی نمازِ فجر پڑھنا درست نہیں ہے تاہم اس میں روزہ دار کے لیے کھانا پینا جائز ہے۔ یعنی جو شخص رات سے ہی روزے کی نیت کرے۔ کیونکہ یہ وہ حقیقی فجر نہیں ہوتی جس کے طلوع ہونے پر نمازِ فجر پڑھنا جائز ہوجاتا ہے اور روزے دار کے لیے کھانا پینا ممنوع ہوجاتا ہے۔ دوسری فجر: اسے فجرِ صادق بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ ہوتی ہے جو لمبائی میں پھیلی ہوتی ہے یعنی اُفق پر شمال جنوب میں پھیلی ہوتی ہے اور اس کے بعد تاریکی نہیں آتی بلکہ روشنی میں درجہ بدرجہ اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ افق پر پوری طرح پھیل جاتی ہے۔ یہ وہ فجر ہے جس کے طلوع ہونے کے ساتھ نمازِ فجر پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور اس کے بعد روزہ دار کے لیے کھانا پینا ممنوع ہوتا ہے۔ دونوں اقسام کی فجر کے مابین وقت کے اعتبار سے جو فرق ہوتا ہے وہ مختلف ہوتا ہے۔ کبھی تو یہ لمبا ہوتا ہے اور کبھی مختصر اور کبھی فجر کاذب کا ظہور ہی نہیں ہوتا۔ دونوں اقسام کی فجر کے مابین جو فرق پائے جاتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ: اول: فجرِ صادق شمال سے جنوب کی طرف پھیلی ہوتی ہے جب کہ فجر کاذب اس کے برعکس ہوتی ہے۔ دوم: فجرِ صادق کے بعد تاریکی نہیں آتی جب کہ فجر کاذب

مُنفصل. وهذه الفروق الثلاثة من الناحية الكونية القَدرية، أما من الناحية الشرعية العملية، فإن الفجر الكاذب لا تَحل فيه الصلاة، أي: صلاة الفجر ويَحل فيه الأكل والشُّرب لمن عَزم على الصوم، أما الفجر الصادق بالعكس، فتَحل فيه الصلاة أي: صلاة الفجر ويحرم الأكل والشرب على الصائم.

کے بعد تاریکی آتی ہے۔ سوم: فجرِ صادق کی روشنی افق کے ساتھ ملی ہوتی ہے جب کہ فجرِ کاذب کی روشنی اس سے الگ ہوتی ہے۔ یہ تین فرق تو وہ ہیں جو کائناتی اور تقدیری اعتبار سے ہیں۔ شرعی اور عملی اعتبار سے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ فجرِ کاذب میں نماز یعنی نماز فجر جائز نہیں ہوتی اور اس میں اس روزہ دار کے لیے کھانا پینا جائز ہوتا ہے جس نے روزہ کی نیت کر رکھی ہو۔ جب کہ فجرِ صادق کے طلوع ہونے پر معاملہ برعکس ہوتا ہے یعنی اس میں نماز یعنی نماز فجر پڑھنا جائز ہو جاتا ہے جب کہ روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه الحاكم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- السِّرْحَان : هو: الذِّئب.
- مُسْتَطِيلًا : طال وامتدَّ وارتفع.
- الأُفُق : النَّاحية مِنَ الأرض ومِنَ السماء، أو خط التقاء السماء والأرض.

فوائد الحديث:

١. أن الفجر الصادق يترتب عليه من الناحية الشرعية، شيئان: حِلُّ الصلاة، أي: صلاة الفجر، وحرمة الأكل والشرب على الصائم، والفجر الكاذب يَحل فيه الأكل والشرب لمن عزم على الصوم، ولا تَحل صلاة الفجر لعدم دخول وقتها.

٢. أن الصائم يُمنع من الأكل والشرب بعد طلوع الفجر، وهذا فيه الرَّد على ما ذهب إليه بعض السلف من أن الإنسان يأكل ويشرب إلى أن يَنتشر الضُّوء في الأُفُق، يعني إلى قُرب طلوع الشمس.

٣. حكمة الله -تعالى- في ظهور الفجر الذي نُسَمِّيه الفجر الكاذب؛ وذلك من أجل أن يستعد الإنسان للصيام والصلاة، أي صلاة الفجر، ويعرف أنه قد قَرب طلوع الفجر حتى يختم صلاة الليل بالوتر.

المصادر والمراجع:

المستدرك على الصحيحين، أبو عبد الله الحاكم النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق مصطفى عبد القادر عطاء، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١١- ١٩٩٠. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، التيسير بشرح الجامع الصغير، زين الدين محمد عبد الرؤوف المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10609)

الفطرة خمس: الختان، والاستحداد، وقص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط

پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں؛ ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، مونچھیں چھوٹی کرنا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھیڑنا۔

٣٩٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «الفِطرة خَمْسٌ: الخِتَان, والاسْتِحدَاد, وقَصُّ الشَّارِب, وتَقلِيمُ الأَظفَارِ, ونَتْفُ الإبِط».

٣٩٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، مونچھیں چھوٹی کرنا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھیڑنا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر أبو هريرة -رضي الله عنه- أنه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: خمس خصال من دين الإسلام، الذي فطر الله الناس عليه، فمن أتى بها، فقد قام بخصال عظام من الدين الحنيف. وهذه الخمس المذكورة في هذا الحديث، من جملة النظافة، التي أتى بها الإسلام. أولها: قطع قُلْفة الذكر، التي يسبب بقاؤها تراكم النجاسات والأوساخ فتحدث الأمراض والجروح. وثانيها: حلق الشعور التي حول الفرج، سواء أكان قبلا أم دبرا، لأن بقاءها في مكانها يجعلها معرضة للتلوث بالنجاسات، وربما أخلت بالطهارة الشرعية. وثالثها: قص الشارب، الذي بقاؤه، يسبب تشويه الخلقة، ويكره الشراب بعد صاحبه، وهو من التشبه بالمجوس. ورابعها:تقليم الأظافر، التي يسبب بقاؤها تجمع الأوساخ فيها، فتخالط الطعام، فيحدث المرض. وأيضا ربما منعت كمال الطهارة لسترها بعض الفرض. وخامسها: نتف الإبط، الذي يجلب بقاؤه الرائحة الكريهة.

اجمالی معنی:

متفق علیہ

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الفطرة : ما فطر الناس على حسنه، أي ما جبلوا على حسنه، وتأتي الفطرة بمعنى السنة.
- الختان : قطع جزء مخصوص من مكان مخصوص في الذكر والأنثى، وصورته: قطع جلدة الذكر التي فوق الحشفة حتى تبرز، وقطع رأس جلدة في فرج الأنثى فوق محل الإيلاج.

- الاستحداد : إزالة شعر العانة بالموسى، وهو الشعر الخشن الذي ينبت حول القبل.
- الشارب : هو ما ينبت على الشفة العليا، وقصه بحيث تظهر الشفة.
- تقليم الأظافر : قطع أطرافها الخارجية عن منابتها في اللحم.
- نتف الإبط : قطع شعره من أصله. والإبط بكسر الهمزة وسكون الباء باطن المنكب.

فوائد الحديث:

١. فطرة الله -تعالى- تدعو إلى كل خير، وتبعد عن كل شر.

٢. الفطرة خمس، هذا العدد ليس حصرًا، فإن مفهوم العدد ليس بحجة، وقد جاء في صحيح مسلم: عشر من الفطرة.

٣. مشروعية تعاهد هذه الأشياء، وعدم الغفلة عنها.

٤. هذه الخصال الخمس الكريمة، من فطرة الله، التي يحبها ويأمر بها.وجبل أصحاب الأذواق السليمة عليها ونفرهم من ضدها.

٥. الدين الإسلامي جاء بالنظافة والجمال والكمال.

٦. لهذه الخصال فوائد دينية ودنيوية منها: حسين الهيئة وتنظيف البدن والاحتياط للطهارة، ومخالفة شعار الكفار، وامتثال أمر الشارع.

٧. ما يفعله الآن بعض الشبان والشابات من تطويل الأظافر، وما يفعله بعض الذكور من إعفاء الشوارب، من الأمور الممنوعة شرعا، المستقبحة عقلا وذوقا، والإسلام لا يأمر إلا بكل جميل ولا ينهى إلا عن كل قبيح، غير أن التقليد الأعمى للفرنجة قد قلب الحقائق وحسن القبيح، ونفَّر من الحسن ذوقا وعقلا وشرعا.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3144)

اللَّهُمَّ ارحم الْمُحَلِّقِينَ، قالوا: والْمُقَصِّرِينَ يا رسول الله؟ قال: اللَّهُمَّ ارحم الْمُحَلِّقِينَ، قالوا: والْمُقَصِّرِينَ يا رسول الله؟ قال: اللَّهُمَّ ارحم الْمُحَلِّقِينَ، قالوا: والْمُقَصِّرِينَ يا رسول الله؟ قال: و الْمُقَصِّرِينَ

اے اللہ!سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ!اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ!اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور بال کٹوانے والوں پر۔

٣٩٩. الحديث:

عن عبد الله بن عُمر -رضي الله عنهما- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «اللَّهُمَّ ارحم الْمُحَلِّقِينَ. قالوا: والْمُقَصِّرِينَ يا رسول الله؟ قال: اللَّهُمَّ ارحم الْمُحَلِّقِينَ. قالوا: والْمُقَصِّرِينَ يا رسول الله؟ قال: اللَّهُمَّ ارحم الْمُحَلِّقِينَ. قالوا: والْمُقَصِّرِينَ يا رسول الله؟ قال: والْمُقَصِّرِينَ».

٣٩٩. حدیث:

عبد اللہ بن عمر - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور بال کٹوانے والوں پر۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحلق والتقصير من مناسك الحج والعمرة، والحلق أفضل من التقصير؛ لأنه أبلغ في التعبد، والتذلل لله -تعالى-، باستئصال شعر الرأس في طاعة الله -تعالى-؛ ولذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- دعا لِلْمُحَلِّقِينَ بالرحمة ثلاثاً، والحاضرون يذكّرونه بالْمُقَصِّرِينَ فيعرض عنهم، وفي الثالثة أو الرابعة أدخل الْمُقَصِّرِينَ معهم في الدعاء، مما يدل على أن الحلق في حق الرجال هو الأفضل. هذا ما لم يكن في عمرة التمتع، ويضيق الوقت بحيث لا ينبت الشعر لحلق الحج، فالتقصير في حقه أفضل؛ لأنه سيحلق بعد ذلك.

اجمالی معنی:

بال مونڈنا اور انہیں چھوٹا کرنا حج اور عمرہ کے مناسک میں سے ہے۔ بال چھوٹے کرنے کی بنسبت مونڈنا زیادہ افضل ہے کیوں کہ اس میں اللہ کے سامنے بندگی اور فروتنی کا زیادہ اظہار ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کی اطاعت میں سر کے بالوں کو جڑ ہی سے کاٹ دیتا ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے بال مونڈنے والوں کے لیے تین دفعہ دعائے رحمت کی حالانکہ وہاں موجود لوگ آپ ﷺ کو بالوں کو چھوٹا کرنے والوں کی بھی یاد دہانی کرا رہے تھے لیکن آپ ﷺ ان کی بات سنی ان سنی کر دیتے۔ تیسری یا چوتھی دفعہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ساتھ بالوں کو چھوٹا کرانے والوں کو شامل فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے مردوں کے حق میں بال مونڈنا زیادہ افضل ہے۔ یہ اس وقت ہے جب وہ بندہ عمرہ تمتع نہ کر رہا ہو اور وقت اتنا کم ہو کہ بال دوبارہ حج کی مناسبت سے مونڈنے کے لیے نہ اگیں، اس صورت حال میں اس کے لیے بالوں کو کٹوا کر چھوٹا کرانا زیادہ بہتر ہے کیوں کہ وہ اس کے بعد (حج میں) بالوں کو منڈا سکے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > فضل الحج والعمرة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > واجبات الحج
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- اللَّهُمَّ : يا الله.
- الْمُحَلِّقِين : الحالقين رؤوسهم في الحج أو العمرة تعبد لله تعالى، والحلق إزالة شعر الرأس كله بالموسى ونحوه.
- قالوا : أي: الصحابة.
- والْمُقَصِّرِينَ : أي: أنهم يطلبون منه أن يضيف المقصرين ويلحقهم بالمحلقين، والتقصير: قص أطراف شعر الرأس من جميع نواحيه.

فوائد الحديث:

١. كمال نصح النبي -صلى الله عليه وسلم- ورحمته بأمته، حيث دعا لمن قام بالعبادة تشجيعًا له.
٢. مشروعية الدعاء لمن قام بالعبادة.
٣. فضل الحلق على التقصير في حق الرجال، وهو مجمع عليه، وهذا ما لم يكن في عمرةٍ متمتعاً بها إلى الحج، ويضيق الوقت، بحيث لا ينبت قبل حلق الحج، فحينئذ يكون التقصير أولى.
٤. الذي يفهم من الحلق في هذا الحديث، هو أخذ جميع شعر الرأس، وهو الصحيح الذي يدل عليه الكتاب والسنة من قول النبي صلى الله عليه وسلم وفعله.
٥. استدل بتفضيل الحلق على التقصير، بأنهما نسكان من مناسك الحج، وليسا لاستباحة المحظور فقط وإلا لما فضل أحدهما على الآخر.
٦. بالنظر للمراد بالحلق وأنه استئصال شعر الرأس بأي شيء، والتقصير وأنه الأخذ من أطرافه بقدر أَنْمُلة؛ فالحلق بالمكينة يعد تقصيراً ولو كان على الصفر.
٧. حرص الصحابة على شمول الرحمة للأمة.
٨. جواز مراجعة الكبير والعالم بما فيه الخير.
٩. حُسن خُلق النبي -صلى الله عليه وسلم.-
١٠. مشروعية الحلق أو التقصير، وهو واجب للحج والعمرة.
١١. المشروع هو الاكتفاء بالحلق أو التقصير، لا الإتيان بهما جميعاً.
١٢. ظهر في هذا الزمن أناس يأتي أحدهم بعمرة من التنعيم ويحلق شيئاً من رأسه، ثم يأتي بعمرة أخرى ويحلق شيئاً من رأسه وهكذا، قد يكون أنه يحلق الرأس في أربع عمر، وهذا جهل ومخالفة للشرع لم يعهد أن أحداً من المسلمين السابقين صنعه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (7185)

اللَّهُمَّ إني أَعُوذ بِرِضَاك من سَخَطِك، وبِمُعَافَاتِكَ من عُقُوبَتِكَ، وأَعُوذ بِك مِنْك، لا أُحْصِي ثَناءً عليك أنت كما أَثْنَيْتَ على نفسك

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قہر و غضب سے، میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے

٤٠٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: افْتَقَدْتُ النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة، فَتَحَسَّسْتُ، فإذا هو راكع -أو ساجد- يقول: «سُبْحَانَكَ وبِحَمْدِكَ، لا إله إلا أنت» وفي رواية: فَوَقَعَتْ يَدِي على بَطن قدميه، وهو في المسجد وهما مَنْصُوبَتَانِ، وهو يقول: «اللَّهُمَّ إني أَعُوذ بِرِضَاك من سَخَطِك، وبِمُعَافَاتِكَ من عُقُوبَتِكَ، وأَعُوذ بِك مِنْك، لا أُحْصِي ثَناءً عليك أنت كما أَثْنَيْتَ على نفسك».

٤٠٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کو (بستر سے) گم پایا، پس میں نے تلاش کیا تو (دیکھا) کہ آپ رکوع یا سجدے کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ»، (اے اللہ! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ، تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں) ایک دوسری روایت میں ہے: (تلاش کرتے ہوئے) میرا ہاتھ آپ کے پیروں کے تلوؤں میں جا لگا، جب کہ آپ مسجد کے اندر (حالتِ سجدہ میں) تھے اور آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قہر و غضب سے، میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث تخبر عائشة -رضي الله عنها- أنها افتقدت النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة، فلم تجده على فراشه؛ فذهبت تبحث عنه وكانت تظن -رضي الله عنها- أنه قد ذهب إلى بعض نسائه، ثم وجدته -صلى الله عليه وسلم- وهو راكع أو ساجد، يقول: سُبْحَانَك وبِحَمْدِكَ، لا إله إلا أنت. أي: أنزهك عن كل ما لا يليق بك، وأحمدك على جميع أفعالك، فأنت أهل الثناء والحمد المطلق، لا إله إلا أنت. وفي رواية: أنها عندما كانت تبحث عنه وقعت يَدها على بَطن قدميه؛ لأنه ليس هناك إضاءة ترى فيها شخصه -صلى الله عليه وسلم- ، وإنما كانت تَتَلمس بيدها حتى وقعت يدها عليه، وهو ساجد، فلما وجدته -

اجمالی معنی:

اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دے رہی ہیں کہ ایک رات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو گم پایا یعنی آپ کو بستر پر موجود نہیں پایا، چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو ڈھونڈنے لگیں، ان کا خیال تھا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس چلے گئے ہیں، پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو رکوع یا سجدہ کی حالت میں یہ دعا کرتے ہوئے پایا: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لا إله إلا أنت ''اے اللہ! تو پاک ہے، میں تیری تعریف کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔'' یعنی میں تجھے پاک مانتا ہوں ان تمام چیزوں سے جو تیرے شایان شان نہیں اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں تیرے تمام افعال پر پس تو ہر طرح کی حمد و ثنا کا سزاوار ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: جس دوران وہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھیں ان کا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلوؤں پر جا پڑا، کیوں کہ وہاں پر روشنی نہیں تھی جس میں وہ آپ صلی اللہ

رضي الله عنها- سمعته يقول: "اللَّهُمَّ إني أَعُوذ بِرِضَاك من سَخَطِك" أي: ألتجئ إلى هذه من هذه، والشيء إنما يُداوى بضده، فالسَخَط ضده الرضا، فيستعيذ برضا الله -تعالى- من سَخَطه. "وبِمُعَافَاتِكَ من عُقُوبَتِكَ" وأستعيذ بعفوك، من عُقُوبتك. "وأعُوذ بِك مِنْك" أي استعيذ بالله مِن الله -عز وجل- وذلك؛ لأنه لا مَنْجَى ولا مَلْجَأ من الله إلا إليه، لا أحد ينجيك من عذاب الله إلا الله -عز وجل-. "لا أُحْصِي ثَنَاءً عليك" أي لا أستطيع أن أثني عليك بما تستحقه مهما بَالَغت في الثناء عليك، بل أنا قَاصرٌ عن أن يبلغ ثنائي قَدْر استحقاقك. "أنت كما أَثْنَيْتَ على نفسك" يعني أثني عليك ثناء كما أثنيت على نفسك لا يمكن لأحد أن يحصي ثناء على الله كما أثنى الله على نفسه.

علیہ وسلم کو دیکھ سکتیں، وہ صرف ہاتھ سے ٹٹول رہی تھیں یہاں تک کہ ان کا ہاتھ آپ پر پڑا اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ڈھونڈ لیا تو آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اللَّهُمَّ إِنِي أَعُوذ بِرِضَاك من سَخَطِك ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے'' یعنی اس (رضا) کی طرف اس (ناراضی) سے پناہ میں آتا ہوں، کسی بھی چیز کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے، پس ناراضی کی ضد رضامندی ہے، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ذریعہ اس کی ناراضی سے پناہ مانگتے۔ ''وبِمُعَافَاتِكَ من عُقُوبَتِكَ'' (اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے) اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری عافیت کے ذریعہ تیری سزا سے۔ "وأعُوذ بِك مِنْك" (اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے ذریعے سے) یعنی میں اللہ سے اللہ عز و جل کی پناہ میں آتا ہوں، اس لیے کہ صرف اور صرف اللہ ہی ملجا و ماویٰ ہے، اللہ کے عذاب سے اللہ عز و جل کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ "لا أُحْصِي ثَنَاءً عليك" (میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا) یعنی میں تیری ثنا بیان کرنے میں جتنا بھی مبالغہ کر لوں مگر کما حقہ مکمل تیری ثنا بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور سچ تو یہ ہے کہ میں قاصر ہوں کہ میری ثنا تیرے شایانِ شان ہو سکے۔ "أنت كما أَثْنَيْتَ على نفسك" (تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے) یعنی میں تیری وہی ثنا بیان کرتا ہوں جو تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے، کیوں کہ کسی فرد بشر کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی اس سے بہتر ثنا بیان کر سکے جو اس نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- افتقدت النبي : لم أجده.
- تحسست : طلبته وبحثت عنه.
- سخطك : غضبك وانتقامك.
- بمعافاتك : عفوك.
- أعوذ بك منك : التجئ برحمتك من عذابك، فلا يجير من عذابك إلا أنت، إذ لا يملك أحد معك شيئا.
- لا أحصي : لا أطيق أن أحصر أو أعد أوصافك الحسنة الجميلة، وأفضالك الكثيرة.
- ثناء عليك : ذكرًا جميلًا.
- في المسجد : أي: في السجود.

فوائد الحديث:

١. استحباب ذكر الله -تعالى- في السجود بهذه الأذكار؛ التي جمعت بين صفة التنزيه، والتقديس لله تعالى ما هو أهل له.

٢. مهما بالغ الإنسان في تقديس الله تعالى والثناء عليه ، فإنه لا يبلغ مدى عظمة الله تعالى، وما أُثْنِي به هو على نفسه سبحانه وتعالى في كثير من آيات كتابه العزيز.

٣. جواز قيام الليل دون إيقاظ الأهل، سواء كان لعذر أو لغيره، وإن كان الأكمل حثهم على ذلك.
٤. أن مس المرأة للرجل والعكس لا ينقض الوضوء.
٥. استحباب نصب القدمين حال السجود.
٦. ضم القدمين عند السجود؛ لقولها : "فوقعت يَدِي على بطن قدميه" ولا يمكن أن تقع يدها على بطن قدميه مع تباعدهما.
٧. جواز صلاة التطوع في المسجد في بعض الأحيان.
٨. استحباب الثناء على الله بصفاته ودعائه بأسمائه الثابتة في الكتاب والسنة.
٩. فيه تعظيم الخالق في الركوع والسجود.
١٠. غَيْرة عائشة -رضي الله عنها-؛ لأنها لما افتقدت النبي -صلى الله عليه وسلم- في الفراش، خَشيت أن يكون عند بعض زوجاته فقامت تبحث عنه.
١١. جواز الصلاة في الظلمة؛ لقولها: "فَتَحَسَّسْتُ."
١٢. إثبات صفة الرضا والسخط لله تعالى.
١٣. جواز الاستعاذة بصفات الله، كما يجوز الاستعاذة بذاته سبحانه وتعالى.
١٤. فيه الاعتراف بالتقصير في حقوق الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. طريق الهجرتين وباب السعادتين لابن قيم الجوزية، ط٢، دار السلفية، القاهرة، مصر، ١٣٩٤هـ.

الرقم الموحد: (3566)

اللَّهُمَّ اجعل في قلبي نورا، وفي بصري نورا، وفي سمعي نورا، وعن يميني نورا، وعن يساري نورا، وفوقي نورا، وتحتي نورا، وأمامي نورا، وخلفي نورا، واجعل لي نورا.

اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، میری نظر میں نور پیدا فرما، میرے کان میں نور پیدا فرما، میری دائیں طرف نور پیدا کر، میری بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔

٤٠١. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: بِتُّ عند ميمونة، فقام النبي -صلى الله عليه وسلم- فأتى حاجَتَه، فغسل وجهه ويديه، ثم نام، ثم قام، فأَتى القِرْبَة فأطلق شِنَاقَهَا، ثم توضأ وضوءا بين وضوءين لم يُكْثِرْ وقد أبلغ، فصلى، فقمت فَتَمَطَّيْتُ؛ كراهية أن يرى أني كنت أَتَّقِيه، فتوضأت، فقام يصلي، فقمت عن يساره، فأخذ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عن يمينه، فَتَتَامَّت صلاته ثلاث عشرة ركعة، ثم اضطجع فنام حتى نَفَخ، وكان إذا نام نَفَخ، فَآذَنَهُ بلال بالصلاة، فصلَّى ولم يتوضأ، وكان يقول في دعائه: «اللَّهُمَّ اجعل في قلبي نورا، وفي بَصري نورا، وفي سمعي نورا، وعن يميني نورا، وعن يساري نورا، وفَوْقِي نورا، وتحتي نورا، وأمامي نورا، وخلفي نورا، واجعل لي نورا».

٤٠١. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ایک مرتبہ) میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری، تو نبی ﷺ اٹھے اور قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر سو گئے۔ پھر نیند سے بیدار ہوئے، مشکیزے کے پاس آئے، اس کا منہ بند کھولا، درمیانہ وضو کیا، یعنی زیادہ پانی بھی نہیں بہایا اور اسے (تمام اعضا تک) پہنچا بھی دیا۔ پھر نماز پڑھنے لگے۔ میں آہستگی کے ساتھ اٹھا، کیوں کہ مجھے یہ ناپسند تھا کہ آپ ﷺ یہ سمجھیں کہ میں آپ پر ﷺ نظریں لگائے بیٹھا تھا۔ میں نے وضو کیا۔ آپ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرے کان سے مجھے پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں جانب کر دیا۔ آپ ﷺ کی نماز تیرہ رکعت میں مکمل ہوئی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ کر سو گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سانسوں کی آواز آنے لگی۔ آپ ﷺ جب سوتے تھے تو آپ ﷺ کے سانس کی آواز آیا کرتی تھی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو نماز کا وقت ہونے کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور (اس کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔ آپ ﷺ اپنی دعا میں یہ کلمات کہہ رہے تھے: «اللهم اجعل في قلبي نورا، وفي بَصري نورا، وفي سمعي نورا، وعن يميني نورا، وعن يساري نورا، وفَوْقِي نورا، وتحتي نورا، وأمامي نورا، وخلفي نورا، واجعل لي نورا»۔ ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، میری نظر میں نور پیدا فرما، میرے کان میں نور پیدا فرما، میری دائیں طرف نور پیدا کر، میری بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر ابن عباس -رضي الله عنهما- في هذا الحديث أنه نام عند خالته ميمونة زوج النبي -صلى الله عليه وسلم- و-رضي عنها- "فأتى حاجَتَه" أي: قضى رسول الله-صلى الله عليه وسلم- ما يحتاج إليه من البول والغائط، "فغسل وجهه ويديه، ثم نام" بعد أن قضى

اجمالی معنی:

متفق علیہ

حاجته -صلى الله عليه وسلم- غسل وجهه للتنشيط، ويديه للتنظيف، "ثم قام، فأتى القِرْبَة فأطْلَق شِنَاقَهَا" يعني: بعد أن استيقظ النبي -صلى الله عليه وسلم- من نومه قصد القِرْبَة، فحَلَّ الخيط الذي يُشَد به فَوْهَة السِقَا؛ لحفظ ما بداخله من ماء ونحوه، "ثم توضأ" وضوئه للصلاة "وضُوءًا بَيْن وضُوءَيْنِ" توضأ من غير إخلال ولا مُبَالغة، فكان بين الأمرين، ولهذا قال: "لم يُكْثِرْ" أي: اكتفى بأقل من ثلاث مرات، وهذا جائز والسُّنة ثلاث مرات، "وقد أَبْلَغَ" يعني: أسبع الوضوء بأن أوصله إلى ما يجب إيصاله إليه، وهذا القدر الواجب، "فصلَّى" صلاة الليل، "فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ"، يقول ابن عباس -رضي الله عنهما- أنه كان يرقب النبي -صلى الله عليه وسلم- في أفعاله، ثم إنه تمدد وأظهر خلاف ما هو عليه، حتى لا يشعر النبي -صلى الله عليه وسلم- بأنه كان يرقبه؛ ولهذا قال: "كراهية أن يرى أني كنت أَتَّقِيهِ"، يعني: أرصده وأرقب أفعاله. فهذا سبب تمدد ابن عباس -رضي الله عنهما- وتصنعه بالتمدد؛ وإنما فعل ذلك؛ لأن الغالب أن الإنسان إذا خَلا في بيته قد يأتي بأفعال لا يحب أن يَطلع عليها أحد، أو لأنه خشي أن يترك بعض عمله -صلى الله عليه وسلم- بسبب مراقبته؛ لما جَرى من عادته -صلى الله عليه وسلم- أنه كان يترك بعض العمل؛ خَشية أن يفرض على أمَّته. فأراد أن يتخفى بفعله ذلك؛ لأجل أن يأخذ من النبي -صلى الله عليه وسلم- كل دقائق أموره من حين أن يستيقظ إلى أن يأتيه الدَّاعي لصلاة الفجر، وهذا من حرصه -رضي الله عنهما- على تحصيل العلم من أصله. قال: "فتوضَّأت"، وفي رواية: "فتوضأت نحوًا مما توضأ" وفي رواية في البخاري :"فقمت فصنعت مثل ما صنع"، "فقام يصلي فَقُمْتُ عن يساره" يعني: أن ابن عباس لما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل في صلاته توضأ ولحق بالنبي -صلى الله عليه وسلم- إلا أنه قام عن يسار النبي -صلى الله عليه وسلم-، "فأخذ بِأُذُنِي" يعني: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخذ بأذنه ثم أداره من جهة اليسار إلى اليمين، وفي رواية:

"فوضع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يده اليُمنى على رأسي، وأخذ بأذني اليُمنى يَفْتِلُها بيده "ووضع يده أولا؛ ليتمكن من مسك الأذن، أو لأنها لم تقع إلا عليه، أو لينزل بركتها به ليعي جميع أفعاله -عليه السلام- في ذلك المجلس وغيره، قال: "وفتلها" إما: لينبهه على مخالفة السنة أو ليزداد تيقظه لحفظ تلك الأفعال، أو ليزيل ما عنده من النعاس، أو لإدارته من اليسار إلى اليمين، أو لتأنيسه؛ لكون ذلك في ظلمة الليل كما صرح بذلك ابن عباس في رواية البخاري؛ أو لإيقاظه أو لإظهار محبته؛ لأن حاله كانت تقتضي ذلك؛ لصغر سنه. "فَأَدَارَنِي عن يمينه" أي: أداره عن جانب يساره إلى جانب يمينه، وهي موقف المأموم الواحد من الإمام. "فَتَتَامَّت صلاته" فسرها بقوله: "ثلاث عشرة ركعة" أي: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى تلك الليلة ثلاث عشرة ركعة مع ركعة الوتر، يفصل بين كل ركعتين بسلام، كما في رواية البخاري: "يسلم من كل ركعتين"، وفي رواية عند البخاري ومسلم: "ثم صلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين، ثم أوتر" أي: بركعة واحدة مفصولة عن الركعتين؛ لأنه إذا صلى ركعتين ركعتين ست مرات مع الفصل بين كل ركعتين صارت الجملة اثنتي عشرة ركعة غير ركعة الوتر، وكانت جميع صلاته -صلى الله عليه وسلم- ثلاث عشرة ركعة، فلم يبق الوتر إلا ركعة واحدة. "ثم اضطجع فنام حتى نَفَخ" أي كان يتنفس بصوت حتى يسمع منه صوت النَّفخ، "وكان إذا نام نَفَخ، فَآذَنَهُ بلال بالصلاة" أعلمه بصلاة الصُّبح، "فصلَّى" سنة الفجر أولاً، ثم خرج إلى المسجد فصلى الصبح بالجماعة، "ولم يتوضأ" بل اكتفى بالوضوء السابق، وهذا من خصائصه -صلى الله عليه وسلم- أن نومه لا ينقض الوضوء؛ لأن عينيه تنامان ولا ينام قلبه، فلو خرج حدث لأحس به بخلاف غيره من الناس، ولهذا لما قالت عائشة -رضي الله عنها- "أتنام قبل أن توتر؟ قال: (يا عائشة إن عيني تنامان ولا ينام قلبي). "وكان يقول في دعائه" أي: من جملة دعائه تلك الليلة

هذا الدعاء: "اللَّهُمَّ اجعل في قلبي نورا، وفي بَصري نورا، وفي سمعي نورا، وعن يميني نورا، وعن يساري نورا، وفَوْقِي نورا، وتحتي نورا، وأمامي نورا، وخلفي نورا، واجعل لي نورا"، وسأل النور في أعضائه وجهاته، والمراد به بيان الحق وضياؤه والهداية إليه، فسأل النور في جميع أعضائه وجسمه وتصرفاته وتقلباته وحالاته وجملته في جهاته الست حتى لا يزيغ شيء منها عنه.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- القِرْبَة : وِعَاء من جلد، يوضع فيه الماء ونحوه من السؤال.
- شِنَاقَهَا : الشِّنَاق: خَيْط يُشَدُّ به فَمُ القِربة.
- تَمَطَّيْتُ : التَّمَطِّيْ: التَّمَدُّد.
- أَتَّقِيهِ : أي: أرْصُده وأراعيه.
- فَتَتَامَّت : تكاملت.
- نَفَخ : النَّفخ: هو إرسال الهواء من الفم، والمراد هنا ما يخرج من النائم حين استغراقه في نومه.
- فآذَنَهُ بالصلاة : أعلمه بالصلاة.
- اللَّهُمَّ : يا الله.

فوائد الحديث:

١. جواز أن يبيت الرَّجل عند خالته أو عمته أو غيرهما من المحارم، وإن كانت ذات زوج، إذا عُلم من ذلك رضى صاحب البيت.

٢. أنه -صلى الله عليه وسلم- بَشر، يأكل ويشرب ويتغوط وينام وينفخ في نومه، فدل ذلك على أنه -صلى الله عليه وسلم-، ليس له شيء من خصائص الألوهية أو الربوبية، وقد قال عن نَفْسه -صلى الله عليه وسلم-: (إنما إنا بشرٌ مثلكم أنسَى كما تَنْسَون).

٣. استحباب وضوء الإنسان لنفسه بغير استعانة؛ لقوله: "فأطلق شِنَان القِرْبَة ثم توضأ"، والاستعانة جائزة؛ لأحاديث أخرى.

٤. أن غسل أعضاء الوضوء أقل من ثلاث مرات مجزئ، لكن بشرط الإسباغ، والسُّنة ثلاث غسلات.

٥. ما كان عليه ابن عباس -رضي الله عنهما- من الحرص على الخير وتعلم العلم، والاقتداء به -صلى الله عليه وسلم- والاقتباس منه، وحفظ أفعاله وأقواله من صغره.

٦. أن نية الإمامة ليست شرطا من أول الصلاة؛ لأن ابن عباس -رضي الله عنهما- دخل مع النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد أن شرع -عليه الصلاة والسلام- في صلاته.

٧. أن موقف الواحد من الإمام يكون عن يمين الإمام لا عن يساره ولا من خلفه.

٨. أن موقف المأموم الواحد من الإمام يكون مساويا للإمام؛ لأنه لم يَذكر تقدم ابن عباس عن النبي -صلى الله عليه وسلم- ولا تأخره عنه.

٩. تحويل الإمام للمأموم إذا وقف عن يساره.

١٠. أن الحركة اليسيرة في الصلاة لا تبطلها؛ يؤخذ هذا من إدارته -صلى الله عليه وسلم- لابن عباس، وانتقال ابن عباس -رضي الله عنهما- من الجانب الأيمن إلى الجانب الأيسر.

١١. أن صلاة الصبي صحيحة، وأن موقفه من الإمام كالبالغ.

١٢. أن صلاة الجماعة في النوافل جائزة، لكن لا على سبيل الدوام.

١٣. أن تهجد النبي -صلى الله عليه وسلم- من الليل ثلاث عشرة ركعة.

١٤. أن الأفضل في صلاة الوتر وغيرها من النوافل أن يسلِّم من كل ركعتين؛ لقول ابن عباس -رضي الله عنهما- كما في الرواية الأخرى: (يسلِّم من كل ركعتين).

١٥. فيه أن الأفضل أن يختم وتره بركعة مفصولة، فيصلي ركعتين ركعتين... ثم يوتر بركعة، كما في الرواية الأخرى عن ابن عباس -رضي الله عنه- .

١٦. اختصاص النبي -صلى الله عليه وسلم- ببعض الأحكام دون سائر الأمة، ومن ذلك عدم انتقاض الوضوء بالنوم.

١٧. الاستكثار من فضل الله -عز وجل-؛ فإن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مع ما جَبَلَه الله -عز وجل- عليه من النُّور الذي فضل فيه الأولين والآخرين لم يقنعه ذلك حتى سأل ربه المزيد منه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد القسطلاني القتيبي، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ١٣٢٣ هـ. شرح الزرقاني على موطأ مالك، محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني، تحقيق: طه عبد الرءوف سعد، الناشر: مكتبة الثقافة الدينية، الطبعة: الأولى ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٣م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ.

الرقم الموحد: (11300)

اللّٰهُمَّ اغفر لحينا وميتنا، وصغيرنا وكبيرنا، وذكرنا وأنثانا، وشاهدنا وغائبنا، اللّٰهُمَّ من أحييته منا فأحيه على الإسلام، ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان، اللّٰهُمَّ لا تحرمنا أجره، ولا تفتنا بعده

یا اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مردوں کو، اور ہمارے حاضر شخصوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔ یا اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ کر۔

٤٠٢. الحديث:

عن أَبي هريرة وأبي قتادة وَأبي إبراهيم الأشهلي عن أبيه -وأبوه صَحَابِيٌّ- -رضي الله عنهم- عن النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- أنه صلى على جِنَازَةٍ، فقال: «اللّٰهُمَّ اغفر لِحَيِّنَا ومَيِّتِنَا، وصغيرنا وكبيرنا، وذكرنا وأُنثانا، وشاهِدِنَا وغائِبِنَا، اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ على الإسلام، ومَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهِ على الإيمانِ، اللّٰهُمَّ لا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، ولا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ».

٤٠٢. حدیث:

ابو ھریرۃ، ابوقتادہ اور ابو ابراہیم اشہلی اپنے والد جو کہ صحابی تھے سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ نے یہ دعا پڑھی «اللهم اغفر لِحَيِّنَا ومَيِّتِنَا، وصغيرِنا وكبيرِنا، وذكرِنا وأُنثانا، وشَاهِدِنَا وغَائِبِنَا، اللهمَّ مَن أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ على الإسلامِ، ومَن تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهِ على الإيمانِ، اللهم لا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، ولا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ»۔ ”یا اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مردوں کو، اور ہمارے حاضر شخصوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔ یا اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ کر“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا صلى على جنازة قال ما معناه: اللّٰهُمَّ اغفر لجميع أحيائنا وأمواتنا معشر المسلمين، وصغيرنا وكبيرنا، وذكرنا وأنثانا، وحاضرنا وغائبنا، اللّٰهُمَّ من أحييته منا فأحيه على التمسك بشرائع الاسلام ، ومن قبضت روحه فاقبضها على الإيمان اللّٰهُمَّ لا تحرمنا أجر المصيبة فيه، ولا تضلنا بعده.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب جنازہ پڑھاتے تو اِس مفہوم کی دعا فرماتے: یا اللہ! مسلمان معاشرے میں ہمارے تمام زندوں اور مُردوں، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں، ہمارے مردوں اور عورتوں اور حاضرین و غائبین کی مغفرت فرما۔ یا اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے زندہ رکھ اور جسے تو موت دے اسے ایمان کی حالت میں موت دے۔ یا اللہ! ہمیں مصیبت کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > صفة الصلاة على الميت

راوي الحديث: حديث أبي هريرة: رواه ابن ماجه (١/ ٤٨٠ رقم١٤٩٨)، وأحمد (١٤/ ٤٠٦ رقم٨٨٠٩). وحديث أبي قتادة: رواه أحمد (٣٧/ ٢٤٨ رقم٢٢٥٥٤). وحديث الأشهلي: رواه أحمد (٢٩/ ٨٧ رقم١٧٥٤٥).

التخريج: الأشهلي -رضي الله عنه- أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه- أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لحينا وميتنا : أي : لجميع أحيائنا وأمواتنا معشر المسلمين.

- وشاهدنا : وحاضرنا.
- فأحيه على الإسلام : أي : الاستسلام والانقياد للأوامر والنواهي.
- ومن توفيته : أي : قبضت روحه.
- لا تحرمنا أجره : أي : لا تمنعنا ثواب الصبر على المصيبة.
- ولا تفتنا بعده : لا تضلنا بعد موته.

فوائد الحديث:

١. جواز الدعاء لعامة المسلمين في الصلاة على الميت.
٢. الخير كلُّه أن يموت المرء على الإيمان، وأن يحيى على الإسلام.
٣. المبالغة في الدعاء بما يشمل الأحياء والأموات.
٤. استحباب دعاء العبد أن يصلح الله ظاهره وباطنه، وأن يميته على خير حال.
٥. التحذير من أمن المرء على نفسه من عدم الانقلاب مما هو فيه من الخير بل عليه أن يسأل الله الثبات دوما على الإيمان.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن أبي داود، بتحقيق الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤٢٧ه نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المؤلف : الملا على القاري. المصدر : موقع المشكاة الإسلامية بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ

الرقم الموحد: (5021)

اللّٰهُمَّ إن فلان ابن فلان في ذمتك وحبل جوارك، فقه فتنة القبر، وعذاب النار، وأنت أهل الوفاء والحمد؛ اللّٰهُمَّ فاغفر له وارحمه، إنك أنت الغفور الرحيم

اے اللہ! فلاں بن فلاں تیری امان میں اور تیری حفاظت کی پناہ میں ہے، تو اسے قبر کی آزمائش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما، تو وعدے کو پورا کرنے والا اور لائق ستائش ہے۔ اے اللہ! تو اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

٤٠٣. الحديث:

عن واثلة بن الأسقع -رضي الله عنه- مرفوعاً: «صلى بنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على رجل من المسلمين، فسمعته يقول: «اللّٰهُمَّ إن فلان ابن فلان في ذمتك وحبل جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ القبر، وعذاب النار، وأنت أهل الوفاء والحمد؛ اللّٰهُمَّ فاغفر له وارحمه، إنك أنت الغفور الرحيم».

٤٠٣. حدیث:

واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مسلمان شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: «اللهم إن فلان ابن فلان فى ذمتك وحبل جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ القبر، وعذاب النار، وأنت أهل الوفاء والحمد؛ اللهم فاغفر له وارحمه، إنك أنت الغفور الرحيم». ترجمہ: اے اللہ! فلاں بن فلاں تیری امان میں اور تیری حفاظت کی پناہ میں ہے، تو اسے قبر کی آزمائش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما، تو وعدے کو پورا کرنے والا اور لائق ستائش ہے۔ اے اللہ! تو اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صلى النبي صلى الله عليه وسلم صلاة الجنازة على رجل من المسلمين، ثم قال ما معناه: اللّٰهُمَّ إن فلان بن فلان في أمانك وحفظك وطلب مغفرتك؛ فثبته عند سؤال الامتحان في القبر، ونجِّه من عذاب النار، فإنك لا تخلف الميعاد، وأنت أهل الحق، فاللّٰهُمَّ اغفر له وارحمه، إنك كثير المغفرة للسيئات، وكثير الرحمة بقبول الطاعات ومضاعفة الحسنات.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان شخص کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں دعا فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے: اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے حفظ و امان میں ہے اور تیری مغفرت کا طلب گار ہے۔ لہٰذا قبر میں بطور امتحان پوچھے جانے والے سوال پر اسے ثابت قدم رکھ اور اسے آگ کے عذاب سے نجات دے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور تو حق والا ہے۔ اے اللہ! پس تو اسے بخش دے، اور اس پر رحم فرما، یقیناً تو گناہوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والا، اور نیکیوں کو قبول کر کے اور انہیں کئی چند کر کے بہت ہی رحمت کرنے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > صفة الصلاة على الميت

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: واثلة بن الأسقع -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- في ذمتك : في أَمانِك.
- حبل جوارك : كنف حفظك وطلب مغفرتك.
- فقه فتنة القبر : احفظه من فتنة القبر وعذاب القبر.
- أهل الوفاء والحمد : أهل العطاء والشكر.

فوائد الحديث:

١. حرص الرسول – صلى الله عليه وسلم – على اختيار الدعوات الجامعة لخير أصحابه، وتعليما لأمته.
٢. إثبات عذاب القبر وفتنته وأنهما حق.
٣. استحباب سؤال الله تعالى في إعاذة الميت من عذاب القبر وعذاب جهنم.
٤. استحباب الثناء على الله بما هو أهله عند الدعاء والابتهال.
٥. يُنسب الرجل في الدنيا والآخرة لأبيه، وليس لأمه كما زعم بعضهم.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق محمد محي الدين صيدا -بيروت سنن أبي داود، بتحقيق الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤٢٧ه نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (5022)

اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من الخبث والخبائث

اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

٤٠٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل الخَلاء قال: ((اللَّهُمَّ إني أَعُوذ بك من الخُبُثِ والخَبَائِث)).

٤٠٤. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قضائے حاجت کی جگہ جاتے تو فرماتے : ''اللھم إنی أعُوذبک من الخُبثِ والخَبَائث''۔ ترجمہ : ''اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور جنّیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر لنا أنس بن مالك -رضي الله عنه- وهو المتشرف بخدمة النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أدبًا نبويًّا حين قضاء الحاجة، وهو أنه -صلى الله عليه وسلم- من كثرة محبته والتجائه إلى ربه لا يدع ذكره والاستعانة به على أية حال، فهو -صلى الله عليه وسلم- إذا أراد دخول المكان الذي سيقضي فيه حاجته استعاذ بالله، والتجأ إليه أن يقيه الشياطين من ذكور وإناث؛ لأنهم الذين يحاولون في كل حال أن يفسدوا على المسلم أمر دينه وعبادته، وفُسِّر الخبث والخبائث أيضًا بالشر وبالنجاسات. وسبب الاستعاذة أن بيت الخلاء -وهو ما يسميه بعض الناس بالحمامات أو دورات المياه- أماكن الشياطين، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: "إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا دخل أحدكم، فليقل: اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من الخبث والخبائث" رواه ابن ماجه وغيره وصححه الألباني، وهناك سبب آخر وهو أن الإنسان يحتاج كشف عورته إذا دخل هذه المواضع، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ستر ما بين الجن وعورات بني آدم إذا دخل الكنيف أن يقول: بسم الله" رواه ابن ماجه وغيره وصححه الألباني أيضًا.

اجمالی معنی :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ جن کو نبی ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل تھا اس حدیث میں ہمارے لیے قضائے حاجت سے متعلق ایک نبوی ادب بیان کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ چونکہ اپنے رب سے بہت زیادہ محبت کرتے اور اس کی طرف رجوع کرتے اس لیے آپ ﷺ کسی بھی حال میں اس کا ذکر نہیں چھوڑتے تھے اور نہ ہی اس سے مدد مانگنا ترک کرتے۔ چنانچہ آپ ﷺ جب قضائے حاجت کی جگہ میں جاتے تو اللہ کی پناہ طلب کرتے اور اس کی حفاظت میں آتے ہوئے دعا فرماتے کہ وہ آپ ﷺ کو خبیث جنوں اور جنیوں کی شر سے بچائے کیونکہ وہ ہر حال میں اس بات کے درپے رہتے ہیں کہ مسلمان کے دین وعبادت میں بگاڑ پیدا کر دیں۔ 'الخبث والخبائث' کے الفاظ کی تفسیر شر اور نجاستوں سے بھی کی گئی ہے۔ پناہ مانگنے کا سبب یہ ہے کہ بیت الخلاء جسے بعض لوگ "حمامات" اور "دورات المیاہ" کا نام بھی دیتے ہیں، یہ شیاطین کی آماجگاہیں ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے : "قضائے حاجت کی ان جگہوں پر شیاطین ہوتے ہیں چنانچہ جب تم میں سے کوئی ان میں داخل ہو تو وہ یوں کہے : اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں"۔ اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کا ایک اور سبب بھی ہے اور وہ یہ کہ انسان جب اس جگہ جاتا ہے تو اسے اپنی شرم گاہ کو کھولنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب کوئی بیت الخلاء میں جاتا ہے تو "بسم اللہ" کہنا جنات اور بنی آدم کی شرمگاہوں کے مابین آڑ بن جاتا ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے بھی صحیح قرار دیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا دخل : إذا أراد الدخول.
- الخَلاء : المكان الخالي المعد لقضاء الحاجة.
- اللهُمَّ : يا الله.
- أَعُوذ بك : أستجير بالله وأعتصم.
- الخُبُث : ذكور الشياطين.
- الخَبَائِث : إناث الشياطين.

فوائد الحديث:

١. استيعاب هذه الشريعة الغراء لجميع الآداب النافعة.

٢. استحباب هذا الدعاء عند إرادة دخول الخلاء، ليأمن من الشياطين وشرهم.

٣. بيان لفظ الاستعاذة المشروعة في ذلك الوقت، والحكمة في هذا الذكر ما في حديث زيد بن أرقم عند أصحاب السنن مرفوعا: "إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا دخل أحدكم الخلاء فليقل" الحديثَ.

٤. إن من أذى الشياطين أنهم يسبِّبُون التنجس لتفسد صلاة العبد، وفي الاستعاذة منهم اتقاءً شرهم.

٥. وجوب اجتناب النجاسات، وعمل الأسباب المنجية منها، كالأذكار، فقد صح أن عدم التحرز من البول من أسباب عذاب القبر، ومما فسر به الخبث النجاسات.

٦. أن جميع الخلق مفتقرون إلى ربهم في دفع ما يؤذيهم أو يضرهم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3150)

اللّٰهُمَّ أنج عياش بن أبي ربيعة، اللّٰهُمَّ أنج سلمة بن هشام، اللّٰهُمَّ أنج الوليد بن الوليد، اللّٰهُمَّ أنج المستضعفين من المؤمنين، اللّٰهُمَّ اشدد وطأتك على مضر، اللّٰهُمَّ اجعلها سنين كسني يوسف

اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ یا اللہ! بے بس و ناتواں مسلمانوں کو نجات بخش۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کی سخت پکڑ فرما۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسی قحط سالی مسلط فرما

٤٠٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كان إذا رفع رأسه من الركعة الآخِرة، يقول: «اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاش بن أبي ربيعة، اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَة بنَ هشام، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الوليد بن الوليد، اللّٰهُمَّ أَنْجِ المستضعفين من المؤمنين، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَك على مُضَر، اللّٰهُمَّ اجعلها سنين كسِنِي يوسف». وأنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال: «غِفَارُ غفر الله لها، وأَسْلَمُ سالمها الله» قال ابن أبي الزناد عن أبيه: هذا كلُّه في الصبح.

٤٠٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے سر کو آخری رکعت (کے رکوع) سے اٹھاتے تو فرماتے: "اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ یا اللہ! بے بس و ناتواں مسلمانوں کو نجات بخش۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کی سخت پکڑ فرما۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسی قحط سالی مسلط فرما۔" اور نبی ﷺ فرماتے: "قبیلہ غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔" ابن ابی الزناد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ سب صبح (فجر) کی نماز میں کہتے تھے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبيُّ صلى الله عليه وسلم إذا رفعَ رأسَه من الركعة الآخيرة من صلاة الصبح، يقول: «اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاش بنَ أبي رَبيعة، اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَة بنَ هشام، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الوليد بن الوليد، اللّٰهُمَّ أَنْجِ المستضعفين من المؤمنين» وهؤلاء صحابة دعا لهم النبيُّ صلى الله عليه وسلم بالإنجاء والخلاص من العذاب، وقد كانوا أسرى في أيدي الكفار بمكة، وعياش بن أبي ربيعة هو أخو أبي جهل لأمة حبسه أبو جهل بمكة، وسلمة بن هشام هو أخو أبي جهل قديم الإسلام عُذِّب في سبيل الله ومنعوه أن يهاجر، والوليد بن الوليد هو أخو خالد بن الوليد وحُبِس بمكة ثم أفلت منهم. ثم يقول صلى الله عليه وسلم: «اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَك على مُضَر، اللّٰهُمَّ اجعلها سنين كسِنِي يوسُفَ» أي: اللّٰهُمَّ اشدد عذابك وعقوبتك على كفار قريش وهم من قبيلة مضر، واجعل عذابك عليهم بأن تسلِّط عليهم قحطًا عظيمًا سبع سنين أو أكثر، كالقحط الذي

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب صبح کی نماز کی آخری رکعت میں اپنے سر کو اوپر اٹھاتے تو فرماتے: "اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ یا اللہ! بے بس و ناتواں مسلمانوں کو نجات بخش۔" یہ سب صحابہ ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے عذاب سے نجات اور چھٹکارے کی دعا فرمائی۔ یہ لوگ مکہ میں کفار کی قید میں تھے۔ عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ ابوجہل کے اخیافی بھائی تھے جنہیں ابوجہل نے مکہ میں قید کر رکھا تھا۔ سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ابوجہل کے حقیقی بھائی تھے جو بہت پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ انہیں اللہ کے راستے میں سخت تکلیف دی گئی اور ہجرت کرنے سے روک دیا گیا۔ ولید بن ولید رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو مکہ میں قید تھے اور بعد میں ان سے چھوٹ کر بھاگ آئے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے: "اے اللہ! قبیلہ مضر کی سخت پکڑ فرما۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسی قحط سالی مسلط فرما۔" یعنی اے اللہ! قریش کے کفار پر جو قبیلہ مضر سے ہیں، اپنا عذاب اور عقاب سخت کر دے اور ان پر اپنے عذاب کی یہ صورت بنا کہ ان پر سات سال یا اس سے بھی زیادہ مدت تک یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسا بڑا قحط مسلط کر دے۔ ہو سکتا ہے کہ "الوطأة" - جس کا معنی "پاؤں سے روندنا" ہے -

حدث أيام يوسف عليه السلام. هذا وقد تكون الوطأة –وهي الدوس بالقدم- صفة من صفات الله بمقتضى هذا الحديث، ولكننا لم نجد أحدًا من السلف الصالح أو علماء المسلمين عدها من صفات الله عز وجل، فيحمل الوطء على الشدة والعذاب، ونسبته إلى الله تعالى لأنه فعله وتقديره، والله أعلم. ثم قال صلى الله عليه وسلم: «غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لها» يحتمل أن يكون دعاء لها بالمغفرة، أو إخبارا بأن الله تعالى قد غفر لها، وكذلك قوله: «وأَسْلَمُ سالمها اللهُ» يحتمل أن يكون دعاء لها أن يسالمها الله تعالى، ولا يأمر بحربها، أو يكون إخبارا بأن الله قد سالمها ومنع من حربها، وإنما خُصَّت هاتان القبيلتان بالدعاء لأن غفارا أسلموا قديما، وأسلم سالموا النبي صلى الله عليه وسلم. «قال ابن أبي الزناد عن أبيه: هذا كلُّه في الصبح» يعني: أنه روى عن أبيه هذا الحديث بهذا الإسناد، فبين أن الدعاء المذكور كان في صلاة الصبح.

اس حدیث کی رو سے اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہو، لیکن ہم نے سلف صالحین اور علمائے مسلمین میں سے کسی کو نہیں پایا جس نے اسے اللہ عز و جل کی صفات میں سے شمار کیا ہو۔ لھٰذا اسے سختی اور عذاب پر محمول کیا جائے گا۔ اس کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی کیونکہ یہ اسی کا فعل اور اسی کا مقدر کردہ ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر آپ ﷺ فرماتے: "غِفَارُ غَفَرَ اللہُ لہا"۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اس کے لیے مغفرت کی دعا ہو (یعنی اللہ غفار قبیلے کی مغفرت کرے) اور یہ بھی احتمال ہے کہ (آپ ﷺ کی طرف سے) خبر ہو کہ اللہ تعالی نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح "وأَسْلَمُ سالمہا اللہ" بھی ہے کہ ہو سکتا ہے یہ قبیلہ اسلم کے لئے دعا ہو کہ اللہ تعالی ان کو سلامت رکھے اور ان کے ساتھ جنگ کا حکم نہ دے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس بات کی خبر ہو کہ اللہ نے انہیں سلامت رکھا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ بطور خاص ان دو قبیلوں کی لئے دعا کی گئی کیونکہ غفار قبیلہ بہت پہلے اسلام لے آیا تھا اور قبیلہ اسلم نے نبی ﷺ سے صلح کر لی تھی۔ "ابن ابی زناد اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: یہ سب صبح کی نماز میں ہوتا تھا۔" یعنی ابن ابی زناد نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ اپنے والد سے روایت کیا اور وضاحت کی کہ مذکورہ دعا صبح کی نماز میں ہوتی تھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أحكام الدعاء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أنج : خلِّص.
- المستضعفين : الذين يتضعفهم الناس، ويتجبرون عليهم في الدنيا للفقر، ورثاثة الحال.
- اشدد وطأتك : من الوطء، وهو في الأصل: الدوس بالقدم، ومعناه ههنا: خذهم أخذا شديدا.
- مُضَر : إشارة إلى قريش لأنهم من أولاد مضر.
- سنين : جمع سَنة وهو القحط والجدب.
- سِنِي يوسُفَ : السبع الشداد التي أصابهم فيها القحط.
- غِفَار : قبيلة من كنانة.
- أَسْلَم : قبيلة من خزاعة.

فوائد الحديث:

١. جواز الدعاء على الكفار بالجوع والجهد وغيره.
٢. الدعاء على الظالم بالهلاك.
٣. الدعاء لأسرى المؤمنين بالنجاة من أيدي العدو.
٤. جواز الدعاء في صلاة الفريضة بما ليس في القرآن.
٥. الدعاء للمؤمنين بالمغفرة.

٦. الدعاء بما يشتق من الاسم.

٧. جواز إضافة الوطأة إلى الله تعالى على ما جاء في النص.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن – الرياض. شرح صحيح البخاري لابن بطال، تحقيق: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، نشر: مكتبة الرشد، الرياض-السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٣ه، ٢٠٠٣م. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، لمحمود بن أحمد بن موسى الحنفى بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. إبطال التأويلات لأخبار الصفات، للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء، المحقق : محمد بن حمد الحمود النجدي، الناشر: دار إيلاف الدولية – الكويت. تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (8297)

اللّٰهُمَّ باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب، اللّٰهُمَّ نقني من خطاياي كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، اللّٰهُمَّ اغسلني من خطاياي بالثلج والماء والبرد

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب (آغاز) نماز کے لیے تکبیر کہتے، تو قراءت کرنے سے پہلے کچھ دیر سکوت فرماتے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ جو تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ کی خاموشی ہے، (اس کے دوران میں) آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں: اللهم باعد بيني وبين خطاياى كما باعدت بين المشرق والمغرب اللهم نقنى من خطاياى كما ينقى الثوب الابيض من الدنس، اللهم اغسلنى من خطاياى بالثلج والماء والبرد"۔ ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے، جس طرح تونے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے، جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں کو دھو دے، برف کے ساتھ، پانی کے ساتھ اور اولوں کے ساتھ''۔

٤٠٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا كَبَّر في الصلاة، سَكَت هُنَيَّة قبل أن يقرأ، فقلت: يا رسول الله بِأبي أنت وأمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بين التَّكبير والقِراءة، ما تقول؟ قال "أقول: اللّهُم بَاعِد بَيْنِي وبَيْنَ خَطاياي كما بَاعَدْت بين المَشْرِق والمِغرب، اللّهم نَقِّنِي من خطاياي كما يُنَقَّى الثوب الأبيض من الدَّنَس، اللَّهم اغْسِلْنِي من خَطَاياي بالثَّلج والماء والبَرَد".

٤٠٦. حدیث:

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب (آغاز) نماز کے لیے تکبیر کہتے، تو قراءات کرنے سے پہلے کچھ دیر سکوت فرماتے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ جو تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ کی خاموشی ہے (اس کے دوران میں) آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں: اللهم باعد بيني وبين خطاياى كما باعدت بين المشرق والمغرب، اللهم نقنى من خطاياى كما ينقى الثوب الابيض من الدنس، اللهم اغسلنى من خطاياى بالثلج والماء والبرد"۔ ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے، جس طرح تونے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے، جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! مجھے میرے گناہوں کو دھو دے، برف کے ساتھ، پانی کے ساتھ اور اولوں کے ساتھ''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا كَبَّر في الصلاة" يعني: إذا أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- بتكبيرة الإحرام، وهي ركن لا تنعقد الصلاة إلا بها؛ "سَكَت هُنَيَّة قبل أن يقرأ" يعني: بعد

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے) یعنی جب تکبیر تحریمہ کے ذریعے نماز شروع کرتے۔ یہ نماز کا رکن ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ "سَكَت هُنَيَّة قبل أن يقرأ" (قراءت کرنے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے۔) یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سورۂ فاتحہ کی قراءت سے پہلے تھوڑی دیر سکوت کرتے۔

أن يُكبِّر تكبيرة الإحرام: يسكت سكوتًا يسيرًا قبل أن يقرأ فاتحة الكتاب. "فقلت: يا رسول الله بِأبي أنت وأمِّي" أي: أفديك بأبي وأمِّي وأجعلهما فداءك فضلاً عن غيرهما. "أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْن التَّكبير والقِراءة، ما تقول؟" يعني: أخبرني عن سُكوتك بين تَكبيرة الإحرام والقِراءة ما تقول؟ "قال: أقول:" يعني: أقول دعاء الاستفتاح وهو. "اللّهم بَاعِد بَيْنِي وبَيْنَ خَطاياي كما بَاعَدْت بين المَشْرِق والمغرب" والمعنى: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سأل ربَّه أن يُباعد بينه وبَيْن خطاياه؛ كما باعد بَيْن المَشْرِق والمَغْرِب، والمراد بهذه المُبَاعدة: إما محو الخطايا السابقة، وترك المؤاخذة بها، وإما المنع من الوقوع فيها، والعِصمة منها، بالنسبة للآتية. والتعبير بالمُباعدة بَيْن المَشْرِق والمَغْرِب هو غاية ما يُبالغ فيه الناس، فالناس يبالغون في الشيئين المتباعدين إما بما بين السماء والأرض، وإما بما بين المشرق والمغرب. "اللَّهم نَقِّنِيَ من خطاياي كما يُنَقَّى الثوب الأبيض من الدَّنَس" يعني: أزل عني الخطايا، وامحها عني كما يُغسل الثوب الأبيض إذا أصابه الدَّنس فيرجع أبيض، وإنما خُصَّ الثوب الأبيض بالذِّكر؛ لأنَّ الوَسَخ يَظهر فيه، زيادة على ما يظهر في سَائر الألوان. "اللَّهم اغْسِلْنِي من خَطَاياي بالثَّلج والماء والبَرَد" لما كانت الذُّنوب لها حرارة وحرقة في القلب، وهي سبب لحرارة العَذاب، ناسَب أن تُغسل بما يبردها ويُطفئ حرارتها، وهو الثَّلج والماء والبَرَد. فهذا دعاء في غاية المُناسبة في هذا المقام الشريف، موقف المناجاة، لأن المصلي يتوجه إلى الله تعالى في أن يمحو ذنوبه وأن يبعد بينه وبينها إبعاداً لا يحصل معه لقاء، كما لا لقاء بَيْن المَشْرِق والمَغْرِب أبداً، وأن يزيل عنه الذنوب والخطايا ويُنقيه منها، كما يزال الوَسَخ من الثوب الأبيض الذي يظهر أثر الغُسل فيه، وأن يَغسله من خطاياه ويُبَرِّد لهيبها وحرها بهذه المُنْقِيات الباردة: الماء، والثلج، والبَرد، وهذه تشبيهات في غاية المطابقة.

"فقلت : یا رسول اللہ بِأبي أنت وأمّي" (میں نے کہا : اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!) یعنی میں اپنے ماں باپ کو آپ پر قربان کرتا ہوں، چہ جائے کہ دوسرے لوگ۔ "أرَأَيت سُكُوتك بَيْن التكبير والقِراءة، ما تقول؟" (تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ کی جو خاموشی ہے، اس میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟) یعنی مجھے بتائیں کہ قراءت اور تکبیر تحریمہ کے دوران آپ خاموشی کی حالت میں کیا پڑھتے ہیں؟ "قال : أقول :" (فرمایا : میں پڑھتا ہوں) یعنی میں دعائے استفتاح پڑھتا ہوں جو کہ یہ ہے : "اللّهم بَاعِد بَيْني وبَيْن خطاياي كما باعَدت بين المشرِق والمغرب" (اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے، جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے) اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ ان کے اور ان کے گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کر دی جائے، جتنی دوری مشرق و مغرب کے درمیان پائی جاتی ہے۔ اس دوری سے مراد یا تو یہ ہے کہ سابقہ خطائیں معاف کر دی جائیں اور ان پر کسی قسم کا مؤاخذہ نہ کیا جائے یا پھر یہ ہے کہ آنے والے دنوں میں برائیوں میں واقع ہونے سے روک دیا جائے اور برائیوں کو اختیار کرنے سے بچا لیا جائے۔ مشرق مغرب کی دوری کی یہ تعبیر لوگوں میں پایا جانے والا انتہا درجے کا مبالغہ ہے؛ کیوں کہ جب لوگ دو چیزوں کے درمیان دوری میں مبالغہ پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو اس وقت زمین و آسمان کے دوران کی دوری یا پھر مشرق و مغرب کی دوری کو استعمال کرتے ہیں۔ "اللّهم نَقِّنِي من خطاياي كما يُنَقَّى الثَّوب الأبيض من الدنَس" (اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے، جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔) یعنی میرے گناہوں کو زائل کر کے اور مٹا کر مجھے اسی طرح صاف ستھرا کر دے، جیسے میل کچیل والے سفید کپڑے کو دھو کر سفید کر دیا جاتا ہے۔ یہاں سفید کپڑے کو بطور خاص اس لیے بیان کیا گیا ہے؛ کیوں کہ دیگر رنگوں کی بہ نسبت سفید کپڑے پر داغ زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ "اللّهم اغْسِلْني من خَطَاياي بالثَّلج والماء والبَرد" (اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کر دے برف کے ذریعے، پانی کے ذریعے اور اولوں کے ذریعے) چوں کہ دل میں گناہوں کی حرارت اور جلن ہوتی ہے اور یہ عذاب کی حرارت کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے مناسب تھا کہ اسے کسی ایسی چیز سے دھویا جاتا، جو اسے ٹھنڈک پہنچائے اور اس کی حرارت کو کم کرے۔ وہ یہ کام برف، پانی اور اولے سے ہو سکتا ہے۔ یہ دعا اس مقام کے لیے حد درجہ مناسب ہے۔ یہ مناجات کی جگہ ہے۔ مناجات کے اعتبار سے انتہائی مناسب ہے تاکہ نمازی اللہ تعالی کی طرف اس طرح متوجہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیں اور اس کے اور گناہوں کے درمیان اتنی دور پیدا کر دیں کہ ان کا آپس میں ملاپ ممکن نہ رہے جیسے مشرق و مغرب کا ملاپ ناممکن ہے۔ اس

سے گناہ اور خطائیں زائل ہوجائیں اور اس طرح سے وہ ان سے پاک صاف ہوجائے جیسے سفید کپڑے سے دھونے کے بعد داغ ختم ہوجاتا ہے۔ اس کے گناہوں کو دھو دے اور اس کے شعلوں اور حرارت کو ان ٹھنڈی چیزوں سے ٹھنڈا کر دے جیسا کہ پانی، اولے اور برف ہے۔ ان تشبیہات کا مطابقت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- هُنَيَّة : سَكْتَة لطِيفة.
- نَقِّني : إزالة الذُّنوب، ومَحو أثرها.
- الدَّنَس : هو الدَّرَن والوَسَخ.
- البَرَد : بفتح الباء والراء هو حب الغمام.

فوائد الحديث:

١. تكبيرة الإحرام في الصلاة رُكن لا تنعقد الصلاة إلا بها، سواء كانت الصلاة فرضًا أو نفلاً.

٢. استحباب دعاء الاستفتاح في الصلاة.

٣. مشروعية الاستفتاح بهذا الذِّكر؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يستفتح به، وقد وردت صيغ أخرى فيكون من باب العَبادات المتنوعة، والصحيح أن العبادات المتنوعة أن الإنسان يفعل هذا تارة وهذا تارة.

٤. أن موضع دعاء الاستفتاح بعد تَكبيرة الإحرام، وقبل التَّعوذ والقراءة.

٥. الإسرار بدعاء الاستفتاح لقوله: "سَكت هنيَّة"، إلاَّ إذا كان هناك حاجة إلى الجهر اليسير به، ليعلمه من خَلفه من المصلِّين، كما فعله عمر -رضي الله عنه- فلا بأس.

٦. أن دعاء الاستفتاح لا يُطال، ولاسيما في الجماعة للصلوات المكتوبة إلا نادرًا.

٧. لا يُجمع بَيْن أذكار الاستفتاح في صلاة واحدة؛ لأن أبا هريرة لما سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- ما تقول؟ قال أقول...وذكر الحديث، وهذا يدل على أنه لا جمع بين الأدعية في صلاة واحدة.

٨. أن الصلاة ليس فيها سُكوت، بل كلها ذِكر لله تعالى؛ لأن أبا هريرة -رضي الله عنه- قال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: ماذا تقول؟ ولم يقل: لِمَ سَكَتَّ.

٩. تأدب الصحابة -رضي الله عنهم- مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ؛ لأن أبا هريرة -رضي الله عنه- قدَّم ما يدل على التوقير والاحترام في قوله: "بأبِي أنت وأمِّي."

١٠. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على تحصيل العلم من خلال تتبع أحوال الرسول -صلى الله عليه وسلم- في حركاته وسكناته.

١١. جواز فِداء النبي -صلى الله عليه وسلم- بالأبوين؛ لإقرار النبي -صلى الله عليه وسلم- على ذلك، ويؤخذ منه: جواز فداء غير النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا كان أهلًا لذلك.

١٢. أن الأدْوَاء تداوى بضدها؛ لقوله: "بالماء والثَّلج والبَرَد" فلما كانت الذُّنوب لها حرارة، وهي سبب لحرارة العَذاب، ناسَب أن تُغسل بما يُبردها ويُطفئ حرارتها، وهو الثَّلج والماء والبَرَد.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إحكام الإحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: ابن دقيق العيد، الناشر: مطبعة السنة المحمدية، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. الشرح الممتع، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، تأليف: عبد الله

بن عبد الرحمن بن صالح البسام، تحقيق: محمد صبحي بن حسن حلاق، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (10904)

اللّٰهُمَّ رب الناس مذهب البأس اشْفِ أنْتَ الشَّافِي، لاَ شَافِيَ إِلاَّ أنْتَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقماً	اے اللہ، اے لوگوں کے پروردگار، اے پریشانی کو دور کرنے والے! توشفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔

٤٠٧. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- أنه قَالَ لِثابِتٍ رحمه اللهُ: ألاَ أرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: بلى، قال: «اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ البَأسِ، اشْفِ أنْتَ الشَّافِي، لاَ شَافِيَ إِلاَّ أنْتَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقماً».

٤٠٧. حدیث :

انس - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ انھوں نے ثابت رحمہ اللہ کو کہا : کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا دم نہ سکھا دوں ؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ انس - رضی اللہ عنہ - نے فرمایا کہ (وہ یہ ہے) : «اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْہِبَ البَاْسِ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي، لَاشَافِيَ اِلَّا اَنْت، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقماً». ترجمہ : اے اللہ، اے لوگوں کے پروردگار، اے پریشانی کو دور کرنے والے! توشفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أن أنس بن مالك -رضي الله عنه- دعا ثابتاً البناني وقال له ألا أرقيك برقية النبي -صلى الله عليه وسلم- ، فكان يدعو ربه للمريض أن يذهب عنه المرض وشدته وألمه وأن يجعل شفاء لا يأتي بعده مرضٌ، وقد أجمع العلماء على جواز الرقى عند اجتماع ثلاثة شروط: ١-أن يكون بكلام الله -تعالى- أو بأسمائه أو بصفاته. ٢-وأن يكون باللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، ويستحب أن تكون بالألفاظ الواردة في الأحاديث. ٣-أن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بتقدير الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ :

انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - نے ثابت البنانی رحمہ اللہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہیں وہ دم نہ سکھا دوں جو نبی ﷺ کیا کرتے تھے ؟ - آپ ﷺ اپنے رب سے مریض کے لیے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ وہ اس سے مرض کی شدت، اس کی سختی اور تکلیف کو دور کر دے اور ایسی شفا دے دے جس کے بعد پھر سے مرض لوٹ کر نہ آئے۔ علماء کا دَم کے جائز ہونے پر اتفاق ہے بشرطیکہ تین شرائط پائی جائیں : ١ - یہ کلام اللہ یا اس کے اسماء و صفات کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ ٢ - یہ عربی زبان میں ہو اور اس کا معنیٰ سمجھ میں آنے والا ہو۔ مستحب یہ ہے کہ یہ ان الفاظ کے ساتھ ہو جو احادیث میں آئے ہیں۔ ٣ - اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ دَم میں بذات خود کوئی تاثیر نہیں بلکہ اس میں تاثیر اللہ کی طرف سے آتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الرقية الشرعية > أحكام الرقية
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب عيادة المريض

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الرقية : الكلمات التي تقال لمعالجة المريض
- البأس : الشدة.
- سقما : السَّقَم هو المرض.

فوائد الحديث:

١. جواز الرقية من كل الآلام.

٢. عيادة المريض من حقوق أهل الإسلام على بعضهم, وهي أحق في الأهل من غيرهم.

٣. التداوي وتعاطي الأسباب لا يقدح في التوكل بل هو حق التوكل. لكن ينبغي أن يكون تعلق المرء بربه لا بالأشياء المادية.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5541)

المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبي زور

جوچیز اس کو نہیں دی گئی، اس کا جھوٹ موٹ اظہار کرنے والا، جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے

٤٠٨. الحديث:

عن أسماء -رضي الله عنها-: أن امرأة قالت: يا رسول الله، إن لي ضَرَّةً فهل علي جُناح إن تشبَّعْتُ من زوجي غير الذي يعطيني؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «المُتَشَبِّعُ بما لم يُعطَ كلابس ثَوْبَي زُورٍ».

٤٠٨. حدیث:

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے، تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا اگر میں (اس پر) یہ ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے خوب مل رہا ہے جب کہ وہ مجھے چیزیں نہیں دیتا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''جوچیز اس کو نہیں دی گئی، اس کا جھوٹ موٹ اظہار کرنے والا، جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قالت امرأة للنبي -صلى الله عليه وسلم-: إن لها زوجة أخرى مع زوجها، وتحب أن تقول: إن زوجي أعطاني كذا وأعطاني كذا وهي كاذبة، لكن تريد أن تغيظ ضرتها، فهل عليها في ذلك إثم؟ فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن المتزين بما ليس عنده يتكثر بذلك، فهو صاحب زور وكذب.

اجمالی معنی:

ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: اس کی ایک سوکن ہے، اور وہ چاہتی ہے کہ اپنے سوکن سے کہے: میرے شوہر نے مجھے فلاں فلاں چیزیں دی ہیں حالانکہ وہ اپنی بات میں جھوٹی ہے، لیکن اس سے اپنی سوکن کو تکلیف دے کر غصہ دلانا چاہتی ہے، تو کیا اس عمل کی وجہ سے اس پر کوئی گناہ ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ: جس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور وہ اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرے تو وہ جھوٹا اور دروغ گو ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء > تعدد الزوجات
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسماء بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المتشبع : هو الذي يظهر الشبع وليس بشبعان، والمراد أنه يظهر أنه حصلت له فضيلة وهي لم تحصل.
- ثوبي زور : أي الذي يزور على الناس، بأن يظهر بهيئة خادعة ليغتر به الناس.
- ضرة : بفتح الضاد، ومعناها امرأة الزوج.
- جناح : إثم.

فوائد الحديث:

١. تظاهر الإنسان بما ليس فيه يجعله من الكذابين المزورين.
٢. الحض على موافقة الظاهر للباطن ما أمكن.

المصادر والمراجع:

-1 رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير.دمشق.ط١ ٢٠٠٧م. ٢-صحيح مسلم، بتحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي/بيروت. ٣-صحيح البخاري، بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. ٤-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، دار الكتاب العربي/بيروت.

٥-نزهة المتقين شرح رياض الصاحين، شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين، مؤسسة الرسالة، ط.١ ١٩٨٧م. ٦-كنوز رياض الصالحين، المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا، الرياض.ط١. ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (6983)

المؤذن أملك بالأذان، والإمام أملك بالإقامة	موذِّن اذان کا زیادہ حقدار ہے اور امام تکبیر کہلانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔
٤٠٩. الحديث: عن علي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «المؤذن أملك بالأذان، والإمام أملك بالإقامة».	**٤٠٩. حدیث :** علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "موذن اذان کا زیادہ حقدار ہے اور امام تکبیر کہلانے کا زیادہ حق رکھتا ہے"۔
درجة الحديث: صحيح موقوفاً على علي -رضي الله عنه-	**حدیث کا درجہ :**
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف أن المؤذن أحق بالأذان، وأن الإمام أحق بالإقامة.	**اجمالی معنی :** حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ موذّن اذان کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے اور امام تکبیر کہلانے کے متعلق زیادہ مستحق ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

راوي الحديث: رواه عبد الرزاق وابن أبي شيبة والبيهقي.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- المؤذن أملك الأذان : أي: إن أمره موكول إليه، فكأنه مالك له؛ لأنه أمين على الوقت.
- والإمام أملك بالإقامة : أي: إن أمرها موكول إليه، فكأنه مالك لها؛ لأن الصلاة لا تقام إلا بأمره.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على أن المؤذن أملك بالأذان، بمعنى: أن ابتداء الأذان موكول إليه؛ لأنه أمين على الوقت، فمراقبته منوطة به.
٢. الإمام أملك بالإقامة، بمعنى: أنه أحق بها، فلا يقيم المؤذن إلا بإشارته، فالأمر موكول إليه، فهو الذي يتحرى وقت الإقامة، وينظر في حال الجماعة، فيقدم إن رأى التقديم، ويؤخر إن رأى التأخير، مراعاةً للمصلحة الشرعية في ذلك.

المصادر والمراجع:

مصنف ابن أبي شيبة، والصواب: الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، لابن أبي شيبة، المحقق: كمال يوسف الحوت. الناشر: مكتبة الرشد – الرياض. الطبعة: الأولى، ١٤٠٩. سنن البيهقي الكبرى، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي،مكتبة دار الباز - مكة المكرمة ، ١٤١٤ – ١٩٩٤، تحقيق: محمد عبد القادر عطا. مصنف عبد الرزاق، أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثانية ، ١٤٠٣، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي ، الرياض. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، تأليف، محمد ناصر الدين الألباني، ط: دار المعارف.

الرقم الموحد: (10633)

الوتر حق، فمن شاء أوتر بسبع، ومن شاء أوتر بخمس، ومن شاء أوتر بثلاث، ومن شاء أوتر بواحدة

وتر حق ہے؛ جو چاہے سات پڑھ لے، جو چاہے پانچ پڑھ لے، جو چاہے تین پڑھ لے اور جو چاہے ایک پڑھ لے۔

٤١٠. الحديث:

عن أبي أيوب الأنصاري -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الوِتر حَق، فمن شاء أوْتَر بِسبْعٍ، ومن شاء أوْتَر بخمس، ومن شاء أوْتَر بثلاث، ومن شاء أوْتَر بواحدة».

٤١٠. حدیث :

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''وتر حق ہے؛ جو چاہے سات پڑھ لے، جو چاہے پانچ پڑھ لے، جو چاہے تین پڑھ لے اور جو چاہے ایک پڑھ لے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "الوِتر حَقٌّ" الحَقُّ: يأتي بمعنى الثُّبوت، أي: ثابت في السُّنة، وفيه نوع تأكيد، ويأتي بمعنى الوجوب، والمراد به هنا الأول: تأكد مشروعيته؛ لورود الأدلة الصريحة الدَّالة على عدم وجوبه. منها: ما رواه الشيخان من حديث طلحة بن عبيد الله قال جاء رجل إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من أهل نَجد الحديث، وفيه فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (خمس صلوات في اليوم والليلة) قال: "هل عليَّ غيرها" قال: (لا إلا أن تطوع) فلو كان واجبا لذَكره مع الصلوات الخمس. ومنها: قوله -صلى الله عليه وسلم-: (خمس صلوات كَتبهن الله على العِباد، فمن جاء بِهن لم يُضَيِّع مِنهن شيئا؛ اسْتِخْفَافًا بحقهن، كان له عند الله عهد أن يُدخله الجَنَّة..). ومن الأدلة على عدم وجوبه: ما رواه الشيخان من حديث بن عباس -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "بعث معاذا إلى اليمن الحديث" وفيه: "فأعلمهم أن الله افترض عليهم خمس صلوات في اليوم والليلة" وهذا من أحْسَن ما يُستدل به؛ لأن بَعْث معاذ كان قبل وفاته -صلى الله عليه وسلم- بيسير. ومن الأدلة أيضا عن علي -رضي الله عنه-: (الوِتر ليس بِحتم..). وعلى هذا يكون المُراد، بقوله: "حَقٌّ" زيادة في تأكيده وفضيلته، وأنه سُنة مؤكدة وذلك حَق. "فمن شاء أوْتَر بِسبْعٍ، ومن شاء أوْتَر

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : "الوتر حقٌّ"۔ الحَقُّ : ثبوت کے معنی میں آتا ہے۔ یعنی سنت سے ثابت ہے۔ اس میں یک گونہ تاکید ہے۔ یہ وجوب کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن یہاں مراد پہلا معنی ہے۔ یعنی یہ سنت مؤکدہ ہے۔ کیوں کہ بہت سارے واضح دلائل اس کے عدم وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک روایت طلحہ بن عبیداللہ کی ہے، جسے شیخین نے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں : ایک شخص اہل نجد میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : (خمس صلوات في اليوم والليلة) کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز فرض ہے؟ تو آپ نے فرمایا : "نہیں! الا یہ کہ تو نفل پڑھے۔" چنانچہ اگر یہ واجب ہوتا، تو اسے پانچ نمازوں کے ساتھ بیان کیا جاتا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اس حالت میں آئے گا کہ اس نے ان کے حق کو ہلکا سمجھ کر ضائع نہیں کیا ہو گا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔" اس کے عدم وجوب کے دلائل میں سے بخاری و مسلم میں موجود عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت بھی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، اس میں ہے : "ان کو یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔" یہ سب سے بہتر دلائل میں سے ہے؛ کیوں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا عمل آپ کی وفات سے کچھ ہی دنوں پہلے کا تھا۔ اس کی ایک دلیل علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت بھی ہے : (الوتر ليس بحتم) کہ وتر لازمی نہیں ہے۔ اس طرح یہاں 'حق' سے مراد وتر کی تاکید اور فضیلت کو دوچند کرنا اور یہ بتانا ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ یہی بات درست ہے۔ "فمن شاء أوْتَر بِسبْعٍ ومن شاء أوْتَرَ بخمس"۔ جو چاہے سات وتر پڑھے اور جو چاہے

بخمس". يعني: يصلي ركعتين ركعتين، ثم يوتر بواحدة، وهذا هو الأصل؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (صلاة الليل مثْنَى مثْنَى) متفق عليه. ويحتمل أن يَسردها سَردا ولا يجلس إلا في الركعة الأخيرة، وهذا جائز، وقد جاء من فعله -صلى الله عليه وسلم- كما في مسند الإمام أحمد من حديث أمِّ سلمة -رضي الله عنها- قالت: "يوتر بِسبع وبِخمس لا يَفصل بينهن بسلام ولا بكلام". وفي أبي داود من حديث عائشة -رضي الله عنها- :" ويوتر بخمس، لا يقعد بينهن إلا في آخِرهن". "ومن شاء أوْتَر بثلاث". يعني: يصلي ركعتين ثم يُسلم، ثم يصلي ركعة واحدة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: (صلاة الليل مثْنَى مثْنَى)، متفق عليه. ويحتمل أن يكون المراد: سَردها، أي: يصلي ثلاثا سردًا لا يجلس إلا في الركعة الأخيرة، وقد ثبت ذلك عن النبي -صلى الله عليه وسلم- من حديث أبي بن كعب قال: "كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في الوتر بسبح اسم ربك الأعلى، وفي الركعة الثانية بقل يا أيها الكافرون، وفي الثالثة بقل هو الله أحد، ولا يُسلِّم إلا في آخِرهن". رواه النسائي. وعن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "كان لا يُسلم في ركعتي الوتر" رواه النسائي. قال الشيخ ابن عثيمين -رحمه الله-: "يجوز الوتر بثلاث، ويجوز بخمس، ويجوز بسبع، ويجوز بتسع، فإن أوتر بثلاث فله صفتان كلتاهما مشروعة: الصفة الأولى: أن يسرد الثلاث بتشهد واحد. الصفة الثانية: أن يسلم من ركعتين، ثم يوتر بواحدة". والأفضل أن يُسلم من كل ركعتين، ثم يصلي واحدة توتر له ما قد صلى؛ لأن فيه زيادة عمل، وهو الأكثر من فعله -صلى الله عليه وسلم-. "ومن شاء أوْتَر بواحدة". يعني: ركعة مفردة لا يتقدمها شَفع.

پانچ۔ یعنی دو دو رکعتیں پڑھے اور پھر ایک رکعت پڑھ کر انھیں طاق بنالے۔ یہی اصل ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (صلاة الليل مَثْنَى مَثْنَى) کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ متفق علیہ۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ وہ ساری رکعتیں مسلسل پڑھتا جائے اور صرف آخری رکعت ہی میں بیٹھے۔ یہ بھی جائز ہے۔ یہ آپ کے فعل سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایہ ہے۔ وہ فرماتی ہیں: "آپ سات وتر بھی پڑھتے تھے اور پانچ بھی، لیکن ان کے درمیان سلام یا کلام کے ذریعے فاصلہ نہیں کرتے تھے۔" اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "آپ پانچ وتر پڑھتے تھے اور درمیان میں نہیں بیٹھتے، بلکہ آخر میں بیٹھتے تھے۔ "ومن شاء أَوْتَرَ بثلاث"۔ یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ایک رکعت پڑھ لے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: (صلاة الليل مَثْنَى مَثْنَى) متفق علیہ۔ یعنی رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد لگاتار پڑھنا ہے۔ یعنی لگاتار تین رکعتیں پڑھے اور صرف آخری رکعت میں بیٹھے۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ پڑھتے، دوسری رکعت میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے اور آخر میں سلام پھیرتے۔ سنن نسائی۔ جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔ سنن نسائی۔ شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں کہ وتر تین، پانچ، سات اور نو جائز ہیں۔ اگر کسی کو تین پڑھنے ہیں، تو اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں ہی مشروع ہیں؛ پہلی صفت یہ ہے کہ تینوں رکعتیں مسلسل ایک ہی تشہد کے ساتھ پڑھی جائیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا جائے اور ایک رکعت الگ سے پڑھ لی جائے۔ افضل یہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے، پھر ایک رکعت پڑھے؛ تاکہ اس کی ساری نماز طاق ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل اسی کے مطابق تھا۔ اگر کوئی صرف ایک وتر پڑھنا چاہے، تو بھی جائز ہے۔ یعنی صرف ایک رکعت پڑھ لے۔ اس کے ساتھ جفت رکعتیں نہ ملائے۔ شرح المشكاة للطيبي (١٢٢٤/٤) نيل الأوطار(٣٩/٣) مرعاة المفاتيح(٢٧٤/٤) سبل السلام (٣٤٢/٢) توضيح الأحكام (٣٩٨/٢) تسهيل الإلمام(٣٧٠/٢)الشرح الممتع(١٤/٤)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه النسائي وأبو داود وابن ماجه.

التخريج: أبو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حق : وجب وثبت بلا شك، وله معان أخرى.
- الوِتْرُ : الفرد، وهو ضد الشفع.

فوائد الحديث:

١. سُنية صلاة الوتر والتأكيد عليها؛ لقوله: (حَقٌّ).

٢. أن صلاة الوتر قد وردت على أوجه متعددة.

٣. جواز الإيتار بسبع ولو سَردا، والأفضل أن يَفصل بين كل ركعتين بسلام.

٤. إذا أوتر بسبع فإنه يصليها بتشهدين، الأول بعد الركعة السادسة وقبل السابعة، والثاني في آخر صلاته، كما رواه مسلم.

٥. جواز الإيتار بخمس ولو سَردا، والأفضل أن يَفصل بين كل ركعتين بسلام.

٦. جواز الإيتار بثلاث ولو سَردا، والأفضل أن يصلِّي ركعتين، ثم يسلم ثم يوتر بواحدة؛ لأنه أكثر عملا.

٧. أن أقل الوتر ركعة واحدة، وأن الركعة المفردة جائز من غير كراهة.

المصادر والمراجع:

السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. التنوير شرح الجامع الصغير، محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ، ٢٠١١ م. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤١٧ هـ، ١٩٩٧م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ. نيل الأوطار، محمد بن علي الشوكاني اليمني، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، الناشر: دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ، ١٩٩٣م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (11262)

اليدُ العُلْيَا خير من اليدِ السُّفْلَى، واليد العُلْيَا هي المُنْفِقَةُ، والسُّفْلَى هي السَّائِلة

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہاتھ ہے۔

٤١١. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال وهو على المِنْبَرِ، وذكر الصدقة والتَّعَفُّفَ عن المسألة: «اليدُ العُلْيَا خير من اليدِ السُّفْلَى، واليد العُلْيَا هي المُنْفِقَةُ، والسُّفْلَى هي السَّائِلة».

٤١١. حدیث :

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، اور آپ ﷺ نے صدقے اور دوسروں سے سوال کرنے سے بچنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا : "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہاتھ ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن فضل الصدقة وذم سؤال الناس، وأخبر أن الإنسان الذي يُعطي وينفق أمواله في الطاعات، أفضل من ذاك الذي يسأل الناس أموالهم.

اجمالی معنی :

رسول اللہ ﷺ نے صدقے کی فضیلت اور دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت بیان کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ جو شخص بھلائی کے کاموں میں اپنا مال دیتا اور خرچ کرتا ہے وہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں سے ان کا مال مانگتا ہے ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النفقات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اليد العليا : هي اليد المنفقة المعطية.
- اليد السفلى : هي السائلة.
- التعفف عن المسألة : ترك سؤال الناس وطلبهم.

فوائد الحديث:

١. فيه فضل البذل والإنفاق في وجوه الخير وذَمِّ السؤال.
٢. فيه الندب إلى التَعَفُفِ عن المسألة، والحض على معالي الأمور، وترك دَنِيئها، والله يحب معالي الأمور.
٣. الأيدي أربع هي في الفضل كما يلي: أعلاها المنفقة، ثم المتعففة عن الأخذ، ثم الآخذة بغير سؤال، ثم وهي أدناها السائلة.
٤. من استعان بالله تعالى على حصول شيء أعين، وأن العفة من صفات المؤمن الصالح
٥. أفضل الصدقات ما أخرجها الإنسان من ماله بعدما يستبقي منه قدر الكفاية لنفسه وعياله
٦. الحث على الاستعفاف والاستغناء.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ -التوضيح لشرح الجامع الصحيح/ابن الملقن -المحقق: دار الفلاح للبحث العلمي

وتحقيق التراث- دار النوادر، دمشق – سوريا- الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي -محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى دار الكتب العلمية - بيروت. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3599)

امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك، ثم اغتسلي

تمہارے حیض کا خون جتنے دن تمہیں (پہلے صوم صلاۃ سے) روکے رکھتا تھا، اسی قدر رُکی رہو، پھر غسل کرو۔

٤١٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن أم حبيبة بنت جحش شكت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الدم، فقال: «امكُثِي قَدْرَ ما كانت تَحبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثم اغتَسِلِي». فكانت تغتسل كل صلاة.

٤١٢. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے خون کے مسلسل جاری رہنے کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارے حیض کا خون جتنے دن تمہیں (پہلے صوم صلاۃ سے) روکے رکھتا تھا، اسی قدر رُکی رہو، پھر غسل کرو''۔ چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث حكم المستحاضة وهو أنها تمكث أيام حيضتها المعتادة إن كانت لها عادة معروفة لا تصلي ولا تصوم، فإذا ما انتهت عادتها تغتسل وإن استمر الدم، ثم تصلي وتصوم، والمستحاضة المرأة التي يستمر معها نزول الدم ولا يتوقف.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں مستحاضہ عورت کے حکم کا بیان ہے کہ اگر حیض آنے کے دنوں کے سلسلے میں اس کی کوئی معروف عادت ہو تو پھر وہ حیض کے معتاد دنوں میں رُکی رہے اور نماز و روزہ نہ ادا کرے۔ جب اس کی عادت کے ایام ختم ہو جائیں تو پھر غسل کرلے اگرچہ خون جاری ہو۔ پھر نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے۔ اور مستحاضہ عورت سے مراد: وہ عورت ہے جس کا خون مسلسل بغیر رُکے بہتا رہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- شَكَتْ : أخبرت النبي -صلى الله عليه وسلم- على وجه التَّألُّم مما أَلَمَّ بها من هذا المرض.
- امكثي : توقفي وانتظري قدر عادة حيضتك.

فوائد الحديث:

١. أن المستحاضة تعتبر نفسها حائضاً قدر الأيَّام التي كان يأتيها فيها الحيض، قبل أن يصيبها ماأصابها من الاستحاضة.
٢. إذا مضت قدر أيَّام عادتها الأصلية، فإنَّها تعتبر طاهرةً من الحيض -ولو أن دم الاستحاضة معها- فتغتسل من الحيض، فقد أصبحت طاهرة من الحيض.
٣. أن المستحاضة لا يجب عليها الغسل؛ لأن اغتسالها -رضي الله عنها- كان باجتهاد منها، ولو كان واجباً لبينه لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٤. المستحاضة يلزمها أن تتوضأ لكل صلاة؛ لأن حدثها دائم لا ينقطع، ومثلها كل من حدثه دائم كالذي به سلس بول، أو خروج ريح مستمر.
٥. أم حبيبة من حرصها -رضي الله عنها- على كمال الطهارة للعبادة فإنها تغتسل لكل صلاة.
٦. سؤال أهل العلم عما يشكل في أمور الدين، حيث إن هذه المرأة شكت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، وسألته عن كثرة الدم الذي يصيبها.
٧. أن الشكوى للمخلوق جائزة بشرط عدم كونها على وجه التسخط.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، ط١، ١٤٢٧هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي ، ط٢، دار

إحياء التراث العربي – بيروت، ١٣٩٢هـ. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

انْصُرْ أخاكَ ظالمًا أو مَظْلُومًا	اپنے بھائی کی مدد کرو، چاہے ظالم ہو یا مظلوم
٤١٣. الحديث: عن أنس بن مالك رضي الله عنه-مرفوعاً: «انْصُرْ أخاك ظالمًا أو مظلومًا» فقال رجل: يا رسول الله، أَنْصُرُهُ إذا كان مظلومًا، أرأيت إِنْ كان ظالمًا كيف أَنْصُرُهُ؟ قال: «تَحْجِزُهُ -أو تمْنَعُهُ- من الظلم فإنَّ ذلك نَصْرُهُ».	**٤١٣. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اپنے بھائی کی مدد کرو، چاہے ظالم ہو یا مظلوم"۔ ایک شخص نے پوچھا : یا رسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو گا، تب تو میں اس کی مدد کروں گا، لیکن یہ بتائیے کہ جب وہ ظالم ہو گا، تب میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "تم اسے ظلم کرنے سے روکو گے- یا فرمایا کہ تم اسے ظلم کرنے سے منع کرو گے-، یہی اس کی مدد کرنا ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: قال النبي صلى الله عليه وسلم: انصر أخاك ولا تخذله ظالما أو مظلوما. فقال رجل: أنصره إن كان مظلوما بدفع الظلم عنه؛ فكيف أنصره إن كان ظالما بالتعدي على غيره. فقال النبي صلى الله عليه وسلم: تمنعه من ظلمه لغيره؛ فإن ذلك نصره.	**اجمالی معنی:** اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > المجتمع المسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- انصر أخاك : أي: ادفع عنه ما يضره.
- ظالما : بالتعدي على الغير.
- مظلوما : بأن تعدى عليه إنسان في نفسه أو ماله أو عرضه.
- تحجزه : أي: تمنعه.

فوائد الحديث:

١. وجوب نصرة المظلوم.
٢. الأخذ على يد الظالم نصر له على نفسه وشيطانه.
٣. مشروعية القيام بحق الأخوة الإيمانية.
٤. نقل الإسلام المفاهيم الجاهلية من الهدم إلى البناء، حيث كان الجاهليون يتناصرون سواء أكانوا مظلومين أو ظالمين لغيرهم، بالاعتداء لا بالكف والمنع.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (4236)

إِذَا أَنْفَقَ الرجلُ على أَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فهي له صَدَقَةٌ	جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے
٤١٤. الحديث: عن أبي مسعود البدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا أَنْفَقَ الرجلُ على أهله نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فهي له صَدَقَةٌ».	**٤١٤. حدیث :** ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ”جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔“
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: إذا أنفق الرجل على أهله الذين تلزمه نفقتهم كزوجه وولده، وغيرهم كذلك، وهو يتقرب بذلك إلى الله -تعالى- ويحتسب عنده أجر ما ينفق فإنه يُجزى بهذه النفقة كأجر الصدقة على الفقراء ونحوهم من وجوه البر.	**اجمالی معنیٰ :** جب بندہ اپنے اہل و عیال پر مال خرچ کرتا ہے جن پر خرچ کرنا اس پر لازم ہے جیسے بیوی بچے وغیرہ، اور اس سے اس کی نیت اللہ کی خوشنودی اور اجر کا حصول ہوتا ہے تو اسے اس پر فقرا و مساکین وغیرہ پر خرچ کرنے کی مانند صدقے کا اجر ملتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النفقات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يحتسبها : يطلب بها الأجر من الله -تعالى-.
- صدقة : الصدقة: مَا يعْطى على وَجه الْقُرْبَى لله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. حصول الأجر والثواب بالإنفاق على الأهل.
٢. المؤمن يبتغي في عمله وجه الله، وما عنده من الأجر والثواب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان-الطبعة الرابعة عشرة-١٤٠٧ه. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين –سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (6460)

إِنَّمَا يَلْبَسُ الحَرِيرَ مَنْ لا خَلَاقَ له	(دنیا میں) ریشم تو صرف وہی مرد پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔
٤١٥. الحديث: عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إِنَّمَا يَلْبَسُ الحَرِيرَ مَنْ لا خَلَاقَ له». وفي رواية للبخاري: «مَنْ لا خَلَاقَ له في الآخرة».	**٤١٥. حدیث:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(دنیا میں) ریشم تو صرف وہی مرد پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا''۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ ''جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الحرير لا يلبسه من الرجال إلا من لا حظ له ولا نصيب له في الآخرة، وهذا فيه وعيد شديد، لأن الحرير من لباس النساء ومن لباس أهل الجنة، ولا يلبسه في الدنيا إلا أهل الكبر والعجب والخيلاء ولهذا نهى عن لبسه عليه، والنهي مختص بالحرير الطبيعي، لكن ينبغي للإنسان ألا يلبس حتى الحرير الصناعي لما فيه من الميوعة، وليس محرمًا، كما أفتت بإباحته اللجنة الدائمة.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ نے بتایا کہ مردوں میں سے ریشم صرف وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس میں سخت وعید ہے کیونکہ ریشم عورتوں اور جنتیوں کا لباس ہے اور دنیا میں اسے صرف وہی لوگ پہنتے ہیں جن میں تکبر، خودپسندی اور غرور ہو۔ اسی وجہ سے اس کے پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ممانعت قدرتی ریشم سے متعلق ہے تاہم انسان (مرد) کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ مصنوعی ریشم بھی نہ پہنے کیونکہ اس میں نسوانیت کی جھلک اور اس کے پہننے میں فاسق لوگوں سے مشابہت ہوتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللباس والزينة

راوي الحديث: متفق عليه بكلا روايتيه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خلاق : نصيب.

فوائد الحديث:

١. لبس الحرير من كبائر الذنوب؛ لأن فيه الوعيد في الآخرة، وكل ذنب فيه وعيد الآخرة فهو كبيرة من كبائر الذنوب عند أهل العلم.
٢. من خالف النهي ولبس الحرير في الدنيا فإنه يعاقب بدخول النار؛ إن لم يتب ويستغفر.
٣. لبس الحرير من صفات المترفين الذين لا نصيب لهم في الآخرة؛ لأنهم استوفوا طيباتهم في حياتهم الدنيا.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4237)

إِنَّهُ كان يُصَلِّي وهو مُسْبِلٌ إِزَارَه، وإِنَّ اللهَ لا يقبل صلاةَ رجل مُسْبِل

٤١٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: بَيْنَمَا رجلٌ يصلي مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، قال له رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ» فذهب فَتَوَضَّأَ، ثم جاء، فقال: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ» فقال له رجلٌ: يا رسولَ اللهِ، ما لك أَمَرْتَهُ أن يتوضأ ثم سَكَتَّ عنه؟ قال: «إِنَّهُ كان يُصَلِّي وهو مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وإِنَّ اللهَ لا يقبلُ صلاةَ رجلٍ مُسْبِلٍ».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، أن النبي -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلا مسبلا ثوبه يصلي، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: "اذهب فتوضأ" فذهب فتوضأ، ثم رجع فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- : "اذهب فتوضأ"، ثم سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله مالك أمرته أن يتوضأ؟ قال: "إنه يصلي وهو مسبل إزاره، وإن الله لا يقبل صلاة مسبل". وهذا نص صريح في أن الله لا يقبل صلاة المسبل؛ يعني صلاته فاسدة ويلزم بإعادتها؛ ولكن هذا فيه نظر؛ فإن الحديث ضعيف لا يصح عن النبي -صلى الله عليه وعلى آله وسلم، والصحيح من أقوال العلماء: أن صلاة المسبل صحيحة ولكنه آثم.

وہ شخص ازار(تہ بند) ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو اپنا تہ بند ٹخنے کے نیچے لٹکائے ہو۔

٤١٦. حدیث:

ابوہُریرۃ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران رسول اللہ - رضی اللہ عنہ - نے اس سے فرمایا: "جاؤ وضو کرکے آؤ" وہ گیا اور وضو کرکے دوبارہ آیا، پھر آپ نے فرمایا: "جاؤ اور وضو کرکے آؤ" تو ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اس کو وضو کا حکم دیتے ہیں پھر چپ ہو رہتے ہیں آخر کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ "ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو اپنا ازار ٹخنے کے نیچے لٹکائے ہو"۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنیٰ:

ابوہُریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ اس کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے کہا جا کر وضو کرو، وہ گیا اور وضو کیا، پھر واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا جاؤ وضو کر آؤ۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ اسے وضو کرنے کا حکم کیوں دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز پڑھتے ہوئے اس کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا، اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا ہو۔ یہ صریح نص ہے اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا ہو یعنی اس کی نماز فاسد ہے اور اس کا لوٹانا لازم ہے۔ لیکن یہ درست نہیں، اس لئے کہ حدیث ضعیف ہے، آپ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی نہیں۔ علماء کے اقوال میں سے صحیح یہ ہے کہ ازار لٹکے ہوئے شخص کی نماز درست ہے، تاہم وہ گناہ گار ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > مبطلات الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مسبل إزاره : إسبال الإزار: إرخاؤه وإرساله إلى أسفل الكعبين.
- إزاره : الإزار: ثوب يحيط بالنصف الأسفل من البدن.

فوائد الحديث:

١. وجوب تغيير المنكر.

٢. ما يعتقد العامة أنه لا قيمة له يكون في ميزان الشرع عظيم، وهذا من باب عدم احتقار عمل من الأعمال.

٣. بعض العبادات مبنية على بعض، مثاله غير الحديث المذكور: إذا فسد الوضوء بطلت الصلاة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، ط.٤، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥ه. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4218)

إذا استأذنت أحدَكم امرأتُه إلى المسجد فلا يمنعها

جب تم میں سے کسی سے اس کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے

٤١٧. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- عَنِ النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ: «إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُم امرَأَتُه إلى المسجِد فَلا يَمنَعهَا، قال: فقال بلال بن عبد الله: والله لَنَمنَعُهُنَّ، قال: فَأَقْبَلَ عليه عبد الله، فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا، ما سَمِعتُه سَبَّهُ مِثلَهُ قَطُّ، وقال: أُخبِرُك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول: والله لَنَمنَعُهُنَّ؟». وفي لفظ: «لا تَمنَعُوا إِمَاء الله مسَاجِد الله...».

٤١٧. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ : "جب تم میں سے کسی سے اس کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے، (سالم نے) کہا : بلال بن عبداللہ نے کہا : اللہ کی قسم ہم تو انھیں ضرور روکیں گے، (راوی حدیث) کہتے ہیں : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف رخ کیا اور بلال کو سخت برا بھلا کہا، میں نے انہیں کبھی (کسی کو) اتنا برا بھلا کہتے نہیں سنا، اور فرمایا : میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتا رہا ہوں اور تم کہتے ہو : اللہ کی قسم! ہم انھیں ضرور روکیں گے؟" اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں : "اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو..."

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رَوى ابن عمر-رضي الله عنهما- أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: إذا استأذنت أحدكم امرأته إلى المسجد فلا يمنعها؛ لئلا يحرمها فضيلة الجماعة في المسجد، وفيه بيان حكم خروج المرأة إلى المسجد للصلاة، وأنه جائز، وكان أحد أبناء عبد الله بن عمر حاضرا حين حدث بهذا الحديث، وكان قد رأى الزمان قد تغير عن زمن النبي -صلى الله عليه وسلم- بتوسُّع النساء في الزينة، فحملته الغيرة على صون النساء، على أن قال- من غير قصد الاعتراض على المشرِّع-: والله لنمنعهن، ففَهِم أبوه من كلامه أنه يعترض- برده هذا- على سنَّة النبي -صلى الله عليه وسلم- فحمله الغضب لله ورسوله، على أن سبَّه سبًّا شديدًا. وقال: أخبرك عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وتقول: والله لنمنعهن؟

اجمالی معنیٰ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو وہ اسے نہ روکے، تاکہ وہ مسجد میں جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہے۔ اس حدیث میں عورت کے نماز کے لیے مسجد جانے کے جواز کا ثبوت ہے، اس حدیث کو بیان کرتے وقت اسی مجلس میں عبداللہ بن عمر کے صاحب زادے بلال بھی موجود تھے انھوں نے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے بڑھ کر عورتوں کی زیب و زینت میں توسّع کو دیکھ کر ان کی عصمت و عفت کی حفاظت کے پیش نظر۔شارع پر اعتراض کا قصد کئے بغیر۔فرمایا : "اللہ کی قسم ہم انھیں ضرور منع کریں گے."، اس بات کو سن کر ان کے والد ابن عمر نے سمجھا کہ وہ اس تردید کے ذریعہ سنتِ رسول پر اعتراض کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر بہت ناراض ہوئے اور انھیں بہت ہی برا بھلا کہا۔ اور فرمایا : میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ ہم انہیں ضرور روکیں گے؟

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: متفق عليها.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- اسْتَأْذَنَت : طلبت الإذن والسماح.
- امْرَأَتُهُ : زوجته، ويدخل في ذلك: كل امرأة له عليها ولاية.
- إلى المَسجِدِ : الخروج إليه للصلاة ونحوها.
- فَأَقْبَلَ عَلَيهِ عَبْد اللَّه : اتَّجه إليه ليقابله بالكلام.
- فَسَبَّهُ : سبَّ بلالا، أي: شتمه وعابه.
- سَبّاً سَيِّئاً : شديدًا يسوء من وُجِّه إليه.
- قَطُّ : ما سمعته سبه مثله فيما مضى من الزمان.
- أُخْبِرُكَ : أحدِّثك والغرض منها ومما بعدها: الإنكار.
- إِمَاء الله : مملوكاته.

فوائد الحديث:

١. استحباب الإذن للمرأة بالصلاة في المسجد إذا طلبت ذلك، مع عدم الزينة والأمن من الفتنة، كما صحَّت بذلك الأحاديث.
٢. جواز منع الرجل للمرأة من الخروج لغير المسجد.
٣. شِدَّة الإنكار على من اعترض على سنة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. غيرة عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- على السنَّة، وشِدَّة تعظيمه للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٥. تأديب الرجل ابنه وإن كان كبيرا.
٦. تأديب العالم المتعلم إذا تكلم بما لا ينبغي.
٧. ينبغي لمن أراد أن يوجه كلام الشارع إلى معنى يراه، أن يكون ذلك بأدب واحترام، وحسن توجيه.
٨. ثبوت ولاية الرجل على المرأة ورعايته لها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3325)

إذا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بالصلاة، فإن شدة الْحَرِّ من فَيْحِ جَهَنَّمَ

جب گرمی کی شدت زیادہ ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہوتی ہے۔

٤١٨. الحديث:

عن عبد الله بن عُمَرَ وأبي هُرَيْرَةَ وأبي ذر -رضي الله عنهم- عن النبي - صلى الله عليه وسلم - أنه قال: «إذا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بالصلاة. فإن شدة الْحَرِّ من فَيْحِ جَهَنَّمَ».

٤١٨. حدیث:

عبد اللہ بن عمر، ابوہریرہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کہ ”جب گرمی کی شدت زیادہ ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہوتی ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تؤخر صلاة الظهر عند اشتداد الحر -الذي هو من تنفس ووهج جهنم- إلى وقت البرد لئلا يشغله الحر والغم عن الخشوع.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جب گرمی کی شدت بڑھ جائے جو کہ جہنم کی سانس و جوش مارنے کی وجہ سے ہوتی ہے تو نمازِ ظہر کو ٹھنڈے وقت تک موخر کر دیا جائے تا کہ گرمی اور بے چینی کی وجہ سے نمازی کا خشوع نہ جاتا رہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه عن أبي هريرة وأبي ذر -رضي الله عنهما-، ورواه البخاري عن ابن عمر -رضي الله عنهما.-

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه- أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَبْرِدُوا : يقال "أبرد " إذا دخل في وقت البرد.
- من فَيْحِ جَهَنَّمَ : انتشار حرها وغليانها وتنفسها.
- الْحَرّ : وهج الشمس في أيام القيظ.
- الصلاة : أي صلاة الظهر.

فوائد الحديث:

١. استحباب تأخير صلاة الظهر في شدة الحر إلى أن يبرد الوقت، وتنكسر الحرارة، وقدر الإبراد ظهور الظل للجدران ونحو ذلك.
٢. أن الحكمة في ذلك هو طلب راحة المصلِّي، ليكون أحضر لقلبه وأبعد له عن القلق.
٣. أن الحكم يدور مع علته، فمتى وجد الحر في بلد، وجدت فضيلة التأخير، وأما البلاد الباردة- فلفقدها هذه العلة- لا يستحب تأخير الصلاة فيها.
٤. ظاهر الحديث، والمفهوم من الحكمة في هذا التأخير، أن الحكم عام في حق من يؤدي الصلاة جماعة فِي المسجد، ومن يؤديها منفرداً في البيت، لأنهم يشتركون في حصول القلق من الحر.
٥. أنه يشرع للمصلي أن يؤدي الصلاة بعيدا عن كل شاغل عنها ومُلْهٍ فيها.
٦. مراعاة تكميل العبادة أولى من مراعاة أول الوقت.
٧. يُسْر الشريعة الإسلامية وسهولتها.
٨. النار موجودة الآن.
٩. حُسْن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث يقرن الحكم ببيان حكمته : ليطمئن القلب ويعلم سمو الشريعة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ ه.

الرقم الموحد: (3106)

إذا أَيْقَظَ الرجل أَهله من الليل فَصَلَّيا أو صلى ركعتين جميعا، كُتِبَا في الذَاكِرين والذَاكِرات

جب آدمی رات کو اپنی بیوی کو جگائے اور پھر وہ دونوں نماز پڑھیں یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اٹھے دو رکعت پڑھیں تو ان کا نام ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

٤١٩. الحديث:

عن أبي هريرة وأبي سعيد -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إذا أَيْقَظَ الرَّجُل أَهَله من الليل فَصَلَّيا أو صلى ركعتين جميعا، كُتِبَا في الذَاكِرين والذَاكِرات».

٤١٩. حدیث :

ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب آدمی رات کو اپنی بیوی کو جگائے اور پھر وہ دونوں نماز پڑھیں یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اٹھے دو رکعت پڑھیں تو ان کا نام ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیا جاتا ہے''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ : ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: إذا قام الرَّجُل من الليل وأيْقَظ أهله للصلاة وصلَّيا جميعا أو على انفراد، كُتِبا في الذاكرين الله والذاكرات. ويدخل في هذا الفضل: الرجل مع محارمه من النساء، والمرأة مع محارمها من الرجال، فكون الرجل يُوقظ زوجته ويُوقظ بناته، أو البنت تُوقظ أمها أو أباها، كل ذلك داخل في فضل من أيقظ نائمًا من أقاربه لصلاة الليل. وخُص الرجل بالإيقاظ؛ لأن الأغلب أن الرجال أحْرص على الطاعات وإلا فلو أيَقظته المرأة لكان الأمر على ما ذُكر.

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : جب آدمی رات کو اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی نماز کے لیے اٹھائے اور وہ دونوں مل کر نماز پڑھیں یا انفرادی طور پر اپنی اپنی نماز پڑھیں تو ان کا نام اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اس فضیلت میں وہ مرد بھی شامل ہو جاتا ہے جو اپنی محرم عورتوں کے ساتھ ایسا کرتا ہے اور وہ عورت بھی اس میں شامل ہے جو اپنے محرم مردوں کے ساتھ مل کر ایسا کرتی ہے۔ چنانچہ مرد کا اپنی بیوی کو اٹھانا یا اپنی بیٹیوں کو اٹھانا یا پھر بیٹی کا اپنی ماں یا باپ کو اٹھانا (اور پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا) سب اس شخص کے لیے بتائی گئی فضیلت میں شامل ہیں جو نماز تہجد کے لیے اپنے سوئے ہوئے رشتہ دار کو جگاتا ہے۔ یہاں بطور خاص مرد کے جگانے کا ذکر کیا گیا کیونکہ عموماً مرد نیکیوں کے زیادہ حریص ہوتے ہیں وگرنہ اگر عورت مرد کو جگاتی ہے تو تب بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے (کہ انہیں یہ فضیلت جوں کی توں ملے گی۔)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه أبو دواد والنسائي وابن ماجه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. فضيلة أمْر الرجل أهله، من زوج وغيرها بالنوافل والتطوعات.
٢. ينبغي للرَّجُل أن يُرَبِّي أهله على الطاعات.
٣. فضل من صلى مع أهله قيام الليل وأنه من الذاكرين والذاكرات؛ الذين أعَدَّ الله لهم مغفرة وأجرا عظيما.
٤. جواز صلاة الليل جماعة في بعض الأحيان.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح الترغيب والترهيب، تأليف :محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (3281)

إذا أُقِيمت الصلاة وحضر العَشاء فابدأوا بالعَشاء	جب نماز کھڑی ہوجائے اور رات کا کھانا بھی سامنے آجائے، تورات کے کھانے سے پہل کرو۔
٤٢٠. الحديث: عن عائشة وعبد الله بن عمر وأنس بن مالك -رضي الله عنهم- مرفوعاً: «إِذَا أُقِيمَت الصَّلاَة، وحَضَرَ العَشَاء، فَابْدَءُوا بِالعَشَاء».	**٤٢٠. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو جائے اور رات کا کھانا بھی سامنے آجائے، تورات کے کھانے سے پہل کرو"۔
درجة الحديث: صحيحة	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: إذا أقيمت الصلاة، والطعام أو الشراب حاضر، فينبغي البداءة بالأكل والشرب حتى تنكسر نهمة المصلي، ولا يتعلق ذهنه به، ويقبل على الصلاة، وشرط ذلك عدم ضيق وقت الصلاة، ووجود الحاجة والتعلق بالطعام، وهذا يؤكد كمال الشريعة ومراعاتها لحقوق النفس مع اليسر والسماحة.	**اجمالی معنی:** جب نماز کھڑی ہوجائے اور کھانے پینے کی اشیا سامنے موجود ہوں، تو مناسب یہ ہے کہ کھانے پینے سے پہل کی جائے؛ تاکہ نمازی کی بھوک ختم ہوجائے اور اس کا ذہن دوران نماز کھانے کی طرف نہ لگا رہے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور کھانے کی ضرورت اور اس کی چاہت بھی ہو۔ اس میں اس بات کی تاکید ہے کہ یہ شریعت کامل ہے اور آسانی وکشادگی کے ساتھ انسانی جان کے حقوق کا خیال رکھتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

راوي الحديث: حديث عائشة رضي الله عنها: متفق عليه حديث ابن عمر رضي الله عنهما: متفق عليه حديث أنس رضي الله عنه: متفق عليه

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما -

أَنَس بن مالك -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إِذَا أُقِيمَت : نُودِي لها بالإقامة، والمراد: الصلاة، التي يريد أن يصليها.
- الصَّلاَة : الصلاة في اللغة: الدعاءوفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.
- وَحَضَرَ الْعَشَاءُ : قُدِّمَ ليُؤْكل.

فوائد الحديث:

١. تقديم حضور القلب في الصلاة على فضيلة أول الوقت.
٢. الطعام والشراب إذا حضرا وقت الصلاة، قدما عليها مالم يضق وقتها فتقدم على أية حال.
٣. التَرَخُّص بترك الجماعة؛ لأجل الانشغال بالطعام الحاضر، إنما هو مقيَّد بالحاجة إلى الطعام، وهذا الذي تؤكده مقاصد الشريعة في باب الصلاة.
٤. حضور الطعام للمحتاج إليه عذر في ترك الجماعة، على أن لا يجعل وقت الطعام هو وقت الصلاة دائما وعادة مستمرة.
٥. الخشوع وترك الشواغل مطلوب في الصلاة؛ ليحضر القلب للمناجاة.
٦. سهولة الشريعة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح

عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3066)

إذا أتى أحدكم أهله ثم أراد أن يعود فليتوضأ بينهما وضوءا

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے (صحبت کرے) اور پھر دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو ان دونوں کے درمیان وضو کرے۔

٤٢١. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا أَتَى أَحَدُكُم أهله ثم أَرَاد أن يَعود فَلْيَتَوَضَّأْ بينهما وضُوءًا». وفي رواية الحاكم: «فإنه أَنْشَطُ لِلْعَوْد».

٤٢١. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے (صحبت کرے) اور پھر دوبارہ صحبت کرنا چاہے، تو ان دونوں کے درمیان وضو کرے۔ امام حاکم کی روایت میں ہے: "بلاشبہ وہ (وضو) پلٹنے (دوبارہ صحبت) کے لیے نشاط بخش ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث سِيقَ لبيان الهدي النبوي فيمن أراد تكرار جماع أهله، حيث يقول عليه الصلاة والسلام: "إذا أَتَى أَحَدُكُم أهله ثم أَرَاد أن يَعود" أي: إذا جامع الرجل أهله، ثم رغِبَ أن يُعَاوِدِ الجماع مرَّة ثانية وثالثة. والإرشاد النبوي تمثل في قوله عليه الصلاة والسلام: "فَلْيَتَوَضَّأْ بينهما وضُوءًا" أي: بعد الجماع الأول وقبل الثاني. والمراد بالوضوء هنا: الوضوء للصلاة؛ لأن الوضوء إذا أطلق فالأصل حَمله على الوضوء الشرعي، وقد جاء مصرحًا به عند ابن خزيمة والبيهقي، وفيه: " فتوضَّأ وضُوءك للصلاة"، وهذا الوضوء مستحب.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس شخص کی خاطر نبوی طریقہ بیان کرنے کے لیے لائی گئی ہے، جو اپنی بیوی سے بار بار صحبت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور پھر دوبارہ پلٹنے کا ارادہ کرے" یعنی ایک شخص اپنی بیوی سے صحبت کرنے کے بعد دوبارہ سہ بارہ کا ارادہ رکھتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: "تو ان دونوں کے درمیان وضو کرے" میں اس حکم کی رہ نمائی ملتی ہے۔ یعنی پہلی بار صحبت کرنے کے بعد اور دوبارہ صحبت کرنے سے پہلے۔ اور یہاں وضو سے مراد صلاۃ (نماز) کے لیے وضو کی طرح وضو کرنا ہے؛ کیوں کہ وضو کا لفظ جب مطلق بولا جائے، تو اس سے مراد شرعی وضو ہی ہوتا ہے اور اس بات کی وضاحت صحیح ابن خزیمہ اور سنن بیہقی کی ایک روایت سے ہوتی ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے۔ حدیث کے الفاظ اس طور پر ہیں: "پھر صلاۃ (نماز) کے لیے وضو کی طرح وضو کرو"۔ اور یہ وضو مستحب ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: رواه مسلم، والرواية الثانية عند الحاكم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- لِلْعَوْدِ: من الرُّجوع، والمراد به هنا: عَاد إلى إتيان امرأته.

فوائد الحديث:

١. فيه استعمال الكناية في الألفاظ التي يُسْتَحَيا منها؛ حيث عبر النبي -صلى الله عليه وسلم- ب"الإتيان" عن الجماع.
٢. استحباب الوضوء لمن اراد أن يُعاود الجِماع مرَّة أخرى.

٣. عموم الحديث يُفيد استحباب الوضوء عند إرَادَة الجِماع مرَّة ثانية، سواءٌ كانت التي يُريد العَود إليها هي الموطوءة، أو الزوجة الأخرى لمن عنده أكثر من واحدة.

٤. الحكمةُ من الوضوء أو الغسل قبل معاودة الجماع مرة ثانية ما أشارَت إليه زيادة الحاكم: "فإنَّه أنشَطُ للعَود."

٥. تعليل الأحكام الشرعية بعلل تعود إلى مصلحة بدن الإنسان، وأن ملاحظتها بفعل الطاعة لا يؤثر.

٦. فيه أن الشريعة الإسلامية شَامِلة لما يتعلق بالأديان وما يتعلق بالأبدان؛ لأن الوضوء عبادة، وهذا فيه مصلحة في الأديان، هو أيضًا مُنشط للإنسان، وهو مصلحة للأبْدَان.

٧. فيه أن الزوجة تسمى أهلا، وهذا أمرٌ مُستفيض دَلَّ عليه الكتاب والسنة.

المصادر والمراجع:

زاد المعاد في هدي خير العباد، تأليف: محمد بن أبي بكر ابن قيم الجوزية، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت، الطبعة: السابعة والعشرون , ١٤١٥هـ/١٩٩٤م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ ـ ١٤٣١. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. صحيح وضعيف سنن أبي داود، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني- من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

الرقم الموحد: (10033)

إذا أتيتم الغائط، فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول، ولا تستدبروها، ولكن شرقوا أو غربوا

٤٢٢. الحديث:

عن أبي أيوب الانصاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: "إذا أَتيتُم الغَائِط, فَلاَ تَستَقبِلُوا القِبلَة بِغَائِط ولا بَول, ولا تَسْتَدْبِرُوهَا, ولكن شَرِّقُوا أو غَرِّبُوا". قال أبو أيوب: «فَقَدِمنَا الشَّام, فَوَجَدنَا مَرَاحِيض قد بُنِيَت نَحوَ الكَعبَة, فَنَنحَرِف عَنها, ونَستَغفِر الله عز وجل» .

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يرشد النبي صلى الله عليه وسلم إلى شيء من آداب قضاء الحاجة بأن لا يستقبلوا القبلة، وهى الكعبة المشرفة، ولا يستدبروها حال قضاء الحاجة؛ لأنها قبلة الصلاة، وموضع التكريم والتقديس، وعليهم أن ينحرفوا عنها قِبَلَ المشرق أو المغرب إذا كان التشريق أو التغريب ليس موجّها إليها، كقبلة أهل المدينة. ولما كان الصحابة رضي الله عنهم أسرع الناس قبولا لأمر النبي صلى الله عليه وسلم ، الذي هو الحق، ذكر أبو أيوب رضي الله عنه أنهم لما قدموا الشام إثر الفتح وجدوا فيها المراحيض المعدة لقضاء الحاجة، قد بنيت متجهة إلى الكعبة، فكانوا ينحرفون عن القبلة، ويستغفرون تورعا واحتياطا.

جب تم قضائے حاجت کے لیے آؤ، تو پیشاب پاخانہ کرتے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پشت۔ بلکہ یا تو مشرق کی طرف منہ کیا کرو یا مغرب کی طرف۔

٤٢٢. حدیث:

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم قضائے حاجت کے لیے آؤ، تو پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پشت۔ بلکہ یا تو مشرق کی طرف منہ کیا کرو یا مغرب کی طرف"۔ ابو ایوب بیان کرتے ہیں کہ ہم شام میں آئے، تو ہم نے دیکھا کہ بیت الخلا کعبہ رخ بنائے گئے تھے۔ چنانچہ ہم (جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو) کعبہ کی سمت سے ہٹ کر بیٹھتے اور اللہ عز و جل سے استغفار کرتے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ قضائے حاجت کے کچھ آداب سکھلا رہے ہیں کہ لوگ قضائے حاجت کرتے ہوئے قبلے کی طرف جو کہ کعبہ مکرمہ ہے نہ تو منہ کریں اور نہ ہی اس کی طرف پشت کریں کیونکہ یہ نماز کا قبلہ ہے اور مکرم و مقدس جگہ ہے اور ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف مڑجائیں جب کہ مشرق و مغرب کعبہ کی سمت میں نہ ہوں جیسا کہ اہل مدینہ کا قبلہ ہے۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے حکم کی فورا تعمیل کرتے تھے جو کہ حق ہے اس لئے ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ لوگ شام کی فتح کے بعد وہاں آئے تو انہیں وہاں قضائے حاجت کے لئے تیار کئے گئے بیت الخلاء ملے جو اس طرح تیار کئے گئے تھے کہ ان کا رخ کعبہ کی طرف تھا۔ چنانچہ وہ قبلہ کی سمت سے مڑجاتے اور ازراہ تقویٰ و احتیاط استغفار کرتے رہتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الغَائِط : المكان المنخفض من الأرض، وكانوا يقصدونه لقضاء الحاجة، فكنوا به عن الحدث نفسه.
- بغائط : الخارج المستقذر من الدُبُر.
- لا تَسْتَدبِرُوها : لا تولوها ظهوركم.

- ولكن شَرِّقُوا أو غَرِّبُوا : اتجهوا نحو المشرق أو المغرب.
- فَقَدِمنا الشَّام : قدمنا إليها بعد فتحها.
- والمَرَاحِيض : جمع مرحاض وهو موضع قضاء الحاجة والتخلي.
- نحو الكعبة : جهة الكعبة.
- فنَنحَرِف عنها : نميل عن جهة المراحيض التي هي نحو الكعبة.
- نستغفر الله : نطلب منه المغفرة، وهي: ستر الذنوب والتجاوز عنها.

فوائد الحديث:

١. النهي عن استقبال القبلة واستدبارها، حال قضاء الحاجة.

٢. الأمر بالانحراف عن القبلة في تلك الحال.

٣. أوامر الشرع ونواهيه تكون عامة لجميع الأمة، وهذا هو الأصل، وقد تكون خاصة لبعض الأمة، ومنها هذا الأمر فإن قوله: "ولكن شرقوا أو غربوا" هو أمر بالنسبة لأهل المدينة ومن هو في جهتهم، ممن إذا شرقوا أو غربوا لا يستقبلون القبلة.

٤. الحكمة في ذلك تعظيم الكعبة المشرفة واحترامها.

٥. المراد بالاستغفار هنا: الاستغفار القلبي لا اللساني؛ لأن ذكر الله باللسان في حال كشف العورة وقضاء الحاجة ممنوع، أو الاستغفار بعد الخروج.

٦. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنه لما ذكر الممنوع أرشد إلى الجائز.

٧. لا كراهة في استقبال الشمس أو القمر حال البول والغائط.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3078)

إذا أقبل الليل من هَهُنا، وأدْبَر النهار من ههنا؛ فقد أفطر الصائم

جب اِدھر (مشرق) سے رات پڑنا شروع ہوجائے اور اُدھر (مغرب) سے دن رخصت ہونا شروع ہوجائے تو اس وقت روزہ دار افطار کرلے۔

٤٢٣. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا أقبل الليل من هَهُنا، وأَدْبَرَالنهار من ههنا، فقد أفطر الصائم».

٤٢٣. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اِدھر (مشرق) سے رات پڑنا شروع ہو جائے اور اُدھر (مغرب) سے دن ڈوبنے لگے تو اس وقت روزہ دار افطار کرلے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

وقت الصيام الشرعي من طلوع الفجر إلى غروب الشمس. ولذا، فقد أفاد النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته: أنه إذا أقبل الليل من قِبل المشرق، وأدبر النهار من قِبل المغرب -بغروب الشمس، كما في رواية: (إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)- فقد دخل الصائم في وقت الإفطار الذي لا ينبغي له تأخيره عنه، بل يُعاب بذلك، امتثالاً لأمر الشارع، وتحقيقًا للطاعة، وتمييزًا لوقت العبادة عن غيره، وإعطاء للنفس حقها، من مُتَع الحياة المباحة. قوله: "فقد أفطر الصائم" يحتمل معنيين: أ- إما أنه أفطر حكماً بدخول الإفطار ولو لم يتناول مفطراً، ويكون الحث على تعجيل الفطر في بعض الأحاديث معناه الحث على فعل الإفطار حسًّا ليوافق المعنى الشرعي. ب- وإما أن يكون المعنى: دخل في وقت الإفطار ويكون الحث على تعجيل الفطر على بابه وهذا أولى، ويؤيده رواية البخاري "فقد حلَّ الإفطار".

اجمالی معنیٰ:

روزے کا شرعی وقت طلوعِ فجر تا غروبِ آفتاب ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی امت کو آگاہ کیا کہ جب مشرق کی جانب سے رات چڑھ آئے اور مغرب کی طرف سورج غروب ہونے کے ساتھ دن رخصت ہو جائے (تو روزہ افطار کرنے کا وقت ہو جاتا ہے)۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''جب رات ادھر سے چڑھ آئے اور دن ادھر سے رخصت ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرلے''۔ یعنی ایسا ہونے پر روزہ دار کے افطار کا وقت ہو جاتا ہے اور اس سے مزید تاخیر کرنا مناسب نہیں بلکہ اگر ایسا کیا گیا تو یہ برا سمجھا جائے گا۔ (یہ حکم اس لیے ہے) تاکہ شارع کے حکم کی تعمیل اور فرماں برداری ہو، اور معلوم ہو سکے کہ کس وقت عبادت کرنی ہے اور کس وقت نہیں اور تاکہ نفس کو زندگی کی جائز لذتوں سے لطف اندوزی کی شکل میں اس کا حق مل سکے۔ آپ ﷺ کے فرمان "فقد أفطر الصائم" میں دو معانی کا احتمال ہے: الف: یا تو روزہ دار افطار کا وقت ہونے کے ساتھ ہی حکمی طور پر افطار کرنے والا ہو جائے گا اگرچہ وہ روزہ افطار کرنے والی کوئی شے نہ بھی کھائے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے بعض احادیث میں جو افطار جلد کرنے کا حکم آیا ہے اس سے مراد حسی طور پر افطار کرنے کی ترغیب دینا ہو گا تاکہ اس کا عمل شرعی معنی کے موافق ہو جائے۔ ب: یا پھر مفہوم یہ ہو گا کہ اس پر افطار کرنے کا وقت ہو جاتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے اس میں جلدی افطار کرنے کی ترغیب ہے اور یہی معنی زیادہ بہتر ہے جس کی تائید صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ "فقد حلَّ الإفطار" (تو افطار کا وقت ہو جاتا ہے)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يجب على الصائم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أقبل الليل : بان ظلامه.
- من هَا هُنَا : أي: من المشرق.
- أفطر الصائم : حل له الفطر بدخول وقته أو قد أفطر حكماً وإن لم يفطر شرعاً، الصوم شرعا: التعبد لله -سبحانه وتعالى- بالإمساك عن الأكل والشرب، وسائر المفطرات، من طلوع الفجر إلى غروب الشمس.

فوائد الحديث:

١. دخول وقت الإفطار بغروب الشمس، وإن كان ضياء النهار باقيًا.

٢. استحباب تعجيل الفطر، إذا تحقق غروب الشمس.

٣. لابد من وجود إقبال الليل الذي يقارنه إدبار النهار للإفطار، أما لو وقعت الظلمة لسبب يندر وقوعه فإنه لا يكون مفطراً بذلك.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ).

الرقم الموحد: (4546)

إذا أقر الرجل بولده طرفة عين فليس له أن ينفيه	جب بندہ پلک جھپکنے کی حد تک بھی کسی بچے سے اپنے نسب کا اقرار کرے تو پھر اس سے نفی کرنا جائز نہیں ہے۔
٤٢٤. الحديث: عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: "إذا أقرَّ الرجل بولده طَرْفَةَ عين فليس له أن ينفيه".	**٤٢٤. حدیث :** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب بندہ پلک جھپکنے کی حد تک بھی کسی بچے سے اپنے نسب کا اقرار کرے تو پھر اس سے نفی کرنا جائز نہیں ہے''۔
درجة الحديث: إسناده حسن	**حدیث کا درجہ :** اس حدیث کی سند حَسَن ہے۔
المعنى الإجمالي: أفاد الأثر أن الرجل إذا اعترف بنسب ولد إليه لم يكن له أن ينفيه عنه ولا أن ينكر نسبه إليه؛ لأن هذا من حقوق العباد التي ثبتت بالإقرار فلا ينفع فيها الجحود ولا النكران.	**اجمالی معنی :** اس اثر میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب بندہ کسی بچے کے ساتھ اپنے نسب کا اعتراف کر لے تو پھر اس کی نفی اور انکار کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ان حقوق العباد میں سے ہے جو اقرار سے ثابت ہوتے ہیں اور ان میں جھگڑنا اور انکار کرنا کوئی فائدے مند چیز نہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللعان

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام المولود

راوي الحديث: رواه البيهقي.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- طَرْفة عين : المراد: تحريك الجفن، مبالغة في تقليل المدة.

فوائد الحديث:

١. الشارع الحكيم له تَشَوُّف إلى حفظ الأنساب، وإلحاق الفروع بالأصول.

٢. إذا أقر الإنسان بالولد ولو لحظة واحدة، ثبت نسبه إليه، ولا يمكنه نفيه أبدًا.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. السنن الكبرى - لأحمد بن الحسين بن علي البيهقي - المحقق: محمد عبد القادر عطا: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان- الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م. التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير لابن حجر العسقلاني تحقيق: أبو عاصم حسن بن عباس, مؤسسة قرطبة - مصر, الطبعة: الأولى، ١٤١٦هـ.

الرقم الموحد: (58160)

إذا ألقى الله في قلب امرئ خطبة امرأة، فلا بأس أن ينظر إليها

٤٢٥. الحديث:

عن محمد بن مسلمة، قال: خطبت امرأة، فجعلتُ أَتَخَبّأُ لها، حتى نظرتُ إليها في نَخْلٍ لها، فقيل له: أتفعلُ هذا وأنت صاحب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ؟ فقال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إذا ألقى الله في قلب امرئ خِطبة امرأة، فلا بأس أن ينظر إليها».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على أن محمد بن مسلمة -رضي الله عنه- أراد خطبة امرأة فكان يتخبأ لها لينظر إليها، فرآه التابعي فاستغرب هذا الفعل منه، فأخبره بأن فعله هذا استند إلى أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن أحدًا إذا أراد أن يخطب امرأة وجعل الله في قلبه الميل إلى نكاحها فلينظر إليها، فدل على استحباب النظر الى المخطوبة ولو بغير علمها, حتى لو اضطر الخاطب إلى أن يتخبأ لها, وهذا إنما أُبيح للحاجة والضرورة.

جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینے کا خیال پیدا کرے، تو اس عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٤٢٥. حدیث:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو شادی کا پیغام دیا تو میں اسے دیکھنے کے لیے چھپنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اسے اسی کے باغ میں دیکھ لیا، لوگوں نے ان سے کہا: آپ ایسا کرتے ہیں جب کہ آپ صحابی رسول ﷺ ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینے کا خیال پیدا کرے، تو اس عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کسی خاتون کو نکاح کا پیغام دینے کا ارادہ کیا اور وہ اس کو چھپ چھپ کر دیکھنے لگے تو تابعی نے انھیں ایسا کرتے دیکھ لیا اور انھیں ان صحابی کا یہ فعل عجیب وغریب لگا تو صحابی رسول نے انھیں بتایا کہ ان کے اس عمل کی دلیل، نبی ﷺ کے حکم سے ماخوذ ہے کہ اگر کوئی مرد، کسی خاتون کو پیغام نکاح دینے کا خواہشمند ہو اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے دل میں اس خاتون سے نکاح کرنے کا میلان بھی پایا جاتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو دیکھ لے، چنانچہ اس حدیث میں منگیتر کو دیکھنے کے استحباب کی دلیل ملتی ہے، چاہے اس خاتون کو اس مرد کے دیکھنے کا علم بھی کیوں نہ ہو، یہاں تک کہ نکاح کرنے والا مجبوری میں چھپ کر اسے دیکھ سکتا ہے اور یہ اباحت محض حاجت وضرورت کی حد تک محدود ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > آداب النكاح

راوي الحديث: رواه ابن ماجه وأحمد.

التخريج: محمد بن مسلمة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن ابن ماجه.

معاني المفردات:

- أتخبأ لها : لأجل النظر إليها.
- خطبة امرأة : طلب النكاح من وليها.
- فلا بأس : لا حرج ولا منع شرعًا.

فوائد الحديث:

١. يباح النظر إلى من يريد أن يتزوجها وإن لم تأذن ولا وليها اكتفاء بإذن الشارع، لما في ذلك من المصالح، وهو إتمام النكاح على بينة.
٢. أن العلة في مشروعية النظر إلى المخطوبة, ليرى منها ما يدعوه إلى نكاحها.

٣. أنه يحرم النظر إلى النساء، لأنه هنا علق إباحة النظر على إرادة النكاح، فغيره يبقى على الأصل، وهو حرمة النظر إليهن.

المصادر والمراجع:

-سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر، ت: سمير بن أمين الزهيري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- حاشية السندي على سنن ابن ماجه , الناشر: دار الجيل - سلسلة الأحاديث الصحيح للألباني, مكتبة المعارف, الطبعة الأولى , ١٤١٥هـ- التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي, مكتبة الإمام الشافعي الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ - التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ للصنعاني, ت: محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم, مكتبة دار السلام، ط: ١ ، ١٤٣٢ هـ- منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان - طبعة دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام - مكتبة الأسدي – مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58063)

إذا أمسك الرجل الرجل وقتله الآخر يقتل الذي قتل, ويحبس الذي أمسك	جب کسی شخص نے کسی شخص کو پکڑے رکھا اور اسے دوسرے شخص نے قتل کر دیا، تو جس نے قتل کیا، اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے اسے پکڑے رکھا اسے قید کیا جائے گا۔
٤٢٦. الحديث: عن ابن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إذا أمسك الرجلُ الرجلَ وقَتَلَهُ الآخَرُ يُقْتَلُ الذي قَتَلَ، ويُحْبَسُ الذي أمْسَكَ».	**٤٢٦. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب کسی شخص نے کسی شخص کو پکڑے رکھا اور اسے دوسرے شخص نے قتل کر دیا، تو جس نے قتل کیا، اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے اسے پکڑے رکھا اسے قید کیا جائے گا“۔
درجة الحديث: لم نجد له حكمًا عند الشيخ الألباني وقال ابن حجر: (صححه ابن القطان, ورجاله ثقات, إلا أن البيهقي رجح المرسل)	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: أفاد الحديث أنه إذا أمسك شخص شخصاً آخر ليقتله ثالث، فإنَّ، القاتل يقتل لأنه المباشر للقتل، أما الذي أمسك فلكونه متسببا في القتل بإمساكه للمقتول فإنه يحبس إلى أن يموت عقوبة له.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب کسی شخص نے کسی شخص کو پکڑے رکھا تاکہ اسے ایک تیسرا شخص قتل کر دے، تو ایسی صورت میں قاتل کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہی براہ راست قاتل ہے اور رہا وہ شخص جس نے اسے پکڑے رکھا اور مقتول کو پکڑے رہنے کی وجہ سے اس کا قتل ہوا تو اس پکڑنے والے کو سزا کے طور پر قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > القصاص

راوي الحديث: رواه الدارقطني والبيهقي.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- وقتله : قتل القاتل الرجل الممسوك.
- الآخر : الثالث.
- يقتل الذي قتل : الذي باشر قتله بطريق القصاص.
- ويحبس الذي أمسك : يسجن الممسك بطريق التعزير.

فوائد الحديث:

١. إذا أمسك إنسان آخر؛ ليقتله ثالث، فقتله فإن القاتل يقتل بلا خلاف بين العلماء؛ لأنه قتل من يكافئه عمدا بغير حق، أما الممسك فيحبس حتى يموت، ولا قود عليه، ولا دية.

٢. حبس الممسك حتى الموت مناسب لتسببه بإمساك القتيل حتى قتل.

٣. في الحديث دليل على القاعدة المشهورة: إذا اجتمع المباشر والمتسبب كان الضمان على المباشر، وهنا لقي كل منهما جزاءه المناسب لجنايته، والله حكيم عليم.

المصادر والمراجع:

-سنن الدارقطني، لأبي الحسن الدارقطني - حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم- مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان- الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م السنن الكبرى للبيهقي - المحقق: محمد عبد القادر عطا- دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - سبل السلام، لمحمد بن إسماعيل الصنعاني - دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١.

الرقم الموحد: (58203)

إذا أمن الإمام فأمنوا، فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة: غفر له ما تقدم من ذنبه

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوجاتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

٤٢٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا أَمَّنَ الإمام فأمنوا، فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة: غفر له ما تقدم من ذنبه».

٤٢٧. حدیث:

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو جاتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نؤمن إذا أمن الإمام، لأن ذلك هو وقت تأمين الملائكة، ومن وافق تأمينه تأمين الملائكة، غفر له ما تقدم من ذنبه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب امام آمین کہے تو ہم بھی آمین کہیں کیونکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب فرشتے آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أمن الإمام : قال آمين بعد قراءة الفاتحة.
- فأمنوا : فقولوا آمين.
- من وافق : في القول والزمان.
- تأمين الملائكة : الذين شهدوا تلك الصلاة.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التأمين للإمام والمأموم والمنفرد.

٢. أن الملائكة تؤمن على دعاء المصلين، والأظهر أن المراد منهم الذين يشهدون تلك الصلاة من الملائكة في الأرض والسماء، واستدل لذلك بما أخرجه البخاري من أنه صلى الله عليه وسلم قال:" إذا قال أحدكم آمين، قالت الملائكة في السماء: آمين، فوافق أحدهما الآخر، غفر الله له ما تقدم من ذنبه."

٣. فضيلة التأمين، وأنه سبب في غفران الذنوب، لكن عند محققي العلماء أن التكفير في هذا الحديث وأمثاله، خاصٌّ بصغائر الذنوب، أما الكبائر فلا بد لها من التوبة.

٤. أنه ينبغي للداعي والمؤمّن على الدعاء أن يكون حاضر القلب.

٥. استدل البخاري بهذا الحديث على مشروعية جهر الإمام بالتأمين،لأنه علق تأمين المؤتمين بتأمينه ولا يعلمونه إلا بسماعه، وهذا قول الجمهور.

٦. من الأفضل للداعي أن يشابه الملائكة في كل الصفات التي تكون سبباً في الإجابة، كالتضرع والخشوع والطهارة وحضور القلب، والإقبال على الله في كل حال.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5844)

إذا توضَّأ العبدُ المسلم، أو المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينيه مع الماء، أو مع آخر قطر الماء

''جب کوئی مومن یا مسلم وضو کرتے وقت چہرہ دھوتا ہے، تو جیسے ہی چہرہ سے پانی گرتا ہے، یا پانی کا آخری قطرہ گرتا ہے تو اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں سے کیے تھے۔''

٤٢٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا توضَّأ العبدُ المسلم، أو المؤمن فغسل وَجهَهُ خرج مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نظر إليها بِعَينَيهِ مع الماء، أو مع آخر قَطْرِ الماء، فإذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بَطَشَتْهَا يداه مع الماء، أو مع آخِرِ قطر الماء، فإذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مَشَتْهَا رِجْلَاه مع الماء أو مع آخر قطر الماء حتى يخرج نَقِيًا من الذنوب».

٤٢٨. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی مومن، یا مسلم وضو کرتے وقت چہرہ دھوتا ہے، تو جیسے ہی چہرہ سے پانی گرتا ہے یا پانی کا آخری قطرہ گرتا ہے، اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے اپنی آنکھوں سے کیے تھے۔ جب وہ ہاتھ دھوتا ہے، تو جیسے ہی ہاتھوں سے پانی کے قطرے گرتے ہیں یا پانی کا آخری قطرہ گرتا ہے، تو اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے ہاتھوں سے کیے تھے اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے، تو جیسے ہی اس کے پاؤں سے پانی گرتا ہے یا پانی کا آخری قطرہ گرتا ہے، اس کے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے اپنے پاؤں سے کیے تھے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الوضوء الشرعي تُطهَّر فيه الأعضاء الأربعة: الوجه، اليدان، والرأس، والرجلان. وهذا التطهير يكون تطهيرًا حسيا، ويكون تطهيرا معنويا، أما كونه تطهيرا حسيا فظاهر؛ لأن الإنسان يغسل وجهه، ويديه، ورجليه، ويمسح الرأس، وكان الرأس بصدد أن يغسل كما تغسل بقية الأعضاء، ولكن الله خفف في الرأس؛ ولأن الرأس يكون فيه الشعر، والرأس هو أعلى البدن، فلو غسل الرأس ولا سيما إذا كان فيه الشعر؛ لكان في هذه مشقة على الناس، ولا سيما في أيام الشتاء، ولكن من رحمة الله -عز وجل- أن جعل فرض الرأس المسح فقط، فإذا توضأ الإنسان لا شك أنه يطهر أعضاء الوضوء تطهيرا حسيا، وهو يدل على كمال الإسلام؛ حيث فرض على معتنقيه أن يطهروا هذه الأعضاء التي هي غالبا ظاهرة بارزة. أما الطهارة المعنوية، وهي التي ينبغي أن يقصدها المسلم، فهي تطهيره من الذنوب، فإذا غسل وجهه خرجت كل خطايا نظر إليها بعينه، وذكر العين -والله أعلم- إنما

اجمالی معنی:

شرعی وضو میں چار اعضا کو صاف کیا جاتا ہے۔ چہرہ، دونوں ہاتھ، سر اور دونوں پاؤں۔ یہ صفائی حسی بھی ہوتی ہے اور معنوی بھی۔ اس کا حسی ہونا تو ظاہر ہے۔ کیونکہ اس میں انسان اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ، اور دونوں پاوں دھوتا ہے اور سر کا مسح کرتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ سر کو بھی اسی طرح دھویا جاتا، جیسے بقیہ اعضا کو دھویا جاتا ہے، لیکن اللہ تعالی نے سر کے معاملے میں تخفیف فرما دی۔ کیونکہ سر میں بال ہوتے ہیں اور یہ بدن کا سب سے اوپر والا حصہ ہے۔ چنانچہ اگر سر کو دھویا جاتا، خاص طور پر جب کہ اس میں بال بھی ہوں، تو اس میں لوگوں کے لیے مشقت ہوتی، خصوصا سردی کے دنوں میں۔ لیکن یہ اللہ عزوجل کی رحمت ہے کہ اس نے سر کے معاملے میں صرف مسح کرنا فرض کیا۔ جب انسان وضو کرتا ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ اعضا وضو کو حسی طور پر صاف کرتا ہے۔ یہ اسلام کی اکملیت پر دلیل ہے کہ اس کے ماننے والوں پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ان اعضا کو صاف کریں جو اکثر ظاہر اور کھلے رہتے ہیں۔ اور طہارت معنویہ سے مراد ایک مسلمان بندے کا گناہوں سے پاکی حاصل کرنے کا عمل ہے۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے، تو وہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جن کا ارتکاب آنکھوں سے ہوا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں آنکھ کا ذکر _ واللہ اعلم _ بطور تمثیل ہے۔ ورنہ ناک سے بھی خطا ہوتی ہے، منہ

هو على سبيل التمثيل، وإلا فالأنف قد يخطئ، والفم قد يخطئ؛ فقد يتكلم الإنسان بكلام حرام، وقد يشم أشياء ليس له حق يشمها، ولكن ذكر العين؛ لأن أكثر ما يكون الخطأ في النظر. وتكفير الذنوب في الحديث يراد بها الصغائر، أما الكبائر فلا بد لها من توبة.	سے بھی خطا ہوتی ہے؛ انسان ایسی باتیں کرلیتا ہے، جو حرام ہیں، ایسی چیزیں سونگھ لیتا ہے، جنھیں سونگھنے کا اسے حق نہیں ہوتا، لیکن آنکھ کا ذکر بطور خاص اس لیے ہوا ہے کہ اکثر گناہ آنکھ سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔ اور اس حدیث میں گناہوں کی معافی سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے۔ جب کہ کبیرہ گناہوں کی بخشش کے لیے توبہ ضروری ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال الجوارح

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خرج : كناية عن غفرانها له.
- خطيئة : ذنب صغير متعلق بحق الله تعالى.
- بطشتها يداه : البطش : الأخذ الشديد من كل شيء ، والمعنى اكتسبتها يداه.
- الوضوء : التعبد لله -عز وجل- بغسل الأعضاء الأربعة على صفة مخصوصة.

فوائد الحديث:

١. فضل الوضوء، وأن المواظبة عليه وسيلة للنقاء من الذنوب.
٢. كل عضو من أعضاء الإنسان يقع في بعض المعاصي، فالعين بالنظر، واليد بالبطش واليد بالسرقة ونحو ذلك، ولذلك الذنوب تتبع كل جارحة اكتسبتها، وتخرج من كل جارحة تاب منها.
٣. وجوب غسل القدمين وعدم إجزاء مسحهما.
٤. الوضوء يكفر خطايا هذه الأعضاء التي يجري عليها ماؤه.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين،لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3284)

إذا توضأ أحدكم فليجعل في أنفه ماء، ثم لينتثر، ومن استجمر فليوتر، وإذا استيقظ أحدكم من نومه فليغسل يديه قبل أن يدخلهما في الإناء ثلاثا، فإن أحدكم لا يدري أين باتت يده

جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی ڈالے اور پھر اسے جھاڑے اور جو شخص پتھروں سے استنجا کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد سے استنجا کرے اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے۔ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔

٤٢٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا توضَّأ أحدُكُم فَلْيَجعَل في أنفِه ماءً، ثم لِيَنتَثِر، ومن اسْتَجمَر فَلْيُوتِر، وإذا اسْتَيقَظَ أَحَدُكُم من نومِه فَلْيَغسِل يَدَيه قبل أن يُدْخِلهُما في الإنَاء ثلاثًا، فإِنَّ أَحدَكُم لا يَدرِي أين بَاتَت يده». وفي رواية: «فَلْيَستَنشِق بِمنْخَرَيه من الماء». وفي لفظ: «من توضَّأ فَلْيَسْتَنشِق».

٤٢٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک میں پانی ڈالے اور پھر اسے جھاڑے اور جو شخص پتھروں سے استنجا کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد سے استنجا کرے اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: ''وہ اپنے نتھنوں سے پانی چڑھائے''۔ اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ ''جو وضو کرے وہ (ناک میں) پانی چڑھائے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يشتمل هذا الحديث على ثلاث فقرات، لكل فقرة حكمها الخاص بها. ١.فذكر أن المتوضىء إذا شرع في الوضوء أدخل الماء في أنفه، ثم أخرجه منه وهو الاستنشاق والاستنثار المذكور في الحديث؛ لأن الأنف من الوجه الذي أُمِر المتوضىء بغسله، وقد تضافرت الأحاديث الصحيحة على مشروعيته؛ لأنه من النظافة المطلوبة شرعًا. ٢.ثم ذكر أيضا أن من أراد قطع الأذى الخارج منه بالحجارة، أن يكون قطعه على وتر، أقلها ثلاث وأعلاها ما ينقطع به الخارج، وتنقي المحل إن كان وترًا، وإلا زاد واحدة، توتر أعداد الشفع. ٣.وذكر أيضًا أن المستيقظ من نوم الليل لا يُدْخِلُ كفَّه في الإناء، أو يمس بها رطبًا، حتى يغسلها ثلاث مرات؛ لأن نوم الليل -غالبًا- يكون طويلا، ويده تطيش في جسمه، فلعلها تصيب بعض المستقذرات وهو لا يعلم، فشرع له غسلها للنظافة المشروعة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں تین جملے ہیں جن میں سے ہر ایک کا خاص حکم ہے: ۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی وضو شروع کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر اسے اس سے باہر نکالے۔ یہی وہ استنشاق اور استنثار ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ کیونکہ ناک چہرے کا حصہ جس کے بارے میں وضو کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے دھوئے۔ بہت سی ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جو اس کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ یہ ایسی صفائی ہے جو شرعا مطلوب ہے۔ ۲۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے سے نکلنے والی گندگی کو پتھر سے دور کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے طاق عدد میں پتھروں کے ساتھ دور کرے جو کم از کم تین ہوں اور زیادہ سے زیادہ اتنے ہوں کہ ان سے خارج شدہ گندگی دور ہو جائے اور جگہ صاف ہو جائے۔ اگر یہ طاق ہوں تو ٹھیک ورنہ ایک اور پتھر زیادہ کر دے جس سے جفت عدد طاق ہو جائے۔ ۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نیند سے بیدار ہونے والا اپنی ہتھیلی کو برتن کے اندر نہ لے جائے اور نہ ہی اس کے ساتھ تری کو چھوئے یہاں تک کہ اسے تین دفعہ دھولے۔ کیونکہ رات کی نیند عموماً لمبی ہوتی ہے اور سونے والے کا ہاتھ جسم میں اِدھر اُدھر گھومتا رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ گندگی کو چھو جائے اور اسے اس کا

علم ہی نہ ہو۔ اس لیے شرعی نظافت کے حصول کے لیے اس کے لیے اسے دھونا مشروع کیا گیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء

الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب النوم والاستيقاظ

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم. الرواية الثالثة: متفق عليها، ولفظ مسلم: (فليستنثر)، بدل: (فليستنشق).

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- توضأ أحدكم : شرع في الوضوء.
- فَلْيَجْعَلْ : فليضع، والمراد بالوضع الاستنشاق.
- ليَسنتَثِرْ : يعني ليخرج الماء من أنفه، بعد إدخاله، وإدخاله هو الاستنشاق.
- اسْتَجْمَرَ : استعمل الجمار-وهي الحجارة- لقطع الأذى الخارج من أحد السبيلين، وهو الاستنجاء بالحجارة.
- فَلْيُوتِرْ : لِيُنْهِ استجماره على وتر، وهو الفرد: مثل ثلاث و خمس أو نحوهما، ولا يكون قطعه الاستجمار لأقل من ثلاث.
- فإِنَّ أَحَدَكُم لاَ يَدْرِي.... : تعليل لغسل اليد بعد الاستيقاظ.
- باتت يده : حقيقة المبيت يكون من نوم الليل.
- فَلْيَسْتَنْشِقْ : هو إدخال الماء في الأنف.
- بِمِنْخَرَيهِ : ثقبا أنفه.

فوائد الحديث:

١. وجوب الاستنشاق والاستنثار.
٢. الاستنشاق غير الاستنثار لأن الجمع بينهما في حديث واحد يدل على التغاير بينهما.
٣. محل الاستنشاق والاستنثار قبل غسل الوجه، وهو من تمام غسله؛ فيكون فرضًا كغسل الوجه.
٤. الأنف من الوجه في الوضوء أخذًا من هذا الحديث مع الآية: (فاغسلوا وجوهكم) المائدة آية{6} :
٥. مشروعية الإيتار لمن استنجى بالحجارة.
٦. مشروعية غسل اليدين من نوم الليل.
٧. الحكمة في غسل اليدين للنائم، كونه لا يدري أين باتت يده.
٨. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث ربط الحكم ببيان حكمته؛ ليزداد المكلف إيمانا به، ويتبين بذلك سمو الشريعة.
٩. كمال الشريعة الإسلامية بالعناية بالطهارة والاحتياط لها.
١٠. الأخذ بالوثيقة والعمل بالاحتياط.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر في دمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ– ١٩٦٢م.

الرقم الموحد: (3033)

إذا جاء رمضان فُتِحَتْ أبْوَاب الجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔

٤٣٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

٤٣٠. حدیث:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا دخل رمضان فتحت أبواب الجنة، وغلقت أبواب النيران، وصفدت الشياطين"، فهذه ثلاثة أشياء تكون في رمضان: أولاً: تفتح أبواب الجنة ترغيباً للعاملين لها بكثرة الطاعات من صلاة وصدقة وذكر وقراءة للقرآن وغير ذلك. ثانياً: تغلق أبواب النيران، وذلك لقلة المعاصي فيه من المؤمنين. ثالثاً: تصفد الشياطين، يعني: المردة منهم؛ كما جاء ذلك في رواية أخرى -أخرج هذه الرواية النسائي في سننه (٤٣٤/٤ رقم٢١٠٥)، وأحمد في مسنده (٢٩٢/٢)، قال الألباني: هو حديث جيد لشواهده، كما في مشكاة المصابيح، والمَرَدَةُ: هم أشد الشياطين عداوة وعدواناً على بني آدم، والتصفيد معناه الغَلُّ، يعني: تُغَلُّ أيديهم حتى لا يخلصوا إلى ما كانوا يخلصون إليه في غيره، وكل هذا الذي أخبر به النبي -صلى الله عليه وسلم- حق أخبر به نصحاً للأمة، وتحفيزاً لها على الخير وتحذيراً لها من الشر.

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔" یہ تینوں اشیاء رمضان میں ہوتی ہیں۔ پہلی چیز: جنت کے دروازے عمل گزاروں کے لیے بطور ترغیب کھول دیے جاتے ہیں تاکہ وہ کثرت کے ساتھ نیکیاں یعنی نماز، صدقہ، ذکر، اور قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ کریں۔ دوسری چیز: جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں کیوں کہ اس مہینے میں مومنوں سے بہت کم گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ تیسری چیز: شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں یعنی سرکش شیطانوں کو جیسا کہ ایک دیگر روایت میں آیا ہے جسے امام نسائی نے اپنی سنن میں (٤٣٤/٤ حدیث نمبر: ٢١٠٥) اور امام احمد نے اپنی مسند میں (٢٩٢/٢) میں ذکر کیا ہے۔ علامہ البانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے 'جید' حدیث ہے۔ مشکاۃ المصابیح (٦١٢/١ حدیث نمبر: ١٩٦٢)۔ 'المردة' سے مراد وہ شیاطین ہیں جو بنی آدم کے سخت دشمن اور ان کے ساتھ بہت عداوت رکھنے والے ہیں۔ "التصفيد" کا معنی بیڑی پہنانا۔ یعنی ان کے ہاتھوں میں بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں تاکہ وہاں تک ان کی پہنچ نہ ہو سکے جہاں تک رمضان کے علاوہ مہینوں میں ان کی پہنچ ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ جس کی نبی ﷺ نے خبر دی ہے برحق ہے اور آپ ﷺ نے یہ اپنی امت کے لئے بطورِ نصیحت، انہیں نیکی کی رغبت دلانے اور برائی سے ڈرانے کے لئے بیان کیا ہے۔

دیکھئے: شرح ریاض الصالحین: ٢٧٣/٥

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صفِّدت : شُدّت بالأصفاد، وهي الأغلال، وهو بمعنى سُلسلت.

فوائد الحديث:

١. إكرام شهر رمضان.

٢. بشارة للصائمين فيه بأن هذا الشهر المبارك موسم عبادة وخير.

٣. ليس لباغي الشر عذر في رمضان؛ لأن أسباب الشر قد كفت عنه أو قلت، فلا يحرم الخير فيه إلا محروم.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٣-سنن النسائي؛ للإمام أحمد بن شعيب النسائي، حققه مكتب تحقيق التراث الإسلامي، دار المعرفة-بيروت. ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٦-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٧-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٨-المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. ٩-مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. ١٠-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10107)

إذا جلس بين شعبها الأربع، ثم جهدها، فقد وجب الغسل	جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے بیچ بیٹھے، پھر کوشش کرے، تو غسل واجب ہوگیا۔
٤٣١. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أَنَّ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ: ((إِذَا جَلَسَ بين شُعَبِهَا الأَربع، ثم جَهَدَهَا، فَقَد وَجَبَ الغُسْلُ)) . وفي لفظ ((وإن لم يُنْزِل)).	**٤٣١. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے بیچ بیٹھے، پھر کوشش کرے، تو غسل واجب ہوگیا“۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "اگرچہ انزال نہ بھی ہوا ہو"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إذا جلس الرجل بين أطراف المرأة الأربع، وهي اليدان والرجلان، ثم أدخل ذكره في فرج المرأة؛ فقد وجب عليهما الغسل من الجنابة وإن لم يحصل إنزال مني؛ لأن الإدخال وحده أحد موجبات الغسل.	**اجمالی معنی:** جب آدمی عورت کے چار اعضا یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے بیچ بیٹھ کر اپنا آلۂ تناسل عورت کی شرم گاہ میں داخل کر دے، تو دونوں پر غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے، اگرچہ منی خارج نہ ہو؛ کیونکہ مجرد دخول ہی غسل کے واجب ہونے کے موجبات میں سے ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل > موجبات الغسل

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إِذَا جَلَسَ : أي الرجل.
- شُعَبِهَا الأَرْبَع : شعب جمع شعبة، وهو القطعة من الشيء، ويريد بذلك يديها ورجليها، وهو كناية عن الجماع.
- ثُمَّ جَهَدَهَا : بلغ المشقة وحفزها وكدها، وهو كناية عن الجماع.
- وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ : أي: لم ينزل منيًّا.
- وَجَبَ الغُسل : لزم وثبت الغسل.

فوائد الحديث:

١. وجوب الغسل من إدخال الذكر في الفرج، وإن لم يحصل إنزال.
٢. استعمال الكناية فيما يستحيا من التصريح به.
٣. الإشارة إلى بعض الحِكَم من إيجاب الغسل بالجماع، وهي عودة نشاط الجسم بعد الجهد الموجب لفتوره.
٤. يكون هذا الحديث ناسخا لحديث أبي سعيد "الماء من الماء" المفهوم منه بطريق الحصر، أنه لا غسل إلا من إنزال المني.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق:

محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3533)

إذا رَأَيْتمُوه فَصُومُوا، وإذا رَأَيْتُمُوه فَأفْطِرُوا، فإن غُمَّ عليكم فَاقْدُرُوا له

"جب تم چاند دیکھو توروزہ رکھواور جب (شوال کا) چاند دیکھو توروزہ رکھنا بند کر دو، (اور) اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو اس کا اندازہ لگاؤ"۔

٤٣٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إذا رَأَيْتمُوه فَصُومُوا، وإذا رَأَيْتُمُوه فَأفْطِرُوا، فإن غُمَّ عليكم فَاقْدُرُوا له».

٤٣٢. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنهما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو، تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو، تو روزہ رکھنا بند کر دو۔ (اور) اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو، تو اس کا اندازہ لگالو"۔۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أحكام الشرع الشريف تُبْنَى على الأصل، فلا يُعْدَل عنه إلا بيقين. ومن ذلك: أن الأصل بقاء شعبان، وأن الذمة بريئة من وجوب الصيام، ما دام أن شعبان لم تُكْمَلْ عدته ثلاثين يوما، فيعلم أنه انتهى، أو يُرَى هلال رمضان، فيُعْلَمُ أنه دخل. ولذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم-، علّق صيام شهر رمضان وفطره برؤية الهلال. فإن كان هناك مانع من غيم، أو قَتَرٍ، أو نحوهما، فيُكْمل عدة شعبان ثلاثين يوما؛ لأن الأصل بقاؤه فلا يُحْكَم بخروجه إلا بيقين، والقاعدة: "أن الأصل بقاء ما كان على ما كان".

اجمالی معنی:

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > رؤية الهلال

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا رأيتمُوه : أبصرتموه، أي هلال رمضان، والمراد رآه من تثبت به رؤيته.
- فصوموا : فابتدئوا الصوم من الغد، والصوم: إمساك عن المفطرات بنية من طلوع الفجر إلى غروب الشمس.
- فأفطِروا : أي: فاتركوا الصوم من الغد.
- غُمَّ عليكم : استُتِرَ عليكم بحاجب، من غيم وغيره.
- فاقدِروا له : أبلغوه قدره، وهو : تمام ثلاثين يومًا.

فوائد الحديث:

١. وجوب صوم رمضان، إذا ثبتت رؤية الهلال شرعًا.
٢. من انفرد برؤيته في بر ونحوه لزمه العمل بمقتضى رؤيته.
٣. أن صيام شهر رمضان معلق برؤية الناس أو بعضهم للهلال.
٤. وجوب إكمال شعبان ثلاثين يوما، إذا حال دون مَنْظَره غَيْمٌ أو نحوه.

٥. وجوب الفطر إذا ثبتت رؤية هلال شوال شرعًا.

٦. وجوب إكمال رمضان ثلاثين يومًا إذا حال غيم أو نحوه دون هلال شوال.

٧. إبطال الاعتماد على قول أهل الحساب في دخول الشهر.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧هـ).

الرقم الموحد: (4549)

إذا سجدت فضع كفيك، وارفع مرفقيك

جب تم سجدے کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ دیا کرو اور اپنی کہنیوں کو اوپر اٹھائے رکھو۔

٤٣٣. الحديث:

عن البَرَاء بن عَازب -رضي الله عنهما- مرفوعًا: «إذا سَجَدت فضَع كفَّيك وارْفَع مِرْفَقَيْك».

٤٣٣. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم سجدے کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ دیا کرو اور اپنی کہنیوں کو اوپر اٹھائے رکھو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث إذا سَجَدت على الأرض فَمَكِّن كفَّيك من الأرض وارفع الذِّراعين من الأرض مع مُجَافَاة الجَنْبَين؛ لأنه أشبه بهيئة المتواضع وأبْعد عن هيئة الكُسَالى ومُشابهة الحيوانات، فإن المُنبسط يشبه سِباع الحيوانات، حال افتراشها ويُشعر حاله بالتهاون بالصلاة وقِلَّة الاعتناء بها، والإقبال عليه، وفي حديث ميمونة -رضي الله عنها- عند مسلم: "كان -صلى الله عليه وسلم- يُجَافي يديه فلو أن بهيمة أرادت أن تَمر لَمرت".

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جب آپ زمین پر سجدہ کریں تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ لیں اور اپنے بازوؤں کو زمین سے اوپر اٹھائے رکھیں اور پہلوؤں سے بھی الگ رکھیں کیونکہ اس میں تواضع زیادہ ہے اور اس میں سست لوگوں کے انداز اور جانوروں کی مشابہت سے بھی پرہیز ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے بازوؤں کو کھول کر بچھا لیتا ہے اس کی مشابہت درندوں کے ساتھ ہوتی ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نماز میں سستی برت رہا ہے اور اس کے اہتمام اور اس پر توجہ میں کمی کر رہا ہے۔ مسلم شریف میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ اپنے بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی چوپایہ ان میں سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مِرْفَقَيْك : هو مَوْصِل الذِّراع بالعَضُد.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الواجب على المصلِّي أن يَضع كفَّيه على الأرض، والكفان عُضوان من أعضاء السُّجود السَّبعة.
٢. هذا الحديث أيَّد الأصل من أنَّ المراد باليدين هما: الكفَّان.
٣. استحباب تمكين باطِن الكفَّين من الأرض.
٤. استحباب رفع الذِّراعين عن الأرض، وكراهة افتراشهما كما يَفترش السَّبع ذِراعيه.
٥. مشروعية البُعد عن مُشابهة الحيوانات في الصلاة، التي هي مُنَاجاة ودخول على الله -تبارك وتعالى-.
٦. مشروعية إظهار النَّشاط والقوَّة، والرَّغبة في العَبادة.
٧. أن المُصلِّي إذا اعتمد على جميع أعضاء السُّجود، أخذ كلُّ عُضوٍ حقَّه من العبادة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، تحقيق: محمد صبحي بن حسن حلاق، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (10927)

إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول	جب تم مؤذن کو(اذان دیتے ہوئے) سنو تو ویسے ہی کہو جیسے وہ کہتا ہے۔
٤٣٤. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِذَا سَمِعتُم المُؤَذِّن فَقُولُوا مِثلَ مَا يَقُول».	**٤٣٤. حدیث:** عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم مؤذن کو(اذان دیتے ہوئے) سنو تو ویسے ہی کہو جیسے وہ کہتا ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إذا سمعتم المؤذن للصلاة فأجيبوه، بأن تقولوا مثل ما يقول، جملة بجملة، فحينما يكبر فكبروا بعده، وحينما يأتي بالشهادتين، فأتوا بهما بعده، فإنه يحصل لكم من الثواب ما فاتكم من ثواب التأذين الذي حازه المؤذن، والله واسع العطاء، مجيب الدعاء. يستثنى من الحديث لفظ: (حي على الصلاة، حي على الفلاح) فإنه يقول بعدها: لا حول ولا قوة إلا بالله.	**اجمالی معنی:** جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو اس کا جواب دو بایں طور کہ جملہ بجملہ ویسے ہی کہو جیسے وہ کہتا ہے۔ جب وہ ''اللہُ اکبرُ'' کہے تو اس کے پیچھے پیچھے تکبیر کہو، جب شہادتین کو ادا کرے تو تم بھی اس کے بعد انہیں ادا کرو۔ اس کی وجہ سے مؤذن کو اذان دینے کا جو ثواب حاصل ہوا ہے اور جس سے تم محروم رہے ہو وہ تمہیں بھی حاصل ہو جائے گا۔ اللہ بہت زیادہ دینے والا اور دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:
- إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ : إذا سمعتم صوت المؤذن بالأذان.
- مثل ما يقول : كل جملة يقولها.

فوائد الحديث:
١. مشروعية إجابة المؤذن بمثل ما يقول، وذلك بإجماع العلماء.
٢. لا يقول شيئا إذا شاهد المؤذن ولم يسمعه.
٣. يتابع المؤذن الثاني بعد انتهاء الأول، وإن تعدد المؤذنون؛ لعموم الحديث.
٤. تكون إجابة المجيب بعد انتهاء المؤذن من الجملة لقوله: (فقولوا)؛ لأن الفاء للترتيب.
٥. يجيب المؤذن في كل أحواله، إن لم يكن في خلاء أو على حاجته؛ لأنَّ كل ذكر له سبب لا ينبغي إهماله؛ حتى لا يفوت بفوات سببه.
٦. سعة فضل الله -عز وجل-، وكمال شريعته.

المصادر والمراجع:
تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3013)

إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعا	جب کتا تم میں سے کسی کے برتن سے (کچھ) پی لے، تو اسے سات مرتبہ دھولو
٤٣٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال:« إذا شَرِب الكلب في إناء أحَدِكُم فَلْيَغسِلهُ سبعًا». ولمسلم: « أولاهُنَّ بالتُّراب». عن عبد الله بن مغفل -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال:« إذا وَلَغَ الكلب في الإناء فاغسلوه سبعًا وعفِّرُوه الثَّامِنَة بالتُّراب».	**٤٣٥. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا تم میں سے کسی کے برتن سے (کچھ) پی لے، تو اسے سات مرتبہ دھولو"۔ مسلم کی روایت میں ہے: ''پہلی مرتبہ مٹی سے دھلو''۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے سات مرتبہ دھوؤ، اور آٹھویں دفعہ مٹی سے مانجو''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: لما كان الكلب من الحيوانات المستكرهة التي تحمل كثيرًا من الأقذار والأمراض أمر الشارع الحكيم بغسل الإناء الذي ولغ فيه سبع مرات، الأولى منهن مصحوبة بالتراب ليأتي الماء بعدها، فتحصل النظافة التامة من نجاسته وضرره.	**اجمالی معنی:** چوں کہ کتا ان ناپسندیدہ جانوروں میں سے ہے، جو بہت ساری گندگیوں اور بیماریوں کے حامل ہوتے ہیں، اس کتا جس برتن میں منہ ڈال دے، اسے شارع حکیم نے سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے۔ نیز پہلی مرتبہ مٹی سے مانجنے کا حکم دیا ہے؛ تاکہ اس کے بعد پانی کا استعمال ہو اور نجاست وضرر سے مکمل نظافت حاصل ہو سکے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الآنية

راوي الحديث: حديث أبي هريرة -رضي الله عنه-: متفق عليه. حديث عبد الله بن مغفل -رضي الله عنهما-: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
عبد الله بن مُغَفَّلِ المُزَنِيّ -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا وَلَغ : شرب بطرف لسانه، وهو أن يدخل لسانه في الماء وغيره من كل مائع، فيحركه ولو لم يشرب، فالشرب أخص من الولوغ.
- الكلب : الحيوان المعروف.
- عَفِّرُوه : التعفير، التمريغ في العفر، وهو التراب.

فوائد الحديث:

١. التغليظ في نجاسة الكلب، لشدة قذارته.
٢. ولوغ الكلب في إناء، ومثله الأكل، ينجس الإناء، وينجس ما فضُل منه.
٣. وجوب غسل ما ولغ فيه سبع مرات.
٤. وجوب التطهير بالتراب والتكرار سبعًا خاص بالتطهير من ولوغه دون بوله وعذرته وسائر ما لوثه الكلب.
٥. وجوب استعمال التراب مرة، والأَولى أن يكون مع الأُولى ليأتي الماء بعدها. وتكون هي الثامنة المشار إليها في الرواية الأخرى. ولا فرق بين أن يطرح الماء على التراب أو التراب على الماء أو أن يؤخذ التراب المختلط بالماء، فيغسل به أما مسح موضع النجاسة بالتراب فلا يجزئ.
٦. عظمة هذه الشريعة المطهرة، وأنها تنزيل من حكيم خبير، وأنَّ مُؤَدِّيها صلوات الله عليه لم ينطق عن الهوى، وذلك أن بعض العلماء حار في حكمة هذا التغليظ في هذه النجاسة، مع أنه يوجد ما هو مثلها غلظة، ولم يشدد في التطهير منها، حتى قال فريق من العلماء: إن التطهير على هذه

الكيفية من ولوغ الكلب تعبدي لا تعقل حكمته، حتى جاء الطب الحديث باكتشافاته ومكبراته، فأثبت أن في لعاب الكلب مكروبات وأمراضا فتاكة، لا يزيلها إلا التراب.

٧. ظاهر الحديث أنه عام في جميع الكلاب، حتى الكلاب التي أذن الشارع باتخاذها، مثل كلاب الصيد والحراسة والماشية.

٨. نجاسة الكلب أغلظ النجاسات.

٩. الصابون والأشنان لا يقومان مقام التراب في ذلك؛ لأن النص إذا ورد بشيء معين واحتمل معنى يختص بذلك الشيء لم يجز إلغاء النص واطراحه، فإلم يجد غيره فلا حرج، قال تعالى: (فاتقوا الله ما استطعتم).

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3143)

إذا شك أحدكم في صلاته، فلم يدر كم صلى ثلاثا أم أربعا؟ فليطرح الشك وليبن على ما استيقن، ثم يسجد سجدتين قبل أن يسلم، فإن كان صلى خمسا شفعن له صلاته، وإن كان صلى إتماما لأربع؛ كانتا ترغيما للشيطان.

"جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہوجائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں؟ تین یا چار؟ تو وہ شک کو چھوڑ دے اور جتنی رکعتوں پر اسے یقین ہے ان پر اعتماد کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کر لے، اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھ لی ہیں تو یہ سجدے اس کی نماز کو جفت (چھ رکعتیں) کر دیں گے اور اگر پوری چار رکعات پڑھی ہوں تو یہ سجدے شیطان کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوں گے"۔

٤٣٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إذا شك أحَدُكم في صلاته، فلم يَدْرِ كم صلى ثلاثا أم أربعا؟ فَلْيَطْرَحِ الشك وَلْيَبْنِ على ما اسْتَيْقَنَ، ثم يسجد سجدتين قبل أن يُسَلِّمَ، فإن كان صلى خمسا شَفَعْنَ له صَلَاته، وإن كان صلى إِتْمَاماً لِأُرْبَعٍ؛ كانتا تَرْغِيمًا للشيطان».

٤٣٦. حدیث:

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہوجائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں؟ تین یا چار؟ تو وہ شک کو چھوڑ دے اور جتنی رکعتوں پر اسے یقین ہے ان پر بنیاد رکھے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کر لے، اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھ لی ہیں تو یہ سجدے اس کی نماز کو جفت (چھ رکعتیں) کر دیں گے اور اگر پوری چار رکعات پڑھی ہوں تو یہ سجدے شیطان کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوں گے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف كيفية التعامل مع الشكوك التي ترد للمسلم حال الصلاة، وذلك أن يبني على اليقين، فإن كان الشك في عدد الركعات فاليقين العدد الأقل، ثم يسجد سجدتين للسهو قبل السلام. ففي الحديث عن أبي سعيد قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إذا شك أحدكم في صلاته" أي: تردد بلا رجحان فإنه مع الظن يبني عليه، "فلم يدر كم صلى ثلاثا أو أربعا؟" أي: مثلا "فليطرح الشك"، أي: ما يشك فيه وهو الركعة الرابعة "ولْيَبْنِ على ما استيقن" أي: علمه يقينا، وهو ثلاث ركعات. قوله: "ثم يسجد سجدتين قبل أن يسلم"، هذا الأفضل أن يكون السجود قبل السلام. قوله: "فان كان صلى خمسا" تعليل للأمر بالسجود، أي: فإن كان ما صلاه في الواقع أربعا فصار خمسا بإضافته إليه ركعة أخرى، "شَفَعْنَ له صلاته"، أي: السجدتان تشفعان له الصلاة؛ لأنها بمقام ركعة، والصلاة التي يصليها في

اجمالی معنی:

حدیث شریف مسلمان کی اس حالت کو بیان کر رہی ہے جو دورانِ نماز شک ہوجانے پر وہ کرتا ہے۔ اس صورت میں وہ یقین پر اپنے نماز کی بنا کرے، اگر رکعات کی تعداد میں شک ہو تو کم عدد پر یقین کرکے سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کر لے۔ ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "إذا شك أحدكم في صلاته" یعنی بغیر کسی ترجیح کے جب تردد میں پڑ جائے تو وہ غالب گمان کے مطابق بنا کرے گا، مثال کے طور پر اسے رکعات کی تعداد معلوم نہ ہو کہ تین رکعتیں ہوئی ہیں یا چار، "فليطرح الشك" یعنی چوتھی رکعت کے ہونے اور نہ ہونے میں شک ہے، "ولْيَبْنِ على ما استيقن" یعنی تین رکعات جن کا اسے یقینی علم ہے اس پر باقی نماز پڑھے۔ "پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے" یہ افضل ہے کہ سجدے سلام سے پہلے ہوں۔ "فان كان صلى خمسا" اس میں دو سجدوں کی علت بیان کی گئی ہے یعنی اگر اس نے حقیقت میں چار رکعات پڑھی ہیں تو ایک رکعت زیادہ پڑھنے کی وجہ سے وہ پانچ رکعات ہوگئی اور دو سجدے چونکہ ایک رکعت کے قائم مقام ہیں اس لیے اس کی نماز کے رکعات کی تعداد جفت ہوگئی اور اس کی نماز اصل میں جفت ہے طاق نہیں۔ اس لیے کہ حدیث میں مذکور مثال میں چار رکعات بیان کی گئی ہیں۔ "وإن كان صلى إتماما لأربع" یعنی درحقیقت اگر نماز اس نے

أصلها شفع وليست وتر؛ لأنها أربع ركعات على المثال المضروب في الحديث، وقوله: "وإن كان صلى إتماما لأربع"، إن كان صلى أربعا في الواقع فيكون قد أدى ما عليه من غير زيادة ولا نقصان. قوله: "كانتا ترغيما للشيطان"، أي: وإن صارت صلاته بتلك الركعة أربعا كانتا، أي: السجدتان ترغيما، أي: إذلالا للشيطان، والله أعلم.

چار رکعات پڑھی ہوں تو بغیر کسی زیادتی اور نقصان کے اس نے اپنی نماز ادا کرلی۔ "كانتا ترغيما للشيطان" یعنی اگر اس کی نماز اصل میں چار رکعات ہے تو دو سجدے شیطان کی ذلّت کا باعث بنیں گے۔ واللہ أعلم۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الْخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ترغيما : أي: إلصاقًا لأنفه في الرغام، وهو التراب، والمراد: إذلاله.
- شك : تردَّدَ الشخص بين وقوع الفعل منه وعدم وقوعه، ولو ترجح أحدهما على الآخر.
- فليطرح : فَلْيُلْقِ ما شك فيه، ويبعده عنه، وَلْيَبْنِ صلاته على ما تيقنه.
- وليبن : يعني: يعتمد ما تيقن أنَّه أتى به من الصلاة، بخلاف المشكوك فيه فلا يعتبره.

فوائد الحديث:

١. أن المصلي إذا شك في صلاته ولم يترجح عنده أحد الأمرين فإنه يطرح الشك ويعمل باليقين، وهو الأقل، فيتم صلاته ويسجد للسهو قبل أن يسلم ثم يسلم.

٢. جعل الله -تعالى- هاتين السجدتين طريقاً إلى جبر الصلاة، ورداً للشيطان خاسئاً ذليلاً مبعداً عن مراده، وبهما تكمل صلاة العبد ويمتثل أمر الله -تعالى- بالسجود الذي عصى به إبليس ربه.

٣. أحد أسباب سجود السهو الشك في الصلاة، وهذا الحديث في حكم سجود السهو للشك فيها، هذا ما لم يكن الشك وسواسًا يلازم الإنسان، يعمل العمل، ويقول في نفسه: إنَّه لم يعمله، فهذا لا سجود عليه.

٤. الحديث صريح في صحة الصلاة بهذه الصورة، إذا لم يطرأ عليها ما يبطلها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (11231)

إذا صلَّى أحدكم إلى شيء يَسْتُرُهُ من الناس، فأراد أحد أن يَجْتَازَ بين يديه فَلْيَدْفَعْهُ، فإن أبى فَلْيُقَاتِلْهُ؛ فإنما هو شيطان

جب تم میں سے کوئی کسی ایسی شے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو جو اس کے اور لوگوں کے مابین حائل ہو اور پھر بھی کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ہٹائے اور اگر وہ نہ رُکے تو اس سے لڑے اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔

٤٣٧. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِيِّ -رضي الله عنه- مرفوعًا: (إذا صلَّى أحدكم إلى شيء يَسْتُرُهُ من الناس، فأراد أحد أن يَجْتَازَ بين يديه فَلْيَدْفَعْهُ، فإن أبى فَلْيُقَاتِلْهُ؛ فإنما هو شيطان).

٤٣٧. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب تم میں سے کوئی کسی ایسی شے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو جو اس کے اور لوگوں کے مابین حائل ہو اور پھر بھی کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے روکے اور اگر وہ نہ رُکے تو اس سے لڑے اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يأمر الشرع باتخاذ الحزم والحيطة في الأمور كلها، وأهم أمور الدين والدنيا الصلاة، لذا حثَّ الشارع الحكيم على العناية بها واتخاذ السُتْرة لها إذا دخلَ المصلي في صلاته لتستره من الناس، حتى لا ينقصوا صلاته بمرورهم بين يديه، وأقبل يناجي ربه، فإذا أراد أحد أن يجتاز بين يديه، فليدفع بالأسهل فالأسهل، فإن لم يندفع بسهولة ويسر، فقد أسقط حرمته، وأصبح معتدياً، والطريق لوقف عدوانه، المقاتلة بدفعه باليد، فإن عمله هذا من أعمال الشياطين، الذين يريدون إفساد عبادات الناس، والتلبيس عليهم في صلاتهم.

اجمالی معنی:

شریعت نے تمام امور میں پختگی اور احتیاط کا حکم دیا ہے۔ دین و دنیا کا سب سے اہم کام نماز ہے۔ اس وجہ سے نبی ﷺ نے اس کا اہتمام کرنے کی ترغیب دی اور اس کے لیے سترہ رکھنے کا حکم دیا تاکہ جب نمازی نماز شروع کرے تو اس کے اور لوگوں کے مابین وہ آڑ بن جائے اور وہ اس کے سامنے سے گزر کر اس کی نماز میں خلل انداز نہ ہوں اور وہ پوری توجہ سے اپنے رب سے مناجات کرے۔ جب کوئی شخص اس کے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ نرم سے نرم تر انداز میں اسے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ نرمی اور آسانی سے نہ ہٹے تو پھر اس کی حرمت ختم ہوجاتی ہے اور وہ حد سے تجاوز کرنے والا بن جاتا ہے اور ایسے شخص کی زیادتی کو روکنے کا راستہ یہی ہے کہ اس سے ہاتھ کے ذریعے لڑا جائے کیونکہ اس کا یہ عمل شیاطین کی طرح کا عمل ہے جو لوگوں کی عبادات میں بگاڑ پیدا کرنے کے درپے رہتے ہیں اور ان کی نماز میں ان کی ترکیز کو گڈمڈ کرتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا صلّى أحدكم إلى شيء : أي جعل شيئًا أمامه في صلاته.
- يَسْتُرُهُ من الناس : يحول بينه وبينهم.
- بين يديه : قريبًا منه بينه وبين سُتْرته.
- فإن أبى : امتنع أن يندفع ويرجع.
- فَلْيُقَاتِلْهُ : فليُدَافِعْه بشدة.

- فإنما هو : المُمتنِع عن الاندفاع والرجوع.
- شيطان : مثل الشيطان لمحاولة التشويش على المصلي وإفساد صلاته أوتنقيصها.

فوائد الحديث:

١. مشروعية السترة للمصلى لِيَقِيَ صلاته من النقص أو القطع.
٢. مشروعية قربه منها، ليتمكن من رَدّ من يمر بينه وبينها، ولئلا يضيق على المارَّة.
٣. تحريم المرور بين المصلي وبين سُتْرته؛ لأنه من عمل الشيطان.
٤. منع من يريد المرور بين المصلى وبين سترته، ويكون بإشارة أو تسبيح أوَّلاً، فإن لم يندفع، منع ولو بِدَفعه، لأنه معتدٍ.
٥. أن المدفوع بعد التنبيه والرفق معه إذا رفض وتسبب موته من الدفع فليس على الدافع ذنب ولا قصاص؛ لأن دفعه مأذون فيه، وما ترتب على المأذون فيه، غير مضمون.
٦. مشروعية الحركة في الصلاة لمصلحتها.
٧. يؤخذ منه أن الدفع لا يجوز إلا إذا صلى إلى سُتْرة معتبرة شرعاً.
٨. جواز إطلاق لفظ الشيطان على من فتن شخصا في دينه.
٩. يؤخذ منه مشروعية الدفع في الحرم المكي لعموم الحديث.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3098)

إذا صلى أحدكم إلى شيء يستره من الناس، فأراد أحد أن يجتاز بين يديه، فليدفعه فإن أبى فليقاتله؛ فإنما هو شيطان.

جب تم میں سے کوئی کسی چیز کو سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ رہا ہو، اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روک دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے، بلاشبہ وہ شیطان ہے۔

٤٣٨. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه مرفوعًا: «إذا صلَّى أَحَدُكُم إلى شيء يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاس، فأَرَاد أحَد أن يَجْتَازَ بين يديه، فَلْيَدْفَعْهُ، فإن أبى فَلْيُقَاتِلْهُ؛ فإنما هو شيطان». وفي رواية: «إذا كان أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فلا يَدَعْ أحدا يمُرُّ بين يديه، فإنْ أبى فَلْيُقَاتِلْهُ؛ فإن معه القَرِينَ».

٤٣٨. حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ”جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو، جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روک دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے، بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو آگے سے گزرنے نہ دے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑائی کرے کیوں کہ اس کے ساتھ (شیطان) ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا دخلَ المصلي في صلاته، وقد وضع أمامه سترة؛ لتستره من الناس، حتى لا ينقصوا صلاته بمرورهم بين يديه، وأقبل يناجي ربه، فأراد أحد أن يجتاز بين يديه، فليدفع بالأسهل فالأسهل، فإن لم يندفع بسهولة ويسر؛ فقد أسقط حرمته، وأصبح معتدياً، ويجوز وقف عدوانه بالمقاتلة بدفعه باليد؛ فإن عمله هذا من أعمال الشياطين، الذين يريدون إفساد عبادات الناس، والتلبيس عليهم في صلاتهم.

اجمالی معنی:

جب نمازی اپنی نماز میں داخل ہو اور وہ اپنے سامنے لوگوں سے سترہ رکھے ہوئے ہو تاکہ لوگ اس کے آگے سے گزر کر اس کی نماز میں نقص نہ پیدا کریں اور جب وہ اپنے رب سے مناجات کرنے لگے۔ پھر اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرنے کی کوشش کرے تو اس کو اچھے طریقے سے روکے، اگر وہ آرام و سکون سے نہیں رکتا تو اس کی حرمت ختم ہوئی وہ سرکشی کرنے والا بن چکا اور اب جائز ہے کہ اس کی سرکشی کو ہاتھ سے لڑائی کر کے روکا جائے، کیوں کہ اس کا یہ عمل ان شیطانی افعال میں سے ہے جن کے ذریعے وہ لوگوں کی عبادتوں کو خراب کرنا چاہتے ہیں، اور ان کی نمازوں میں تلبیس و شکوک پیدا کرتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليه. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- إذا صلى أحدكم إلى شيء : أي: جعل شيئاً أمامه في صلاته يحول بينه وبين الناس.
- يجتاز : من الجواز، وهو المرور.
- شيطان : يطلق على: كل عاتٍ متمرد من الجن أو الإنس، وسُمِّي بذلك إما لبعده عن الحق، أو للاحتراق في أصل خلقته.
- القَرِين : هو المقارن المصاحب من شياطين الجن.

فوائد الحديث:

١. استحباب وضع السترة بين يدي المصلي، فرضًا كانت الصلاة أو نفلًا، إمامًا أو منفردًا، أما المأموم فسترة الإمام سترة له.

٢. استحباب القرب من السترة، بحيث يكون بينه وبينها قدر إمكان السجود.

٣. أن دفع المار مقيد بوضع السترة.

٤. مشروعية دفع المار أمام المصلي.

٥. أنَّ مدافعة المار تكون بالأسهل، فيكون بالمنع، فإن لم يُفِدْ فليدفعه، فإن لم يُفِدْ فبالمقاتلة اليدوية، ولا ينتقل إلى العنف إلاَّ بعد نفاد وسائل اللين، وهذا عام في مدافعة الصائل، ما لم يخش المباغتة، فيستعمل أحسن وسائل الوقاية.

٦. جواز مقاتلة من أراد المرور بين المصلي وسترته إذا لم يندفع إلا بذلك؛ لأنَّه صائل ومعتدٍ.

٧. المقاتلة المدافعة بشدة، وليس المراد المقاتلة بالسلاح، ولا بالصورة التي تؤدي للهلاك.

٨. جواز الحركة في الصلاة لمصلحتها، حيث شرع للمصلي ردّ المار ومدافعته.

٩. عظم إثم المار أمام المصلي.

١٠. استحباب صيانة الصلاة مما ينقصها، ويذهب بكمالها.

١١. عظم مرتبة الصلاة، ومناجاة الله تعالى فيها؛ حيث وجب احترام المصلي، وعدم التسبُّب بالتشويش عليه.

١٢. المارّ بين يدي المصلي من شياطين الإنس، الذين يفسدون على الناس صلاتهم وعباداتهم، أو أنَّ الشيطان الذي هو صاحبه وقرينه، يقويه ويحضه على أذية الناس، وإفساد عباداتهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10871)

إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم الضعيف والسقيم وذا الحاجة، وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء

جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے، تو ہلکی نماز پڑھے؛ اس لیے کہ ان میں کوئی ناتواں، کوئی بیمار اور کوئی ضرورت مند ہوتا ہے۔ البتہ جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے، تو جتنی چاہے، لمبی کرے۔

٤٣٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إذا صلى أحدكم للناس فَلْيُخَفِّفْ فإن فيهم الضعيف والسَّقِيمَ وذَا الحاجة، وإذا صلى أحدكم لنفسه فَلْيُطَوِّلْ ما شاء».

٤٣٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے، تو ہلکی نماز پڑھے؛ اس لیے کہ ان میں کوئی ناتواں، کوئی بیمار اور کوئی ضرورت مند ہوتا ہے۔ البتہ جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے، تو جتنی چاہے، لمبی کرے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- الأئمة أن يخففوا الصلاة على حسب ما جاءت به السنة، وعلل ذلك أن وراءهم ضعيف البنية، وضعيف القوة، وفيهم مريض، وفيهم ذو حاجة، وأما إذا صلوا بمفردهم فلو شاء أحدهم طول ولو شاء خفف.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے امت کو حکم دیا کہ وہ نماز میں سنت کے مطابق اختصار برتیں۔ آپ ﷺ نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے پیچھے کمزور جسم والے اور ناتواں لوگ بھی ہوتے ہیں اور مریض اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں، جو ضروریات زندگی میں مشغول ہوتے ہیں۔ تاہم جب وہ تنہا نماز پڑھیں، تو پھر اختیار ہے کہ نمازی چاہے تو نماز لمبی کرلے اور چاہے تو مختصر۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام - رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- للناس : إمامًا للناس.
- فليخفف : لا يطوِّل تطويلًا يشق على الناس، وذلك مع التمام.
- الضعيف : ضعيف الخلقة كالنحيف، وتفسير الضعيف هنا بضعيف الخلقة لهزال أو كبر أو صغر، لأن الضعف خلاف القوة.
- السقيم : المريض.
- وذا الحاجة : أي صاحب الحاجة وهو المحتاج للتخفيف لحاجة له، والغالب أنها أمور الدنيا كما في قصة الرجل الذي صلى خلف معاذ -رضي الله عنه-، واعتذر بأنهم أصحاب نواضح.

فوائد الحديث:

١. استحباب تخفيف صلاة الجماعة مع الإتمام.
٢. جواز تطويل صلاة المنفرد ما شاء، ولكن في الفريضة لا يطيل حتى يخرج الوقت وهو في الصلاة، وذلك كيلا تصطدم مصلحة المبالغة بالتطويل من أجل كمال الصلاة مع مفسدة إيقاع الصلاة في غير وقتها.
٣. وجوب مراعاة العاجزين وأصحاب الحاجات في الصلاة.
٤. أنه لا بأس بإطالة الصلاة، إذا كان عدد المأمومين ينحصر وآثروا التطويل.
٥. أنه ينبغي للإنسان أن يسهل على الناس طريق الخير، ويحببه إليهم، ويرغبهم فيه، لأن هذا من التأليف، ومن بيان محاسن الإسلام.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى . نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5880)

إذا صلى أحدكم، فليستتر لصلاته، ولو بسهم

جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرے، تو وہ اپنی نماز کے لیے سترہ رکھ لے؛ اگرچہ تیر ہی سہی

٤٤٠. الحديث:

عن سَبْرة بن معبد الجهني -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا صلى أحدكم، فليسْتَتِرِ لصلاته، ولو بسهم».

٤٤٠. حدیث:

سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرے، تو اپنی نماز کے لیے سترہ رکھ لے؛ اگرچہ تیر ہی سہی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف أنه يستحب للمصلي وضع سترة أمامه, وأن السترة تحصل بكل شيء ينصبه المصلي أمامه, ولو كان قصيرا أو دقيقا كالسهم, وفي ذلك مظهر من مظاهر يسر الشريعة وسماحتها.

اجمالی معنی:

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے لیے اپنے سامنے سترہ رکھنا مستحب ہے اور سترہ ہر اس چیز کو بنایا جا سکتا ہے، جسے نمازی اپنے سامنے نصب کر سکے؛ اگرچہ وہ تیر کی جیسی چھوٹی یا باریک چیز ہی کیوں نہ ہو۔ یہ شریعت کی آسانی و دریا دلی کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: سَبْرة بن معبد الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ليستتر : ليجعل له سترة حال صلاته.
- بسهم : هو عود دقيق من الخشب يُجعل في طرفه نصل، يرمى به عن القوس.

فوائد الحديث:

١. استحباب السترة أمام المصلي؛ لحفظ صلاته من النقصان، أو البطلان.
٢. الأفضل في السترة أن تكون كمؤخرة الرَّحل، فإن لم يجد ذلك ولا أقل منه، جعل ولو سهمًا.
٣. الحرص على وضع السترة، ولو من أدق الأشياء وأقلها، لأجل إشعار النفس بأنَّ أمام العينين حدًّا عن مجاوزة النظر، فلا يتبعه القلب بأفكاره ووساوسه، وليجعل بينه وبين المارين حدًّا، يميز به موضع حرم صلاته.
٤. الأفضل الدنو من السترة، وأن تكون عند موضع سجوده؛ لتحد من تجاوُز نظره إلى ما وراء مكان السجود، ولئلا يحتجز مساحة أكبر من حاجته، فيضيق على المارين، ولئلا يعرض صلاته للنقص، أو القطع ممن يمر بينه وبينها.

المصادر والمراجع:

مسند أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها, أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني, مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، (لمكتبة المعارف)، عام النشر: ١٤١٥ هـ - ١٩٩٥. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ دار ابن الجوزي، الرياض.

الرقم الموحد: (10869)

إذا صمت من الشهر ثلاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

اگر تم مہینے کے تین روزے رکھو، تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کرو۔

٤٤١. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثاً، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ». عن قتادة بن ملحان -رضي الله عنه- قال: كَانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ البِيضِ: ثَلاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشَرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: كَانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- لاَ يُفْطِرُ أَيَّامَ البِيضِ فِي حَضَرٍ وَلاَ سَفَرٍ.

٤٤١. حدیث:

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر تم مہینے کے تین روزے رکھو، تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کرو۔ قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمیں ایامِ بیض یعنی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایامِ بیض کے روزے حضر و سفر میں رکھا کرتے تھے۔

درجة الحديث: حديث أبي ذر حسن حديث قتادة صحيح حديث ابن عباس حسن

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

عن أبي ذر قال: قال رسول الله —صلى الله عليه وسلم-: "إذا صمت"، يا أبا ذر، قوله: "من الشهر"، أي: شهر كان، "ثلاثا"، أي: أردت صوم ذلك تطوعاً، "فصم ثلاث عشرة، وأربع عشرة، وخمس عشرة"، أي: صم الثالث عشر من الشهر واليومين بعده، وسميت هذه الثلاثة الأيام البيض أي أيام الليالي البيض؛ لإضاءتها بالقمر، وصومها من كل شهر مندوب. عن ابن عباس قال: "كان رسول الله —صلى الله عليه وسلم- لا يفطر أيام البيض"، أي: أيام الليالي البيض، وهي الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر؛ لأنها المقمرات من أوائلها إلى أواخرها، فناسب صيامها شكراً لله تعالى، قوله: "في حضر ولا سفر"، أي أنه لازم عليها فيهما، فصيامها سنة مؤكدة، ويترجح صيام أيام البيض بكونها وسط الشهر، ووسط الشيء أعدله.

اجمالی معنی:

ابو ذر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اِذا صمت"، یا اَبا ذر، اے ابو ذر! جب تم روزے رکھو۔ حدیث کے الفاظ "من الشهر" یعنی کوئی بھی مہینہ ہو، "ثلاثا" یعنی تین دنوں تک تم نفلی روزے رکھنا چاہو۔ "فَصُمْ ثلاث عشرة، واَربع عشرة، و خمس عشرة" یعنی مہینے کی تیرہویں تاریخ اور اس کے بعد دو دن کا روزہ رکھا کرو۔ ان تین ایام کو ایامِ بیض اس لیے کہتے ہیں کہ ان سے مراد روشن راتوں کے دن ہیں، اس لیے کہ یہ راتیں چاند کی وجہ سے روشن ہوتی ہیں۔ ان دونوں کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایامِ بیض میں افطار نہیں کیا کرتے تھے۔ ایامِ بیض یعنی روشن راتوں کے دن، یہ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں راتیں ہیں، اس لیے کہ ان راتوں میں چاند رات کے ابتدا سے انتہا تک روشن رہتا ہے، بنابریں ان میں اللہ کے شکر کے طور پر روزہ رکھنا مناسب ہے، حدیث کے الفاظ "في حضر ولا سفر" یعنی آپ ﷺ نے سفر اور حضر دونوں میں روزوں کا اہتمام کیا۔ ان میں روزے رکھنا سنتِ مؤکدہ ہے، آپ ﷺ مہینے میں ایامِ بیض کے روزوں کو ترجیح دیتے، اس لیے کہ یہ مہینے کے درمیان کے روزے ہیں اور کسی بھی چیز کا درمیانی حصہ سب سے معتدل ہوتا ہے۔ دیکھیے: فتح الباری (٢٢٧/٤)، مرقاۃ المفاتیح (٥٦٦/٤)، فیض القدیر (٣٩٥/١)، دلیل الفالحین (٧٢/٧)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: حديث أبي ذر رواه الترمذي والنسائي وأحمد. حديث قتادة بن ملحان رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه. حديث ابن عباس رواه النسائي.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

قتادة بن مِلحان -رضي الله عنه-

عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أيام البيض : أيام الليالي البيض، هي: الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر، وسميت لياليها بيضاً؛ لأن القمر يطلع فيها من أولها إلى آخرها.

فوائد الحديث:

١. استحباب صيام هذه الأيام الثلاثة.

٢. استحباب المداومة على صيام البيض في الحضر والسفر.

٣. بيان رفق النبي -صلى الله عليه وسلم- بأمته، وإرشاده إياهم إلى ما يصلحهم، وحضهم على ما يطيقون المداومة عليه.

المصادر والمراجع:

-1إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٩هـ ٢-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٣-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٤-الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ ٥-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٦-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٧-سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ ٨-سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ ٩-سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. ١٠-سنن النسائي؛ للإمام أحمد بن شعيب النسائي، حققه مكتب تحقيق التراث الإسلامي، دار المعرفة-بيروت. ١١-صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ١٢-فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ١٣-فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ١٤-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ١٥-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ ١٦-المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. ١٧-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10108)

إذا طبختَ مَرَقَة, فأكثر ماءها, وتعاهدْ جِيْرانك

جب تم کوئی شوربے والی چیز پکاؤ تو اس میں پانی کچھ زیادہ کرلیا کرو اور اپنے ہمسائے کا بھی خیال رکھا کرو۔

٤٤٢. الحديث:

عن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا طبختَ مَرَقَة, فأكثر ماءها, وتعاهدْ جِيْرانك».

٤٤٢. حدیث:

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ ''جب تم کوئی شوربے والی چیز پکاؤ تو اس میں پانی کچھ زیادہ کرلیا کرو اور اپنے ہمسائے کا بھی خیال رکھا کرو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث أبي ذر هذا يوضح صورة من صور عناية الإسلام بحق الجار، فهو يحث الإنسان إذا وسع الله عليه برزق، أن يصيب منه جاره بعض الشيء بالمعروف، حيث قال صلى الله عليه وسلم: "إذا طبخت مرقة فأكثر ماءها، وتعاهد جيرانك": أي أكثر ماءها يعني زدها في الماء؛ لِتَكثُر وتُوزَّع على جيرانك منها، والمرقة عادة تكون من اللحم أو من غيره مِمَّا يُؤْتدَم به، وهكذا أيضا إذا كان عندك غير المرق، أو شراب كفضل اللبن مثلا، وما أشبهه ينبغي لك أن تعاهد جيرانك به؛ لأن لهم حقا عليك.

اجمالی معنی:

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اسلام جس انداز میں پڑوسی کا خیال رکھتا ہے اس کی وضاحت کرتی ہے۔ اسلام انسان کو ترغیب دیتا ہے کہ اگر اللہ نے اسے کشادہ رزق سے نوازا ہو تو وہ اچھے انداز میں اس میں سے کچھ اپنے پڑوسی کو بھی دے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "جب تم شوربے والا سالن پکاؤ تو اس میں پانی کچھ زیادہ کرلو اور اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔" یعنی پانی کچھ زیادہ کرلو تاکہ یہ زیادہ ہو جائے اور اس میں سے تمہارے پڑوسیوں میں بھی کچھ بانٹ دیا جائے۔ شوربہ عموما گوشت یا بطورِ سالن استعمال ہونے والی دیگر اشیاء سے تیار ہوتا ہے۔ اگر آپ کے پاس شوربے کے علاوہ کوئی اور شے ہو تو تب بھی ایسے ہی کرنا چاہیے جیسے پینے کی اشیاء مثلا بچا ہوا دودھ یا اس سے ملتی جلتی کوئی اور شے تو مناسب یہی ہے کہ آپ اس کے ذریعے اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھیں کیونکہ ان کا آپ پر حق ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الصلح وأحكام الجوار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مرقة : هو الماء الذي طُبخ فيه اللحم ونحوه.
- تعاهد : تفقّد.

فوائد الحديث:

١. استحباب نصح الأحبة والأصحاب بما ينفعهم في دنياهم وآخرتهم.
٢. استحباب التهادي بين الجيران؛ لأن ذلك يورث المحبة ويزيد في المودة، ويتأكد هذا التهادي إذا كان للطعام رائحة، وعلمت حاجة الجار.
٣. عدم احتقار شيء من ضروب الخير، وصنوف البر؛ فإنها كلها معروف.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت،

١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: **محمد فؤاد عبد الباقي**، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5336)

إذا طلع الفجر فقد ذهب كل صلاة الليل والوتر، فأوتروا قبل طلوع الفجر

جب فجر طلوع ہوگئی، تو تہجد(قیام اللیل) اور وتر کا سارا وقت ختم ہوگیا؛ لہٰذا فجر کے طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو

٤٤٣. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-, عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا طَلع الفجر فقد ذهب كل صلاة الليل والوِتر، فأوْتِروا قبل طلوع الفجر».

٤٤٣. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ''جب فجر طلوع ہوگئی، تو تہجد (قیام اللیل) اور وتر کا سارا وقت ختم ہوگیا؛ لہٰذا فجر کے طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو''۔

درجة الحديث: معلول من هذا الوجه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اس اعتبار سے معلول ہے۔

المعنى الإجمالي:

"إذا طَلع الفجر فقد ذهب كُلُّ صلاة الليل والوِتر" يعني: بطلوع الفجر ينتهي وقت صلاة الليل والوِتر. قوله: "الوِتر" الأصل أن صلاة الوتر من قيام الليل، لكن عُطف على صلاة الليل لتأكيده وبيان شَرفه. "فأوْتِروا قبل طلوع الفجر" يعني: صلوا الوِتر قبل طلوع الفجر، فإن طلع الفجر، فلا تُشرع صلاة الوتر؛ لما رواه ابن حبان : (من أدرك الصُّبح ولم يوتر، فلا وتر له)، ويقضيه من النَّهار شفعا، إذا فاتته لعُذر كتَعب أو نوم أو نسيان، فإن كان عادته أن يصلي الوتر ثلاث ركعات صلَّى من النهار أربعا وإن كان وتْره بخمس ركعات صلَّى من النهار ستا، وهكذا ؛ لما رواه مسلم عن عائشة -رضي الله عنها-: "أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا فاتته الصلاة من الليل من وجَع، أو غيره، صلى من النَّهار ثِنْتَيْ عشرة ركعة".

اجمالی معنیٰ:

''جب فجر طلوع ہوگئی، تو تہجد (قیام اللیل) اور وتر کا سارا وقت ختم ہوگیا" اس کا مطلب یہ ہے کہ فجر طلوع ہونے کی وجہ سے صلاۃ اللیل (تہجد کی نماز) اور وتر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ آپ کا قول : "الوتر" اصل میں وتر کی نماز قیام اللیل ہی کا ایک حصہ ہے، لیکن اسے صلاۃ اللیل پر عطف اس کی تاکید اور اس کی اہمیت کے بیان کے لیے کیا گیا ہے۔ "لہٰذا فجر کے طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو" اس کا مطلب ہے طلوعِ فجر سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو؛ کیوں کہ اگر فجر طلوع ہوگئی، تو وتر کی نماز مشروع نہیں رہے گی۔ جیسا کہ ابن حبان نے روایت کیا ہے : ''جس نے صبح کو پالیا اور وتر نہیں پڑھی، اس کا وتر نہیں ہے'' وہ اس کی قضا دن میں جفت کی شکل میں کرے گا، اگر کسی عذر، تھکاوٹ، نیند یا بھول کی وجہ سے فوت ہوئی ہے۔ چنانچہ اگر اس کی عادت تین رکعت وتر پڑھنے کی ہے، تو دن میں چار رکعت پڑھے گا، اگر پانچ رکعت پڑھنے کی عادت ہے، تو دن میں چھ رکعت پڑھے گا اور اسی طرح حسبِ عادت اضافہ کرتا جائے گا۔ جیساکہ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے : "اگر کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے نبی ﷺ کا قیام اللیل فوت ہوجاتا، تو دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتے''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. أن وقت صلاة الليل والوِتر ما بَيْن صلاة العشاء إلى طلوع الفجر، فإذا طلع الفجر انتهى وقت صلاة الليل والوِتر.
٢. أنَّ من ترك صلاة الوتر متعمدًا حتى طلع عليه الفجر فقد فاته الوتر، أما إن كان لعذر، كنوم ونسيان قضاه من النَّهار شفعا.
٣. أن العبادات المؤقتة بوقت لا يجوز فعلها بعد خروج وقتها إلا لعُذر.
٤. فضيلة وآكدية صلاة الوِتر.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام, المؤلف: أبو الفضل ابن حجر العسقلاني، تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري, الناشر: دار الفلق - الرياض, الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11279)

إذا قَام أحَدُكُم من الليل، فَاسْتَعْجَمَ القرآن على لِسَانه، فلم يَدْرِ ما يقول، فَلْيَضْطَجِع

جب تم میں سے کوئی آدمی رات کو نماز کے لیے کھڑا ہو اور اس کی زبان قرآن مجید پڑھنے میں اٹک رہی ہو اور وہ نہ سمجھ رہا ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔

٤٤٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا قَام أحَدُكُم من الليل، فَاسْتَعْجَمَ القرآن على لِسَانه، فلم يَدْرِ ما يقول، فَلْيَضْطَجِع».

٤٤٤. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : ”جب تم میں سے کوئی آدمی رات کو نماز کے لیے کھڑا ہو اور اس کی زبان قرآن مجید پڑھنے میں اٹک رہی ہو اور وہ نہ سمجھ رہا ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن العَبد إذا كان في صلاة الليل، فصعبت عليه قراءة القرآن؛ لغلبة النعاس عليه، حتى صار لا يَدْري ما يقول، فَلْيَضْطَجِع، حتى يَذْهب عنه النوم؛ لئلا يُغَيِّر كلام الله، ويبدله ولعله يَأتي بما لا يجوز، من قَلْب مَعانيه، وتحريف كلماته، وربما يدعو على نفسه. وفي البخاري عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعًا: "إذا نعس أحدكم في الصلاة فلينَم، حتى يَعلم ما يَقرأ".

اجمالی معنی :

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز میں نیند کے غلبے کی وجہ سے اگر انسان پر قرآن پڑھنا دشوار ہو جائے کہ اسے پتہ نہ چلے وہ کیا کہہ رہا ہے، تو اسے لیٹ جانا چاہیے، تاکہ اس کی نیند چلی جائے، کہیں وہ اللہ کے کلام کو تبدیل نہ کر بیٹھے اور کوئی ایسا جملہ نہ کہہ دے جس کا کہنا جائز نہیں جس سے معنی بالکل بدل جائے، کلمات میں تحریف ہو جائے اور بسا اوقات انسان اپنے لیے بددعا کر جائے۔ بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر تم میں سے کوئی نماز میں اونگھتا ہے تو اسے سو جانا چاہیے، تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے“۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل
الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > فضل الإسلام ومحاسنه

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- استعجم القرآن على لسانه : استغلق ولم ينطلق به لسانه لغلبة النعاس
- فليضطجع : فلينم.

فوائد الحديث:

١. الحث على الصلاة في الليل حال النشاط والقدرة على الفَهم والخشوع، واستحضار القلب مع الله عز وجل.
٢. أن فضل التهجد في الليل لا يتحقق مع النُعاس والكسل، وأن الصلاة في هذه الحال مكروهة.
٣. يتعين لمن داهمه النعاس أثناء صلاة الليل أن ينام قليلاً؛ ليستعيد به نشاطه.
٤. يقاس على النُعاس في الكراهة كل شاغل يشغله عن الخشوع، ويقاس على صلاة الليل سائر تطوعات الصلاة.
٥. ينبغي على العبد قراءة القرآن قراءة تدبر وفهم.
٦. كراهية قيام الليل والمرء ناعس لأن الجسد له حق على الانسان.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير - دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠ه. - إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم، لعياض بن موسى اليحصبي السبتي أبو الفضل - المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ- ١٩٩٨ م.

الرقم الموحد: (3734)

إذا قام أحدكم إلى الصلاة؛ فإن الرحمة تواجهه، فلا يمسح الحصى

جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے۔

٤٤٥. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إذا قام أَحَدُكُمْ إلى الصلاة؛ فإنَّ الرَّحمة تُوَاجِهُهُ، فلا يَمْسَح الحَصَى». وعن معيقيب -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: في الرجل يُسَوِّي التُّراب حيث يسجُد، قال: «إنْ كُنْت فاعِلا فَوَاحِدة».

٤٤٥. حدیث:

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے۔ معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے جو ہر مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے کنکریاں برابر کرتا تھا فرمایا اگر ایسا کرنا ناگزیر ہو تو صرف ایک ہی بار کرو۔

درجة الحديث:

حديث أبي ذر ضعيف، وحديث معيقيب صحيح

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

في حديث أبي ذر: قوله: (إذا قام أحدكم إلى الصلاة) أي: إذا دخل فيها، وقبل تكبيرة الإحرام لا يمنع. وأما النهي في قوله: (فلا يمسح الحصى) أي: فلا يعرض عن الصلاة لأدنى شيء؛ أي: لما فيه من قطع التوجه للصلاة، فتفوته الرحمة المسببة عن الإقبال على الصلاة، وهذا إذا لم يكن لإصلاح محل السجود، وإلا فيجوز مرة بقدر الضرورة. ومعلوم أن الحصى هي الحجارة الصغيرة، والتقييد بالحصى خرج مخرج الغالب؛ لكونه كان الغالب على فرش مساجدهم، ولا فرق بينه وبين التراب والرمل في هذه المسألة. حديث معيقيب أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً». (أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال في الرجل) أي: في شأن الرجل الذي سأله عن نفسه أنه (يسوي التراب) أي: في الصلاة (حيث يسجد؟) أي: في مكان سجوده أو لأجل سجوده عليه. فأجابه -عليه الصلاة والسلام-: (إن كنت فاعلا)، أي: لذلك ومحتاجًا له، (فواحدة): أي فافعل فعلة واحدة أو مرة واحدة لا أكثر، ويكره أن يمسح الحصى إلا أن لا يمكنه الحصى من السجود بأن اختلف ارتفاعه وانخفاضه كثيرا، فلا يستقر عليه قدر الفرض من الجبهة فيسويه حينئذ مرة أو مرتين؛

اجمالی معنیٰ:

ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں درج ذیل باتوں کا بیان ہے : ''إذا قام أحدكم إلى الصلاة'' (جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو) یعنی جب وہ نماز شروع کر دے۔ مطلب تکبیرِ تحریمہ سے پہلے کنکریاں صاف کرنا ممنوع نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''فلا يمسح الحصى'' (وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے)۔ یعنی کسی معمولی چیز کی وجہ سے نماز سے روگردانی نہ کرے کیوں کہ اس سے نماز سے توجہ ہٹتی ہے اور اس کی وجہ سے وہ اس رحمت سے محروم ہو جاتا ہے جو نماز کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے ملا کرتی ہے۔ یہ اس وقت کے لیے ہے جب ایسا سجدے کے مقام کو درست کرنے کے لیے نہ کیا جائے وگرنہ بقدرِ ضرورت ایک دفعہ ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ "حصى" چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوتی ہیں۔ یہاں کنکریوں کا ذکر تغلیبا ہوا ہے کیوں کہ مساجد کے فرش پر عموماً یہی ہوتی ہیں۔ اس مسئلے میں کنکریوں، مٹی اور ریت کے مابین کوئی فرق نہیں۔ معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں بیان فرمایا ہے جو سجدے میں جاتے وقت مٹی برابر کرتا تھا کہ اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو ایک دفعہ کر لو۔ ''أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في الرجل'' (آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں کہا جس نے آپ ﷺ سے اپنے متعلق پوچھا تھا) ''يسوي التراب'' کہ وہ جہاں سجدہ کرتا ہے اس جگہ کی مٹی کو برابر کرتا ہے۔ یعنی سجدے کی جگہ کو برابر کرتا ہے یا اس پر سجدہ کرنے کے لیے اسے برابر کرتا ہے۔ (کہ اس کا کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ''إن كنت فاعلا'' یعنی اگر تمہیں ایسا کرنا ہی ہو اور تمہیں اس کی ضرورت ہو تو ''فواحدة'' پھر ایک دفعہ کر لیا کرو، ایک سے زیادہ بار نہ کرو۔ چنانچہ کنکریوں کو صاف کرنا مکروہ ہے اِلّا یہ کہ کنکریوں کی وجہ سے سجدہ

لأن فيه روايتين، في رواية "تسويه مرة"، وفي رواية تسويه مرتين، وفي أظهر الروايتين أنه يسويه مرة ولا يزيد عليها. وأما علة النهي ففي قوله: (فإن الرحمة تواجهه) أي: تنزل عليه وتقبل إليه، وهي علة للنهي، يعني فلا يليق لعاقل تلقى شكر تلك النعمة الخطيرة بهذه الفعلة الحقيرة، قاله الطيبي. وقال الشوكاني: هذا التعليل يدل على أن الحكمة في النهي عن المسح أن لا يشغل خاطره بشيء يلهيه عن الرحمة المواجهة له، فيفوته حظه منها.

کرنا ممکن نہ ہو یعنی یہ بہت زیادہ اوپر نیچے ہوں اور پیشانی اس پر اتنی دیر نہ ٹھہر سکتی ہو جس سے فرض پورا ہو سکے۔ اس صورت میں ایک یا دو دفعہ انھیں برابر کر سکتا ہے۔ کیوں کہ اس سلسلے میں دو روایات ہیں۔ ایک روایت میں ایک دفعہ برابر کرنے کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں دو بار برابر کرنے کا ذکر ہے۔ دونوں میں سے جو روایت زیادہ صحیح ہے اس کے مطابق ایک ہی دفعہ برابر کرے، اس سے زیادہ دفعہ نہیں۔ ''فإن الرحمۃ تواجہہ'' میں نہی کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ (نماز میں) اس پر رحمت کا نزول ہو رہا ہوتا اور وہ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ یہ نہی کی علت ہے۔ یعنی کسی عقل مند کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ اتنے ہیچ کام میں لگ کر اتنی عظیم الشان نعمت کو وصول کرے۔ یہ بات علامہ طیبی رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ علت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کنکریاں صاف کرنے سے ممانعت اس لیے وارد ہے کہ نمازی اپنے دل کو کسی ایسے کام میں مشغول نہ کرے جو اسے اس کی طرف آنے والی اللہ کی رحمت سے غافل کر دے اور یوں وہ اس سے اپنا حصہ پانے سے محروم رہ جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أخطاء المصلين

راوي الحديث: حديث أبي ذر رواه أبو داود. حديث معيقيب متفق عليه.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

معيقيب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يمسح : هو أن يُمِرَّ يده على الشيء؛ لإذهاب ما عليه من أثر تراب، أو ماء ونحو ذلك.
- الحصى : الحجارة الصغيرة التي على الأرض.
- فإنَّ الرحمة تواجهه : تعليل في النهي عن المسح؛ لئلا يشغل خاطره عن سبب الرحمة، وهي العفو والغفران.
- تواجهه : تقابله، والمراد: أنَّ الرحمة تنزل عليه، وتُقْبِل إليه.

فوائد الحديث:

١. يكره للمصلي أن يمسح الحصى العالق بمواضع السجود من بدنه.
٢. يكره أن يمسح موضع سجوده من الأرض، فإن كان لا بد من تسوية موضع سجوده، فليكن مرَّة واحدة.
٣. الحكمة في هذا هو ما جاء في الحديث من أنَّ الرحمة تكون تلقاء وجهه، في هذه التربة، التي علقت بوجهه من أثر السجود، وتكون في موضع سجوده الذي ذكر الله -تعالى- فيه، وسبَّحه عنده.
٤. خشية العبث المفضي إلى الإخلال بالصلاة، والمنافي للخشوع والتواضع، ويشغل المصلي، ولا مانع من إرادة الأمرين: المحافظة على الرحمة التي علقت به، والبعد عن العبث المنافي للخشوع.
٥. يستحب لمريد الصلاة أن يسوِّيَ مكان صلاته وموضع سجوده؛ لئلا يحتاج إلى ذلك أثناء الصلاة، ولئلا ينشغل باله به في الصلاة.
٦. جمهور العلماء حملوا ذلك على الكراهة، لا على التحريم؛ لأنَّ المخالفة ليست كبيرة، والحركة ليست كثيرة، فهو من مكروهات الصلاة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تعليق: محمود خليل، مكتبة أبي المعاطي. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة

العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10877)

إذا قلت لصاحبك: أَنْصِتْ يوم الجمعة والإمام يَخْطُبُ، فقد لَغَوْتَ

جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو اور تم اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے کہو کہ "خاموش ہو جاؤ" تو (ایسا کہہ کر) تم نے خود ایک لغو حرکت کی۔

٤٤٦. الحديث:

عن أبي هُريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إذا قلت لصاحبك: أَنْصِتْ يوم الجمعة والإمام يَخْطُبُ، فقد لَغَوْتَ».

٤٤٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو اور تم اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے کہو کہ "خاموش ہو جاؤ" تو (ایسا کہہ کر) تم نے خود ایک لغو حرکت کی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من أعظم شعائر الجمعة الخطبتان، ومن مقاصدها وعظ الناس وتوجيههم، ومن آداب المستمع الواجبة: الإنصات فيهما للخطيب، ليتدبر المواعظ، ولذا حذر النبي -صلى الله عليه وسلم- من الكلام، ولو بأقل شيء، مثل نهي صاحبه عن الكلام ولو بقوله: "أنصت"، ومن تكلم والإمام يخطب فقد لغا فيحرم من فضيلة الجمعة؛ لأنه أتى بما يشغله ويشغل غيره عن سماع الخطبة.

اجمالی معنی:

دو خطبے جمعہ کے عظیم شعائر میں سے ہیں جن کا مقصد لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ خطبہ سننے والوں کے لیے جن آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے ان میں سے ایک خطیب کو خاموشی سے سننا بھی ہے تاکہ وہ وعظ و نصیحت پر غور و تدبر کر سکیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے گفتگو کرنے سے منع فرمایا اگرچہ انتہائی کم ہی کیوں نہ ہو مثلاً اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو یہ کہہ کر بولنے سے منع کرنا کہ "خاموش ہو جاؤ"۔ جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت اگر کوئی بات کرے تو وہ ایک لغو حرکت کا مرتکب ہوتا ہے اور یوں جمعہ کی فضیلت سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے ایک ایسی حرکت کی جس نے نہ صرف اسے خطبہ سننے سے بے گانہ کر دیا بلکہ دوسروں کی توجہ بھی اس سے ہٹا دی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لصاحبك : كل من تخاطبه عبر عنه بالصاحب؛ لأنه الغالب أو لأنه بجوارك.
- أَنْصِتْ : اسكت عن الكلام.
- لَغَوْتَ : لغا أتى بقول ساقط، ليس فيه فائدة، والمراد أنه تذهب به فضيلة الجمعة.

فوائد الحديث:

١. وجوب الإنصات للخطيب يوم الجمعة، وقد اتفق العلماء على وجوب ذلك.
٢. تحريم الكلام حال سماع الخطبة وأنه منافٍ للمقام ولو بالنهي عن المنكر ورد السلام وتشميت العاطس وكل ما فيه مخاطبة للآخرين.
٣. يستثنى من هذا من يخاطِبُ الإمام أو يُخاطِبُهُ الإمام.
٤. استثنى بعض العلماء من كان لايسمع الخطيب لِبُعْد، فإنه لاينبغي له السكوت بل يشتغل بالقراءة أو الذكر، أما من لا يسمعه لصمم، فلا ينبغي أن يشغل من حوله بالجهر بالقراءة، ويكون ذلك بينه وبين نفسه.
٥. عقوبة المتكلم حرمانه من فضيلة الجمعة.
٦. جواز الكلام بين الخطبتين.

٧. إذا ذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- والإمام يخطب فإنك تصلي عليه وتسلم سرا ويحصل لك بذلك العمل بالأحاديث، وكذلك تأمين الدعاء.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد الحسيني الزَّبيدي، مجموعة من المحققين، الناشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (3107)

إذا كانت بالرجل الجراحة في سبيل الله، أو القروح، أو الجدري فيجنب، فيخاف أن يموت إن اغتسل، يتيمم

جب آدمی کو جہاد فی سبیل اللہ میں زخم لگے ہوں، پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوں یا چیچک کا مرض لاحق ہو، پھر وہ جنبی ہوجاتے اور اسے اندیشہ ہو کہ اگر اس نے غسل کیا تو مر جائے گا، تو وہ تیمم کرلے۔

٤٤٧. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- في قوله -عز وجل- : (وإن كنتم مرضى أو على سفر)، قال: «إِذَا كَانَتْ بِالرَّجُلِ الْجِرَاحَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْقُرُوحُ أَوِ الْجُدَرِيُّ فَيُجْنِبُ فَيَخَافُ أَنْ يَمُوتَ إِنِ اغْتَسَلَ، يَتَيَمَّمُ».

٤٤٧. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ عزوجل کے فرمان: (وإن كنتم مرضى أو على سفر) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جب آدمی کو جہاد فی سبیل اللہ میں زخم لگے ہوں، پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوں یا چیچک کا مرض لاحق ہو، پھر وہ جنبی ہوجائے اور اسے اندیشہ ہو کہ اگر اس نے غسل کیا تو مر جائے گا، تو وہ تیمم کرلے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

هذا الأثر عن ابن عباس -رضي الله عنهما- في تفسير قوله -عز وجل-: {وإن كنتم مرضى أو على سفر} [المائدة: ٦] حيث يقول -رضي الله عنه-: (إذا كانت بالرجل الجراحة في سبيل الله) أي الجهاد، أو (القروح) جمع قرح وهي البثور التي تخرج في الأبدان، كالجدري ونحوه، من كانت هذه حاله: (فيجنب) تصيبه الجنابة. (فيخاف): أي يظن (أن يموت إن اغتسل) أي: فإن ابن عباس رخَّص لمن كان هذا حاله في التيمم فقال: (تيمم). ففي هذا الأثر دليل على شرعية التيمم في حق الجنب إن خاف الموت؛ فأما لو لم يخف إلا الضرر فالآية وهي قوله تعالى {وإن كنتم مرضى} [المائدة: ٦] دالة على إباحة التيمم له، وتفسير ابن عباس -رضي الله عنهما- للمرض بما ذكر في الحديث من الجراحة في سبيل الله والقروح ليس على سبيل الحصر وإنما على سبيل التمثيل، وإلا فكل مريض يضره استعمال الماء فله أن يتيمم ولو لم يصل الاستعمال إلى الموت، بل لو خاف أن يتعفن الجرح أو يزيد أو يتأخر الشفاء أو تطول عليه مدة المرض ونحو ذلك فإنه يتيمم، لعموم قوله: {وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى} [المائدة: ٦] . مع ملاحظة ضعف الأثر.

اجمالی معنی:

یہ اثر اللہ عزوجل کے فرمان: {وإن كنتم مرضى أو على سفر} [المائدة: ٦] کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (إذا كانت بالرجل الجراحة في سبيل الله) یعنی جہاد کی وجہ سے، یا پھر (القروح) یعنی پھوڑے پھنسیاں ہوں۔ یہ قرح کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ پھوڑے پھنسیاں ہیں، جو جسم میں نکلتی ہیں، جیسے چیچک وغیرہ۔ جس کی یہ حالت ہو اور پھر وہ (فیجنب) جنبی ہو جائے۔ (فیخاف) یعنی وہ گمان رکھے کہ (أن يموت إن اغتسل) غسل کرنے سے موت ہوجائے گی۔ یعنی جس شخص کی یہ حالت ہو، اس کے لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رخصت دی کہ وہ تیمم کرلے۔ اس اثر میں جنبی کے لیے، موت کا اندیشہ ہونے کی صورت میں، تیمم کی مشروعیت کی دلیل ہے۔ البتہ اگر اسے صرف ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو یہ آیت اس کے لیے تیمم کے مباح ہونے کی دلیل ہے: {وإن كنتم مرضى} [المائدة: ٦]۔ ابن عباس رضی اللہ نے حدیث میں مذکور جن اشیا سے تفسیر کی ہے، یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور پھوڑے وغیرہ تو ان کا ذکر بغرض حصر نہیں ہے، بلکہ یہ بطور مثال ہے۔ ورنہ ہر وہ مریض جس کے لیے پانی نقصان دہ ہو، اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے؛ اگرچہ پانی کے استعمال سے اس کی موت واقع نہ بھی ہو۔ اگر اسے خوف ہو کہ زخم خراب ہوجائے گا، زیادہ ہوجائے گا، اس کی وجہ سے اس کے درست ہونے میں دیر لگے گی، اس سے مرض کی مدت لمبی ہوجائے گی یا اس طرح کی کوئی اور بات ہو، تو ان صورتوں میں اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالی کا یہ فرمان عام ہے: {وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى} [المائدة: ٦] اس کے ساتھ ساتھ اس اثر کے ضعیف ہونے کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: رواه الدارقطني والبيهقي.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: سنن الدارقطني.

معاني المفردات:

- الجراحة : الجراحة أي الجرح، وهو الشق في البدن، وجمع الجرح: جروح.
- مرضى : جمع مريض، والمرض خروج البدن عن حد الاعتدال، والمراد هنا: المرض الذي يخشى معه التضرر من استعمال الماء.
- القروح : جمع قرح، وهي: الجروح والشقوق من أثر السلاح والمرض، كالبثور التي تخرج في البدن.
- يُجنب : من أجنب، أي: صار جنباً، والجنابة الوصف الذي ينشأ عن التقاء الختانين أو الإنزال.
- الجدري : الجدري مرض معدي يظهر في الجلد.

فوائد الحديث:

١. حصول الجنابة لصاحب الجرح كما هو ظاهر الحديث ليس بشرط في التيمم، بل لو أحدث حدثاً أصغر فالحكم واحد، وذِكْرُ الجنابة في الحديث على سبيل المثال.

٢. ذكر السفر في الآية الكريمة مبني على الغالب؛ لأن السفر مظنة فقد الماء، فإذا فقده المسافر أو وجد ما يتعلق بحاجته من شرب أو طبخ ونحوهما جاز له التيمم، أما السفر نفسه فليس عذراً يبيح التيمم، فإذا وجد المسافر الماء ولا ضرر عليه في استعماله لم يجز له أن يتيمم.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ. سُبل السلام، للصنعاني، دار الحديث. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة للألباني، ط١، دار المعارف، الرياض، ١٤١٢هـ. سنن الدارقطني، حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، وآخرون، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢٤ هـ. السنن الكبرى للبيهقي، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، ط٣، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٤ هـ. منحة العلّام للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤٢٧هـ. النهاية في غريب الحديث والأثر: مجد الدين ابن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي - المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م. ضعيف الجامع الصغير وزيادته للألباني، أشرف على طبعه: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (10021)

إذا نودي بالصلاة أدبر الشيطان وله ضُرَاطٌ حتى لا يسمعَ التَّأذِينَ

جب نماز کے کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔

٤٤٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِذَا نُودِيَ بالصَّلَاةِ، أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لاَ يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ للصَّلاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا واذكر كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُر مِنْ قَبْلُ - حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى».

٤٤٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان زور زور سے ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے، جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے، پھر جب اقامت شروع ہوتی ہے تو دوبارہ بھاگتا ہے اور اقامت مکمل ہونے پر پھر واپس آجاتا ہے اور انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے: فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر۔- وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں- یہاں تک کہ انسان کا یہ حال ہوجاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا أذن المؤذن ولى الشيطان وأبعد عن مكان الأذان حتى يخرج بعيدًا لئلا يسمع الأذان، وله ضراط، ظاهره أنه يتعمد إخراج ذلك الضراط، وهي الريح، ليشتغل بسماع الصوت الذي يخرجه عن سماع المؤذن أو يصنع ذلك استخفافًا كما يصنعه السفهاء، ويحتمل أنه يتعمد ذلك ليقابل ما يناسب الصلاة من الطهارة بالحدث، ويحتمل أنه لا يتعمد ذلك بل يحصل له عند سماع الأذان شدةُ خوفٍ فيحدث له ذلك الصوت بسببها، "فإذا قضي النداء أقبل، حتى إذا ثوب بالصلاة أدبر" عند الإقامة "حتى إذا قضى"، أي: فرغ وانتهى، "التثويب أقبل حتى يخطر"، معناه يوسوس، وأصله من خطر البعير بذنبه إذا حركه فضرب به فخذيه، أقبل حتى يغوي بني آدم، وإنما هرب الشيطان عند الأذان لما يرى من الاتفاق على إعلان كلمة التوحيد وغيرها من العقائد وإقامة الشعائر، وكراهة أن يسمع ذكر الله -عز وجل- وهذا هو معنى قوله -تعالى-: "من شر الوسواس الخناس" الناس: ٤، الذي يخنس عند ذكر الله -عز وجل- ويختفي ويبعد؛ قوله: "بين المرء ونفسه" أقبل حتى يحول بين المرء وقلبه في صلاته يقول له: اذكر كذا

اجمالی معنی:

جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اذان کی جگہ سے بھاگ کر دور نکل جاتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے۔ بظاہر شیطان جان بوجھ کر ہوا خارج کرتا ہے تاکہ وہ اپنی اس نکلنے والی آواز کو سننے میں مشغول ہو کر موذن کی آواز سننے سے غافل ہوجائے، یا وہ تحقیر کرتے ہوئے ایسا کرتا ہے جیسے بیوقوف لوگ کرتے ہیں۔ اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اذان کی آواز سن کر وہ بہت خوفزدہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ آواز نکلتی ہے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ وہ بالقصد ایسا کرتا ہے تاکہ وہ نماز کے مناسب چیز طہارت (پاکیزگی) کا مقابلہ حدث (ناپاکی) کے ذریعہ کرے۔ "فإذا قضى النداء أقبل، حتى إذا ثوب بالصلاة أدبر، حتى إذا قضى" یعنی اذان یا اقامت مکمل اور ختم ہو جائے۔ "التثويب أقبل حتى يخطر" یعنی وسوسے ڈالتا ہے۔ اس جملے کی اصل خطر البعير بذنبه ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹ اپنی دُم کو حرکت دے کر رانوں پر مارتا ہے۔ شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ اذان کے کلمات سن کر شیطان اس لیے بھاگتا ہے کیونکہ وہ کلمۂ توحید، اور دوسرے عقائد کے اعلان اور دینی شعائر کے قیام کو دیکھتا ہے، نیز اللہ تعالی کے ذکر کو سننا ناپسند کرتا ہے۔ اور یہی مطلب اللہ تعالی کے فرمان: "مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ" (وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے) {سورۃ الناس: ٤} کا ہے، یعنی جو اللہ کے ذکر کے وقت پیچھے ہٹ جاتا، چھُپ جاتا اور دور نکل جاتا ہے۔ "بين المرء ونفسه" یعنی نماز کے دوران شیطان انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، "لم يكن يذكر من قبل" یعنی ایسی باتیں جنھیں نمازی اپنی نماز شروع کرنے سے پہلے یاد نہیں

اذكر كذا اذكر كذا،"لم يكن يذكر من قبل"، أي: قبل شروعه في الصلاة، "حتى يظل الرجل"، أي: ينسى ويذهب وهمه، "ما يدري كم صلى"، وإنما جاء عند الصلاة مع أن فيها قراءة القرآن؛ لأن غالبها سر ومناجاة فله تطرّق إلى إفسادها على فاعلها أو إفساد خشوعه، وقيل: هربه عند الأذان حتى لا يضطر إلى الشهادة لابن آدم يوم القيامة كما جاء في حديث أبي سعيد.

کیا تھا۔ "حتی یظل الرجل" یعنی بھول جاتا ہے اور اسے خیال نہیں رہ جاتا ہے کہ "اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے" "شیطان نماز کے دوران آتا ہے باوجود اس کے کہ نماز میں قرآن بھی پڑھا جاتا ہے؛ کیوں کہ نماز کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ سے مناجات اور رازدارانہ ہوتا ہے۔ لہٰذا شیطان نمازی کے دل میں وسوسے ڈال کر اس کی نماز یا خشوع خراب کرتا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اذان کے وقت شیطان اس لیے بھاگتا ہے تاکہ قیامت کے دن وہ انسان کے لیے گواہی دینے پر مجبور نہ ہو جیسا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے۔ دیکھیے: دلیل الفالحین (٣١٩/٦)، شرح ریاض الصالحین (٣٤/٥ اور اس کے بعد)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدبر الشيطان : فرّ هاربًا.
- يخطر : يوسوس.
- ثُوِّب : أقيم.

فوائد الحديث:

١. فضيلة الأذان، وأنه يطرد الشيطان.
٢. الحث على الخشوع والاستغراق في الصلاة، والاحتراز عن وسوسة الشيطان فيها.
٣. الصراع بين أهل الإيمان والشيطان دائم لا ينتهي.
٤. استخدام الشيطان طرقًا وأساليب متنوعة، لإلهاء بني آدم.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٣-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٥-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٦-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٧-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٨-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10109)

إذا وطئ الأذى بخفيه، فطهورهما التراب

جب کوئی شخص اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو انھیں مٹی پاک کر دیتی ہے۔

٤٤٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا وَطِئَ الأَذَى بِخُفَّيْه، فَطَهُورُهُمَا التُّرَاب».

٤٤٩. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو انھیں مٹی پاک کر دیتی ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا لبِس الإنسان خُفًّا أو نَعْلا أو غيرهما مما يَستر القَدم، ثم وطِئَ نَجاسة، ثم تابع المَشْي على النَّعل أو الخُف المُتنجس في مكان طاهر، أو دَلَكه بالتُّراب فقد طهر خفاه، وجازت الصلاة بهما.

اجمالی معنی:

جب انسان نے موزے، جوتے یا ان کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز پہن رکھی ہو جو پاؤں کو ڈھانپتی ہو اور پھر اس میں (راہ چلتے) گندگی لگ جائے اور اسی موزے یا جوتے کے ساتھ پاک جگہ پر (مزید آگے) چلے یا اس کو مٹی پر رگڑ لے تو اس کے وہ موزے پاک ہو جائیں گے اور ان میں نماز پڑھنا جائز ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الأَذَى : الأَذَى -هُنا- النَّجاسةُ.
- خُفَّيْه : الخُف: ما يُلْبَس في الرِّجْل من الجُلود.
- وطِئ : دَاسَ.
- طهورهما : الشيء الذي يتطهر به.

فوائد الحديث:

١. فيه أنَّ نجاسة الخف يكفي في تطهيرها مَسْحُهَا بالتراب وَدَلْكُهَا به، دون الماء.
٢. إزالة النجاسة بالتُّراب، سواء كانت النَّجاسة لها جِرم كالعذرة أو لم يكن لها جِرم كالبَول والخَمر؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- لم يُفَصِّل، بل أتى بحكم عام، وهو قوله: (فإن رَأى في نَعْلَيه قَذَرا أو أَذًى فَلْيَمْسَحْه).
٣. أن الماء لا يَتَعين لإزالة النَّجاسة، فلو ذَهبت عَين النَّجاسة بالتراب والرِّيح والشمس والهواء طهر المَحل، لكن الماء أسرع وأحسن.
٤. سماحة الشَّريعة ويُسرها، فالخُفُّ كثيرًا ماَ يصاب بالأذى والنجاسة، من أجل مُباشرته الأرض، فلو لم يَكْفِ في تطهيره إلاَّ الماء، لكان في ذلك مَشَقَّة وحَرج على النَّاس.
٥. أن من شروط صحة الصلاة: إزالة النَّجاسة، سواء كانت النَّجاسة على الثُّوب أو الخُف أو البَدَن أو البُقعة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه

الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10649)

إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه، ثم لينزعه؛ فإن في أحد جناحيه داء، وفي الآخر شفاء	جب مکھی کسی کے (مشروب سے بھرے) برتن میں گر جائے تو اسے ڈبو دے اور پھر نکال کر پھینک دے۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے (پر) میں شفاء ہوتی ہے۔
٤٥٠. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه، ثم لينزعه؛ فإن في أحد جناحيه داء، وفي الآخر شفاء». وفي رواية: «وإنه يتقي بجناحه الذي فيه الداء».	**٤٥٠. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب مکھی کسی کے پینے (کے برتن) میں گر جائے تو اسے ڈبو دے اور پھر نکال کر پھینک دے۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے (پر) میں شفاء ہوتی ہے"۔ دوسری روایت میں ہے کہ "اور وہ اپنے اس پر کو برتن کی طرف آگے بڑھا کر اپنا بچاؤ کرتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے"۔
درجة الحديث: صحيح، وزيادة أبي داود صحيحة	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الذباب إذا وقع في الشراب فإنه لا يؤثر فيه، بل عليه أن يغمسه كاملا فيه ؛ وذلك لأن في أحد جناحيه مرضًا -وهو الجناح الذي يغمسه في الماء- وفي الآخر شفاء من ذلك المرض. وقد أثبت الطب الحديث صحة هذه المعلومة التي عرفها المسلمون منذ قرون، فالحمد لله على نعمة الإسلام.	**اجمالی معنی:** آپ ﷺ نے مکھی کے بارے میں بتایا کہ جب وہ کسی پینے کی چیز میں گر جائے تو اس میں کچھ بھی اثر نہیں کرتی، بلکہ اس کو پورا ڈبو دینا چاہیے۔ اس لیے کہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہوتی ہے اور یہ وہ پَر ہوتا ہے جسے وہ پانی میں ڈبوتی ہے اور دوسرے پَر میں اس بیماری کی شفاء ہوتی ہے۔ جو چیز کئی صدیوں سے مسلمان جانتے تھے، جدید طب نے اس کو درست ثابت کر دیا ہے۔ مذہبِ اسلام کی اس نعمت پر اللہ تعالی کا شکر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > أحكام الأطعمة والأشربة

راوي الحديث: رواه البخاري، والرواية الأخرى لأبي داود وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري وسنن أبي داود ومسند أحمد.

معاني المفردات:

- الذباب : اسم يطلق على كثير من الحشرات المجنحة، ومنها الذبابة المنزلية ذات الأجنحة الشفافة صاحبة الأرجل المغطاة بالشعر، وهو مفرد، وجمعه أَذِبَّة وذِبَّان .
- الشراب : ما شرب من أي نوع من السوائل، جمعه أشربة.
- فليغمسه : في الشراب، ثم لينزعه منه، يقال: انغمس في الماء: إذا غاب كله فيه.
- ثم لينزعه : أي ليجذبه ويقلعه من إناء الشراب.
- جناحيه : الجناح: هو ما يطير به الطائر ونحوه، وهما جناحان، جمعه أجنحة وأجنُح.
- الداء : هو المرض ظاهراً أو باطناً، والمراد هنا: وجود سبب الداء في أحد جناحي الذبابة.
- شفاء : البرء من المرض، والمراد هنا: وجود سبب الشفاء في أحد جناحي الذباب.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على طهارة الذباب، وأنه لا ينجس ما وقع فيه من طعام أو شراب أو ماء ولا يفسده؛ لأن الرسول -صلّى الله عليه وسلّم- أمر بغمسه ولم يأمر بإراقة ما وقع فيه.

٢. في الحديث الأمر بغمس الذباب كله فيما وقع فيه من طعام أو شراب ثم نزعه، والانتفاع بما وقع فيه.

٣. يقاس على الذباب كل ما أشبهه مما لا دم له يسيل، وليس متولداً من النجاسات.

٤. هذا الحديث يدل على سبق الإسلام للعلم الحديث في بيان ضرر الذباب، وأنه يحمل الأمراض والجراثيم، كما يدل على طريقة التخلص من ضرر الذباب إذا وقع في الطعام والشراب، وهذه الطريقة جاء في الاكتشافات ما يوافقها ويؤيدها، وذلك بإثبات أن الذباب يحمل المكروبات، ويحمل معها مكروبات قاتلة لهذه المكروبات، تسمى (بكتريوفاج) يعني: اكل البكتيريا، تظهر بكثرة على جناح الذبابة مع قليل من البكتيريا، وعند غمس الذبابة فإننا نساعد على ترك أكبر كمية من المادة القاتلة لمكروب المرض، وأثبت الاكتشاف العلمي أن الذباب إذا وقع في الطعام أو في الشراب ثم طار فإن الجراثيم التي يخلفها بعده تتزايد وتتكاثر، فإذا غُمس فإن الجراثيم التي يخلفها بعده في الطعام السائل أو الشراب لا تبقى كما خلفها فحسب، بل تبدأ بالانحسار والتناقص، فالحمد لله على كمال هذه الشريعة وسموِّ تعاليمها، والله أعلم

٥. في الحديث دليل على اتخاذ أسباب الوقاية.

٦. في الحديث جواز قتل المؤذيات من الحشرات وغيرها.

٧. الأمر في الحديث للإرشاد وبيان كيفية التخلص من ضرر الذباب، وليس للوجوب، فالذي لا تقبل نفسه ذلك بإمكانه تركه لغيره أو سكبه.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- مؤسسة الرسالة - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ- صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (8363)

إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ الله فَذَكَرُوا لَهُ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَرَجُلاً زَنَيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودی حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔

٤٥١. الحديث:

عن عبدُ الله بنُ عمر-رضي الله عنهما- قال: «إن الْيهود جاءوا إلى رسول الله فَذَكَرُوا لَه: أَنَّ امرأة منهم وَرجلا زنيا. فَقَال لَهُمْ رَسُولُ الله-صلى الله عليه وسلم-: مَا تَجِدُون في التَّوراة، في شأْن الرَّجم؟ فَقَالوا: نَفضحهم وَيُجْلَدُون. قَال عبد الله بن سَلام: كذبتم، فيهَا آية الرَّجْم، فَأَتَوْا بِالتَّوراة فَنَشَرُوهَا، فَوَضَعَ أحدهم يَده عَلَى آيَة الرَّجْم فقرأ ما قبلها وما بعدها. فَقَال لَه عبد الله بن سَلام: ارْفَعْ يدَك. فَرَفَعَ يده، فَإذا فيهَا آيَةُ الرَّجم، فَقَال: صدَق يا مُحَمَّد، فأمر بِهِما النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَرُجِما. قَال: فرأيت الرَّجلَ: يَجْنَأُ عَلَى المرأة يَقِيهَا الْحِجارة».

٤٥١. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودی حاضر ہوئے اور بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: "رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟" وہ بولے: یہ کہ ہم انھیں رسوا کریں اور انھیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق آیت کو ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ۔ جب اس نے ہاتھ اٹھایا، تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ کہنے لگے: سچ ہے اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں کو سنگ سار کر دیا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر جھک جھک جایا کرتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عندما حصل الزّنا عند اليَهود بَيْنَ رجل وامرأة في العهد النبوي جَاءُوا إلى النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- يُرِيدُونَ أَنْ يَحْكُمَ بَيْنَهُم، لعلّهم يجدون حُكْماً أَخَفَّ مِمَّا فِي التَّوْرَاةِ، وهو الرجم، فَسَأَلَهُم النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- عن حُكْمِ الله فِي التَّوْرَاةِ، ليفضحهم لا ليعمل بها، فَكَذَبُوا عليه وقالوا: الحُكْم عندهم فَضْحُ الزَّانِيَيْن. فَكَذَّبَهَم عَبْدُ اللهِ بْنُ سلام -رضي الله عنه-، وعندما فَتَحُوا التَّوْرَاةَ وجَدُوا الحُكْمَ فِيها بِرَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَن فَأَمَرَ بهما فَرُجِمَا. وشريعتنا حاكمة على غيرها من الشرائع، وناسخة لها، ولكن النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث سألهم عن حكم التوراة في الرجم؛ ليقيم عليهم الحجة من كتابهم الذي أنكروا أن يكون فيه رجم المحصن،

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ کے عہد یہودیوں کے اندر ایک مرد اور عورت نے زنا کا ارتکاب کیا، تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں ان دونوں کا فیصلہ کرانے کے ارادے سے حاضر ہوئے۔ وہ اس گمان میں تھے کہ شاید تورات میں موجود رجم (سنگ سار کرنے) کے حکم سے ہلکی سزا انھیں مل جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے تورات میں موجود اللہ تعالیٰ کے حکم دریافت فرمایا۔ آپ کے دریافت کرنے کا مقصد اس پر عمل کرنا نہیں، بلکہ ان کی جگ ہنسائی کا سامان کرنا تھا۔ لیکن انھوں نے آپ ﷺ سے جھوٹ کہا کہ ان کے یہاں زناکاری کا حکم ہے زانی اور زانیہ کو ذلیل و رسوا کرنا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان کی اس بات کو جھٹلایا اور جب انھوں نے تورات کھولی، تو اس میں شادی شدہ زانی کو رجم (سنگ سار) کرنے کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے دونوں کو سنگ سار کیا گیا۔

وليبيِّن لهم أن كتب الله متفقة على هذا الحكم الخالد، الذي فيه ردع المفسدين.

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الزنا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَنَشَرُوهَا : فتحوا التوراة.
- يَحْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ : أي يَمِيلُ عَلَيْهَا وينْكَبُّ وينْحَنِي.
- يَقِيهَا : يَحْفَظُهَا.

فوائد الحديث:

١. وجوبُ حدِّ الذمي إذا زنا، وإقامةُ الحدود عليهم فيما يَعْتَقِدُون تَحْرِيمَه.
٢. أنَّ الإِحْصَانَ لَيْسَ من شَرْطِهِ الإسلام، بل يقام حد الرجم على المتزوج ولو كان كافراً إذا زنى.
٣. أنَّ حَدَّ الْمُحْصَن إذا زنا الرَّجْمُ بالْحِجارة حتَّى يموت.
٤. أنَّ اليَهُودَ أَهْلُ تَغْيِيرٍ وَتَبْدِيلٍ لِكِتَابِ اللهِ الَّذِي أَنْزَلَهُ عَلَيْهِم، تَبْعَاً لِأَهْوَائِهِم وأَغْرَاضِهِم.
٥. أنَّ الكُفَّارَ مُخَاطَبُونَ بِالْأَحْكَامِ الْفَرْعِيَةِ، ومُعاقَبُونَ عَلَيْهَا.
٦. الحديث دليل للقاعدة الأصولية: أن شرع من قبلنا شرع لنا ما لم يثبت نسخه بشرعنا.
٧. في الحديث أيضًا منقبة ظاهرة لعبد الله بن سلام -رضي الله عنه.-
٨. الحث على إظهار العلم وبيانه وتحريم كتمانه وتوبيخ مبدله ومحرفه والرجوع إلى النصوص وإقامة الدليل على الخصم من قبل نفسه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ- تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هالإعلام بفوائد عمدة الأحكام لابن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح - دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (2948)

إنَّ لله ما أخذ وله ما أعطى، وكل شيء عنده بأجل مسمى فلتصبر ولتحتسب

جواللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔ اس لیے صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو

٤٥٢. الحديث:

عن أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما- قال: أرسلت بنت النبي -صلى الله عليه وسلم- إنَّ ابني قد احتُضِر فاشْهَدنَا، فأرسَل يُقرِىءُ السّلام، ويقول: «إنَّ لِلَّه ما أَخَذ ولَهُ ما أَعطَى، وكلُّ شَيءٍ عِنده بِأَجَل مُسمًّى فَلتَصبِر ولتَحتَسِب». فأرسلت إليه تُقسِم عَليه لَيَأتِيَنَّها، فقام ومعه سعد بن عبادة، ومعاذ بن جبل، وأبي بن كعب، وزيد بن ثابت، ورجال -رضي الله عنهم- فَرفع إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الصّبِي، فأَقعَدَه في حِجرِه ونَفسه تَقَعقَع، فَفَاضَت عينَاه فقال سعد: يا رسول الله، ما هذا؟ فقال: «هذه رَحمَة جَعلَها الله تعالى في قُلُوب عِباده» وفي رواية: «في قلوب من شاء من عباده، وإنَّما يَرحَم الله من عِبَاده الرُّحَماء».

٤٥٢. حديث:

اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی نے پیغام بھیجا کہ ان کا بچہ قریب المرگ ہے، لہذا آپ تشریف لائیے۔ آپ ﷺ نے ان کے جواب میں یوں کہلا بھیجا کہ میرا اسلام کہو اور کہو کہ جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے اس لیے صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔ آپ ﷺ کی بیٹی نے قسم دے کر پھر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ اس پر آپ ﷺ اٹھ پڑے۔ آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کچھ اور لوگ بھی تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ (جب آپ ﷺ گھر پہنچے تو) بچے کو اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے گود میں لے لیا۔ اس کی جان نکل رہی تھی۔ یہ حال دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟"۔ آپ نے فرمایا: "یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے"۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں اللہ نے چاہا، اسے (رحمت کو) رکھا ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے، جو رحم دل ہوتے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر أسامة بن زيد -رضي الله عنهما- أن إحدى بنات رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أرسلت إليه رسولا، تقول له إن ابنها قد احتضر، أي: حضره الموت. وأنها تطلب من النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يحضر، فبلَّغ الرسول رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- "مرها فلتصبر ولتحتسب، فإن لله ما أخذ وله ما أعطى، وكل شيء عنده بأجل مسمى". أمر النبي -عليه الصلاة والسلام- الرجل الذي أرسلته ابنته أن يأمر ابنته -أم هذا الصبي- بهذه الكلمات: قال: "فلتصبر"

اجمالی معنی:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ان کا بچہ قریب المرگ ہے یعنی وہ وفات پا رہا ہے۔ وہ نبی ﷺ سے چاہ رہی تھیں کہ آپ ﷺ تشریف لائیں۔ پیغام لانے والے نے آکر رسول اللہ ﷺ کو پیغام دیا، تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: "ان سے کہو کہ صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔ جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے"۔ یعنی نبی ﷺ نے اس شخص کو، جسے آپ ﷺ کی بیٹی نے بھیجا تھا، حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی بیٹی جو اس بچے کی ماں تھیں، انھیں یہ الفاظ کہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "صبر کریں"۔ یعنی اس مصیبت پر صبر کریں اور "ثواب کی امید

يعني على هذه المصيبة "ولتحتسب": أي: تحتسب الأجر على الله بصبرها؛ لأن من الناس من يصبر ولا يحتسب، لكن إذا صبر واحتسب الأجر على الله، يعني: أراد بصبره أن يثيبه الله ويأجره، فهذا هو الاحتساب. قوله: "فإن لله ما أخذ وله ما أعطى": هذه الجملة عظيمة؛ إذا كان الشيء كله لله، إن أخذ منك شيئاً فهو ملكه، وإن أعطاك شيئاً فهو ملكه، فكيف تسخط إذا أخذ منك ما يملكه هو؟ ولهذا يسن للإنسان إذا أصيب بمصيبة أن يقول "إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" يعني: نحن ملك لله يفعل بنا ما يشاء، وكذلك ما نحبه إذا أخذه من بين أيدينا فهو له سبحانه له ما أخذ وله ما أعطى، حتى الذي يعطيك أنت لا تملكه، هو لله، ولهذا لا يمكن أن تتصرف فيما أعطاك الله إلا على الوجه الذي أذن لك فيه؛ وهذا دليل على أن ملكنا لما يعطينا الله ملك قاصر، ما نتصرف فيه تصرفا مطلقاً. ولهذا قال: "لله ما أخذ وله ما أعطى" فإذا كان لله ما أخذ، فكيف نجزع؟ كيف نتسخط أن يأخذ المالك ما ملك سبحانه وتعالى؟ هذا خلاف المعقول وخلاف المنقول! قال: "وكل شيء عنده بأجل مسمى" كل شيء عنده بمقدار. "بأجل مسمى" أي: معين، فإذا أيقنت بهذا؛ إن لله ما أخذ وله ماأعطى، وكل شيء عنده بأجل مسمى؛ اقتنعت. وهذه الجملة الأخيرة تعني أن الإنسان لا يمكن أن يغير المكتوب المؤجل لا بتقديم ولا بتأخير، كما قال الله تعالى: " لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلا يَسْتَقْدِمُونَ". (يونس: من الآية٤٩) ، فإذا كان الشيء مقدراً لا يتقدم ولا يتأخر، فلا فائدة من الجزع والتسخط؛ لأنه وإن جزعت أو تسخطت لن تغير شيئاً من المقدور. ثم إن الرسول أبلغ بنت النبي -صلى الله عليه وسلم- ما أمره أن يبلغه إياها، ولكنها أرسلت إليه تطلب أن يحضر، فقام -عليه الصلاة والسلام- هو وجماعة من أصحابه، فوصل إليها، فرفع إليه الصبي ونفسه تصعد وتنزل، فبكى الرسول -عليه الصلاة والسلام- ودمعت عيناه. فظن سعد بن عباده

رکھیں"۔ یعنی اپنے صبر پر اللہ سے اجر کی امیدوار ہوں۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ صبر تو کرتے ہیں، لیکن ثواب کی امید نہیں رکھتے۔ تاہم انسان جب صبر کرتا ہے اور اللہ سے اجر کی امید رکھتا ہے، یعنی اپنے صبر کرنے سے اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اسے اجر و ثواب سے نوازے گا، تو یہی ثواب کی امید رکھنا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی" یہ ایک بہت ہی معنی خیز جملہ ہے۔ جب ہر شے اللہ کی ہے، بایں طور کہ اگر آپ سے کوئی شے لے لے، تو وہ اس کی ملکیت ہے اور اگر کوئی شے دے دے، تو وہ بھی اسی کی ملکیت ہے، تو پھر اگر اپنی مملوکہ شے کو وہ لے لے، تو اس پر ناراضگی کا اظہار کیا معنی رکھتا ہے؟ اسی وجہ سے انسان کے لیے یہی مشروع ہے کہ جب اسے کوئی مصیبت پہنچے، تو وہ کہے: "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون"۔ یعنی ہم سب اللہ کی ملکیت ہیں اور وہ ہمارے ساتھ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ ہم سے ہماری کوئی پسندیدہ شے لے لے، تو (جان رکھنا چاہیے کہ) جس شے کو وہ لیتا ہے یا جس شے کو وہ دیتا ہے، سب اسی کی ہے۔ حتی کہ جو شے اللہ تعالی آپ کو دیتا ہے، آپ اس کے مالک نہیں ہوتے؛ بلکہ وہ اللہ ہی کی ہوتی ہے۔ اسی لیے جو اشیا اللہ آپ کو دیتا ہے، وہ آپ کی ملکیت نہیں، بلکہ وہ اللہ کی ہیں۔ اس لیے ان میں آپ اسی طرح سے تصرف کر سکتے ہیں، جس طرح سے اللہ اجازت دے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی عطا کردہ اشیا پر ہماری ملکیت ناقص ملکیت ہے اور ان میں ہم تصرف مطلق نہیں کر سکتے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شے اللہ لے لیتا ہے، وہ بھی اسی کی اور جو شے دے دیتا ہے، وہ بھی اسی کی ہے"۔ اگر وہ شے بھی اللہ ہی کی ہے، جسے وہ لے لیتا ہے، تو پھر ہمارا بے تاب ہونا کیسا ہے؟ ہم اس بات پر کیسے ناراض ہوتے ہیں کہ مالک سبحانہ و تعالی اپنی مملوکہ شے کو لے لے؟ یہ بات خلاف معقول بھی ہے اور خلاف منقول بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے ہاں ہر شے کا ایک وقت مقرر ہے"۔ یعنی ہر شے کی اس کے ہاں ایک مقدار ہے۔ "بِأَجلٍ مسمى" یعنی معین (مدت)۔ جب آپ کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ جو کچھ لیتا یا جو کچھ دیتا ہے، سب اسی کا ہے اور یہ کہ اس کے ہاں ہر شے کا ایک وقت مقرر ہے، تو آپ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ جس شے کا واقع ہونا معینہ وقت پر لکھ دیا گیا ہو، اس میں انسان تبدیلی نہیں کر سکتا، بایں طور کہ نہ تو اسے آگے کر سکتا ہے اور نہ ہی پیچھے۔ جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: "لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" (یونس: ٤٩) ترجمہ: ہر امت کے لیے ایک معین وقت ہے۔ جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے، تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں"۔ اگر ہر شے متعین ہے اور آگے پیچھے نہیں ہو سکتی، تو پھر بے صبری کرنے اور نالاں ہونے میں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ

أن الرسول -صلى الله عليه وسلم- بكى جزعاً، فقال النبي -عليه الصلاة والسلام-: "هذه رحمة" أي بكيت رحمة بالصبي لا جزعاً بالمقدور. ثم قال -عليه الصلاة والسلام-: "إنما يرحم الله من عباده الرحماء" ففي هذا دليل على جواز البكاء رحمة بالمصاب.

بے صبری کر کے اور نالاں ہو کر آپ جو شے مقدر ہو، اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اس پیغام لانے والے نے نبی ﷺ کی صاحب زادی تک وہ بات پہنچا دی، جسے پہنچانے کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا؛ لیکن انھوں نے دوبارہ پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں۔ اس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ ﷺ جب ان کے پاس پہنچے، تو بچے کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، اس حال میں کہ اس کا سانس اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ رو دیے اور آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ صبر نہ کر پانے کی وجہ سے رو پڑے ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ تو رحمت ہے" یعنی میں تقدیر پر بے صبرا ہو کر نہیں بلکہ بچے پر رحم کی وجہ سے رویا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتے ہیں، جو رحم دل ہوتے ہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ رحم دلانہ جذبات کے ساتھ کسی مصیبت زدہ پر از راہ رحمت رونا جائز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- احتُضِر : اقترب موته.
- اشهدنا : تطلب منه الحضور.
- لتَحتَسِب : تنوي بصبرها طلب الثواب من ربِّها؛ ليحسب لها ذلك من العمل الصالح.
- تَقَعقَع : تتحرك وتضطرب.
- فاضت عيناه : امتلأت عيناه بالدموع حتى سالت على وجهه -صلى الله عليه وسلم.-
- بنت النبي : هي زينب -رضي الله عنها-
- بأجل مسمى : معلوم مقدر، والأجل يطلق على الجزء الأخير، وعلى مجموع العمر.
- الرحماء : جمع رحيم، وهو من صيغ المبالغة من الرحمة.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على وجوب الصبر؛ لأن الرسول -صلى الله عليه وسلم- قال: "مرها فلتصبر ولتحتسب."
٢. جواز طلب الحضور من ذوي الفضل للمحتضر، والدعاء للميت.
٣. استحباب إبرار المقسم إذا اقسم عليك في فعل أمر جائز.
٤. الترغيب في الشفقة على خلق الله والرحمة لهم.
٥. الرهبة من قسوة القلب وجمود العين.
٦. جواز البكاء من غير نوح.
٧. تسلية من نزلت به المصيبة بما يخفف من ألم مُصابه.
٨. جواز المشي مع الشخص المدعو إلى التعزية وإلى عيادة المريض من غير إذن الداعي، بخلاف الوليمة؛ لأنه قد لا يكون الطعام كافيًا.
٩. استحباب أمر صاحب المصيبة بالصبر قبل وقوع الموت؛ ليقع وهو راض بقدر الله.

١٠. إخبار من يستدعى لأمر بالأمر الذي يستدعى من أجله.
١١. جواز تكرار الدعوة.
١٢. وجوب تقديم السلام على الكلام.
١٣. عيادة المريض ولو كان مفضولا أو صبيا صغيرا من مكارم الأخلاق، ولذلك ينبغي على أهل الفضل ألا يقطعوا الناس عن فضلهم.
١٤. جواز استفهام التابع من إمامه وشيخه عما يشكل عليه.
١٥. تقديم حسن الأدب على السؤال ظاهر في قول سعد بن عبادة: يا رسول الله ما هذا.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3290)

إنِّي وَاللهِ- إنْ شَاءَ اللهُ- لا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا إلاَّ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا

اللہ کی قسم، (اگر اللہ چاہے تو)، میں جب کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں اور بعد ازاں اس کے علاوہ کوئی اور چیز مجھے بہتر لگتی ہے تو میں اس بہتر کو کر لیتا ہوں اور اُس قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

٤٥٣. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم -: «إنّي والله -إنْ شاء الله- لا أَحلف على يمين، فأرى غيرها خيراً منها إلاَّ أَتيتُ الَّذِي هو خير، وتحلَّلْتُهَا».

٤٥٣. حدیث:

ابو موسی اشعری- رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم، (اگر اللہ چاہے تو) میں جب کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں اور بعد ازاں اس کے علاوہ کوئی اور چیز مجھے بہتر لگتی ہے تو میں اس بہتر کو کر لیتا ہوں اور اُس قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبر عن نفسِه بأنَّه إذا حَلَفَ على يَمِينٍ ثم بعد ذلك رأى أنَّ الخيرَ في عدَمِ الاستمرار عليها ترَكَها بِتَرك ما حَلَفَ عليه وكفَّرَها التزم الذي هو خير من فعل أو ترك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اپنے بارے میں بتا رہے ہیں کہ جب آپ ﷺ کسی بات پر قسم اٹھا لیتے اور بعد ازاں آپ ﷺ دیکھتے کہ بہتری یہ ہے کہ اس قسم پر برقرار نہ رہا جائے تو آپ ﷺ نے جس بات پر قسم اٹھائی ہوتی اسے چھوڑ کر اس قسم کو توڑ دیتے اور اس کا کفارہ ادا کر دیتے اور اس فعل یا ترک فعل کو اپنا لیتے جو اس سے بہتر ہوا کرتا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- على يمين : أي على أمر محلوف عليه.
- خَيْراً مِنْهَا : خيراً من الاستمرارِ في اليمين.
- تَحَلَّلْتُهَا : كَفَّرْتُ عنها.

فوائد الحديث:

١. جواز الحَلِفِ من غير اسْتحلافٍ لِتَأْكيد الخبر ولو كان مُسْتَقْبَلاً.
٢. جواز الاستثناء بقولِه "إن شاء الله "بعد اليمين.
٣. جواز التَّحَلل من اليمين بِعمل الكفَّارة لقوله: "وَتَحَلَّلْتُهَا".

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2961)

إن الحلال بيّن وإن الحرام بين، وبينهما أمور مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات فقد اسْتَبْرَأَ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام

حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جنھیں بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو ان میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔

٤٥٤. الحديث:

عن النعمان بن بشير -رضي الله عنه- قال: سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إن الحلال بيّن وإن الحرام بين، وبينهما أمور مُشْتَبِهَاتٌ لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشُّبُهات فقد اسْتَبْرَأَ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام، كالراعي يرعى حول الحِمى يوشك أن يَرْتَع فيه، ألا وإن لكل مَلِك حِمى، ألا وإن حِمى الله محارمه، ألا وإن في الجسد مُضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب».

٤٥٤. حدیث:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح، اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جنھیں بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو ان میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا (اور اس کی مثال) اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چراتا ہے اور قریب ہے کہ اس میں گھس جائے اور سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراہ گاہ وہ چیزیں ہیں جو اس کی حرام کردہ ہیں۔ (لہذا ان سے بچو) یاد رکھو انسانی جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا، سن لو! وہ دل ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

القاعدة العامة أن ما أحله الله ورسوله، وما حرمه الله ورسوله، كل منهما بَيِّن واضح، وإنما الخوف على المسلم من الأشياء المشتبهة، فمن ترك تلك الأشياء المشتبهة عليه سَلِم دينه بالبعد عن الوقوع في الحرام، وتم له كذلك صيانة عرضه من كلام الناس بما يعيبون عليه بسبب ارتكابه هذا المشتبه. ومن لم يجتنب المشتبهات، فقد عرض نفسه إما إلى الوقوع في الحرام، أو اغتياب الناس له ونيلهم من عرضه. وضرب الرسول -صلى الله عليه وسلم- مثلا لمن يرتكب الشبهات كراع يرعى إبله أو غنمه قرب أرض قد حماها صاحبها، فتوشك ماشية ذلك الراعي أن ترعى في هذا الحمى لقربها منه، فكذلك من يفعل ما فيه شبهة، فإنه بذلك يقترب من الحرام الواضح، فيوشك أن يقع فيه. وأشار النبي -صلى الله عليه

اجمالی معنی:

یہ ایک عمومی قاعدہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہے اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے وہ سب بالکل واضح ہیں۔ مسلمانوں کے بارے میں جن اشیاء کا خوف ہے وہ متشابہ امور ہیں۔ پس جو ان متشابہ امور کو چھوڑ دیتا ہے اس کا دین محفوظ ہو جاتا ہے بایں طور کہ حرام میں واقع ہونے سے دور ہو جاتا ہے اور اس مشتبہ چیز کے ارتکاب کی وجہ سے لوگوں نے اس کی کردار کشی کرتے ہوئے اس سے متعلق جو باتیں کی تھیں اس سے بھی وہ اپنی عزت کو بچا لیتا ہے۔ جو شخص متشابہات سے پرہیز نہیں کرتا وہ یا تو اپنے آپ کو حرام میں ڈال لیتا ہے یا پھر لوگوں کو اپنی غیبت کرنے اور اپنی عزت و آبرو پر انگلی اٹھانے کا موقع دیتا ہے۔ جو شخص متشابہات کا ارتکاب کرتا ہے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو اپنے اونٹوں یا بھیڑ بکریوں کو کسی اور کی چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے۔ امکان ہے کہ اس چرواہے کے مویشی اس چراگاہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کے اندر جا کر چرنا شروع کر دیں۔ اسی طرح وہ شخص بھی ہوتا ہے جو ان اشیاء کا ارتکاب کرتا ہے جن

وسلم- إلى أن الأعمال الظاهرة تدل على الأعمال الباطنة من صلاح أو فساد، فبين أن الجسد فيه مضغة (وهي القلب) يصلح الجسد بصلاحها، ويفسد بفسادها.

میں شبہ ہوتا ہے۔ وہ اسی طرح سے واضح حرام کے قریب پہنچ جاتا ہے اور امکان ہوتا ہے کہ اس میں پڑ ہی جائے۔ نبی ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ پاکیزہ اعمال باطنی اعمال پر دلالت کرتے ہیں کہ آیا وہ اچھے ہیں یا برے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے جو کہ دل ہے اس کے اچھا ہونے پر جسم اچھا رہتا ہے اور اس کے بگڑنے پر جسم بھی بگڑ جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > الحكم الشرعي
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال القلوب
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: إياس بن عبد الله بن أبي ذباب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- الحلال : وهو ما نص الله ورسوله، أو أجمع المسلمون على جوازه، أو لم يعلم فيه منع.
- بين : ظاهر.
- الحرام : ما نص أو أجمع على تحريمه، أو على أن فيه حدًّا أو تعزيرًا، أو وعيدًا.
- أمور : شئون وأحوال.
- مشتبهات : ليست بواضحة الحل ولا الحرمة.
- لا يعلمهن كثير من الناس : لا يدري كثير من الناس ما حكمها.
- اتقى الشبهات : تركها وحذر منها.
- استبرأ لدينه : طلب السلامة له من الذم الشرعي.
- عرضه : العرض: موضع المدح والذم من الإنسان، والمقصود هنا: أن يصون نفسه عن كلام الناس فيه بما يشينه ويعيبه.
- حول الحمى : المكان المحمي المحظور عن غير مالكه، ويتوعد من دخل إليه أو قرب منه، بالعقوبة الشديدة.
- يوشك : يقرب ويسرع.
- يرتع فيه : بفتح التاء، يدخله وتأكل ماشيته منه فيعاقب.
- صلحت : استقامت بفتح اللام وضمها، والفتح أشهر وقيد بعضهم الضم بالصلاح الذي صار سجية.
- محارمه : جمع محرم، وهو فعل المنهي عنه، أو ترك المأمور به الواجب.
- مضغة : قطعة لحم.

فوائد الحديث:

١. الحث على فعل الحلال واجتناب الحرام والشبهات.
٢. للشبهات حكم خاص بها، عليه دليل شرعي يمكن أن يصل إليه بعض الناس وإن خفي على الكثير.
٣. من لم يتوق الشبهة في كسبه ومعاشه وسائر معاملاته فقد عرض نفسه للطعن فيه.
٤. التنبيه على تعظيم قدر القلب والحث على إصلاحه، فإنه أمير البدن بصلاحه يصلح، وبفساده يفسد.
٥. تقسيم الأشياء من حيث الحل والحرمة إلى ثلاثة أقسام : حلال بيِّن وحرام بيِّن ومشتبه.
٦. المحافظة على أمور الدين ومراعاة المروءة.
٧. سد الذرائع إلى المحرمات، وأدلة ذلك في الشريعة كثيرة.
٨. ضرب الأمثال للمعاني الشرعية العملية.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -شرح الأربعين النووية، للشيخ صالح آل الشيخ، دار الحجاز، الطبعة: الثانية، ١٤٣٣هـ -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4314)

إن الدنيا حُلوة خَضِرَة، وإن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون، فاتقوا الدنيا واتقوا النساء؛ فإن أول فتنة بني إسرائيل كانت في النساء

دنیا شیریں اور سرسبز وشاداب ہے اور اللہ اس میں تمھیں یکے بعد دیگرے بھیجنے والا ہے اور وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ لہذا دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں رونما ہونے والا پہلا فتنہ عورتوں کا ہی تھا۔

٤٥٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- قَالَ: «إن الدنيا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وإن الله مُسْتَخْلِفُكُم فيها فينظرَ كيف تعملون، فاتقوا الدنيا واتقوا النساء؛ فإن أول فتنة بني إسرائيل كانت في النساء».

٤٥٥. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا شیریں اور سرسبز وشاداب ہے، اللہ اس میں تمھیں یکے بعد دیگرے بھیجنے والا ہے اور وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ لہذا دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں رونما ہونے والا پہلا فتنہ عورتوں کا ہی تھا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

شبَّه النبي -صلى الله عليه وسلم- الدنيا بالفاكهة الحلوة الخضرة، للرغبة فيها والميل إليها، وأخبر أن الله جعلنا خلفاء يخلف بعضنا بعضا فيها؛ فإنها لم تصل إلى قوم إلا بعد آخرين، فينظر الله -تبارك وتعالى- كيف نعمل فيها هل نقوم بطاعته أم لا. ثم أمرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن نحذر فتنة الدنيا وأن لا نغتر بها ونترك أوامر الله -تعالى- واجتناب مناهيه فيها. ولما كان للنساء النصيب الأوفر في هذا الافتتان، نبَّه -صلى الله عليه وسلم- إلى خطورة الافتتان بهن وإن كان داخلا في فتن الدنيا؛ وأخبر أن أول فتنة بني إسرائيل كانت بسبب النساء، وبسببهن هلك كثير من الفضلاء.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے دنیا کو شیریں اور سرسبز میوے سے تشبیہ دی اس لیے کہ (انسان میں) اس کی چاہت اور اس کی طرف میلان ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کا جانشین بنایا بایں طور کہ ہم ایک دوسرے کی جگہ لیتے ہیں۔ یہ کچھ لوگوں کے بعد دوسرے لوگوں کی ہاتھ میں آ جاتی ہے اور اس طرح سے اللہ تبارک و تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ہم کیسے عمل کرتے ہیں، ہم اس کی اطاعت کرتے ہیں یا نہیں؟۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دنیا کے فتنے سے بچ کر رہیں اور اس سے دھوکہ نہ کھائیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرنا چھوڑ دیں۔ چونکہ دنیا کی فتنہ انگیزی میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے اس لیے نبی ﷺ نے ان کے فتنے کا شکار ہونے کے خطرے سے متنبہ فرمایا اگرچہ یہ بھی دنیا ہی کے فتنے میں آتی ہیں۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے صاحبِ فضیلت لوگ ہلاکت کا شکار ہو گئے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خَضِرَة : غضة ناعمة طرية. فالدنيا تُشبِه في الميل إليها الفاكهة الحلوة الطرية في مذاقها، الخضرة في لونها.
- مُسْتَخلِفُكُم : جعلكم خلفا يخلف بعضكم بعضا.

- فَاتَّقُوا الدُّنيَا : احذروا الاغترار بها.
- واتَّقُوا النِّسَاء : احذروا الافتتان بهن.
- الفتنة : الضلال والمحنة، والإعجاب بالشيء.
- فِي النِّساء : أي بسببهن.

فوائد الحديث:

١. ينبغي الزهد في الدنيا وعدم الجري وراء حطامها، ذلك لأنها تعرض نفسها بحلاوتها وزينتها، فمن تعلق بها أهلكته، ومع ذلك فالعبد مأمور بأن لا ينسى نصيبه منها.

٢. جعل الله بني آدم خلائف يخلف بعضهم بعضا في الحياة الدنيا؛ لينظر كيف يعملون؛ لأنها دار ابتلاء لا دار قرار، فيحسن التزود بالأعمال الصالحة في هذه الدار؛ لِيَجَد العبد ثمارها في دار القرار.

٣. الحذر من الافتتان بالنساء، ويتحقق ذلك بترك الأسباب التي تثير كامن الشهوة، من نظر إلى مواضع الفتنة منهن، أو التساهل باختلاطهن بالرجال الأجانب، أو غير ذلك.

٤. الاتعاظ وأخذ العبرة من الأمم السالفة، فالذي حصل لبني إسرائيل قد يحصل لغيرها من الأمم إذا تعاطت نفس الأسباب.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3053)

إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله، لا يَنْخَسِفَانِ لموت أحد ولا لحياته، فإذا رأيتم ذلك فَادْعُوا اللَّه وكَبِّرُوا وصَلُّوا وتَصَدَّقُوا

سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو، تو اللہ سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

٤٥٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: « خَسَفَتِ الشمس على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فصَلَّى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالناس. فأطال القيام، ثم ركع، فأطال الركوع، ثم قام، فأطال القيام -وهو دون القيام الأول- ثم ركع، فأطال الركوع -وهو دون الركوع الأول- ثم رفع فأطال القيام -وهو دون القيام الأول- ثم سجد، فأطال السجود، ثم فعل في الركعة الأخرى مثل ما فَعَل في الرَّكعة الأولى، ثم انصرف، وقد تَجَلَّتْ الشمس، فخَطَب الناس، فحَمِد الله وأَثْنَى عليه، ثُمَّ قال: إنَّ الشَّمس والقمَر آيَتَان مِن آيات الله، لا يَنْخَسِفَانِ لموت أحد ولا لِحَيَاته، فَإذا رَأَيتُم ذلك فَادْعُوا اللَّه وكَبِّرُوا . وصَلُّوا وتَصَدَّقُوا. ثم قال: يا أُمَّة مُحَمَّد، والله ما من أحد أغْيَرُ من الله أن يَزْنِيَ عبده أو تَزْنِيَ أَمَتُهُ. يا أُمَّةَ محمد، والله لو تعلمون ما أعلم لَضَحِكْتُمْ قليلا ولَبَكَيْتم كثيرا». وفي لفظ: «فاسْتَكمَل أَرْبَع رَكَعَاتٍ وَأَرْبَع سَجَدَاتٍ».

٤٥٦. حدیث:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پہلے آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے، پھر رکوع کیا اور رکوع میں بہت دیر تک رہے، پھر دیر تک کھڑے رہے، البتہ آپ کے پہلے قیام سے کچھ کم، پھر رکوع کیا، تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے، البتہ پہلے سے کم، پھر سجدے میں گئے اور دیر تک سجدے میں رہے۔ دوسری رکعت میں بھی آپ نے ویسا ہی کیا، جیسا پہلی رکعت میں کیا تھا۔ جب فارغ ہوئے، تو گرہن کھل چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو، تو اللہ سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے امت محمد(ﷺ)! دیکھو، اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت اور کسی کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے۔ اے امت محمد(ﷺ)! واللہ جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تمھیں بھی معلوم ہوجائے، تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خَسَفَتِ الشمس على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ولما كان الخسوف أمرًا غير معهود صلى بهم صلاة غير معهودة في هيئتها ومقدارها، فقام فصلى بالناس فأطال القيام الذي بعد تكبيرة الإحرام، ثم ركع فأطال الركوع، ثم قام فقرأ قراءة طويلة دون القراءة الأولى، ثم ركع فأطال الركوع، وهو أخف من الركوع الأول ثم رفع من الركوع وسمع وحمد ولم يقرأ، ثم سجد وأطال السجود، ثم فعل في الركعة الثانية مثل الأولى في هيئتها وإن كانت دونها ، فكل

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ کے دور میں (ایک بار) سورج گرہن لگا۔ چوں کہ سورج گرہن خلاف معمول واقعہ تھا، اس لیے آپ نے اپنے صحابہ کو ایسی نماز پڑھائی جو اپنی ہیئت اور مقدار کے اعتبار سے عام نمازوں سے جدا تھی۔ آپ نے نماز میں لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا، تو رکوع میں بہت دیر تک رہے، پھر رکوع سے اٹھے اور لمبی قراءت کی، لیکن پہلی قراءت سے کچھ کم، پھر رکوع کیا تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے، لیکن پہلے رکوع سے کم، پھر سجدے میں گئے اور دیر تک سجدے کی حالت میں رہے۔ دوسری رکعت میں بھی آپ نے پہلی رکعت کی طرح سب کچھ کیا، البتہ یہ اس سے کچھ ہلکی تھی۔ چنانچہ ہر رکن، ماقبل رکن سے ہلکا تھا۔ دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن کھل چکا تھا۔ اس کے بعد

ركن أقل من الركن الذي قبله، حتى استكمل أربع ركوعات وأربع سجدات، في ركعتين، ثم انصرف من الصلاة، وقد انْجَلت الشمس، فخطب الناس كعادته في المناسبات، فحمد الله وأثنى عليه ووعظهم، وحدث أن صادف ذلك اليوم الذي حصل فيه الخسوف موت ابنه إبراهيم -رضي الله عنه- فقال بعضهم: كَسَفت لموت إبراهيم، جرياً على عادتهم في الجاهلية من أنها لا تكسف إلا لموت عظيم أو لولادة عظيم، وأراد النبي -صلى الله عليه وسلم- من نصحه وإخلاصه في أداء رسالته، ونفع الخلق أن يزيل ما علق بأذهانهم من هذه الخرافات، التي لا تستند لا إلى نقل صحيح، ولا عقل سليم، ويبين الحكمة من خسوف الشمس والقمر فقال في خطبته: إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته، وإنَّما يجريهما الله -تعالى- بقدرته لِيُخَوِّفَ بهما عباده، ويُذَكِّرَهم نِعَمَه. فإذا رأيتم ذلك فافزعوا إلى الله -تعالى- تائبين منيبين، وادْعُواَ وَكَبِّرُوا, وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا؛ لما في ذلك من دفع البلاء المتوقع ورفع العقوبة النازلة. ثم أخذ -صلى الله عليه وسلم- يُفَصِّل لهم شيئاً من معاصي الله الكبار كالزنا التي تُوجِب فساد المجتمعات والأخلاق، والتي توجب غضبه وعقابه، ويقسم في هذه الموعظة -وهو الصادق المصدوق- قائلا: يا أمة محمد، والله، ما من أحد أغير من الله سبحانه أن يزني عبده، أو تزني أمته، ثم بيَّن أنَّهم لا يعلمون عن عذاب الله إلا قليلاً، ولو علموا ما علمه صلى الله عليه وسلم لأخذهم الخوف ولضَحِكوا سروراً قليلا، ولبكوا واغتموا كثيراً، لكن الله بحكمته حجب عنهم ذلك.

آپ نے حسب معمول خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد انھیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ اتفاقا سورج گرہن کے دن ہی آپ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی تھی۔ چنانچہ زمانۂ جاہلیت کے اس عقیدے کی بنیاد پر کہ سورج کو گرہن کسی عظیم شخصیت کی موت یا پیدائش کی بنا پر ہی لگتا ہے، کسی نے یہ کہہ دیا کہ آج سورج کو گرہن آپ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ک وجہ سے لگا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے حق رسالت کی ادائیگی اور لوگوں کو نفع یاب کرنے کے تئیں اپنے سچے اخلاص کی بنیاد پر یہ مناسب سمجھا کہ ان کے ذہنوں سے ان خرافات کو زائل فرما دیں، جو نہ قرآن و سنت سے ثابت ہیں، نہ عقل سلیم کے معیار پر اترتے ہیں۔ نیز سورج اور چاند گرہن کی حکمت بھی بیان کر دیں۔ چنانچہ خطبے کے دوران آپ نے فرمایا: سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت وحیات سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔ انھیں اس کیفیت سے دوچار اللہ تعالی کرتا ہے؛ تاکہ اپنے بندوں کو تنبیہ کرے اور اپنی نعمت کی یاد دہانی کرائے۔ اس لیے جب تم گرہن لگتے ہوئے دیکھو تو اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ، توبہ اور رجوع کرو، اس سے دعا مانگو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو؛ کیوں کہ اس سے آنے والی آزمائشیں ٹل جاتی ہیں اور نازل ہونے والے عذاب تھم جاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ ان کے سامنے اللہ کی کچھ بڑی پھر آپ ﷺ ان کے سامنے اللہ کی کچھ بڑی نافرمانیوں کا ذکر کرنے لگے۔ جیسے زنا، جو معاشرتی اور اخلاقی بگاڑ کا سبب اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کا باعث ہے۔ پھر صادق مصدوق ﷺ نے اس وعظ میں قسم کھاکر فرمایا: اے امت محمد! دیکھو اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت اور کسی کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے۔ پھر بتایا کہ ان کے پاس اللہ کے عذاب کے بارے میں بہت کم علم ہے۔ اگر انھیں وہ سب کچھ معلوم ہو جائے جو آپ ﷺ کو معلوم ہے، تو ان پر خوف طاری ہو جائے۔ وہ ہنسنا کم کر دیں اور زیادہ سے زیادہ روئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے پیش نظر اسے لوگوں سے چھپا رکھا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الكسوف والخسوف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فصلى بالناس : أي إماما بالناس.
- فأطال القيام : مكث فيه طويلًا.

- مثل ما فعل في الركعة الأولى : أي في كيفية الصلاة لا في طولها فهي أقل منها في كل ما يفعل.
- ثم انصرف : فرغ من صلاته.
- تجلت الشمس : ظهرت وزال عنها الكسوف.
- فخطب : تكلم فيهم بالموعظة والتوجيه.
- فحمد الله : قال: الحمد لله، والحمد: وصف المحمود بالكمال، مع المحبة والتعظيم.
- أثنى عليه : كرر ذكر صفات كماله.
- آيتان : علامتان.
- آيات الله : الدالة على وحدانيته وعظيم قدرته.
- لحياته : لولادته.
- ذلك : يعني خسوف الشمس والقمر.
- كَبِّرُوا : قولوا: الله أكبر.
- صَلُّوا : يعني صلاة الكسوف.
- تَصَدَّقُوا : أعطوا المال تقربًا إلى الله ونفعًا لإخوانكم الفقراء.
- أُمَّةَ محمد : جماعة محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمنين ناداهم بهذا الوصف تهييجا لهم على استماع ما يقول لهم وتنبيها على أهميته.
- والله : قسم لتأكيد المقسم عليه وبيان أهميته.
- ما من أحد : لا أحد.
- أغيَر : من الغَيْرة يعني أشد غيرة ، وهي صفة كمال نثبتها لله حقيقة إثباتاً يليق بجلاله، وهي في الخلق تغير يحصل من الحمية والأنفة.
- أن يزني : الزنا الجماع في فرج حرام.
- عبده : مملوكه.
- أمته : مملوكته، وإضافة العبد والأمة إلى الله إشارة إلى أنه لا يليق انتهاكهما لمحارمه، وهما مملوكان له.
- لو تعلمون ما أعلم : من عظمة الله وانتقامه من المجرمين، وأبهم ذلك تعظيما لشأنه.
- أربع ركعات : أربع ركوعات.
- ركع : الركوع هو أن يحني المصلي ظهره حتى يكون إلى الركوع الكامل أقرب منه إلى القيام، وكمال السنة فيه: أن يسوي ظهره وعنقه وعجزه، وينصب ساقيه وفخذيه.
- سجد : أن يضع المصلي أعضاءه السبعة على الأرض وهي: الجبهة مع الأنف، واليدان، والركبتان، والقدمان.
- خسفت الشمس : احتجب ضوؤها كليًّا أو جزئيًّا.
- عهد : زمن.

فوائد الحديث:

١. حصول خسوف الشمس على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٢. مشروعية صلاة الكسوف عند وجوده في أي ساعة.
٣. مشروعية الإتيان بالصلاة على الوصف المذكور في هذا الحديث.
٤. مشروعية التطويل بقيامها، وركوعها، وسجودها.
٥. أن يكون ابتداء وقت الصلاة من الكسوف، وانتهاؤها بالتجلي.
٦. مشروعية الخطبة والموعظة والتخويف في صلاة الكسوف.
٧. ابتداء الخطبة بحمد الله، والثناء عليه؛ لأنه من الأدب.
٨. بيان أن الشمس والقمر من آيات الله الكونية، الدالة على قدرته وحكمته.
٩. كون الكسوف يحدث لتخويف العباد، وتحذيرهم عقاب الله -تعالى-، وهذا لا ينافي الأسباب الفلكية العلمية للكسوف، فالأول سبب شرعي والثاني سبب حسي.
١٠. إزالة ما علق بأذهان أهل الجاهلية من أن الكسوف والخسوف، أو انقضاض الكواكب، إنما هو لموت العظماء أو لحياتهم.
١١. الأمر بالدعاء، والصلاة، والصدقة، عند حدوث الكسوف أو الخسوف.
١٢. أن فعل هذه العبادات يقي من عذاب الله وعقابه.

١٣. تحذير النبي -صلى الله عليه وسلم- من الزنا، وأنه من الكبائر، التي يغار الله -تعالى- عند ارتكابها.
١٤. إثبات صفة الغيرة لله -تعالى-، إثباتًا يليق بجلاله- بلا تعطيل ولا تأويل ولا تشبيه.
١٥. شدة ما أعده الله من العذاب لأهل المعاصي، مما لا يعلمه الناس، ولو علموه لاشتد خوفهم وقلقهم.
١٦. أن الله -سبحانه وتعالى- يطلع نبيه -صلى الله عليه وسلم- على علوم من الغيب، لا تحتمل الأمة علمها.
١٧. سعة علمه -صلى الله عليه وسلم- بربه وقوة قلبه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، عبد العزيز بن باز، اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى ١٣٨١.
خلاصة الكلام، فيصل المبارك الحريملي، الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لأحمد بن حجر، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩-رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب-عليه تعليقات عبد العزيز بن عبد الله بن باز. الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ).

الرقم الموحد: (5215)

إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله، يُخَوِّفُ الله بهما عباده، وإنهما لا يَنْخَسِفَان لموت أحد من الناس، فإذا رأيتم منها شيئا فَصَلُّوا، وَادْعُوا حتى ينكشف ما بكم

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کے ذریعے سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر انہیں گرہن نہیں لگتا۔ جب تمہیں اللہ کی ان نشانیوں میں سے کوئی نظر آئے تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو یہاں تک کہ تمھیں لاحق ہونے والی وہ کیفیت دور ہو جائے۔

٤٥٧. الحديث:

عن أبي مسعود عُقبة بن عَمْرو الأنصاري البَدْري - رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله، يُخَوِّفُ الله بهما عباده، وإنهما لا يَنْخَسِفَان لموت أحد من الناس، فإذا رأيتم منها شيئا فَصَلُّوا، وَادْعُوا حتى ينكشف ما بكم»

٤٥٧. حدیث:

ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مورفوعاً روایت ہے: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کے ذریعے سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر انہیں گرہن نہیں لگتا۔ جب تمہیں اللہ کی ان نشانیوں میں سے کوئی نظر آئے تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو یہاں تک کہ تمھیں لاحق ہونے والی وہ کیفیت دور ہو جائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بيَّن -صلى الله عليه وسلم- أن الشمس والقمر من آيات الله الدالة على قدرته وحكمته، وأن تغيُّر نظامهما الطبيعي، لا يكون لحياة العظماء أو موتهم كما يعتقد أهل الجاهلية فلا تؤثر فيهما الحوادث الأرضية. وإنما يكون ذلك لأجل تخويف العباد، من أجل ذنوبهم وعقوباتهم فيجددوا التوبة والإنابة إلى الله تعالى. ولذا أرشدهم أن يفزعوا إلى الصلاة والدعاء، حتى ينكشف ذلك عنهم وينجلي، ولله في كونه أسرار وتدبير.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو اس کی قدرت اور حکمت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ ان کے فطری نظام میں تبدیلی بڑے لوگوں کی زندگی یا موت کی وجہ سے نہیں ہوتی جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا۔ لہٰذا زمین پر رونما ہونے والے واقعات ان پر اثر انداز نہیں ہوتے ہیں ایسا تو بندوں کو ان کے گناہوں اور ان پر ملنے والی سزاؤں سے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے تا کہ وہ نئے سرے سے اللہ سے توبہ کریں اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ان کی راہنمائی فرمائی کہ جب تک یہ گرہن زائل نہ ہو جائے اور چھٹ نہ جائے تب تک وہ نماز اور دعا میں لگے رہیں۔ اور اللہ تعالی کے اپنی کائنات میں بہت سے اسرار اور انداز تصرف ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الكسوف والخسوف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إن الشمس والقمر : ذاتهما وسيرهما وما يحدث فيهما.
- آيتان : علامتان على كمال علم الله وقدرته وحكمته.
- يُخَوِّفُ الله بهما عباده : يوقع الخوف في قلوبهم عند انكسافها.
- يَنْخَسِفَان : الخسوف والكسوف بمعنى واحد وهو ذهاب ضوء الشمس أو القمر.
- لموت أحد : لأجل موت أحد.
- منها : من آيات الله التي يخوف بها عباده.

- ادعوا : اسألوا الله المغفرة والرحمة وأن يكشف ما نزل بكم.
- حتى ينكشف : يزول وينجلي.
- ما بكم : حل بكم ونزل عليكم.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الصلاة والدعاء عند الكسوف والخسوف، رجوعاً إلى الله.

٢. أن انتهاء الصلاة يكون بالتجلي -أي انتهاء الكسوف- فإن انتهت قبل التجلي تضرعوا ودعوا، حتى يزول ذلك

٣. ظاهر الحديث أنهم يصلون، ولو صادف وقت نَهْي؛ لأنها من ذوات الأسباب التي تصلى عند وجود سببها مطلقا

٤. أن الحكمة في إيجاد الكسوف أو الخسوف، هو تخويف العباد، وإنذارهم بعقاب الله تعالى، وإزعاج القلوب الساكنة بالغفلة وإيقاظها وإطلاع الناس على نموذج مما يقع يوم القيامة.

٥. أن الشمس والقمر آيتان من آيات الله -تعالى- الدالة على عظيم قدرته وواسع رحمته وعلمه.

٦. أنهما لا ينكسفان لموت أحد من الناس

٧. أن صلاة الكسوف تفعل عند رؤيته ولا يعتمد فيها على حساب الفلكيين.

٨. ينبغي الخوف عند رؤية التغيرات العلوية السماوية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ ه صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3101)

إن الصائم تصلي عليه الملائكة إذا أُكِلَ عنده حتى يَفْرغُوا

جب کسی روزے دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو جب تک کھانے والے کھانے سے فارغ نہیں ہوجاتے فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

٤٥٨. الحديث:

عن أم عمارة الأنصارية -رضي الله عنها-: أن النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- دخلَ عليها، فقدَّمَتْ إليه طعاماً، فقال: «كُلِي» فقالتْ: إني صَائِمةٌ، فقالَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «إنَّ الصَائِمَ تُصَلِّي عليه المَلائكةُ إذا أُكِلَ عندَه حتى يَفْرغُوا» وربما قال: «حتى يَشْبَعُوا».

٤٥٨. حدیث:

ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں روزہ سے ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی روزے دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو جب تک کھانے والے کھانے سے فارغ نہیں ہوجاتے فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ یا پھر شاید آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ سیر نہ ہوجائیں۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

عن أم عمارة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل عليها، فقدمت له بطعام، فقال لها: "كلي"، فقالت: إني صائمة، فقال النبي -أي: تفريحاً بإتمام صومها- "إن الصائم إذا أكل عنده"، أي: ومالت نفسه إلى المأكول، واشتد صومه عليه، قوله: "صلت عليه الملائكة"، أي: استغفرت له عوضاً عن مشقة الأكل، قوله: "حتى يفرغوا"، أي: القوم الآكلون من أكل طعامه، فإن حضور الطعام يهيج شهوته للأكل، فلما قمع شهوته وكف نفسه امتثالاً لأمر ربه، ومحافظة على ما يقربه إليه، ويرضيه عنه، عجبت الملائكة من إذلاله لنفسه في طاعة ربه فاستغفروا له، والحديث شامل لصوم الفرض والنفل.
والحديث لا يحتج به لضعفه.

اجمالی معنی:

ام عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں روزے سے ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے روزے کو مکمل کرنے کی ترغیب دینے کے لیے فرمایا: "جب روزے دار کے سامنے کھایا جاتا ہے۔" اوراس کا دل کھانے کی شے کی طرف مائل ہوجاتا ہے اوراس کا روزہ اس کے لیے سخت ہوجاتا ہے تو "صلت علیہ الملائکۃ" کھانے کی وجہ سے اسے جس مشقت کا سامنا ہوتا ہے اس کے بدلے میں فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ "حتی یفرغوا"۔ یہاں تک کہ کھانا کھانے والے کھانے سے فارغ ہوجائیں۔ کھانے کا سامنے ہونا کھانے کی رغبت کو انگیخت دیتا ہے۔ جب روزے دار اپنی شہوت کو دبا لیتا ہے اور اپنے رب کے حکم کی اطاعت میں اپنے نفس کو روک لیتا ہے اور اس چیز کی حفاظت کرتا ہے جو اسے اس کے رب کے قریب کرتی ہے اوراس کی رضا کا باعث ہوتی ہے تو فرشتے حیران ہوتے ہیں کہ کیسے اس نے اپنے رب کی اطاعت میں اپنے نفس کو رام کرلیا۔ چنانچہ وہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ حدیث فرض اور نفل دونوں اقسام کے روزں کو شامل ہے۔ تاہم اس حدیث کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ ضعیف ہے۔ دیکھیے: مرقاۃ المفاتیح (٥٧٨/٤)، فیض القدیر (٣٥٩/٢)، بہجۃ الناظرین (٣٩٢/٢).

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: أم عمارة نسيبة بنت كعب -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تصلي عليه الملائكة : تستغفر له.
- يفرغوا : ينتهوا.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل من أُكل عنده وهو صائم.
٢. استحباب زيارة أهل الفضل أتباعهم، ولو كان المزور امرأة إذا أمنت الفتنة والتهمة.
٣. إكرام الضيف.

المصادر والمراجع:

-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. -تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ -وهو سنن الترمذي، للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف-الرياض، الطبعة الأولى, ١٤١٢هـ -سنن ابن ماجه، للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. -فيض القدير شرح الجامع الصغير، تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ -المسند، للإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. -مسند الدارمي -المعروف بـ: سنن الدارمي-، للإمام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، تحقيق حسين سليم، دار المغني-الرياض، الأولى، ١٤٢١هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10117)

إن العبد إذا نصح لسيده، وأحسن عبادة الله، فله أجره مرتين

بے شک اگر کوئی غلام اپنے آقا کا خیر خواہ رہے، اور اللہ کی عبادت بہترین طریقے سے کرے تو اس پر اس (غلام) کو دوہرا اجر ملے گا۔

٤٥٩. الحديث:

عن ابن عمر-رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إن العبد إذا نصح لسيده، وأحسن عبادة الله، فله أجره مرتين». عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «المملوك الذي يحسن عبادة ربه، ويُؤدي إلى سيده الذي عليه من الحق، والنصيحة، والطاعة، له أجران».

٤٥٩. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اگر کوئی غلام اپنے آقا کا خیر خواہ رہے اور اللہ کی عبادت بہترین طریقے سے کرے تو اس پر اس (غلام) کو دوہرا اجر ملے گا۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ایسا غلام جو اپنے رب کی عبادت بہترین طریقے سے کرے اور اس پر اپنے آقا کا جو حق اس پر واجب ہے اسے ادا کرے، اس کا خیر خواہ اور فرماں بردار رہے تو اس عمل پر اس (غلام) کو دوہرا اجر ملے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان فضل الله على العبد الذي يُؤدي حق ربه بفعل الطاعات، وحق سيده بخدمته ورعاية مصالحه، وأنَّه ينال بذلك الأجر مرتين.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس غلام پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی کا بیان ہے، جو اپنے رب کا حق اطاعت ادا کر کے اور اپنے آقا کا حق اس کی خدمت اور اس کے مفادات کی پاسداری کر کے ادا کرتا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس پر وہ دوہرا اجر پائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > العتق

راوي الحديث: حديث ابن عمر رضي الله عنه متفق عليه. حديث أبي موسى رضي الله عنه رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العبد : أي المملوك ذكراً كان أو أنثى.
- نصح لسيده : أي : قام بخدمته قدر طاقته وحسب استطاعته.
- وأحسن عبادة الله : جاء بها مستوفية للأركان والشروط والآداب.
- فله أجره مرتين : لقيامه بعبادة ربه وبخدمة سيده.
- يؤدي : أي : يُعطي.
- الذي عليه : ما وجب عليه.
- الطاعة : أي : في غير معصية الله عز وجل.

فوائد الحديث:

١. فضل المملوك الذي يُؤدي حق الله وحق مواليه.
٢. أنَّ العبد راعٍ في مال سيده وهو مسؤول عن رعيته.
٣. صلاح العبد يكون بإحسان العبادة والنصح للسيد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى,١٤٣٠ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي.الطبعة الأولى١٤١٨ه.

الرقم الموحد: (5025)

إن العين تدمع والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضي ربنا، وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون

٤٦٠. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل على ابنه إبراهيم -رضي الله عنه- وهو يجود بنفسه، فجعلت عينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تذرفان. فقال له عبد الرحمن بن عوف: وأنت يا رسول الله؟! فقال: «يا ابن عوف إنها رحمة» ثم أتبعها بأخرى، فقال: «إن العين تدمع والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضي ربنا، وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

دخل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على ابنه إبراهيم -رضي الله عنه- وهو يقارب الموت، فجعلت عينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يجري دمعهما فقال له عبد الرحمن بن عوف: وأنت يا رسول الله على معنى التعجب، أي الناس لا يصبرون على المصيبة وأنت تفعل كفعلهم؟ كأنه تعجب لذلك منه مع عهده منه أنه يحث على الصبر وينهى عن الجزع، فأجابه بقوله: إنها رحمة. أي الحالة التي شاهدتها مني هي رقة القلب على الولد ثم أتبعها بجملة أخرى فقال: إن العين تدمع والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضي ربنا أي لا نتسخط ونصبر، وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون، فالرحمة لا تنافي الصبر والإيمان بالقدر.

آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر زبان سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

٤٦٠. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو آخری سانسیں لے رہے تھے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ اللہ کے رسول! آپ بھی رو رہے ہیں؟! آپ ﷺ نے فرمایا: اے عوف کے بیٹے! (بے صبری نہیں) یہ تو رحمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مزید فرمایا "آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر زبان سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس تشریف لائے جو قریب المرگ تھے۔ اس پر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ یہ دیکھ کر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تعجب بھرے انداز میں کہا کہ: یا رسول اللہ! آپ بھی ایسے کر رہے ہیں؟ یعنی لوگ مصیبت پر صبر نہیں کرتے اور آپ ﷺ بھی انہی کی طرح کر رہے ہیں؟۔ گویا کہ ان کو آپ ﷺ کے اس فعل سے تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے تو یہی دیکھا تھا کہ آپ ﷺ انہیں صبر کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور انہیں بے صبری سے منع کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ رحم دلی کی وجہ سے ہے یعنی جو حالت تم نے دیکھی یہ بچے پر شفقت کی بدولت ہے۔ پھر آپ نے مزید فرمایا کہ آنکھ سے آنسو جاری ہیں، دل غمزدہ ہے تاہم ہم کہیں گے وہی بات جو ہمارے رب کو راضی کرے گی یعنی ہم (اللہ کی رضا پر) ناگواری کا اظہار نہیں کریں گے بلکہ صبر کریں گے۔ اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کی وجہ سے غمگین ہیں۔ رحم دلی صبر اور تقدیر پر ایمان کے منافی نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > التعزية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يجود بنفسه : يخرجها
- تذرفان : يجري دمعهما.
- وإنا لفراقك : ونحن بسبب مفارقتك إيانا

فوائد الحديث:

١. وجوب التسليم والرضى بقضاء الله وقدره.
٢. جواز البكاء على من كان في النزع الأخير أو من مات، من غير سخط لأمر الله.
٣. جواز الاعتراض على من خالف فعله ظاهر قوله ليظهر الفرق.
٤. جواز الإخبار عن الحزن وإن كان الكتمان أولى.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧ه. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح-، لعلي الملا الهروي القاري -الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان - الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني -الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ - رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي-قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب.

الرقم الموحد: (5026)

إن الله تجاوز عن أمتي ما حدثت به أنفسها، ما لم تعمل أو تتكلم

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے ان خیالات کو معاف کردیا، جوان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک ان پر عمل نہ کرلیں یا زبان سے ادا نہ کردیں

٤٦١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الله تَجَاوَزَ عن أمتي ما حَدَّثَتْ به أَنْفُسَهَا، ما لم تَعْمَلْ أو تتكلم» قال قتادة: «إذا طَلَّقَ في نفسه فليس بشيء».

٤٦١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے ان خیالات کو معاف کردیا، جوان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک ان پر عمل نہ کرلیں یا زبان سے ادا نہ کردیں"۔ قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: "اگر کسی نے اپنے دل میں طلاق دے دی، تو اس کا اعتبار نہیں ہو گا"۔ (جب تک زبان سے نہ کہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان أن العبد لا يؤاخذ بحديث النفس والهواجس التي تمر في خاطره، قبل التكلم به والعمل به، وهو أيضًا حجة في أن الطلاق لا يقع بحديث النفس؛ لأنه ليس كلامًا، وهذه الأحكام مرتبة على اللفظ وليس على عمل القلب.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ بندے کے دل میں آنے والے خیالات اورافکار پراس وقت تک مواخذہ نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ ان خیالات وافکار کو زبان پر نہ لے آئے اوران پر عمل پیرا نہ ہوجائے۔ اور یہ اس بات کی بھی حجت و دلیل ہے کہ صرف دل میں کہنے سے طلاق نہیں واقع ہوگی؛ اس لیے کہ یہ کلام نہیں ہے، اور یہ احکام قلبی عمل پر نہیں، بلکہ زبان سے ادن کرنے پر مرتب ہوتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > ألفاظ الطلاق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- تجاوز : عفا وصفح وسامح.
- أمتي : أمة الإجابة.
- حدَّثت به أنفسها : ما يخطر بالقلب من الوسوسة.
- ما لم تعمل : أي : بذلك الخاطر
- إذا طلق في نفسه فليس بشيء. : أي إذا طلق سراً في نفسه فليس بطلاق واقع.

فوائد الحديث:

١. أن الله -تبارك وتعالى- تجاوز وعفا عن الأفكار والهواجس التي تطرأ على النفس، فيحدّث الإنسان بها نفسه، وتمر على خاطره.
٢. أنَّ الطلاق إذا فكَّر فيه الإنسان، وعرض في خاطره، ولكنه لم يتكلم به ولم يكتبه، فإن حديث نفسه به وتفكيره فيه لا يعتبر طلاقًا.
٣. مفهوم الحديث أن الإنسان إذا تكلم بالحكم الشرعي، كأن يلفظ بالطلاق، أو يفعل بأن يكتبه؛ أنه يقع عليه، ولا يعذر حينئذٍ.

المصادر والمراجع:

-منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد

فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - حاشية السندي على سنن ابن ماجه، للسندي. الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام، للمغربي. الناشر: دار هجر. الطبعة: الأولى.

إن الله عز وجل زادكم صلاة، فصلوها فيما بين صلاة العشاء إلى صلاة الصبح، الوتر الوتر.

بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں مزید ایک نماز دی ہے اس کو نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کے مابین ادا کرو اور وہ وتر ہے وتر ہے۔

٤٦٢. الحديث:

عن أبي تَمِيم الجَيْشَانِيِّ قال: سمعت عمرو بن العَاص يقول: أخبرني رَجُل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «إن الله عز وجل زَادَكُمْ صلاة فصلُّوها فيما بَيْن صلاة العِشَاء إلى صلاة الصُّبح، الوِتر الوِتر»، أَلَا وإِنَّه أبو بَصْرَة الغِفَاري، قال أبو تَميم: فكنت أنا وأبو ذَرٍ قاعِدَين، قال: فأخذ بِيَدِي أبو ذَرٍّ فانطلقنا إلى أبي بَصْرة فوجدناه عند الباب الذي يَلِي دار عَمرو بن العاص، فقال أبو ذَرٍّ: يا أبا بَصْرَة آنت سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: «إن الله عز وجل زَادَكُمْ صلاة، فصلُّوها فيما بَيْن صلاة العشاء إلى صلاة الصُّبح الوِتر الوِتر؟» قال: نعم، قال: أَنْتَ سَمِعْتَه؟ قال: نعم، قال: أنت سمعته؟ قال: نعم.

٤٦٢. حدیث:

ابو تمیم جیشانی فرماتے ہیں کہ: میں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اصحاب رسول میں سے کسی نے یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إن الله عز وجل زَادَكُمْ صلاة فصلُّوها فيما بَيْن صلاة العِشَاء إلى صلاة الصُّبح الوتر الوتر» (بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں مزید ایک نماز عطا کی ہے اس کو نماز عشاء اور نماز فجر کے مابین ادا کرو اور وہ وتر ہے وتر ہے) خبردار! (جنھوں نے خبر دی) وہ ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو تمیم کہتے ہیں کہ میں اور ابوذر دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوذر نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ابوبصرہ کی طرف چل نکلے۔ ہم ان کے گھر کے دروازے پر آئے جو کہ عمرو بن عاص کے گھر کے ساتھ ہی تھا۔ ابوذر نے کہا اے ابوبصرہ! کیا تو نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا؟ «إن الله عز وجل زَادَكُمْ صلاة فصلُّوها فيما بَيْن صلاة العِشَاء إلى صلاة الصُّبح الوِتر الوِتر» (بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں مزید ایک نماز دی ہے اس کو نماز عشاء اور نماز فجر کے مابین ادا کرو اور وہ وتر ہے وتر ہے)۔ فرمایا: ہاں۔ کہا کیا تو نے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر کہا کہ کیا تو نے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"إن الله عز وجل زَادَكُمْ صلاة" المعنى: أن الله - تعالى- زادهم صلاة لم يكونوا يصلونها من قَبْل على تلك الهيئة والصورة، وهي: الوتر، وهذا وارد على سبيل الامتنان، كأنه قال: إن الله فَرض عليكم الصلوات الخَمس ليؤجركم بها ويثيبكم عليها، ولم يَكتف بذلك، فشرع لكم التهجد والوتر؛ ليزيدكم إحسانا على إحسان، "فصلُّوها" وهذا أمر، والأصل في الأمر الوجوب، لكن هذا الحديث وغيره من الأحاديث التي ظاهرها وجوب صلاة الوتر؛ قد صُرفت بالأدلة الصريحة الصحيحة. ثم جاء تحديد وقت صلاة الوتر الزماني: "فيما بَيْن صلاة العشاء إلى صلاة الصُّبح" يعني: أن وقت صلاة الوتر يدخل بعد الفَراغ من صلاة العشاء، فإذا صلَّى العشاء دخل وقت صلاة الوتر، ولو جَمعها مع المَغرب جمع تقديم،

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: ''إن الله عز وجل زَادَكُمْ صلاة'' (بے شک اللہ عزوجل نے تمہارے لیے ایک نماز زیادہ کی ہے) اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید ایک ایسی نماز دی تھی جس کو وہ پہلے اس کیفیت اور انداز سے نہیں پڑھتے تھے اور وہ وتر ہے۔ اور یہ بطور احسان وارد ہوئی ہے جیسا کہ فرمانِ رسول ہے: ''إن الله فَرض عليكم الصلوات الخَمس ليؤجركم بها ويثيبكم عليها، ولم يكتف بذلك، فشرع لكم التهجد والوتر؛ ليزيدكم إحسانا على إحسان''۔ (اللہ تعالیٰ نے تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں تاکہ تمہیں اجر و ثواب سے نوازے لیکن اسی پر اکتفا نہیں بلکہ تمہارے لیے تہجد اور وتر کو بھی مشروع کیا ہے تاکہ تم پر مزید احسان پر احسان کرے)۔ "فصلُّوها" (لہذا، اس کو پڑھو) یہ حکم ہے اور قاعدہ یہی ہے کہ حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ اس حدیث اور دیگر اس جیسی احادیث کے ظاہر سے اس نماز کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن بہت سارے صحیح اور صریح دلائل نے اس کو وجوب سے پھیر دیا ہے یعنی وتر کی نماز فرض نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد نماز وتر کی ادائیگی کے لیے وقتِ زمانی کا

وأمَّا آخر وقتها فطلوع الفجر، فإذا طلع الفجر خرج وقت صلاة الوتر، وإن كان فيها أتمها. ثم قال عمرو بن العاص رضي الله عنه: "ألا وإنه أبو بَصْرَة الغِفَاري" أن الذي أخبر عمرو بن العاص هو: أبو بَصْرَة الغِفَاري رضي الله عنه." قال أبو تَميم: فكنت أنا وأبو ذَرٍ قاعِدَين، قال: فأخذ بِيَدِي أبو ذَرٍّ فانطلقنا إلى أَبِي بَصْرة، فوجدناه عند الباب الذي يَلِي دار عَمرو بن العاص" يعني: أنه بعد أن بَلغهما الخَبَر عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أرادا التأكد من صحته، فذهبا إلى أَبِي بَصْرَة -رضي الله عنه-، فلما وصلا إلى أبي بصرة -رضي الله عنه- سأله أبو ذر عن صحت ما نقله عن النبي -صلى الله عليه وسلم- "قال: نعم، قال: أنت سَمعته؟ قال: نعم، قال: أنت سمعته؟ قال: نعم"، فأكَّد لهما أنَّ ما نُقِل عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "إن الله زادكم صلاة.." صحيح.

تعین کیا جوکہ : "فيما بَيْن صلاة العشاء إلى صلاة الصّبح" (نماز عشاء اور نماز فجر کے ما بین) یعنی نماز وتر کا وقت نماز عشاء سے فارغ ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ جب نماز عشاء پڑھ لی تو نماز وتر کا وقت شروع ہو جاتا چاہے جمع تقدیم کرتے ہوئے عشاء کو مغرب کے ساتھ جمع کر لیا گیا ہو۔ اور اس کا آخری وقت طلوعِ فجر ہے۔ جب فجر طلوع ہوگئی نماز وتر کا وقت ختم ہوگیا، اوراگر وقت ہے تو اسے پورا کرے۔ پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا : "ألا وإنه أبو بَصْرَة الغِفَاري" (خبردار! وہ ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ ہیں) یعنی جس نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خبر دی تھی وہ ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ تھے۔ ابو تمیم کہتے ہیں کہ : فكنت أنا وأبو ذَرٍ قاعِدَين، قال : فأخذ بِيَدِي أبو ذَرٍّ فانطلقنا إلى أبِي بَصْرة فوجدناه عند الباب الذي يَلِي دار عَمرو بن العاص (میں اور ابو ذر دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو ذر نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ابو بصرہ کی طرف چل نکلے۔ ہم ان کے گھر کے دروازے پر آئے جوکہ عمرو بن عاص کے گھر کے ساتھ ہی تھا) یعنی جب ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے یہ خبر ملی تو اس کی صحت کی تاکید کے لیے دونوں ابو بصرہ رضی اللہ عنہ کی طرف چل نکلے۔ جب ان کی ملاقات ابو بصرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ان سے نبی کریم ﷺ سے نقل کی جانے والی بات کی صحت کے بارے میں پوچھا "قال : نعم، قال : أنت سَمعته؟ قال : نعم، قال : أنت سمعته؟ قال : نعم." (تو انہوں نے کہا : ہاں۔ کہا کیا تو نے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا : ہاں۔ پھر کہا کہ کیا تو نے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا : ہاں)۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کرنے والی بات "إن الله زادكم صلاة" کے بارے میں تاکید کے ساتھ بتایا کہ یہ صحیح ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: أبو بَصْرَة الغِفَاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. فضل الله -تعالى- على عباده، حيث يَمُنُّ عليهم بعباد ليزيد في حسناتهم، ويرفع في درجاتهم.
٢. هذا الحديث من الأحاديث التي ظاهرها الوجوب؛ ولكن قد صُرف ظاهره بالأدلة الصحيحة الصريحة إلى توكيد سنِّية الوتر.
٣. بيان وقت صلاة الوِتر، وهو: ما بَيْن صلاة العشاء إلى طلوع الفجر؛ فلا يشرع الوتر إلا في وقته.
٤. حِرص الصحابة على التَّثبت من نَقْل حديث رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. صحيح الترغيب والترهيب، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة: الخامسة. معالم السنن (شرح سنن أبي داود)، أبو سليمان حمد بن محمد المعروف بالخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، حلب، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ ١٩٣٢م. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز،

مكة المكرمة، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤١٧ هـ، ١٩٩٧م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م.

إن الله عز وجل قد أمدكم بصلاة، وهي خير لكم من حمر النعم، وهي الوتر، فجعلها لكم فيما بين العشاء إلى طلوع الفجر.

اللہ تعالیٰ نے تمھیں مزید ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اوروہ 'وتر' ہے۔جس کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے عشاء کی نماز سے صبح صادق طلوع ہونے تک کے وقت میں مقرر کیا ہے۔

٤٦٣. الحديث:

عن خَارِجَة بن حُذَافَة -رضي الله عنه- قال: خرج علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال: «إنَّ الله -عزَّ وجل- قد أَمَدَّكُمْ بصلاة، وهي خَير لكُم مِن حُمْر النَّعَم، وهي الوِتْر، فَجَعَلَهَا لكُم فِيما بَيْنَ العِشَاء إلى طُلوعِ الفَجر».

٤٦٣. حدیث:

حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے ، انھوں نے فرمایا : نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا : ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں مزید ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ 'وتر' ہے۔جس کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے عشاء کی نماز سے صبح صادق طلوع ہونے تک کے وقت میں مقرر کیا ہے۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

حديث خارجة بن حذافة -رضي الله عنه- في بيان فضيلة الوتر، حيث قال -عليه الصلاة والسلام-: "إن الله -عز وجل- قد أَمَدَّكُمْ": يعني: زادَكم في العَمل بالطاعات، ورتَّب على المحافظة عليها فضلا عظيما. "بصلاة": المراد بالصلاة هنا: صلاة الوتر، كما سيأتي في الحديث. ثم بَيَّن -صلى الله عليه وسلم- فَضْلَها، فقال: "وهي خَير لكم من حُمْر النَّعَم" النَّعَم: تطلق على الإبل، والبَقر، والغَنم، والمُراد به هنا: الإبل. والمعنى: خير لكم من أن تحصلوا على الإبل ذات الألوان الحَمْراء. وإنما نَص النبي -صلى الله عليه وسلم- على الإبل دون غيرها من الأموال؛ لأن الإبل الحُمر من أشرف وأنْفَس الأموال عندهم، فلمَّا كان الأمر كذلك: بَيَّن لهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن فضل صلاة الوِتر خير لهم من تحصيل تلك الأموال. وبعد هذا التشويق النبوي، بَيَّن النبي -صلى الله عليه وسلم- الصلاة المُرَغَّب فيها -وهذا لكمال نصحه؛ حتى تَحْرِص أمَّته على الإقبال على هذه الصلاة، وعدم التفريط فيها-، بقوله: "وهي الوِتْر" فصلاة الوتر، والمحافظة عليها أفضل لهم من جَمع الأموال النَّفِيسة، سواء كانت من الإبل أو غيرها. ثم بَيَّن لهم وقتها، بقوله: "فجَعلها لكم فيما بَيْنَ العِشَاء

اجمالی معنیٰ:

خارجہ بن حذافہ کی حدیث میں نماز وتر کی فضیلت بیان کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "إن اللہ عز وجل قد أَمَدَّكُم "(اللہ تعالیٰ نے تمھیں بڑھا دیا ہے) یعنی اطاعت و فرمانبرداری کے کاموں میں بڑھوتری کر دی ہے۔ اور جو اس کی حفاظت کرے گا اس کے لیے اجر عظیم کا سامان مہیا کیا ہے۔ "بصلاۃ" : یہاں نماز سے مراد نماز 'وتر' ہے جیسا کہ آگے حدیث میں آئے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا : "وہی خَیر لکم من حُمُر النَّعَم "(کہ یہ تمھارے لیے سرخ نعمت سے زیادہ بہتر ہے) 'النَّعَم' کا اطلاق اونٹ، گائے اور بکری سب پر ہوتا ہے لیکن یہاں پر اونٹ ہی مراد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نماز سرخ رنگ کے اونٹوں کے حصول سے زیادہ بہتر ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے دیگر اموال کو چھوڑتے ہوئے اونٹوں کو بطور نص بیان کیا ہے کیونکہ اہل عرب کے نزدیک سرخ اونٹ بہت قیمتی اور گراں مال تصور کیے جاتے تھے۔ جب بات اس حد تک ہوگئی تو پھر نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ نماز وتر ان کے لیے ان اموال کے حصول سے زیادہ افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ شوق پیدا کرنے کے بعد اپنی مرغوب نماز کی وضاحت کی اور یہ کمالِ نصیحت کا انداز ہے تاکہ امت میں اس نماز کی توجہ پیدا کرنے کے لیے خواہش پیدا کی جائے اور اس میں افراط و تفریط سے بچاتے ہوئے فرمایا "وہی الوِتْر" کہ وہ نماز وتر ہے۔ نماز وتر کی حفاظت تمام دنیوی اموال سے زیادہ افضل ہے وہ مال چاہے اونٹ ہوں یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔ پھر اس نماز کا وقت بیان کرتے ہوئے فرمایا : ''فجعلها لکم فیما بَیْنَ العِشَاء إلی طُلُوعِ الفَجر'' (اس کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے نماز عشاء سے طلوع فجر کے

إلى طُلوع الفَجر" يعني: أن وقت صلاة الوِتر يدخل بعد الفراغ من صلاة العِشاء، فإذا صلَّى العِشاء دخل وقت صلاة الوتر، ولو جَمعها مع المَغرب جمع تقديم، وأما آخر وقتها فطلوع الفجر، فإذا طلع الفجر خرج وقت صلاة الوتر، وإن كان فيها أتمها.

درمیان مقرر کیا ہے) یعنی نمازِ وتر کا وقت نماز عشاء کی ادائیگی کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ جب نماز عشاء ادا کرلی جائے تو نمازِ وتر کا وقت شروع ہوجاتا ہے چاہے جمعِ تقدیم کے ساتھ عشاء کو مغرب کے ساتھ ہی کیوں نہ ملایا جائے۔ اور اس کے وقت کی انتہاء طلوعِ فجر ہے جیسے ہی فجر طلوع ہو جائے گی نمازِ وتر کا وقت ختم ہو جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: خَارِجَة بن حُذَافَة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أَمَدَّكُمْ : الزِّيادة في العَطاء.
- حُمْر : وهو ما لوْنُه أحْمَر.
- النَّعَم : الإبل، والبَقر، والغَنم، ولكنه أكثر ما يُطلق على الإبل، وحُمْر النَّعم: أشرف الأموال عند العَرب.
- الوِتر : الفرد، وهو ضد الشفع.

فوائد الحديث:

١. الترغيب في صلاة الوتر.
٢. فضل صلاة الوتر، وأنَّها تَعْدِل في قيمتها وغلائها أفضل الأموال.
٣. فضل الله -تعالى- على عِباده، حيث يَمُنُّ عليهم بالعِبادة زيادة في حسناتهم، ورِفعة في درجاتهم.
٤. بيان وقت صلاة الوِتر، وهو: ما بَيْن وقت صلاة العشاء الاختياري إلى طلوع الفجر.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى ١٤٣٠ هـ. مشكاة المصابيح، ولي الدين محمد الخطيب التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأَحكَام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11265)

إن الله قد بعث محمدًا -صلى الله عليه وسلم- بالحق، وأنزل عليه الكتاب، فكان مما أنزل عليه آية الرجم، قرأناها ووعيناها وعقلناها، فرجم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ورجمنا بعده

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ اللہ نے آپ پر جو نازل کیا اس میں رجم کی آیت بھی تھی، ہم نے اسے پڑھا، یاد کیا اور سمجھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کی سزا دی اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی۔

٤٦٤. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال وهو جالس على منبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إن الله قد بعث محمدًا -صلى الله عليه وسلم- بالحق، وأنزل عليه الكتاب، فكان مما أُنْزِلَ عليه آية الرجم، قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وعَقِلْنَاهَا، فَرَجَمَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ورجمنا بعده، فأخشى إن طال بالناس زمان أن يقول قائل: ما نجد الرجم في كتاب الله فَيَضِلُّوا بترك فريضة أنزلها الله، وإن الرجم في كتاب الله حَقٌّ على من زنى إذا أَحْصَنَ من الرجال والنساء، إذا قامت البينة، أو كان الحَبَلُ، أو الاعتراف".

٤٦٤. حدیث :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر تشریف فرما تھے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی، اللہ نے آپ پر جو نازل کیا اس میں رجم کی آیت بھی تھی، ہم نے اسے پڑھا، یاد کیا اور سمجھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کی سزا دی اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا دی، مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر ایک لمبا زمانہ گزر جائے گا تو کوئی کہنے والا کہے گا: ہم اللہ کی کتاب میں رجم (کا حکم) نہیں پاتے، تو وہ لوگ ایسے فرض کو چھوڑنے سے گمراہ ہو جائیں گے جسے اللہ نے نازل کیا ہے اور بلاشبہ اللہ کی کتاب میں رجم (کا حکم) عورتوں اور مردوں میں سے ہر ایک پر جس نے زنا کیا، جب وہ شادی شدہ ہو برحق ہے۔ (یہ سزا اس وقت دی جائے گی،) جب شہادت قائم ہو جائے یا حمل ٹھہر جائے یا (زانی کی طرف سے) اعتراف ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صعد عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- المنبر وخطب الناس، فكان مما قاله إن الله بعث محمدًا -صلى الله عليه وسلم- بدين الحق وهو الإسلام، وأنزل عليه خير الكتب وهو القرآن، فكان مما نزل فيه آية الرجم لمن زنى وهو محصن، إلا أنه نسخ لفظها من القرآن وبقي حكمها، وخشي -رضي الله عنه- إن تقادم عهد الناس عن القرآن أن ينكروا حكمها فذكرهم بها، وأنها حق، فكل من زنى وهو محصن وحصل منه نكاح صحيح، أو حصل الإقرار بالزنى والاعتراف به، أو وجد الحمل بغير زوج أو سيد من المرأة وهي محصنة فعليها الرجم، فبهذه الأمور يثبت حد الرجم في حق من زنى.

اجمالی معنی :

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور وہ اسلام ہے۔ آپ ﷺ پر بہترین کتاب نازل فرمائی اور وہ قرآن ہے۔ جس میں آیت رجم بھی نازل کی گئی جو کہ شادی شدہ زانی کے لیے تھی، اس کے الفاظ کو قرآن میں سے منسوخ کر دیا گیا جب کہ اس حکم کو باقی رکھا گیا۔ ان کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ بعد میں آنے والے لوگ قرآن کریم کے اس حکم کے منکر نہ ہو جائیں اس لیے اس کو بیان کر دیا۔ اور یہ بالکل برحق ہے کہ کوئی بھی شادی شدہ شخص جب زنا کرے اور اس کا نکاح صحیح ثابت ہو جائے یا وہ اپنے زنا کا اقرار یا اعتراف کر لے یا پھر بغیر شادی کے حمل وجود میں آ جائے یا پھر عورتوں کے معاملات کا کوئی ماہر یہ بتا دے کہ یہ شادی شدہ ہے تو اس کی سزا رجم ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو زانی کے لیے رجم کی سزا کو ثابت کرتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الزنا

الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- آية الرجم : هي: "الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموهما ألبتة نكالاً من الله، والله عزيز حكيم"، ولفظها منسوخ لكن حكمها باق.
- أحصن : أحصن: مادة "حصن" تدل على المناعة، فيقال: مكان حصين؛ أي: منيع، وأَحصِن الرجل: إذا وطىء في نكاح صحيح.
- قرأناها : تلوناها.
- ووعيناها : حفظناها.
- عقلناها : تدبرناها.
- البيِّنة : ما أبان الحق وأظهره من الأدلة.
- الحبل : يقال: حبلت المرأة حبلاً؛ أي: حملت، فهي حبلى، والحَبَل بفتحتين: هو الحمل.
- فيضلوا بترك فريضة أنزلها الله : أي في الآية المذكورة التي نسخت تلاوتها وبقي حكمها.

فوائد الحديث:

١. أنزل الله آية الرجم في كتابه، فكان نصها: "الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموها ألبتة، نكالاً من الله والله عزيز حكيم" فذكرهم بها أمير المؤمنين -رضي الله عنه.-

٢. الرجم لا يكون إلاَّ في حق المحصَن، والمحصن هو مَن وطىء زوجته -ولو ذمية- في نكاحٍ صحيحٍ، في قبُلها، والزوجان مكلَّفان حرَّان، فإن اختل شرط من هذه الشروط، فلا إحصان لواحد منهما.

٣. الحديث دليل على أن الزنا يثبت بهذه الأمور الثلاثة وهي الإقرار والبينة والحمل، وإن كان الأخير موضع خلاف بين العلماء.

٤. أن آية الرجم كانت من كتاب الله ثم نسخ لفظها وبقي حكمها.

٥. وجوب إقامة الحدود لقوله فيضلوا بترك فريضة.

٦. فضيلة عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، حيث أعلن هذا الحكم وذكّر به وقرنه مع شهادة التوحيد ونبوة محمد -صلى الله عليه وسلم.-

٧. إثبات أن القرآن كلام الله -تعالى-، وأن الله -تعالى- له صفة العلو.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام-مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان-عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- البدرُ التمام شرح بلوغ المرام تأليف الحسين بن محمد بن سعيد ، المعروف بالمَغرِبي - المحقق: علي بن عبد الله الزبن: دار هجر الطبعة: الأولى- ١٤١٤ هـ - ١٩٩٤ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية. الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ.

الرقم الموحد: (58231)

إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام

٤٦٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول عام الفتح وهو بمكة: «إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخِنزير والأصنام»، فقيل: يا رسول الله أرأيت شحوم الميتة، فإنه يُطلى بها السفن، ويُدهن بها الجلود، ويَستصبِح بها الناس؟ قال: «لا، هو حرام» ، ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-عند ذلك: «قاتل الله اليهود، إن الله حرم عليهم الشحوم، فأَجْمَلوه، ثم باعوه، فأكلوا ثمنه».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاءت هذه الشريعة الإسلامية السامية، بكل ما فيه صلاح للبشر، وحذّرت من كل ما فيه مضرة فأباحت الطيبات وحرمت الخبائث، ومن تلك الخبائث المحرمة هذه الأشياء الأربعة المعدودة في هذا الحديث، حيث ذكر جابر أنه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- ينهى عن بيعها بمكة عام الفتح, فالخمر والميتة والخنزير والأصنام, لا يحل بيعها ولا أكل ثمنها, لأنها عناوين المفاسد والمضار، ثم ذكر جابر أن بعض الصحابة قالوا: يا رسول الله! أرأيت شحوم الميتة؟ فإنه يطلى بها السفن لسد المسام الخشبية فلا تغرق، ويدهن بها الجلود فتلين، ويستصبح بها الناس أي يشعلون بها سرجهم، فقال -صلى الله عليه وسلم-: (هو حرام), ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عند ذلك -منبها على أن التحيل على محارم الله، سبب لغضبه ولعنه-: لعن الله اليهود, إن الله -سبحانه- لما حرم عليهم شحوم الميتة، أذابوه، ثم باعوه, مع كونه حرم عليهم، فأكلوا ثمنه. والضمير في قوله: "هو حرام" قيل: هو راجع إلى

اللہ اوراس کے رسول نے شراب، مردار، سوراور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔

٤٦٥. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کے سال جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ اوراس کے رسول نے شراب، مردار، سوراور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے“۔ اس پر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے کشتیوں پر ملا جاتا ہے، کھالوں پر لگایا جاتا ہے اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں وہ حرام ہے“۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ، یہودیوں کو برباد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی حرام کی، تو ان لوگوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس عظیم اسلامی شریعت میں انسانی خیر و درستگی سے متعلق تمام امور کو سمیٹ دیا گیا اور ہر اس امر پر تنبیہ کر دی گئی، جس میں ضرر پنہاں ہو؛ چنانچہ تمام پاکیزہ چیزوں کو مباح کر دیا گیا اور ہر قسم کی خبیث چیزوں کو حرام قرار دے دیا گیا اور انہی حرام و گندی چیزوں میں سے چار چیزیں اس حدیث میں گنائی گئی ہیں۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں ان اشیا کی خرید و فروخت سے منع فرماتے سنا۔ لہذا شراب، مردار، سوراور بتوں کی خرید و فروخت حرام ہے اوران کی قیمت کا کھانا بھی حرام ہے؛ کیوں کہ یہی بگاڑ و فساد اور ضرر رساں اثرات عام کرنے کے سر فہرست ذرائع ہیں! پھر جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے کشتیوں پر ملا جاتا ہے؛ تاکہ لکڑی کے چھوٹے سوراخوں کو بند کیا جائے کہ کشتیاں غرق نہ ہونے پائیں، کھالوں میں بطور تیل لگایا جاتا ہے؛ تاکہ جلد نرم و ملائم ہو جائے اوراس سے لوگ اپنے چراغ بھی روشن کرتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب حرام ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس موقع پر خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محرمات کے تئیں حیلہ سازی اختیار کرنا، اس کے غضب اور یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمانے کی طرح لعنت کو دعوت دینے کا ذریعہ ہے؛ کیوں کہ اللہ سجانہ و تعالیٰ نے جب ان پر مردار کی چربی کو حرام کیا، تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور پھر اس کو فروخت

البيع، وقيل راجع إلى الاستعمال, وكونه راجعا إلى الانتفاع والاستعمال هو ما مالت إليه اللجنة الدائمة, وعلى هذا الرأي يحرم الانتفاع بشحوم الميتة، أو أي جزء منها، إلا ما خص بالدليل، كجلد الميتة إذا دبغ، والعلة والله أعلم من تحريم الانتفاع بشحوم الميتة فيما ذكر في الحديث نجاستها، فما حرم عينه لنجاسته حرم ثمنه والانتفاع به، وحرم تناوله من باب أولى.

کیا اور ان کے لیے اس چیز کے حرام ہونے کے باوجود اس کی قیمت کھائی۔ آپ ﷺ کے قول "ھو حرام" کی ضمیر کا مرجع ،ایک قول کے مطابق فروخت ہے اور ایک دوسرے قول کے مطابق اس کا استعمال ہے۔ جب کہ "لجنۃ دائمۃ" نے انتفاع و استعمال (دونوں) کو مرجع قرار دیا اور اس فتوی کے مطابق، مردار کی چربی یا اس کے کسی بھی جزسے انتفاع حرام ہے، الایہ کہ اس عموم کو خاص کرنے والی کوئی دلیل ثابت ہو، جیسے مردار کا دباغت دیا گیا چرم۔ حدیث میں ذکر کردہ، مردار کی چربی سے استفادہ کو حرام قرار دینے کی علت، اس کی نجاست ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔ چنانچہ جس چیز کی اصل نجس ہونے کی بنا پر حرام ہوگی، اس کی قیمت اور اس سے انتفاع بھی حرام ہوگی اور اس کا کھانا تو بدرجہ اولی حرام ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: تتمة ابن رجب للأربعين النووية.

معاني المفردات:

- عام الفتح : فتح مكة، وكان في رمضان سنة ثمان من الهجرة.
- حرَّم : بإفراد الضمير، وإن كان المقام يقتضي التثنية، إشارة إلى أن أمر النبي صلى الله عليه وسلم ناشيء عن أمر الله، وهو نحو قوله تعالى: (والله ورسوله أحق أن يرضوه).
- المَيتة : بفتح الميم، ما زالت عنه الحياة بغير ذكاة شرعية.
- هو حرام : بيعها حرام، ومن العلماء من حمل قوله (هو حرام) على الانتفاع فقال: يحرم الانتفاع بها.
- أَجْمَلوه : أذابوه.
- الخمر : هي كل ما أسكر وخامر العقل.
- قاتل الله اليهود : لعنهم الله، لما ارتكبوه من هذه الحيلة الباطلة.

فوائد الحديث:

١. تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام.
٢. أن كل ما حرم الله الانتفاع به مطلقا يحرم بيعه وأكل ثمنه.
٣. يحرم الانتفاع بشحوم الميتة، أو أي جزء منها، إلا ما خص بالدليل، كجلد الميتة إذا دبغ, وكذلك كل ما حرم عينه لنجاسته حرم ثمنه والانتفاع به، وحرم تناوله من باب أولى.
٤. أن ما حرمه الله -تعالى- فقد حرمه رسوله -صلى الله عليه وسلم-، وما حرمه الرسول فقد حرمه الله.
٥. كل حيلة يتوصل بها إلى تحليل محرم فهي باطلة.
٦. تحريم ما مفسدته راجحة على مصلحته، وفي هذا احتمال أدنى المفسدتين لدفع أعظمها، وتفويت أدنى المصلحتين لتحصيل أعلاهما.
٧. تأكيد الخبر بذكر زمانه ومكانه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى, اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء, جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش, الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع – الرياض. -الشرح الممتع على زاد المستقنع, محمد بن صالح بن محمد العثيمين, دار ابن الجوزي, الطبعة:

الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨ هـ -كشف اللثام شرح عمدة الأحكام, محمد بن أحمد بن سالم السفاريني الحنبلي, تحقيق نور الدين طالب, وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - الكويت، دار النوادر - سوريا, الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام, عبد الله بن عبد الرحمن البسام, تحقيق محمد صبحي حلاق, مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (4556)

إن الله يدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة: صانعه يحتسب في صنعته الخير، والرامي به، وَمُنْبِلَهُ

٤٦٦. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن الله يدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة: صانعه يحتسب في صنعته الخير، والرامي به، وَمُنْبِلَهُ. وارموا واركبوا، وأن ترموا أحب إلي من أن تركبوا. ومن ترك الرمي بعد ما علمه رَغْبَةً عنه فإنها نعمة تركها» أو قال: «كفرها».

درجة الحديث: إسناده ضعيف

المعنى الإجمالي:

الحديث بيانٌ لفضل المتعاونين على الخير، وأنَّ كلّ من شارك في فعل الخير نال أجره من الله تعالى، فالسهم الذي قتل الكافر قد اشترك فيه صانعه وناقله والرامي به وكلهم يدخلون الجنة. وفيه بيان فضل الرمي في سبيل الله، والوعيد على من تركه بدون عذر. والحديث ضعيف ولكن يدل على هذا المعنى حديث: «ما من مسلم يغرس غرسا، أو يزرع زرعا، فيأكل منه طير أو إنسان أو بهيمة، إلا كان له به صدقة» متفق عليه، وحديث: «إنما الأعمال بالنيات» متفق عليه وغيرهما، وبالنسبة للشق الثاني يدل على معناه حديث سلمة بن الأكوع رضي الله عنه، قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم على نفر من أسلم ينتضلون، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «ارموا بني إسماعيل، فإن أباكم كان راميا ارموا، وأنا مع بني فلان» قال: فأمسك أحد الفريقين بأيديهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما لكم لا ترمون؟»، قالوا: كيف نرمي وأنت معهم؟ قال النبي صلى الله عليه وسلم: «ارموا فأنا معكم كلكم».

اللہ ایک تیر کے ذریعے تین افراد کو جنت میں داخل کرتا ہے: (ایک) اس کے بنانے والے کو جو ثواب کے ارادہ سے اسے بنائے، (دوسرے) اس کے چلانے والے کو، اور (تیسرے) اٹھا کر دینے والے کو۔

٤٦٦. حدیث:

عقبہ بن عامر - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ایک تیر کے ذریعے تین افراد کو جنت میں داخل کرتا ہے: (ایک) اس کے بنانے والے کو جو ثواب کے ارادہ سے اسے بنائے، (دوسرے) اس کے چلانے والے کو، اور (تیسرے) اٹھا کر دینے والے کو۔ تم تیر اندازی کرو اور سواری کرو، اور تمہارا تیر اندازی کرنا، مجھے سواری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ اور جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے بیزار ہو کر چھوڑ دیا، تو یہ ایک نعمت ہے جسے اس نے چھوڑ دیا"، یا راوی نے کہا: "جس کی اس نے ناشکری کی۔"

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے، اور جو کوئی بھی نیکی کے کام میں شامل ہو گا اللہ سے اجر پائے گا۔ پس وہ تیر جس سے کفار کو قتل کیا جاتا ہے اس کا بنانے والا، اس کو اٹھا کر دینے والا، اور اس کو پھینکنے والا سب جنت میں جائیں گے۔ اس حدیث میں اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت اور اس کو بغیر عذر چھوڑنے پر وعید کا بیان ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس معنی پر ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے: "کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے" متفق علیہ، اسی طرح یہ حدیث بھی "تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" متفق علیہ، ان کے علاوہ بھی احادیث ہیں۔ اور اس حدیث کے دوسرے ٹکڑے کے متعلق سلمۃ بن الاکوع - رضی اللہ عنہ - کی حدیث اس کے معنی پر دلالت کرتی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو اسلم کے چند لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو، تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں! تیر اندازی کرو، میں بنی فلاں کی طرف ہوں۔ انھوں نے کہا: جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو (مقابلے میں حصہ لینے والے) دوسرے ایک فریق نے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا، تم لوگوں نے تیر اندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپ ﷺ ایک

رواه البخاري، وحديث عقبة مرفوعًا: «من علم الرمي، ثم تركه، فليس منا» أو «قد عصى». رواه مسلم.

فریق کے ساتھ ہو گیے تو بھلا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟!۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا تیر اندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے، اسی طرح عقبۃ۔ رضی اللہ عنہ۔ کی مرفوع حدیث کہ جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بالسهم الواحد : أي بسبب رميه على الكفار.
- نَفَرٍ : جماعة من الرجال ما بين الثلاثة إلى العشرة.
- يحتسب : يطلب الثواب.
- وَمُنْبِلَهُ : الذي يناول النبل إلى الرامي.
- واركبوا : أي تَمَرَّنوا على ركوب الدَّواب التي تُستعمل في القتال.
- ومن ترك الرمي : أي بالسهام.
- رغبة عنه : إعراضاً عنه.
- فإنها نعمة تركها : أي ترك العمل بها والشكر عليها.
- كَفَرَها : سترها ولم يشكرها.

فوائد الحديث:

١. الترغيب في إعداد العدة للقتال، وأنَّ الثواب حاصل لكل من شارك فيها.
٢. على المسلمين أن يهتموا ويعتنوا بما هو أهم في السلاح، وألزم لنصرهم على عدوهم.
٣. الحث على المساهمة في دعم قوة المسلمين من خلال الصناعة وغيرها.
٤. فضيلة الرمي وأنه من اللهو المستحب.
٥. المؤاخذة على إهمال مزاولة أدوات الرمي والحرب بعد تعلمها رغبة عن الجهاد من غير عذر.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ سلسلة الأحاديث الضعيفة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥ه. ذخيرة العقبى في شرح المجتبى.المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي-دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى/ ١٤١٦ هـ- ١٩٩٦ م. - السنن الكبرى للنسائي -حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي-أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م. - سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (5027)

إن اليهود تحدث أن العزل موءودة الصغرى قال: «كذبت يهود لو أراد الله أن يخلقه ما استطعت أن تصرفه»

یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹے انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہودی غلط کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہے گا تو، تو اسے ٹال نہیں سکتا۔

٤٦٧. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري، أن رجلًا قال: يا رسول الله، إن لي جارية وأنا أَعْزِلُ عنها وأنا أكره أن تحمل، وأنا أريد ما يريد الرجال، وإن اليهود تحدث أن العَزْلَ المَوْؤُودَةُ الصغرى قال: «كَذَبَتْ يَهُودُ لو أراد الله أَنْ يَخْلُقَهُ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَصْرِفَهُ».

٤٦٧. حديث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے اور میں وہی چاہتا ہوں جو مرد چاہتے ہیں۔ مگر یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹے انداز میں زندہ درگور کرنا ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہودی غلط کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہے گا تو، تو اسے ٹال نہیں سکتا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث إبطال لما زعمته اليهود من أنَّ العزل لا يُتصور معه الحمل أصلاً، وجعلوه بمنزلة قطع النسل بالوأد، فأكذبهم النبي -صلى الله عليه وسلم- ، وأخبر أنَّه لا يُمنع الحمل إذا شاء الله خلقه، وإذا لم يُرد خلقه، لم تكن وأدًا حقيقة، ولهذا أجاز لهذا الصحابي العزل عن جاريته وَرَدَّ دعوى اليهود.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں یہود کے اس خیال کا رد کیا جا رہا ہے کہ عزل کی وجہ سے سرے سے حمل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور انہوں نے اس کو زندہ درگور کر کے قطع نسل کے درجہ میں رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو جھوٹا قرار دیا اور یہ بتایا کہ اگر اللہ کسی کی تخلیق چاہتا ہے تو کوئی بھی اس حمل کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر اللہ تخلیق کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ حقیقتاً اس کو درگور نہیں کر رہا۔ اس لیے صحابی کو اپنی لونڈی سے عزل کی اجازت دی اور یہود کے دعویٰ کا رد بھی کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > آداب النكاح
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جاريةً : هي الشَّابَّة من الإماء، سميت به؛ لخفة جريانها.
- أعزل : العزل: هو نزع الذكر من الفرج؛ ليُنزِلَ خارجه.
- الموؤودة : في الأصل هي البنت التي تُدفن حية تحت التراب، شبَّه عزل الحيوان المنوي حينما يتلف قبل أن ينمو نموًّا بشريًّا بالبنت الموءودة، إلاَّ أنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- كذَّب اليهود في ذلك.

فوائد الحديث:

١. جواز العزل.
٢. أنَّ إرادة الله -تعالى- الكونية نافذة، فلا يردُّها عملٌ وقايةً منها ولا حذر.
٣. الكناية عن الشيء الذي يستحيا منه إذا لم تدع الحاجة إلى التصريح.
٤. يجوز للإنسان أن يكره ما يكون عليه فيه ضرر مالي.
٥. اعتبار أقوال من عنده علم وإن كان كافراً.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبَة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م صحيح أبي داود – الأم، للألباني. الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت. الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت.

الرقم الموحد: (58101)

إن امرأتي ولدت غلاما أسود. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- هل لك إبل؟ قال: نعم. قال: فما ألوانها؟ قال: حمر. قال: فهل يكون فيها من أورق؟ قال: إن فيها لورقا. قال: فأنى أتاها ذلك؟ قال: عسى أن يكون نزعه عرق. قال: وهذا عسى أن يكون نزعه عرق

میری بیوی نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا ہے جس کا رنگ کالا ہے (چنانچہ میں نے اسے اپنا بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ان کے رنگ سرخ ہیں۔ آپ ﷺ نے مزید پوچھا کہ کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں، ان میں خاکستری رنگ کے بھی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ خاکستری رنگ کے اونٹ کہاں سے آ گئے؟ اس نے جواب دیا کہ کوئی رگ ہوگی جس نے انہیں کھینچ لیا (یعنی ان کی اصل میں کوئی خاکستری رنگ کا رہا ہوگا جس کے مشابہ یہ بھی ہو گئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو پھر اُسے بھی کسی رگ ہی نے کھینچ لیا ہوگا (جس کی وجہ سے وہ کالا ہو گیا ہے۔)

٤٦٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءه أعرابي فقال: يا رسول الله، إن امرأتي ولدت غلاما أسود، فقال: «هل لك من إبل» قال: نعم، قال: «ما ألوانها» قال: حمر، قال: «هل فيها من أَوْرَقَ» قال: نعم، قال: «فأنى كان ذلك» قال: أراه عرق نزعه، قال: «فلعل ابنك هذا نَزَعَهُ عِرْقٌ»

٤٦٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا ہے جس کا رنگ کالا ہے (چنانچہ میں نے اسے اپنا بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ان کے رنگ سرخ ہیں۔ آپ ﷺ نے مزید پوچھا کہ کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، ان میں خاکستری رنگ کے بھی اونٹ ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ خاکستری رنگ کے اونٹ کہاں سے آ گئے؟ اس نے جواب دیا کہ کوئی رگ ہوگی جس نے انہیں کھینچ لیا (یعنی ان کی اصل (نسل) میں کوئی خاکستری رنگ کا رہا ہوگا جس کے مشابہ یہ بھی ہو گئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو پھر اسے (تمہارے بچے کو) بھی کسی رگ ہی نے کھینچ لیا ہوگا (جس کی وجہ سے وہ کالا ہو گیا ہے۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ولد لرجل من قبيلة فزارة غلام خالف لونه لون أبيه وأمه، فصار في نفس أبيه شك منه. فذهب إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- معرضًا بقذف زوجه وأخبره بأنه ولد له غلام أسود. ففهم النبي -صلى الله عليه

اجمالی معنی:

قبیلہ بنی فزارہ کے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ اپنے ماں باپ سے مختلف تھا۔ اس پر اس کے باپ کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنی بیوی پر تہمت لگانے کے لیے حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اس کے ہاں ایک کالے رنگ کے بچے کی پیدائش ہوئی ہے۔ نبی ﷺ اس کے بتانے سے اس کی مراد سمجھ

وسلم- مراده من تعريفه، فأراد -صلى الله عليه وسلم- أن يقنعه ويزيل وساوسه، فضرب له مثلا مما يعرف ويألف. فقال: هل لك إبل؟ قال: نعم. قال: فما ألوانها؟ قال: حمر، قال: فهل يكون فيها من أورق مخالف لألوانها؟ قال: إن فيها لورقا. فقال: فمن أين أتاها ذلك اللون المخالف لألوانها؟. قال الرجل: عسى أن يكون جذبه عرق وأصل من آبائه وأجداده. فقال: فابنك كذلك، عسى أن يكون في آبائك وأجدادك من هو أسود، فجذبه في لونه. فقنع الرجل بهذا القياس المستقيم، وزال ما في نفسه من خواطر.

گئے۔ آپ ﷺ نے اسے قائل کرنے کے لیے اور اس کا وسوسہ دور کرنے کے لیے ایک مثال دی جسے وہ خوب اچھی طرح جانتا اور سمجھتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں۔ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے مزید دریافت کیا کہ ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے جواب دیا: سرخ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے جس کا رنگ ان اونٹوں سے مختلف ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ان میں خاکستری رنگ کا اونٹ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اسے یہ رنگ کیسے ملا جو دوسرے اونٹوں سے مختلف ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اسے اس کے آبا و اجداد میں سے کسی رگ نے اپنی طرف کھینچ لیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تیرے آبا و اجداد میں سے کوئی کالے رنگ کا شخص گزرا ہو جس نے اسے رنگ میں اپنی طرف مائل کر لیا ہو۔ اس درست قیاس پر وہ شخص مطمئن ہوگیا اور اس کے دل میں جو خیالات آ رہے تھے وہ سب زائل ہو گئے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللعان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- رجل من بني فزارة : فَزَارة من غطَفان (قبيلة عدنانية) والرجل اسمه ضمضم بن قتادة.
- ولدت غلاما أسود : وأنا أبيض، فكيف يكون مني، يعرض بنفيه.
- أورق : بوزن أحمر الذي فيه سواد ليس بحالك بل يميل إلى الغبرة.
- لوُرْقا : لوُرْقا جمع أورق.
- فأنى أتاها ذلك : من أين أتاها اللون الذي خالفها، هل هو بسبب فحل من غير لونها طرأ عليها أو لأمر آخر.
- نزعه : اجتذبه.
- عِرْق : أصل من النسب شبهه بعرق الشجرة.

فوائد الحديث:

١. أن التعريض بالقذف ليس قذفا، فلا يوجب الحد، كما أنه لا يعد غيبة إذا جاء مستفتيا، ولم يقصد مجرد العيب والقدح.
٢. أن الولد يلحق بأبويه، ولو خالف لونه لونهما، قال ابن دقيق العيد: فيه دليل على أن المخالفة في اللون بين الأب والابن بالبياض والسواد لا تبيح الانتفاء.
٣. الاحتياط للأنساب، وأن مجرد الاحتمال والظن، لا ينفي الولد من أبيه، فإن الولد للفراش. والشارع حريص على إلحاق الأنساب ووصلها.
٤. فيه ضرب الأمثال، وتشبيه المجهول بالمعلوم، ليكون أقرب إلى الفهم.
٥. فيه حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكيف يخاطب الناس بما يعرفون ويفهمون، فهذا أعرابي يعرف الإبل وضرابها وأنسابها أزال عنه هذه الخواطر بهذا المثل، الذي يدركه فهمه وعقله، فراح قانعا مطمئنا.فهذا من الحكمة التي قال الله فيها {ادع إلى سَبيلِ ربِّكَ بِالحِكمَةِ} فكلٌّ يخاطَبُ على قدر فهمه وعلمه.
٦. وهذا الحديث من أدلة القياس في الشرع، قال الخطابي: هو أصل في قياس الشبه. وقال ابن العربي: فيه دليل على صحة الاعتبار بالنظير.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري ،عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5855)

إن أَحَبَّ الصيام إلى الله صِيَامُ داود، وأحب الصلاة إلى الله صلاة داود، كان يَنَامُ نِصفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وكان يصوم يومًا ويفطر يومًا

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داود علیہ السلا کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے اور پھر اس کے ایک تہائی حصے میں قیام کرتے اور جب چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو اس میں سوجایا کرتے تھے۔ اور آپ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے تھے۔

٤٦٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن أَحَبَّ الصيام إلى الله صِيَامُ داود، وأحب الصلاة إلى الله صلاة داود، كان يَنَامُ نِصفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وكان يصوم يومًا ويُفطِرُ يومًا».

٤٦٩. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داود علیہ السلا کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے اور پھر اس کے ایک تہائی حصے میں قیام کرتے اور جب چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو اس میں سوجایا کرتے تھے۔ اور آپ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن عَمْرٍو -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث، أن أحب الصيام والقيام إلى الله تعالى صيام وقيام نبيه داود -عليه الصلاة والسلام-، وذلك أنه كان يصوم يوماً ويفطر يوماً؛ لما فيه تحصيل العبادة وإعطاء الجسم راحته، وكان ينام النصف الأول من الليل ليقوم نشيطاً خفيفاً إلى العبادة، فيصلي ثُلُثَهُ ثم ينام سُدُسَهُ الأخير؛ ليكون نشيطا لعبادة أول النهار، وهذه الكيفية هي التي رغب بها النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بیان کر رہے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ صیام و قیام اس کے نبی داود علیہ السلام کا صیام و قیام ہے اور وہ یہ تھا کہ آپ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔ کیونکہ اس طرح سے عبادت بھی ہو جاتی ہے اور جسم کو آرام بھی مل جاتا ہے۔ اسی طرح آپ علیہ السلام رات کے ابتدائی نصف حصے میں سوجایا کرتے تھے تاکہ خوب چست اور ہلکے پھلکے ہو کر عبادت کے لئے اٹھیں۔ چنانچہ آپ رات کا ایک تہائی حصہ نماز پڑھتے اور پھر جب آخری چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو اس میں سوجاتے تاکہ دن کے ابتدائی حصے کی عبادت کے لئے فعال ہو جائیں۔ یہی وہ عبادت کا انداز ہے جس کی نبی ﷺ نے ترغیب دی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرٍو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الصيام : صيام التطوع.
- الصلاة : صلاة التطوع.

• صيام داود وصلاة داود : نسبهما إليه؛ لأنه أول من سنهما. والصوم: إمساك عن المفطرات حقيقة أو حكما في وقت مخصوص من شخص مخصوص مع النية.
• الليل : المراد به هنا: من غروب الشمس إلى طلوع الفجر.

فوائد الحديث:

١. أن صيام يوم وفطر يوم هو أفضل الصيام، وأفضل من صيام الدهر كله.
٢. أن أفضل صلاة التطوع أن ينام نصف الليل ويقوم ثُلُثَهُ وينام سُدُسَهُ.
٣. قوة نبي الله داود -عليه السلام- في العبادة وحسن تدبيره فيها.
٤. الأعمال تتفاوت في محبة الله -تعالى- لها، وكل ما كان أحب إليه فهو أفضل.
٥. كراهية قيام الليل كله.
٦. تفاوت الأعمال بحسب حسنها وموافقتها للشرع.
٧. أن العبادة قِسْطٌ وعدل، فلا يغفل عن عبادته، ولا يغلو فيها؛ لأن لربك عليك حقا، ولأهلك عليك حقاً، فآت كل ذي حق حقه.
٨. أن المحبة من صفات الله -تعالى- الثابتة له على الوجه اللائق.
٩. أن محبة الله -تعالى- تتفاوت.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4541)

إن أمي ماتت وعليها صوم شهر. أَفَأَقْضِيهِ عنها؟ فقال: لو كان على أمك دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عنها؟ قال: نعم. قال: فَدَيْنُ الله أَحَقُّ أن يُقْضَى

میری ماں وفات پا گئی ہے اور اس کے ایک مہینے کے روزے رہ گئے ہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے ان کی ادائیگی کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری ماں پر کوئی قرض واجب الادا ہوتا تو کیا تم اس کی طرف سے اسے ادا کرتے؟ اس نے جواب دیا کہ: ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔

٤٧٠. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، إن أمي ماتت وعليها صوم شهر. أَفَأَقْضِيهِ عنها؟ فقال: لو كان على أمك دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عنها؟ قال: نعم. قال: فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أن يُقْضَى ». وفي رواية: «جاءت امرأة إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، إن أمي ماتت وعليها صوم نذر. أفأصوم عنها؟ فقال: أرأيت لو كان على أمك دَيْنٌ فَقَضَيْتِيهِ ، أكان ذلك يُؤَدِّي عنها؟ فقالت: نعم. قال: فَصُومِي عن أمك».

٤٧٠. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میری ماں وفات پا گئی ہے اور اس کے ایک مہینے کے روزے رہ گئے ہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے ان کی ادائیگی کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری ماں پر کوئی قرض واجب الادا ہوتا تو کیا تم اس کی طرف سے اسے ادا کرتے؟ اس نے جواب دیا کہ: ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے''۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمہ نذر کا ایک روزہ واجب الادا تھا۔ کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی؟ اس نے جواب دیا کہ: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

وقع في هذا الحديث روايتان، والظاهر من السياق، أنهما واقعتان لا واقعة واحدة. فالأولى: - أن رجلاً جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبره أن أمه ماتت وعليها صوم شهر فهل يقضيه عنها. والرواية الثانية: أن امرأة جاءت إليه -صلى الله عليه وسلم- فأخبرته أن أمها ماتت وعليها صوم نَذَرَ: فهل تصوم عنها؟ فأفتاهما جميعًا بقضاء ما على والديهما من الصوم، ثم ضرب لهما مثلاً يُقرب لهما المعنى، ويزيد في التوضيح. وهو: أنه لو كان على والديهما دَيْنٌ لآدمي، فهل يقضيانه عنهما؟ فقالا: نعم. فأخبرهما : أن هذا الصوم دَيْنٌ لله على أبويهما، فإذا كان دَيْنُ الآدمي يُقضى، فدَيْنُ الله أحق بالقضاء.

اجمالی معنی:

اس حدیث کی دو روایات ہیں اور سیاق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں نہ کہ ایک ہی واقعہ: پہلی روایت: یہ ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اس کی ماں وفات پا گئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے۔ کیا اسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے ان کی ادائیگی کرے؟ دوسری روایت: ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اس کی ماں وفات پا گئی ہے اور اس کے ذمہ نذر کا ایک روزہ واجب الادا تھا۔ کیا وہ اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتی ہے؟ نبی ﷺ نے دونوں کو فتویٰ دیا کہ وہ اپنے والدین کے ذمہ واجب الاداء روزے رکھیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں یہ بات سمجھانے کے لیے اور مزید وضاحت کے لیے ایک مثال دی کہ اگر ان کے والدین کے ذمے کسی آدمی کا کوئی قرض ہوتا تو کیا وہ ان کی طرف سے اسے ادا کرتیں؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ: ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ: یہ روزہ اللہ کا

ان کے والدین پر قرض ہے۔ اور جب آدمی کا قرض ادا کیا جاتا ہے تو اللہ کا قرض بدرجۂ اولیٰ ادا کرنا چاہیے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > قضاء الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- عليها صوم شهر : في ذمتها صوم شهر ، ولم يبين ، هل هو رمضان ؟ أو غيره .والصوم: إمساك عن المفطرات حقيقة أو حكما في وقت مخصوص من شخص مخصوص مع النية.
- أأقضيه : أفأصومه قضاء؟
- دَيْنٌ : حق واجب لآدمي.
- قَاضِيَه : مؤديا له أداء يقضي عنه.
- دَيْنُ الله : حقه الواجب له.
- أحق : أولى وأجدر.
- صوم نذر : صوم واجب بالنذر.
- أرأيت : أخبريني.
- يؤدي عنها : يخرج عنها.

فوائد الحديث:

١. يؤخذ من الرواية الأولى: قضاء الصوم عن الميت، سواء أكان نَذْرًا، أم واجبًا بأصل الشرع.
٢. الرواية الثانية: تدل على قضاء الصيام الْمَنْذُورِ عن الميت.
٣. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. أن من حسن التعليم ضرب الأمثال المحسوسة التي يعقل بها المعنى وتنجلي بها الأحكام.
٥. أن القياس دليل شرعي تثبت به الأحكام.
٦. أنه إذا جاز قضاء دينِ الآدمي الميت، فدين الله -تعالى- أولى بالقضاء.
٧. تقديم الزكاة وحقوق الله المالية، إذا تزاحمت حقوقه وحقوق الآدميين في تركة المتوفى.
٨. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على العلم؛ ليعبدوا الله على بصيرة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4531)

إن بلالا يؤذن بليل، فكلوا واشربوا حتى تسمعوا أذان ابن أم مكتوم

بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ چنانچہ تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سن لو

٤٧١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إنَّ بِلالاً يُؤَذِّن بِلَيلٍ، فَكُلُوا واشرَبُوا حتَّى تَسمَعُوا أَذَانَ ابنِ أُمِّ مَكتُوم».

٤٧١. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ چنانچہ تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سن لو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان للنبي -صلى الله عليه وسلم- مؤذنان: بلال بن رباح وعبد الله بن أم مكتوم -رضي الله عنهما- وكان ضريرًا، فكان بلال يؤذن لصلاة الفجر قبل طلوع الفجر؛ لأنها تقع وقت نوم ويحتاج الناس إلى الاستعداد لها قبل دخول وقتها، فكان -صلى الله عليه وسلم- يُنَبِّه أصحابه إلى أن بلالًا -رضي الله عنه- يؤذن بليل، فيأمرهم بالأكل والشرب حتى يطلع الفجر، ويؤذن المؤذن الثاني وهو ابن أم مكتوم -رضي الله عنه- لأنه كان يؤذن مع طلوع الفجر الثاني، وذلك لمن أراد الصيام، فحينئذ يكف عن الطعام والشراب ويدخل وقت الصلاة، وهو خاص بها، ولا يجوز فيما عداها أذان قبل دخول الوقت، واختلف في الأذان الأول لصلاة الصبح، هل يكتفي به أو لا بد من أذان ثان لدخول الوقت؟ وجمهور العلماء على أنه مشروع ولا يكتفى به.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ کے دو موذن تھے۔ ایک بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اور دوسرے عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان دیا کرتے تھے، کیونکہ فجر کی نماز سونے کے وقت میں پڑتی ہے اور لوگوں کو اس کا وقت ہونے سے پہلے اس کی تیاری کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ لوگوں کو تنبیہ فرمایا کرتے تھے کہ بلال رضی اللہ عنہ رات ہی کو اذان دے دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ انہیں اس وقت تک کھانے پینے کا حکم دیتے جب تک فجر طلوع نہ ہو جائے اور دوسرے موذن، جو کہ ابن ام مکتوم ہیں، اذان نہ دے دیں، کیونکہ وہ فجر ثانی کے طلوع پر اذان دیا کرتے تھے۔ یہ حکم اس کے لیے ہے جو روزہ رکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس وقت وہ کھانے پینے سے رک جائے گا اور اسی پر نماز کا وقت ہو جائے گا۔ یہ صرف نماز فجر کے ساتھ خاص ہے اور اس کے علاوہ دیگر نمازوں میں نماز کا وقت ہونے سے پہلے اذان دینا جائز نہیں ہے۔ صبح کی نماز کی پہلی اذان کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا اسی پر اکتفا کیا جائے گا یا پھر وقت ہونے پر دوسری اذان دینا ضروری ہے؟ جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ پہلی اذان دینا مشروع ہے اور اس پر اکتفا نہیں کیا جائے گا (بلکہ طلوع فجر ثانی پر دوسری اذان بھی دی جائے گی۔)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بِلالاً : بلال: هو ابن رباح الحبشي مؤذن رسول الله، كان تحت أمية بن خلف فأعتقه أبو بكر الصديق، بعد أن لاقى التنكيل والتعذيب من أمية، شهد بدرًا وغيرها، توفي بالشام سنة عشرين من الهجرة، بعد أن قصدها لأداء شعيرة الجهاد في سبيل الله.
- بليل : الباء للظرفية، أي: في ليل لا في النهار؛ لأنه قبل طلوع الفجر قريبًا منه.

• ابْن أُمِّ مَكْتُومٍ : هو عمرو، وقيل: عبد الله بن قيس القرشي -رضي الله عنه- ابن خال أم المؤمنين خديجة -رضي الله عنها.-

فوائد الحديث:

١. جواز الأذان لصلاة الفجر قبل دخول وقتها، وهو الأذان الأول.

٢. جواز اتخاذ مؤذنين لمسجد واحد، ويكون لأذان كل منهما وقت معلوم، لا أنهما يؤذنان لصلاة واحدة أذانين.

٣. جواز اتخاذ المؤذن الأعمى وتقليده؛ لأنَّ ابن أم مكتوم، رجل أعمى.

٤. استحباب تنبيه أهل البلد أو المحلة على أن الأذان قبل طلوع الفجر حتى يكونوا على بصيرة.

٥. اتخاذ مؤذن ثان يؤذن مع طلوع الفجر.

٦. استحباب عدم الكف عن الأكل والشرب لمن أراد الصيام حتى يتحقق طلوع الفجر، وأن لا يمسك قبل ذلك والأمر في قوله:" فكلوا واشربوا "هو للإباحة، والإعلام بامتداد وقت السحور إلى هذا الوقت.

٧. جواز العمل بخبر الواحد إذا كان ثقةً معروفًا.

٨. جواز نسبة الرجل إلى أمه إذا اشتهر بذلك، ولم يحصل به أذية عليه، أو على أمه أو أبيه.

٩. جواز ذكر الرجل بما فيه من العيب لقصد التعريف ونحوه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3015)

إن تحت كل شعرة جنابة، فاغسلوا الشعر، وأنقوا البشر

ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔ اس لیے (غسل جنابت کرتے ہوئے) بالوں کو دھوؤاور چمڑے کو صاف کرو۔

٤٧٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن تحت كلِّ شَعْرَة جَنَابة، فاغْسِلوا الشَّعْر, وأَنْقُوا البَشَر».

٤٧٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ ''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔ اس لیے (غسل جنابت کرتے ہوئے) بالوں کو دھوؤاور چمڑے کو صاف کرو''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : "إن تحت كلِّ شَعْرَة جَنَابة" لا يخلو من حالين: الأولى: أن يُحمَل على ظاهره؛ فيكون معناه أنَّ كلَّ شعرة تحتها جزءٌ لطيف من البَدن لحِقته الجنابة، فلا بُدَّ من رفعها بإصابة الماء هذا الجزء. الثانية: يُحمل على المُبَالغة في إيصال الماء إلى أصول شَعَر الرأس وشعر اللحية وبقية الشُّعور. "فاغْسِلوا الشَّعْر" يعني: بإيصال الماء إلى جميع شعر الرأس والبَدن، ولا فرق بَيْن الشَّعر الكثيف والشَّعر الخَفيف وبين الرجل والمرأة. "وأَنْقُوا البَشَر" بإزالة كل ما يمنع من وصول الماء إلى ظاهر البشرة، فلو اغتسل مع وجود مع يمنع من وصول الماء إلى ظاهر الجِلد كالطين والعجين والشَّمع وغير ذلك ولو كان يسيرا لم يرتفع حدثه. والحديث وإن كان ضعيفا إلا أنه لا بد من تعميم الماء على البدن في الغسل الواجب لعموم الأدلة الأخرى.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم" : إن تحت كلِّ شَعْرَة جَنَابة"اس عبارت کا مفہوم دو میں سے ایک ہے : اول : یا تو اسے اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے۔ اس صورت میں معنیٰ ہو گا کہ ہر بال کے نیچے جسم کا بہت ہی باریک حصہ ہوتا ہے جسے جنابت لاحق ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس حصے تک پانی پہنچا کر اس جنابت کو دور کرنا ضروری ہے۔ دوم : اس کو مبالغہ پر محمول کیا جائے کہ پانی کو سر، داڑھی اور دیگر بالوں کی جڑ تک پہنچانا چاہیے۔ "فاغْسِلوا الشَّعْر" یعنی بدن و سر کے تمام بال تک پانی پہنچا کر اور اس میں ہلکے بال اور گھنے بال اور مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ "وأَنْقُوا البَشَر" یعنی ہر اس شے کو ہٹا کر بدن کو صاف کرو جس کی وجہ سے پانی جلد کے اوپری حصہ تک نہیں پہنچتا۔ اگر اس نے کسی ایسی شے کے ہوتے ہوئے غسل کر لیا جس کی وجہ سے پانی جلد کے اوپری حصہ تک نہیں پہنچتا جیسے مٹی، آٹا اور موم وغیرہ اگرچہ یہ کم مقدار میں ہی کیوں نہ ہوں تو اس سے ناپاکی دور نہیں ہوتی۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن دیگر عمومی دلائل کی بنا پر واجب غسل میں سارے بدن پر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- أَنْقُوا : من الإِنْقَاء أي: نظِّفوا البَشَر من الأوسَاخ.
- البَشَر : ظاهر الجِلد.
- جنابة : وصف للشخص بعد الجماع أو الإنزال.

فوائد الحديث:

١. وجوبُ الغُسْلِ من الجنابة والتأكيدُ فيه؛ لأنَّه لا يَصح مع الحدث صلاة، ولا نحوُهَا من العبادات التي تتوقَّف صِحَّتها على الطهارة.
٢. وجوب تعميم البدن بالماء في الغُسل من الجنابة ولا يعفى عن شيء منه، ولو كان يسيرا.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث، بدون طبعة وبدون تاريخ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة الثالثة، ١٤٠٤هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. معالم السنن (شرح سنن أبي داود) للخطابي، ط١، المطبعة العلمية، حلب، ١٣٥١ هـ.

الرقم الموحد: (10027)

إن جبريل -عليه السلام-، أتاني فَبَشَّرَنِي ، فقال: إن الله -عز وجل- يقول: من صلى عليك صليت عليه، ومن سلم عليك سلمت عليه، فسجدت لله -عز وجل- شكرًا

جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے یہ خوشخبری دی کہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی بھیجوں گا۔ تو میں نے اللہ عزوجل کے لیے شکرانے کا سجدہ کیا۔

٤٧٣. الحديث:

عن عبد الرحمن بن عوف -رضي الله عنه- قال: خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فتوجه نحو صدقته فدخل، فاستقبل القبلة فَخَرَّ ساجداً، فأطال السجود حتى ظننت أن الله -عز وجل- قبض نفسه فيها، فَدَنَوْتُ منه، ثم جلستُ فرفع رأسه، فقال: من هذا؟ قلت عبد الرحمن، قال: ما شأنك؟ قلت: يا رسول الله سجدت سجدة خشيت أن يكون الله عز وجل قد قَبَضَ نَفْسَكَ فيها، فقال: إن جبريل -عليه السلام-، أتاني فَبَشَّرَنِي ، فقال: إن الله -عز وجل- يقول: من صلى عليك صَلَّيْتُ عليه، ومن سلم عليك سَلَّمْتُ عليه، فسجدت لله -عز وجل- شكراً.

٤٧٣. حدیث :

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ گھر سے نکلے ، اور صدقہ کے لیے متوجہ ہوئے ، پھر (مسجد میں) داخل ہوئے ، اور قبلہ رو ہوئے اور سجدہ میں چلے گئے۔ آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے گمان ہوا کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح ہی قبض نہ کر لی ہو۔ میں آپ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا تو آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون ہے ؟ میں نے کہا عبدالرحمٰن! آپ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے ؟ میں نے کہا کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے ڈر پیدا ہو گیا کہ کہیں اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے یہ خوشخبری دی کہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی بھیجوں گا۔ تو میں نے اللہ کے لیے شکرانے کا سجدہ کیا۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف مشروعية سجود الشكر عند تجدد النعم وسماع الأخبار السارة والمبشرات كما حصل مع النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث كان في صلاة وجاءه جبريل -عليه السلام- فبشره بأن من صلى عليه من أمته صلى الله عليه وكذلك حال من سلم عليه، كما أنه من السنة الإطالة في سجود الشكر لفعله -صلى الله عليه وسلم- حيث إن الصحابة -رضوان الله عليهم- شكوا في أن يكون قد مات.

اجمالی معنی :

اس حدیث شریف میں نعمت کے حصول پر یا کوئی خوش کن یا اچھی خبر ملنے پر سجدۂ شکر کی مشروعیت کو بیان کیا جا رہا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں تھے اور جبریل علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور یہ خوشخبری دی کہ آپ کی امت میں سے جو بھی آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت بھیجے گا اور یہی حال اس شخص کے لیے ہے جو آپ پر سلام بھیجے گا۔ اور یہ بھی سنت ہے کہ سجدۂ شکر لمبا کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کہ صحابہ کو یہ شک پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں آپ فوت ہی نہ ہو گیے ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: عبد الرحمن بن عوف -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- خَرَّ : المراد هنا: انْكَبَّ؛ على الأرض ساجدًا لله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. استحباب سجود الشكر عند تجدد نعمة.

٢. استحباب إطالة السجود، شكرًا لله -تعالى-، واعترافًا بنعمه، وثناءً عليه، وسؤاله المزيد من فضله وجوده.

٣. استبشر النبي -صلى الله عليه وسلم- بهذا الفضل لأمرين:الأول: أنَّ الله -تعالى- أعلى درجته، ورفع ذكره، وكثَّر أجره بكون المسلمين يصلون عليه -صلى الله عليه وسلم-، ويدعون له.الثاني: هذا الثواب العظيم لأمته حينما يصلون على نبيهم؛ فإنَّ الله -تعالى- من فضله وكرمه يصلي عشر مرات، على من صلَّى صلاة واحدة على نبيه -صلى الله عليه وسلم.-

٤. الفضل العظيم والشرف الكبير لنبينا محمَّد -صلى الله عليه وسلم- عند ربه، وعِظم هذه المنزلة عنده.

٥. فضل الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-، واستحباب الإكثار منها؛ ليحصل للعبد هذا الأجر، وليقوم بشيء من حق نبيه محمَّد -صلى الله عليه وسلم.-

٦. الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- المشروعة هي الصيغة المعروفة بالأحاديث الصحيحة، والتي تؤدى كما كانت تؤدى زمن الصحابة وصدر الإسلام، لا ما كان يؤدى بطريقة مخالفة للثابت لما فيها من البدعة.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني،المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥ . تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان ، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١ ، ١٤٢٧ه/٢٠٠٦م،٧مجلدات. توضيح الأحكام من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، عبدالله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣ه.

الرقم الموحد: (11245)

إن سِيَاحَة أُمَّتِي الجِهاد في سَبِيلِ الله -عز وجل-

٤٧٤. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه-: أن رجلًا، قال: يا رسول الله، ائْذَنْ لي في السِيَاحَة! فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إن سِيَاحَة أُمَّتِي الجِهاد في سَبِيلِ الله -عز وجل-».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث : أن رجلًا جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يطلب منه الإذن للسماح له بالخروج إلى البلدان والضرب في الأرض لأجل السياحة، والمراد بها: التَّعبد. فقال -صلى الله عليه وسلم-: "إن سِيَاحَة أُمَّتِي الجِهاد في سَبِيلِ الله -عز وجل-"، والمعنى: إذا أردت السياحة فعليك بالجهاد في سبيل لله فهذه هي سياحة أمتي؛ لأن في ذلك نشر دين الله -تعالى- وإرساء مبادئه وقواعده العظيمة، وأما ترك الديار ومفارقة الأهل لأجل التعبد، فمنهي عنه وأقل أحواله الكراهة، قال -تعالى-: (أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ)، [البقرة: ٦١]. وفي رواية عند أحمد: "عليك بالجهاد، فإنه رهْبَانية الإسلام".

میری امت کی سیاحت اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

٤٧٤. حدیث :

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا : اے اللہ کے رسول! مجھے سیاحت کی اجازت دے دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : "میری امت کی سیاحت، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

حدیث کا مطلب : ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم سے اجازت مانگی کہ سیر کی غرض سے مختلف شہروں میں جائے اور زمین میں سفر کرے۔ یہاں مراد بطور عبادت سیر و سیاحت ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : "میری امت کی سیر و سیاحت، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے"۔ یعنی جب تم (عبادت کی غرض سے) سیر کرنا چاہو، تو اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلو، میری امت کی سیر اسی میں ہے۔ اس لیے کہ اس سے اللہ کے دین کی اشاعت اور اس کے عظیم بنیادی اصولوں کو پختگی فراہم ہوگی۔ جب کہ عبادت کی نیت سے گھروں کو چھوڑ دینا اور اہل و عیال سے دور چلے جانا، یہ اسلام میں ممنوع ہے اور کم از کم مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ) [البقرة : ٦١] ترجمہ : بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیوں طلب کرتے ہو؟۔ اور احمد کی ایک روایت میں ہے : "جہاد کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیوں کہ یہ اسلام کی رہبانیت ہے"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- السياحة : الذهاب في الأرض للعبادة.

فوائد الحديث:

١. أن أفضل أنواع الضرب في الأرض إنما هو السعي فيها للجهاد في سبيل الله تعالى؛ لما فيه من إعزاز الإسلام وإذلال الكفر
٢. فيه أنه لا ينبغي أن يؤثر الإنسان الراحة بالسياحة والأسفار لغير قصد مشروع ويترك الجهاد في سبيل الله تعالى.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق: د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين،

تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3722)

إن سياحة أمتي الجهاد في سبيل الله -عز وجل-

میری امت کی سیاحت اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

٤٧٥. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه-: أن رجلا، قال: يا رسول الله، ائذن لي في السياحة. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إن سياحة أمتي الجهاد في سبيل الله -عز وجل-».

٤٧٥. حدیث:

ابوامامہ - رضی اللہ عنہ- کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی سیاحت اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان أنَّ العبادات توقيفية، وأنَّه لا يجوز للمسلم القيام بها إلا وفق الكيفية التي يحددها له الشرع الحنيف، لذلك بين النبي -صلى الله عليه وسلم- لهذا الرجل الذي أراد أن يسيح في الأرض لأجل العبادة أنَّ هذا من عمل النصارى وأن السياحة في الأرض هي نشر الإسلام فيها وأن سياحة أهل الاسلام هي الجهاد في سبيل الله لإعلاء دين الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبادات توقیفی (اللہ کی طرف سے متعین) ہوتے ہیں، ہر مسلمان کے لیے اسے اسی کیفیت پر ادا کرنا ضروری ہے جس طرح شریعتِ حنیف نے بتایا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا جو زمین میں اللہ کی عبادت کی غرض سے سفر کا ارادہ کرتا تھا کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ اور زمین میں سفر کرنا اسلام پھیلانے کی غرض سے ہوتا ہے اور اہلِ اسلام کی سیر اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر جہاد کرنے میں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- السياحة : الذهاب في الأرض للعبادة.
- الجهاد في سبيل الله : قتال الكفار بقصد إعلاء كلمة الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. أنَّ أفضل أنواع الضرب في الأرض إنما هو السعي فيها للجهاد في سبيل الله.
٢. أنَّ الرحلة في طلب العلم داخلة في معنى السياحة الشرعية.
٣. الإسلام يغير المفاهيم السائدة إلى عنصر بنَّاء، وفضيلة وتعاون على البر والتقوى.
٤. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على استئذان النبي -صلى الله عليه وسلم- في أمورهم.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة : الثالثة، ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. مصابيح التنوير على صحيح الجامع الصغير، تأليف الألباني، إعداد معتز أحمد. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5033)

إن صلاة الرجل مع الرجل أزكى من صلاته وحده، وصلاته مع الرجلين أزكى من صلاته مع الرجل، وما كثر فهو أحب إلى الله -تعالى-

ایک شخص کا دوسرے شخص کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے، اورایک شخص کا دو شخصوں کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے، جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی اللہ کے نزدیک وہ نماز اتنی ہی پسندیدہ ہوگی

٤٧٦. الحديث:

عن أُبَي بن كعب -رضي الله عنه-، قال: صلَّى بنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوما الصُّبح، فقال: أشَاهد فلان، قالوا: لا، قال: أشَاهد فلان، قالوا: لا، قال: «إن هَاتَين الصَّلاتين أثْقَل الصلوات على المنافقين، ولو تعلمون ما فيهما لأَتَيْتُمُوهُمَا، ولو حَبْوا على الرُّكَب وإن الصَّف الأول على مِثْل صفِّ الملائكة ولو عَلِمْتُم ما فَضِيلَتُه لابْتَدَرْتُمُوهُ، وإن صلاة الرَّجل مع الرَّجل أَزْكَى من صلاته وحْدَه، وصلاته مع الرَّجُلين أَزْكَى من صلاته مع الرَّجل، وما كَثُر فهو أَحَبُّ إلى الله تعالى».

٤٧٦. حدیث :

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا : ”کیا فلاں شخص حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا : نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”کیا فلاں شخص حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا : نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”یہ دونوں (عشاء و فجر کی) نمازیں منافقوں پر بقیہ نمازوں سے زیادہ گراں ہیں، اگر تم کو ان دونوں کی فضلیت کا علم ہوتا تو تم ان میں ضرور آتے، چاہے تم کو گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا، اور پہلی صف فرشتوں کی صف کی مانند ہے، اگر اس کی فضلیت کا علم تم کو ہوتا تو تم اس کی طرف ضرور سبقت کرتے، ایک شخص کا دوسرے شخص کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے، اورایک شخص کا دو شخصوں کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے، جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی اللہ کے نزدیک وہ نماز اتنی ہی پسندیدہ ہوگی۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

"صلَّى بِنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوما الصُّبح، فقال: أشَاهد فلان، قالوا: لا، قال: أشَاهد فلان، قالوا: لا" والمراد بفلان وفلان: نَفر من المنافقين كما في رواية الدارمي، فقالوا: (لا، لنَفَر من المنافقين لم يشهدوا الصلاة). "قال: إن هَاتَين الصَّلاتين أثْقَل الصلوات على المنافقين" والمراد بالصلاتين هنا: صلاة العشاء والفجر كما في حديث أبي هريرة -رضي الله عنه- في الصحيحين: (أثقل الصلاة على المنافقين: صلاة العشاء، وصلاة الفجر). والأصل أن جميع الصلوات المكتوبة ثقيلة على المنافقين، قال تعالى: (وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى) الآية[النساء: ١٤٢]. ولكن صلاة العشاء والفجر أشدهما ثقلا؛ وذلك لأن صلاة العشاء

اجمالی معنیٰ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر پڑھائی پھر فرمایا : ”کیا فلاں شخص حاضر ہے؟“، لوگوں نے کہا : نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”کیا فلاں حاضر ہے؟“، لوگوں نے کہا : نہیں، اور فلاں فلاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد منافقین کی جماعت تھی، جیسا کہ دارمی کی روایت میں اس کی صراحت ہے، لوگوں نے کہا : ”نہیں، منافقین میں سے کچھ لوگوں کے لئے جو نماز میں حاضر نہیں تھے“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”یہ دونوں نمازیں منافقوں پر بقیہ نمازوں سے زیادہ گراں ہیں“ اور دونوں نمازوں سے یہاں پر مراد عشاء اور فجر کی نماز ہے، جیسا کی صحیحین کی روایت میں اس کی صراحت ہے : ”منافقین پر سب سے بھاری عشاء اور فجر کی نماز ہے“، جس کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ جملہ فرض نمازیں منافقوں پر گراں ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے : (وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى) ”اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔“ [النساء : ١٤٢]. مگر عشاء و فجر کی نماز گراں

تكون في وقت الرَّاحة والتهيئة للنوم بعد كَدٍّ وتَعب في ذلك اليوم، وأما صلاة الفجر؛ فلأنها تكون في ألذ وقت ساعات النوم؛ ولهذا جاء في أذان الصُّبح قول (الصلاة خير من النُّوم). "ولو تعلمون ما فيهما" يعني: من الأجْر والفضل المترتب على أداء صلاة العشاء والفجر مع جماعة المسلمين في المسجد؛ لأن الأجر على قَدْرِ المَشَقَّة. "لأتَيْتُمُوهُمَا ولو حَبْوا على الرُّكَب" أي: لقصدتم بيوت الله تعالى لأداء هاتين الصلاتين مع جماعة المسلمين ولو كان الإتيان إليهما حَبْوًا على أيديهم وركبهم، كما يحبو الصَّبي على يديه وركبتيه؛ وذلك فيما لو منعهم مانع من المشي إليها على أقدامهم ولا يفرطون في فضل الإتيان إليهما. "وإن الصَّف الأول على مِثْل صفِّ الملائكة" الصف الأول: هو الذي يَلِي الإمام مباشرة، والمعنى: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- شَبَّه الصَّف الأول في قُربه من الإمام بصف الملائكة المقربين في قُربهم من الله عز وجل، لو أنكم تعملون ما الفضل المترتب على أداء الصلاة في الصَّف الأول لبَادرتم وتسابقتم إلى تحصيله من أجل الظَّفر بالأجر، وهو من جِنْس قوله -صلى الله عليه وسلم-: (لو يعلم الناس ما في النِّداء والصَّف الأول، ثم لم يجدوا إلا أن يستهموا عليه لاستهموا). "وإن صلاة الرَّجل مع الرَّجل أَزْكَى من صلاته وحْدَه" أي: أن صلاة الرَّجل مع الرَّجل، أكثر أجرا من صلاته وحده. "وصلاته مع الرَّجُلين أَزْكَى من صلاته مع الرُّجل" يعني: لو كانوا ثلاثة فهو أفضل من صلاة الرجلين؛ لكثرة العَدد. "وما كَثر فهو أَحَبُّ إلى الله تعالى" يعني: وكلما كثر الجمع فهو أفضل عند الله وأحب إليه. وهذا يدل على فضل الجماعة؛ لأن صلاة الرَّجل مع الرَّجل أزكى من صلاته وحده، وصلاته مع الرجلين أزكى من صلاته مع الواحد، وكلما كان أكثر فهو أحب إلى الله عز وجل.

ہونے کے اعتبار سے ان پر زیادہ بھاری ہیں اور وہ اس لئے کہ عشاء کی نماز آرام کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اور وہ وقت دن بھر کے تکان اور محنت کے بعد نیند کی تیاری کا ہوتا ہے اور رہی بات نمازِ فجر کی تو وہ وقت انتہائی پر لطف نیند کا وقت ہوتا ہے اور اسی لئے صبح کی اذان میں ''الصلاۃ خیر من النُّوم'' (یعنی نماز نیند سے بہتر ہے) کہنے کا حکم ہوا۔ ''اور اگر تم کو ان دونوں کی فضلیت کا علم ہوتا'' یعنی عشاء اور فجر کی نماز مسجد میں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ پڑھنے پر کیا فضیلت ہے اور اس پر کتنا اجر ملتا ہے، اس لئے کہ اجر بقدر مشقت ملتا ہے۔ ''تو تم ان میں ضرور آتے چاہے تم کو گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا'' یعنی تم ضرور آتے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ان دونوں نمازوں کو ادا کرنے کے لئے اگرچہ تم کو اپنے دونوں ہاتھ اور گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا، جیسا کہ بچہ اپنے دونوں ہاتھ اور گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور یہ اس صورت میں جبکہ انہیں کوئی روکنے والی چیز انہیں ان کے پیروں پر اس تک چل کر جانے سے روکے اس کے باوجود یہ اس تک جانے میں کوئی کوتاہی نہیں برتتے۔ ''اور پہلی صف فرشتوں کی صف کی مانند ہے'' پہلی صف وہ صف ہے جو امام سے بلا فصل ملی ہوتی ہے اور معنی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف کو امام سے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے مقرب فرشتوں کے صف کے مشابہ قرار دیا یعنی ان کے اللہ عزوجل سے قریب تر ہونے میں۔ اگر تم کو علم ہوتا کہ پہلی صف میں نماز ادا کرنے پر کیا اجر و ثواب اور فضیلت حاصل ہوتی ہے تو تم ضرور جلدی آتے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے تاکہ اس اجر کو حاصل کر لینے میں کامیاب ہو سکو اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مصداق ہے کہ: ''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کیا اجر و ثواب اور فضیلت ہے پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ پائیں تو وہ ضرور اس پر قرعہ اندازی کریں گے۔'' ''اور ایک شخص کا دوسرے شخص کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے'' یعنی ایک شخص کے دوسرے شخص کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنے میں اس کے تنہا نماز پڑھنے کے بالمقابل اجر و ثواب زیادہ ہے۔ ''اور ایک شخص کا دو شخصوں کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے'' یعنی کثرتِ تعداد کی وجہ سے اگر وہ تین ہیں تو دو آدمی کے بالمقابل ان کی نماز افضل ہے۔ ''جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی اللہ کے نزدیک وہ نماز اتنی ہی پسندیدہ ہوگی۔'' یعنی جس قدر مجمع زیادہ ہوگا اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ پسندیدہ ہوگا، اور یہ چیز جماعت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ آدمی کی نماز دوسرے شخص کے ساتھ مل کر اس کے تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور ایک شخص کا دو شخصوں کے ساتھ مل کر جماعت سے نماز پڑھنا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے

سے زیادہ بہتر ہے اور تعداد جتنی ہی زیادہ ہوگی اتنی ہی وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوگی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي والدارمي وأحمد.

التخريج: أُبَي بن كعب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أشَاهد : أحَاضِر.
- حَبْوا : مَشْيًا على اليَدين والرُّكبتين؛ كَحَبو الصَّبِي.
- لابْتَدَرْتُمُوهُ : لسارَعْتم إليه.
- أَزْكَى : أطيب وأكثر أجرا.

فوائد الحديث:

١. جواز تفقد إمام المسجد أحوال المأمومين، والسؤال عمن غَاب منهم.

٢. أن مُلازمة صلاة الجماعة، ولاسيما صلاة العشاء والفجر من علامات الإيمان.

٣. عِظَم أجر صلاتي العِشاء والفجر؛ لما في الإتيان إليهما من مجاهدة النَّفس والمُصَابرة على الطَّاعة، فكان أجرهما أعظم من غيرهما.

٤. أن صلاة الجماعة تنعقد باثنين فما فوق، وقد روى ابن ماجه من حديث أبي موسى -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: (اثنان فما فوق جماعة).

٥. بيان مزيد فضل الصَّف الأول، والترغيب في المبادرة إليه، وجاء في فضله أيضا: (لو يعلم الناس ما في النِّداء والصَّف الأول، ثم لم يجدوا إلا أن يَسْتَهِموا عليه لاسْتَهَموا عليه).

٦. فضل كثرة الجماعة، فإنه كلما كثر الجمع كان الأجر أكثر.

٧. فيه دليل على أنه لا ينبغي كثرة المساجد في الأحياء؛ لأن هذا يؤدي إلى تفرق الجماعة.

٨. إثبات صفة المحبة لله تعالى إثباتا حقيقيا يليق بجلاله وعظمته.

٩. أن الأعمال الصالحة بعضها أزكى من بعض وأفضل، وهذا راجع إلى ما تتصف به العبادة من اتباع للسُّنة، وتحقيق لها, ولما تحققه العبادة نفسها من المقاصد والأسرار والحكم، التي شرعها الله تعالى من أجلها.

١٠. أن مشروعية الجماعة خاصة بالرِّجال دون النساء؛ لقوله: (صلاة الرَّجل).

١١. فيه إثبات وقوف الملائكة عند الله عز وجل صفوفا، وفي الحديث: (ألا تَصفُّون كما تَصُفُّ الملائكة عند رَبِّهم).

١٢. فيه إثبات لوجود المنافقين في زَمَن النبي -صلى الله عليه وسلم- وأنه عاملهم بالظَّاهر.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ سنن الدارمي، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (11306)

إن في الجنَّة بَابَا يُقال له: الرَّيَّانُ، يدْخُل منه الصَّائِمُونَ يوم القيامة، لا يَدخل منه أحدٌ غَيرُهم، يُقَال: أين الصَّائمون؟ فيقومون لا يدخل منه أحد غَيْرُهُم، فإذا دخَلُوا أُغْلِقَ فلم يدخل منه أحَد

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ روزِقیامت اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے)، ان کے علاوہ اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ چنانچہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا

٤٧٧. الحديث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن في الجنة بابا يقال له: الرَّيَّانُ، يدخل منه الصائمون يوم القيامة، لا يدخل منه أحد غيرهم، يقال: أين الصائمون؟ فيقومون لا يدخل منه أحد غيرهم، فإذا دخلوا أغلق فلم يدخل منه أحد»

٤٧٧. حدیث:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ روزِقیامت اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے)، ان کے علاوہ اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ چنانچہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن في الجَنَّة بابا يقال له الرَّيَّان، خاص بالصائمين، لا يدخله أحد غيرهم، فمن كان محافظًا على الصوم فَرْضِه ونَفْله، تناديه الملائكة يوم القيامة للدخول من ذلك الباب، فإذا دخلوا أُغلق فلا يَدخل منه أحدٌ.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ یہ روزے داروں کے لیے خاص ہے، اس سے ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ جو شخص فرض روزے اور نفلی روزے کی پابندی کرنے والا ہوگا، اسے روزِقیامت فرشتے اس دروازے سے داخل ہونے کے لیے بلائیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ چنانچہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الريان : اسم باب من أبواب الجنة، يختص بدخول الصائمين.

فوائد الحديث:

١. فضل صيام التطوع.
٢. بيان فضل الصائمين وتفضيلهم على سائر الخلق.
٣. أفرد الله للصائمين بابا من أبواب الجنة الثمانية، إذا دخلوه أغلق.
٤. من دخل من باب الرَّيَّان لم يظمأ أبدًا.
٥. بيان أن للجنة أبوابًا تقوم عليها الملائكة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (3738)

إن كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليدع العمل، وهو يحب أن يعمل به خشية أن يعمل به الناس، فيفرض عليهم	رسول اللہ ﷺ بسا اوقات ایک عمل کو چاہتے ہوتے بھی اسے محض اس ڈر سے ترک فرما دیتے تھے کہ لوگوں کے عمل کرنے کی وجہ سے کہیں وہ ان پر فرض نہ ہو جائے۔
٤٧٨. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: «إنْ كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لَيَدَعُ العمل، وهو يُحِبُّ أن يعملَ به خَشْيَةَ أن يعملَ به الناس، فَيُفْرَضَ عليهم، وما سَبَّح رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سُبْحَةَ الضُّحى قَطُّ وإنِّي لَأُسَبِّحُهَا».	**٤٧٨. حدیث :** عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کام کو چھوڑ دیتے، حالاں کہ آپ ﷺ کو اس کا کرنا پسند ہوتا، اس خیال سے کہ دوسرے لوگ بھی اس پر (آپ کو دیکھ کر) عمل شروع کر دیں اور اس طرح وہ کام ان پر فرض ہوجائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی، لیکن میں پڑھتی ہوں۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: تذكر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يترك العمل وهو يحب أن يفعله، لئلا يعمل به الناس، فيفرض عليهم، فيشق عليهم أو يعجزوا عنه؛ ثم تذكر -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن يصلي صلاة الضُّحى، وحمل العلماء هذا النَّفي على المُدَاومة، أي أنه -صلى الله عليه وسلم-: كان يصليها في بعض الأوقات، لفضلها ويتركها في بعض الأوقات، خشية أن تفرض على أمَّته، كما ذكرت -رضي الله عنها- في بداية الحديث.	**اجمالی معنی :** عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کسی کام کو ترک فرما دیتے، حالاں کہ آپ ﷺ کو اس کا کرنا پسند ہوتا؛ تاکہ کہیں لوگ اس پر عمل نہ شروع کر دیں، یوں وہ ان پر فرض ہو جائے، پھر اس کی وجہ سے وہ مشقت میں مبتلا ہوں اور اس کو انجام نہ دے سکیں۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ چاشت کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ علما نے اس نفی کو مداومت پر محمول کیا ہے۔ یعنی نبی ﷺ اس کی فضیلت کی وجہ سے کبھی اسے پڑھا کرتے تھے اور کبھی اس اندیشے کی تحت چھوڑ دیا کرتے تھے کہ کہیں یہ آپ ﷺ کی امت پر فرض نہ ہو جائے، جیسا کہ حدیث کی ابتدا میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > صلاة الضحى
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.
معاني المفردات:
- لَيَدَعُ العمل : ليترك العمل.
- سُبْحَة : السُّبحة: أي الصلاة، والصلاة تُسمى تسبيحا، قال تعالى: { وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ}،[ق: ٣٩].

فوائد الحديث:
١. استحباب صلاة الضحى والمداومة عليها مطلقا.
٢. بيان كمال شَفقته -صلى الله عليه وسلم- ورأفته بأُمَّته، فإنه يَخشى أن تفرض عليهم الأحكام ويعجزوا عن القيام بها.
٣. حرص عائشة -رضي الله عنها- على المحافظة على نوافل الطاعات.

٤. أنه -صلى الله عليه وسلم- لا يعلم الغيب؛ وجه ذلك أن خشيته دليل على عدم علمه بما سيكون.
٥. أنه إذا تعارضت المصالح قُدِّم أهمها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, أحمد بن محمد المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, الطبعة: السابعة، ١٣٢٣هـ.

الرقم الموحد: (11282)

إن ماء الرجل غليظ أبيض، وماء المرأة رقيق أصفر، فمن أيهما علا، أو سبق، يكون منه الشبه

مرد کا پانی (منی) گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے، ان دونوں میں سے جو بھی غالب ہوجائے یا سبقت لے جائے تو اسی سے (بچے کی) مشابہت ہوتی ہے۔

٤٧٩. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-: أن أم سُلَيم حدَّثت أنَّها سألت نَبِي الله -صلى الله عليه وسلم- عن المرأة تَرى في مَنَامِها ما يَرى الرَّجل، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا رَأَت ذلك المرأة فَلْتَغْتَسِل» فقالت أم سُلَيم: واسْتَحْيَيْتُ من ذلك، قالت: وهل يَكون هذا؟ فقال نَبِي الله -صلى الله عليه وسلم-: «نعم، فمِن أين يَكُون الشَّبَه؟ إنَّ ماء الرَّجُل غَلِيظ أبْيَض، وماء المرأة رقِيق أصْفَر، فَمِنْ أَيِّهِما عَلَا، أو سَبَق، يَكُونُ مِنْه الشَّبَهُ».

٤٧٩. حدیث :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے (انھیں) بتایا کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جو نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت یہ چیز دیکھے تو غسل کرے۔''حضرت ام سلیمؓ نے فرمایا: میں اس بات پر شرما گئی۔ (پھر) آپ بولیں: کیا ایسا بھی ہوتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، (ورنہ) پھر مشابہت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ مرد کا پانی (منی) گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے، ان دونوں میں سے جو بھی غالب ہوجائے یا سبقت لے جائے تو اسی سے (بچے کی) مشابہت ہوتی ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس بن مالك -رضي الله عنه- عن أُمِّهِ أُمِّ سُلَيم -رضي الله عنها- أنَّها سألت نَبِي الله -صلى الله عليه وسلم- عن المرأة تَرى في مَنَامِها ما يَرى الرَّجل" بمعنى تَرى المرأة في منامها ما يراه الرَّجُل من الجِماع. فأجابها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا رَأَت ذلك المرأة فَلْتَغْتَسِل» يعني: إذا رأت المرأة في منامها ما يراه الرَّجل، فلتغتسل، والمراد به: إذا أنزلت الماء كما في البخاري، "قال: نعم إذا رأت الماء" أي: المَني، تراه بعد الاستيقاظ، أما إذا رأت احتلاما في النوم ولم تَر مَنِيًّا، فلا غُسْل عليها؛ لأن الحكم مُعلق بالإنزال، ولهذا لما سئل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الرَّجُل يَجِد البَلل ولا يَذْكُر احْتِلَاما، قال: "يغتسل" وعن الرَّجُل يَرى أن قد احْتَلم، ولا يَجِد البَلل، فقال: لا غُسْل عليه. فقالت أم سُليم: المرأة تَرى ذلك عليها الغسل؟ قال: نعم، إنما النِّساء شقائق الرجال" رواه أحمد وأبو داود. فلما سمعت أم سُلَيْم الإجابة من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

اجمالی معنی :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو نیند میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) یعنی جیسے خواب میں مرد جماع کا منظر دیکھتا ہے اسی طرح عورت بھی اگر دیکھے تو؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: «إذا رَأَت ذلك المرأة فَلْتَغْتَسِل» یعنی جب عورت وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو غسل کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کو انزال ہو جائے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: فرمایا: "قال: نعم إذا رأت الماء" ہاں اگر وہ پانی دیکھے۔ یعنی نیند سے بیداری پر اگر منی دیکھے۔ اگر نیند میں احتلام دیکھے لیکن منی خارج نہ ہو تو اس پر غسل نہیں کیوں کہ یہ حکم انزال کے ساتھ معلق ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو تری دیکھے لیکن اس کو احتلام یاد نہ ہو تو فرمایا: وہ غسل کرے۔ اور ایسا شخص جو احتلام دیکھے لیکن تری نہ دیکھے تو اس کے بارے میں فرمایا کہ اس پر غسل نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر عورت بھی یہ دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا: ''ہاں۔ بے شک عورتیں اصل خلقت و طبیعت میں مردوں کی ہم مثل ہیں۔'' اس کو احمد و ابو داوٗد نے روایت کیا ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس طرح جواب سنا تو اس سے بڑی شرم محسوس کی اور کہنے لگیں: "وہل یکون ہذا؟" (کیا ایسے بھی ہوتا ہے؟) یعنی کیا یہ ممکن ہے کہ جیسے مرد کو

اسْتَحْيَت من ذلك، وقالت: "وهل يَكون هذا؟". أي: هل يمكن أن تَحتلم المرأة وتنزل، كما هو الحال في الرَّجل؟ فقال نَبِي الله -صلى الله عليه وسلم-: "نعم": أي: يحصل من المرأة احتلام وإنزال، كما هو يحصل من الرَّجل ولا فرق. ثم قال لها معللا ذلك: "فمِن أين يُكون الشَّبَه؟" وفي رواية أخرى في الصحيحين: "فَبِم يَشْبِهُها ولدُها" أي: فمن أين يكون شَبَه الولد بأُمه، إذا لم تُنزل مَنِيًّا؟! ثم بَيَّن لها النبي -صلى الله عليه وسلم- صِفَة مَنِي الرَّجُل وصِفَة مَنِي المرأة بقوله: "إن ماء الرَّجُل غَلِيظ أبْيَض، وماء المرأة رقيق أصْفَر" وهذا الوصف باعتبار الغالب وحال السلامة؛ لأن مَنِي الرَّجُل قد يَصير رقيقا بسبب المرض، ومُحْمَرًّا بكثرة الجِماع، وقد يَبْيَض مَنِي المرأة لقُوَتها. وقد ذَكر العلماء -رحمهم الله- أن لمَنِي الرَّجل علامات أخرى يُعرف بها، وهي: تدفقه عند خروجه دَفْقَة بعد دفْقَة، وقد أشار القرآن إلى ذلك، قال -تعالى-: (من ماء دافق)، ويكون خروجه بشهوة وتلذذ، وإذا خرج اسْتَعْقَبَ خروجه فُتورا ورائحة كرائحة طلع النَّخل، ورائحة الطَّلع قريبة من رائحة العَجين. وأما مَنِي المرأة فقالوا فيه: إن له علامتين يُعرف بواحدة منهما إحداهما: أن رائحته كرائحة مني الرَّجل، والثانية: التلذذ بخروجه، وفتور شهوتها عَقِب خروجه. ولا يشترط في إثبات كونه مَنِيا اجتماع جميع الصفات السابقة، بل يكفي الحكم عليه كونه منيًا من خلال صفة واحدة، واذا لم يوجد شيء منها لم يحكم بكونه منِيًّا، وغلب على الظن كونه ليس منِيًّا. "فمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا، أو سَبَقَ، يَكُونُ مِنْه الشَّبَهُ" وفي الرواية الأخرى: "غَلَب" أي من ماء الرجل أو ماء المرأة؛ فَمن غَلَب ماؤه ماء الآخر؛ بسبب الكثرة والقوة كان الشَّبَه له، أو سَبَق أحدهما الآخر في الإنزال كان الشَّبَه له. وقال بعض العلماء: إن عَلَا بمعنى سَبَق، فإن سَبَق ماء الرَّجل كان الشَّبَه له وإن سَبَق ماء المرأة كان الشَّبَه له. وذلك أن مني الرَّجل ومنِي المرأة يجتمعان في الرحم، فالمرأة تُنزل والرَّجل يُنزل ويجتمع ماؤهما، ومن اجتماعهما يخلق الجنين؛

احتلام ہوتا ہے ویسے ہی عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نعم" (ہاں) یعنی عورت کو بھی احتلام اور انزال ویسے ہی ہوتا ہے جیسے مرد کو ہوتا ہے، اس میں کوئی فرق نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی توجیہ بیان کی کہ: "فمِن أين يكون الشَّبَہ؟" (پھر یہ مشابہت کیسے پیدا ہوتی ہے؟) صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے: "فَبِمَ يَشْبِهُها ولدُها" (تو بچے کی مشابہت پھر کیسے ہوتی ہے) یعنی بچہ ماں کے مشابہ کیسے ہوتا ہے اگر اس کی منی خارج نہیں ہوتی؟ پھر نبی کریم ﷺ نے مرد اور عورت کی منی کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "إن ماء الرَّجُل غَلِيظٌ أبيض، وماء المرأة رقيق أصفر" (مرد کا پانی (منی) گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے) یہ وصف اعتبار غالب کے لحاظ سے ہے یا پھر اس کی اصل حالت کے اعتبار سے۔ کیوں کہ بسااوقات آدمی کی منی بیماری کی وجہ سے پتلی ہو جاتی ہے اور کثرتِ جماع کی وجہ سے سرخ اور عورت کی طاقت کی وجہ سے منی سفید ہو جاتی ہے۔ علمائے کرام نے مرد کی منی کو پہچاننے کی دیگر علامتیں بھی بیان کی ہیں جیسا کہ اس کے خروج کے وقت اچھال پے اچھال پایا جاتا ہے اور قرآن کریم نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: (من ماء دافق) (اچھلتے پانی سے) یہ شہوت اور لذت کے ساتھ خارج ہوتا ہے اور جب یہ خارج ہوتا ہے تو جوش بھی ختم ہو جاتا ہے اور اس کی بو کھجور کے گودے کی طرح ہوتی ہے۔ جب کہ عورت کی منی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں دو خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے ذریعے پہچان سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی بو بھی آدمی کی منی کی بو کی طرح ہوتی ہے اور دوسری اس کے خارج ہونے سے لذت محسوس ہوتی ہے اور خروج کے بعد شہوت بھی ختم ہوجاتی ہے۔ منی کے ثبوت کے لیے سابقہ تمام شروط کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے لیے اتنا ہی کافی کہ کسی ایک علامت سے اس کے منی ہونے کا حکم ثابت ہوجائے۔ اور اگر ان علامات میں سے کوئی علامت موجود نہ ہو تو اس کا حکم منی کا نہیں ہوگا اور ظن غالب بھی یہی ہے کہ وہ منی نہیں ہو گی۔ ان میں سے کوئی ایک بلند ہوجائے یا سبقت لے جائے تو اس سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "غَلَب" (غالب آجائے) یعنی مرد یا عورت کے پانی میں سے کسی کی منی کا غالب آنا۔ جس کی منی دوسرے پر زیادتی یا طاقت کے اعتبار سے غالب ہوجائے تو مشابہت بھی اسی سے ہوگی۔ یا ان دونوں میں سے جو انزال میں سبقت لے گیا اس سے مشابہت ہوگی۔ بعض علماء نے یہ کہا: 'علا' بمعنی 'سبق' ہے۔ اگر مرد کی منی سبقت لے جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کی منی غالب ہو جائے تو اس کے مشابہ ہو گا کیوں کہ مرد اور عورت دونوں کا پانی رحم میں اکٹھا ہوجاتا ہے۔ عورت کو انزال ہوتا ہے اور مرد کو بھی انزال ہوتا ہے اور ان دونوں کا پانی جمع ہوتا ہے اور ان کے اجتماع سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

ولهذا قال -تعالى-: (إنا خلقنا الإنسان من نُطفة أمْشَاج) [الإنسان ١ ، ٢] أي مُختلط من ماء الرجل وماء المرأة.

اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (إنا خلقنا الإنسان من نُطفة أمشاج) [الإنسان ١ ، ٢] (بے شک ہم نے انسان کو ملے جُلے نطفہ سے پیدا کیا) یعنی مرد اور عورت کے اختلاط والے پانی (منی) سے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الشَّبَه : وهو المِثلُ والمشَابهة.
- غَلِيظ : خلاف الرَّقيق، وهو: الثَّخين الجامد.

فوائد الحديث:

١. سؤال أهل العلم؛ فإن أم سليم -رضي الله عنها- سألت النبي -صلى الله عليه وسلم- عن هذه المسألة العظيمة التي تنتفع بها نِساء المسلمين فكانت سبب خير.

٢. أنه لا يجوز أن يمتنع الإنسان من السؤال في أمور دينه حياء.

٣. وقوع الاحتلام من المرأة في المَنَام كالرجل، وأنَّها إذا احتلَمَتْ وأنزلت، وجَبَ عليها الغسلُ كالرَّجل.

٤. استعمال الكِناية موضع اللفظ الذي يُسْتَحيا منه في العادة؛ لأنها قالت -رضي الله عنها-: "ترى في منامها.."، فاجْتَنَبت اللفظ الذي يُسْتَحيا منه، وأتت بلفظ مُجْمَل يَدل عليه.

٥. لا يجب الاغتسال إلا بنزول المَني؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "إذا رَأَت ذلك المرأة فَلْتَغْتَسِل"، والمراد به: إذا أنزلت، فإن انتقل عن موضعه ولم يخرج لم يجب الغُسل؛ لأن الحكم مُعلَّق بِخُرُوجه.

٦. أنه لا يجب الغسل مع الشَّك؛ لقوله: "إذا رَأَت ذلك المرأة فَلْتَغْتَسِل"، فإن حصل الشك، فالأصل عدمه.

٧. أنَّ شَبَه الولد (ذكرًا أو أنثى) بأمِّه يكونُ بسبب مائها، الذي يلتقي بماء الرجل أثناء العمليَّة الجنسيَّة، فأي الماءين غَلَب كان له الشَّبَه.

٨. الحديث من الأدلة على ثبوت النَّسَب بالشَّبَه.

٩. ينبغي تعداد الأدلة وتنويعها؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: (نعم) وهذا دليل شَرعي، وأضاف إلى هذا الدليل دليلا حِسِّيا، وهو قوله: (فمن أين يكون الشَّبَه؟).

١٠. الحديث من الأدلة على إجابة السائل بأكثر ممَّا سأل؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- وصَف لها حال المَنِي، وهي لم تسأل عنه، لكن لما كان المقام يقتضي ذلك بَيَّن لها النبي -صلى الله عليه وسلم- صِفته.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10039)

إن من أشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي إلى المرأة وتفضي إليه، ثم ينشر سرها

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبے کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہوگا، جو اپنی بیوی سے ہم بستر ہو اور اس کی بیوی اس سے ہم بستر ہو اور پھر وہ اس کی پوشیدہ باتیں ظاہر کرتا پھرے۔

٤٨٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِندَ الله مَنزِلَةً يَومَ القِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفضِي إِلَى المَرْأَةِ وَتُفْضِي إِلَيه، ثُمَّ يَنشُرُ سِرَّهَا».

٤٨٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبے کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہوگا، جو اپنی بیوی سے ہم بستر ہو اور اس کی بیوی اس سے ہم بستر ہو اور پھر وہ اس کی پوشیدہ باتیں ظاہر کرتا پھرے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- أن من شر الناس مرتبة عند الله يوم القيامة المتصف بهذه الخيانة، وهو الذي يعمد إلى نشر سر البيت الزوجي، الذي لا يطلع عليه إلا الزوجان، ففي هذا الحديث تحريم إفشاء الرجل ما يجري بينه وبين امرأته من أمور الاستمتاع ووصف تفاصيل ذلك، وما يجري من المرأة فيه من قول أو فعل ونحوه. فأما مجرد ذكر الجماع، فإن لم تكن فيه فائدة، ولا حاجة فمكروه؛ لأنَّه خلاف المروءة، وقد قال -صلى الله عليه وسلم- : "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت" ، وإن كان إليه حاجة، أو ترتب عليه فائدة، بأن ينكر عليه إعراضه عنها، أو تدعي عليه العجز عن الجماع، أو نحو ذلك، فلا كراهة في ذكره لوجود المصلحة في ذلك وقد دلت عليه السنة.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں مرتبے کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہوگا، جو اس خیانت سے متصف ہوگا، یعنی وہ شخص جو ایسے گھریلو ازدواجی راز کو افشا کرتا ہے، جس سے صرف میاں بیوی ہی آگاہ ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں مرد اور اس کی بیوی کے مابین جنسی لطف اندوزی سے متعلقہ امور اور ان کی تفاصیل اور اس دوران بیوی کی طرف سے جو باتیں یا افعال وغیرہ ہوتے ہیں، انھیں بیان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جہاں تک محض جماع کا تعلق ہے، تو بنا کسی فائدے اور ضرورت کے بس یوں ہی اس کا ذکر کرنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ یہ بات مروت کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ یا تو اچھی بات کہے یا پھر چپ رہے"۔ اگر اس کے ذکر کرنے کی ضرورت ہو یا پھر ایسا کرنے میں کوئی فائدہ ہو، بایں طور کہ اسے ملامت کیا جا رہا ہو کہ وہ اپنی بیوی سے بے گانگی برتتا ہے یا پھر اس کے خلاف یہ دعوی دائر کر دیا جائے کہ وہ جماع کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا یا ایسی کسی اور غرض کی بنا پر اس کا ذکر کرنے میں کوئی کراہت نہیں؛ کیوں کہ ان صورتوں میں اس کے ذکر کرنے کی مصلحت پائی جا رہی ہے اور سنت بھی اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > آداب النكاح

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُفضِي إِلَى المَرْأَةِ : يجامعها.
- يَنشُرُ سِرَّهَا : يذكر للناس ما يجري بينه وبين زوجته في خلوتها وأثناء الجماع.

فوائد الحديث:

١. نشر أسرار الجماع كبيرة من كبائر الذنوب للوعيد المذكور فيه.

٢. من حقوق الزوجين على بعضهما عدم إفشاء أسرارهما.

٣. من حِكَمِ هذا النهي: أن نشر مثل هذه الأسرار الزوجية يؤدي إلى خراب البيوت المطمئنة؛ لما يترتب عليه من تسليط الفجار على العفيفات أو البغايا على المتقين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. المعجم الأوسط للطبراني، تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، دار الحرمين، القاهرة. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3328)

إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبره

٤٨١. الحديث:

عن أنس أن الرُّبَيِّعَ عمته كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جارية، فطلبوا إليها العفو فأبوا، فعرضوا الأَرْشَ فأبَوْا، فأتوا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأبوا إلا القِصاص فأمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالقصاص، فقال أنس بن النضر: يا رسول الله أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّع؟ لا والذي بعثك بالحق لا تُكسر ثنيتها. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «يا أنسُ، كتابُ اللهِ القصاصُ». فرضي القومُ فَعَفَوْا، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبَرَّهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أنَّ الربيع -رضي الله عنها- كسرت بعض مقدم أسنان جارية من الأنصار فأراد النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقيم عليها القصاص، وهو أن تكسر ثنيتها، فقام أنس بن النضر-وهو أخوها- فسأل مُستفهمًا وليس منكرا لحكم الله، وحلف ألا تكسر ثنيتها -رضي الله عنها- إحسانًا للظن بالله -تعالى-، فذكره النبي -عليه الصلاة والسلام- بأن حكم الله قاضٍ بالقصاص، فلما رأى القوم ذلك رضوا بالدية وعفوا عن القصاص، فحينذاك أخبر -عليه الصلاة والسلام- أن من عباد الله من لو أقسم يمينًا لأتمها الله له، لصلاحه وثقته بالله -تعالى-.

کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا۔

٤٨١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی رُبَیِّع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیے، پھر اس لڑکی سے لوگوں نے معافی کی درخواست کی لیکن انہوں نے معافی سے انکار کر دیا۔ انہوں نے دیت کی پیشکش کی، انہوں نے اسے بھی ٹھکرا دیا اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کے سوا کسی دوسری چیز پر راضی نہیں تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ربیع رضی اللہ عنہا کے دانت توڑ دیے جائیں گے؟ نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے! اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، انس! کتابُ اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے۔ پھر لڑکی والے راضی ہو گئے اور انھوں نے معاف کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر ہی دیتا ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ رُبَیِّع رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے کسی بچی کے سامنے والے کچھ دانت توڑ دیے۔ رسولُ اللہ ﷺ نے ان پر قصاص لاگو کرنے کا ارادہ فرمایا اور وہ یہ تھا کہ ان کے بھی دانت توڑے جائیں۔ تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ (جو کہ ان کے بھائی تھے) نے بطور استفہام نہ کہ اللہ کے حکم کا انکار کرتے ہوئے آپ ﷺ سے پوچھا۔ اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے یہ قسم اٹھائی کہ ان (رضی اللہ عنہا) کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ کا فیصلہ قصاص کے ساتھ مکمل ہو گا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ دِیت دینے کے لیے راضی ہیں تو انہوں نے قصاص معاف کر دیا۔ اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی درستگی اور اللہ سے امید کی مضبوطی کی وجہ اس کو مکمل کر دیتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > القصاص
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور > الأيمان

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ للبخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الربيع : تصغير ربيع، وهو بضم الراء، وفتح الباء الموحدة، وتشديد الياء، آخره عين مهملة-: بنت النضر الأنصارية الخزرجية، أخت أنس بن النضر، وعمة أنس بن مالك خادم النبي -صلى الله عليه وسلم ورضي عنهم-.
- ثنية : واحدة الثنايا، وهن أربع أسنان في مقدم الفم: اثنتان من أعلى، واثنتان من أسفل.
- جارِيَة : شابة من بنات الأنصار، وليس المراد بها الأمة؛ لعدم القصاص بينهما.
- الأَرْش : بفتح الهمزة، وسكون الراء، آخره شين معجمة-: هو قدر ما بين قيمة المجني عليه صحيحا، وبين قيمته وفيه الجناية، فيقوم كأنه عبد سليم، ثم يُقوم مرة أخرى وفيه الجرح، فما بين القيمتين ينسب إلى دية الحر؛ فيكون أرش الجناية
- أتكسر : الهمزة للاستفهام، ولم يقصد الإنكار، ولكن أخذه الغضب والحمية، أو أنه يجهل الحكم الشرعي.
- كتابُ الله القصاصُ : مبتدأ وخبر؛ أي أن كتاب الله يحكم بالقصاص.
- لأبَرَّهُ : اللام للتأكيد في جواب القسم؛ أي: لا يُحَنِّثُهُ، بل يبر قسمه، ويجيبه إلى ما أقسم عليه، ويعطيه مطلوبه لكرامته عليه، وعلمه أنه من جملة عباد الله الصالحين.

فوائد الحديث:

١. ثبوت القصاص في السن؛ كما قال -تعالى-: {والسن بالسن} [المائدة: ٤٥]، ولا يكون القصاص إلا في العمد، أما الخطأ وشبه العمد فليس فيهما إلا الدية.
٢. يكون القصاص بالسن المماثلة للسن المجني عليها.
٣. أن القصاص هو حكم الله -تعالى-، يجب القيام به، ما لم يعف صاحب الحق.
٤. أن كل من وجب له القصاص في النفس أو دونها فعفا على مال فرضوا به جاز.
٥. أن الخيار في القصاص أو العفو أو الدية إنما هو لمن وقعت عليه الجناية لا لمن وقعت منه.
٦. جواز طلب العفو من المجني عليه.
٧. أن الحق لولي الصغير.
٨. أن المؤمن إذا لَجَّ به الغضب والحمية، فصدر منه ما ظاهره الاعتراض على أمر الله وحكمه، وهو لم يرد به الإنكار والمعارضة، وإنما قصد به طلب الشفاعة ونحو ذلك فلا يؤخذ بذلك؛ فإنما الأعمال بالنيات.
٩. في الحديث دليل على كرامات الأولياء، فإنَّ أنس بن النضر حلف ألا تكسر ثنية الربيع فأبر الله قسمه -رضي الله عنه-، وعلى الإنسان أن يخشى ويهاب الله -تعالى-، ولا يغتر بعمله فيرى نفسه مثلهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام-مكتبة الأسدي - مكة المكرمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان-عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب-عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. البدرُ التمام شرح بلوغ المرام/ الحسين بن محمد بن سعيد ، المعروف بالمَغرِبي - المحقق: علي بن عبد الله الزبن: دار هجر الطبعة: الأولى- ١٤١٤ هـ - ١٩٩٤ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58201)

إن هذه الآيات التي يُرْسِلُهَا الله -عز وجل-: لا تكون لموت أحد ولا لحياته، ولكن الله يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بها عباده، فإذا رأيتم منها شيئا فَافْزَعُوا إلى ذكر الله ودُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ

بے شک یہ نشانیاں ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو، تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے استغفار میں لگ جاؤ

٤٨٢. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: خَسَفَت الشمس على زمان رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فقام فَزِعًا، ويخشى أن تكون الساعة، حتى أتى المسجد، فقام، فصلى بأطول قيام وسجود، ما رأيته يفعله في صلاته قطُّ، ثم قال: إن هذه الآيات التي يُرْسِلُهَا الله -عز وجل-: لا تكون لموت أحد ولا لحياته، ولكن الله يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بها عباده، فإذا رأيتم منها شيئا فَافْزَعُوا إلى ذكر الله و دُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ.

٤٨٢. حدیث :

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، تو نبی ﷺ گھبرا کر اٹھے، اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ آپ ﷺ نے مسجد میں آ کر بہت ہی لمبے قیام اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے کبھی آپ ﷺ کو ایسی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے نماز کے بعد فرمایا: بے شک یہ نشانیاں ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو، تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے استغفار میں لگ جاؤ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

لما ذهب ضوء الشمس أو شيء منه في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- قام فزعًا، لأن معرفته الكاملة بربه -تعالى- أوجبت له أن يصير كثير الخوف وشديد المراقبة؛ لضلال أكثر أهل الأرض وطغيانهم أو أن ساعة النفخ في الصور حضرت فدخل المسجد، فصلى بالناس صلاة الكسوف، فأطال إطالة لم تعهد من قبلُ إظهارا للتوبة والإنابة، فلما فرغ المصطفى من مناشدته ربه ومناجاته، توجه إلى الناس يعظهم، ويبين لهم أن هذه الآيات يرسلها الله عبرة لعباده، وتذكيرا وتخويفا، ليبادروا إلى الدعاء والاستغفار والذكر والصلاة.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ کے عہد میں جب (ایک بار) سورج کی روشنی غائب ہوگئی یا مدھم پڑ گئی، تو نبی ﷺ گھبرا کر اٹھے؛ اس لیے کہ آپ اپنے رب کی کامل معرفت کی وجہ سے، روئے زمین پر آباد اکثر لوگوں کی گم راہی اور سرکشی کے پیش نظر سخت خوف زدہ رہا کرتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں صور میں پھونک مارنے کی گھڑی نہ آجائے۔ چنانچہ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز کسوف ادا فرمائی۔ توبہ اور انابت کے اظہار کے لیے نماز اس قدر لمبی پڑھی کہ اس سے پہلے کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے تھے۔ پھر جب نبی مصطفیٰ ﷺ رب کی بارگاہ میں فریاد اور اس سے مناجات سے فارغ ہوئے، تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انھیں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان نشانیوں کو بندوں کی عبرت، یاددہانی اور خوف دلانے کے لیے بھیجتا ہے؛ تاکہ وہ دعا و استغفار اور ذکر و نماز کی طرف سبقت کریں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الكسوف والخسوف
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فقام : أي إلى المسجد.
- سجوده : سجد، أي: هوى إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- فَزِعا : وجه فزعه أن تكون الساعة.والفزع في كلام العرب على وجهين: أحدهما ما تستعمله العامة، يريدون به الذعر. والآخر، الالتجاء.
- الساعة : أن تكون الساعة حضرت والمراد بالساعة ساعة العقوبة أو ساعة النفخ في الصور.
- قطُّ : ظرف للزمان للماضي.
- الآيات : العلامات التي يكون بها التخويف وكم من الآيات ظهرت في هذا الزمان كالبراكين والزلازل والأعاصير والفيضانات وكلها عقوبات وآيات للعظة.
- يُرْسِلُهَا الله : يوجدها وعبر بالإرسال لما يتضمنه من معنى الإنذار.
- يُخَوِّفُ بهما عباده : يُلْقِي الخوف في قلوبهم.
- فَافْزَعُوا : الفزع في كلام العرب على وجهين: أحدهما ما تستعمله العامة، يريدون به الذعر. والآخر، الالتجاء، وهو المراد هنا.
- ذكر الله : ما يحصل به ذكر الله من صلاة وغيرها.
- دُعَائِهِ : سؤاله الرحمة وكشف ما نزل بكم.
- اسْتِغْفَارِهِ : طلب مغفرة ذنوبكم أي سترها والتجاوز عنها.
- خسفت الشمس : الخسوف: ذهاب ضوء الشمس أو بعضه.

فوائد الحديث:

١. شدة خوف النبي -صلى الله عليه وسلم- من الله تعالى لكمال علمه بالله وبعظمته.
٢. مشروعية صلاة الكسوف في المسجد والإطالة فيها.
٣. جواز الإخبار بما يوجب الظن من شاهد الحال؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يبين سبب خوفه.
٤. دوام المراقبة لفعل الله تعالى.
٥. مشروعية الخطبة بعدها وبيان الحكمة من الكسوف.
٦. أن الحكمة من الآيات تخويف الناس لا موت أحد أو حياته.
٧. مشروعية الفزع إلى ذكر الله تعالى ودعائه واستغفاره عند رؤية الكسوف وآيات التخويف.
٨. الذنوب سبب للعقوبات.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ).

الرقم الموحد: (3102)

إن هذه المساجد لا تَصْلُحُ لشيء من هذا البَول ولا القَذَر، إنما هي لِذِكْر الله تعالى، وقراءة القرآن	ان مسجدوں میں پیشاب اور نجاست مناسب نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔
٤٨٣. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن هذه المساجد لا تَصْلُحُ لشيء من هذا البَول ولا القَذَر، إنما هي لِذِكْر الله تعالى، وقراءة القرآن» أو كما قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.	**٤٨٣. حدیث:** انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجدوں میں پیشاب اور نجاست مناسب نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ أو کما قال رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: هذا الحديث له قصة، أخبر عنها أنس -رضي الله عنه- حيث يقول: بينما نحن في المسجد مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذ جاء أعرابي، فقام يبول في المسجد، فقال أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: مه مه. وفي رواية : "فزجره الناس" . فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا تُزْرِمُوهُ، دعوه"، فتركوه حتى بال، ثم إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دعاه فقال له: "إن هذه المساجد لا تصلح لشيء من هذا البول"، فبين الرسول -صلى الله عليه وسلم- أن هذه المساجد لا يصلح فيها فعل شيء من الأذى كقضاء الحاجة ولا وضع القذر، ولا رفع الصوت فيها، فإنما بنيت للصلاة والقرآن والذِّكر، فعلى المؤمن أن يحترم المساجد وأن يكون فيها متأدبًا لأنها بيوت الله -تعالى-.	**اجمالی معنی:** اس حدیث کے پیچھے ایک قصہ ہے جسے انس - رضی اللہ عنہ - نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ''ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھے۔ اسی دوران ایک اعرابی آیا اور اس نے اٹھ کر مسجد ہی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اسے منع کرنے کے لیے اسے آوازیں دیں کہ: نہ، نہ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انھوں نے اسے جھڑکا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس کا پیشاب نہ روکو، اسے کرنے دو۔ اس پر انھوں نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ان مساجد میں پیشاب اور گندگی کرنا مناسب نہیں۔۔۔۔۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ مساجد میں گندگی اور نجاست پھیلانا مناسب نہیں بلکہ یہ تو نماز، قرآن اور ذکر کے لیے بنائی گئی ہیں۔ چنانچہ مومن پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے گھروں کا احترام کرے۔ ان میں کسی قسم کی گندگی اور نجاست نہ پھیلائے اور نہ ہی ان میں اپنی آواز کو بلند کرے بلکہ انتہائی ادب کے ساتھ رہے کیوں کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (٤٣٨/٦)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تَصْلُحُ لشيء : لا يَلِيق بها وينبغي ألا يفعل فيها.
- القَذَر : الوَسَخ.
- أو كما قال : يؤتى بها احترازا من الكذب لو جزم بالنسبة إليه -صلى الله عليه وسلم- فلعله لم يحفظ هذا اللفظ.

فوائد الحديث:

١. وجوب العناية بالمساجد وتنزيهها عن الأقذار.

٢. تحريم إلقاء القذارة في المسجد من بصاق وغيره، وإذا كان القَذَر نجاسة كان التحريم أشد.

٣. إثبات نجاسة بول الآدمي.

٤. الحَضُّ على إعمار بيوت الله -تعالى- بالصلاة وقراءة القرآن وذِكْر الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هكنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ ه بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ ه شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ ه

الرقم الموحد: (8948)

إنما الصبر عند الصدمة الأولى

صبر وہی ہے جو پہلے صدمہ کے وقت ہو۔

٤٨٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: مرَّ النَّبي - صلى الله عليه وسلم - بامرَأَة تَبكِي عِند قَبرٍ، فقال: «اتَّقِي الله واصْبِري» فقالت: إليك عَنِّي؛ فَإِنَّك لم تُصَب بِمُصِيبَتِي ولم تَعرِفه، فقِيل لها: إنَّه النَّبِي - صلى الله عليه وسلم - فأتت باب النبي - صلى الله عليه وسلم - فلم تجد عنده بوَّابِين، فقالت: لم أَعرِفكَ، فقال: «إِنَّما الصَّبرُ عِند الصَّدمَةِ الأُولَى». وفي رواية: «تَبكِي على صبِيٍّ لها».

٤٨٤. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ وہ بولی آپ جائیں ۔ آپ پر تو وہ مصیبت آئی ہی نہیں جو مجھ پر پڑی ہے۔ اس نے آپ ﷺ کو پہچانا نہ تھا۔ پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی ﷺ تھے تو وہ (گھبرا کر) نبی ﷺ کے دروازہ پر آئی۔ آپ ﷺ کے پاس اسے کوئی دربان نہ ملا۔ کہنے لگی : میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ (مجھے معاف کر دیجئے)۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا : ''صبر وہی ہے جو پہلے صدمہ کے وقت ہو''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''وہ اپنے بچے کی وفات پر رو رہی تھی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة وهي عند قبر صبي لها قد مات، وكانت تحبه حبًّا شديدًا، فلم تملك نفسها أن تخرج إلى قبره لتبكي عنده. فلما رآها النبي صلى الله عليه وسلم أمرها بتقوى الله والصبر. فقالت: ابعد عني فإنك لم تصب بمثل مصيبتي. ثم قيل لها: إن هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فندمت وجاءت إلى رسول الله، إلى بابه، وليس على الباب بوابون يمنعون الناس من الدخول عليه. فأخبرته وقالت: إنني لم أعرفك، فأخبرها النبي صلى الله عليه وسلم، أن الصبر الذي يثاب عليه الإنسان هو أن يصبر عند أول ما تصيبه المصيبة.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو اپنے مر جانے والے بچے کی قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ وہ اس سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی چنانچہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور اس کی قبر پر آ کر رونے لگی۔ جب نبی ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ وہ کہنے لگی : مجھ سے دور ہٹو، تمہیں تو وہ مصیبت نہیں پہنچی ہے جو مجھے لاحق ہوئی ہے۔ پھر جب اسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تھے تو وہ نادم ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے دروازے پر آئی۔ دروازے پر لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکنے کے لیے کوئی دربان نہیں تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا (اس لیے یہ سب کہہ بیٹھی)۔ اس پر نبی ﷺ نے اسے بتایا کہ وہ صبر جس پر انسان کو ثواب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اس وقت صبر کرے جب اسے مصیبت ابھی ابھی پہنچی ہی ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اتقي الله واصبري : الظاهر أن في بكائها قدر زائد من نوح وغيره
- إليك عني : تنحَّ وابتعد
- الصَّدمة الأولى : مفاجأة المصيبة عند ذروتها وحموتها

فوائد الحديث:

١. من أُمِر بمعروف عليه أن يتقبله بقبول حسن ويخضع للحق ولو لم يعرف الآمر له، وذلك لأن الحق لا يعرف بالرجال وإنما يعرف الرجال بالحق، ولذلك كانت المرأة في موضع اللوم حقيقة؛ لأنها لم تستجب لموعظة رسول الله صلى الله عليه وسلم بادئ ذي بدء، حيث إنها لم تعرفه ولكنها عندما عرفته ذهبت لتستميحه العذر، فأخبرها أن صبرها الآن لا ينفعها.

٢. الترغيب في احتمال الأذى عند بذل النصيحة ونشر الموعظة، ولذلك احتمل الرسول صلى الله عليه وسلم تعنت المرأة وكلامها الذي يحمل التعنيف.

٣. على الحاكم ومن ولاه الله أمرا من أمور المسلمين أن يتفقد ما استرعاه الله عنه.

٤. عدم الصبر ينافي التقوى

٥. ثواب الصبر إنما يحصل عند مفاجأة المصيبة، بخلاف ما بعدها.

٦. حسن خلق النبي عليه الصلاة والسلام ودعوته إلى الحق وإلى الخير، فإنه لما رأى هذه المرأة تبكي عند القبر أمرها بتقوى الله والصبر.ولما قالت: "إليك عني" لم ينتقم لنفسه، ولم يضربها، ولم يُقِمها بالقوة؛ لأنَّه عرف أنَّه أصابها من الحزن ما لا تستطيع أن تملك نفسها، ولهذا خرجت من بيتها لتبكي عند هذا القبر

٧. الإنسان يعذر بالجهل، سواء أكان جهلا بالحكم الشرعي أم جهلاً بالحال، فإن هذه المرأة قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: إليك عني، أي: ابعد عني، مع أنَّه يأمرها بالخير والتقوي والصبر. ولكنها لم تعرف أنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلهذا عذرها النبيّ عليه الصلاة والسلام.

٨. لا ينبغي للإنسان المسؤول عن حوائج المسلمين أن يجعل على بيته بوابًا يمنع الناس إذا كان الناس يحتاجون إليه

٩. الحديث دليل على: أنَّ البكاء عند القبر ينافي الصبر؛ ولهذا قال لها الرسول صلى الله عليه وسلم: "اتقي الله واصبري"

١٠. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم ورفقه بالجاهل.

١١. ملازمة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

١٢. المرء لا يؤجر على المصيبة؛ لأنها ليست من صنعه، وإنما يؤجر على حسن نيته وثباته، وجميل صبره، ورضاه بقضاء الله وقدره، ولذلك أمر رسول الله المرأة بتقوى الله والصبر.

١٣. مسامحة المصاب وقبول اعتذاره، ولذلك انصرف عنها النبي صلى الله عليه وسلم عندما قالت له: إليك عني فإنك لم تصب بمصيبتي.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3295)

إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات ثم تفيضين عليك الماء فتطهرين

تمہارے لیے بس اتنا کرنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لو اور پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہا لو۔ اس سے تم پاک ہو جاؤ گی

٤٨٥. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: قلت: يا رسول الله، إنِّي امرأة أَشُدُّ ضَفْرَ رأسي فَأَنْقُضُهُ لغُسل الجَنابة [وفي رواية: والحَيْضَة]؟ قال: «لا، إنَّما يَكْفِيك أن تَحْثِي على رأْسِك ثلاث حَثَيَاتٍ ثم تُفِيضِينَ عليك الماء فَتَطْهُرين».

٤٨٥. حدیث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بالوں کو مضبوطی سے باندھ لیتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھولوں [ایک اور روایت میں ہے کہ: اور غسلِ حیض کے لیے انہیں کھولوں]؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔ تمہارے لیے بس اتنا کرنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لو اور پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہا لو۔ اس سے تم پاک ہو جاؤ گی۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر أم سَلَمة -رضي الله عنها- أنها تجعل شَعَر رأسها ضَفَائر، ثم إنها سألت النبي -صلى الله عليه وسلم- عن كيفية الاغتسال من الحَدَث الأكبر [غسل الحيض والجَنَابة]، هل يلزمها تفريق شَعْرها لأجل إيصال الماء إلى باطنه، أو لا يجب عليها تفريقه؟ قال: «لا، إنَّما يَكْفِيك أن تَحْثِي على رأْسِك ثلاث حَثَيَاتٍ » أي: لا يلزمُك، بل يكفيك أن تَصُبِّي الماء على رأسك بِملء كفيك ثلاث مرات، مع ظَنِّ حصول الإرواء لأصول الشَّعر، سواء وصل الماء إلى باطِن الشَّعر أو لم يَصَل؛ لأنه لو وجب إيصاله إلى باطِنه للزم نَقْضُه ليُعلم أن الماء قد وصَل إليه أو لم يصل. "ثلاث حَثَيَاتٍ" لا يُراد بالحَثَيَات الثلاث الحَصْر، بل المَطلوب إيصال الماء إلى أصول الشَّعر، فإن وصَل بمرة فالثلاث سُنَّة، وإن لم يَصل فالزيادة واجِبة، حتى يَبلغ أصوله مع ظن الإرواء. "ثم تُفِيضِينَ عليك الماء" أي: تُصُبِّين الماء على جميع جَسدك، وفي حديث عائشة -رضي الله عنها-: "ثمَّ تَصُبِّينَ على رأسِكِ الماءَ". " فَتَطْهُرين" وفي رواية عند أبي داود وغيره: "فإذا أنت قد طَهُرت" أي: من الحدث الأكبر الذي أصَابك. والحاصل: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أفتاها بأنه لا يلزمها نَقْض شَعَر رأسها لغُسل الجَنَابة والحيضة،

اجمالی معنی:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بتلا رہی ہیں کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو چوٹیوں کی صورت میں باندھ لیا کرتی تھیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ حدث اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل (یعنی غسلِ حیض اور غسلِ جنابت) کیسے کریں؟ کیا پانی کو اندر تک پہنچانے کے لیے ان کا اپنے بالوں کو کھولنا ضروری ہے یا انھیں کھولنا ضروری نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں, تمہارے لیے بس اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو۔" یعنی تمہارے لیے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے، بلکہ تمہارے لیے بس اتنا کافی ہے کہ تم چلو بھر کر تین دفعہ اپنے سر پر پانی ڈال لیا کرو بایں طور کہ غالب گمان ہو جائے کہ بالوں کی جڑیں تر ہو گئی ہیں، چاہے پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچے یا نہ پہنچے۔ کیونکہ اگر پانی کا بالوں کی تہ تک پہنچانا واجب ہوتا تو پھر بالوں کا کھولنا ضروری ہوتا، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ پانی اندر تک پہنچ گیا ہے یا نہیں۔ "تین چلو" تین چلو سے معین طور پر صرف تین کا عدد مراد نہیں ہے، بلکہ پانی کو بالوں کی جڑوں تک پہنچانا مطلوب ہے۔ اگر پانی ایک ہی دفعہ میں جڑ تک پہنچ جائے تو پھر تین دفعہ ڈالنا سنت ہو گا اور اگر نہ پہنچے تو پھر اس سے زیادہ دفعہ ڈالنا واجب ہو گا یہاں تک کہ جڑوں تک پہنچ جائے اور ان کے تر ہو جانے کا غالب گمان ہو جائے۔ "پھر اپنے اوپر پانی بہا لو۔" یعنی اپنے پورے بدن پر پانی بہا لو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ "پھر تم اپنے سر پر پانی انڈیلو۔" "تم پاک ہو جاؤ گی۔" سنن ابو داود وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "فإذا أنت قد طَهُرت" (تو سمجھ لو کہ تم پاک ہو گئیں) یعنی لاحق ہونے والے حدثِ اکبر سے تم پاک ہو جاؤ گی۔ حاصل یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں فتوی دیا کہ غسلِ جنابت یا غسلِ حیض کرتے ہوئے ان کے

وإنما يكفيها أن تحثي على رأسها ثلاث غَرَفات بملء كفيها، وتَعُم جسدها بالماء، وبذلك تكون قد طهرت من الحدث الأكبر.	لیے اپنے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے بلکہ ان کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ تین چلو بھر کر اپنے سر پر ڈال لیں اور اپنے پورے جسم پر پانی بہا لیں۔ اس سے وہ حدث اکبر سے پاک ہو جائیں گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- أَنْقُضُه : أفَرِّقُه وافك الضفر.
- أَشُدُّ ضَفْرَ رأسي : أي: أضُمُّه ضمًّا شديدًا، والضَّفْر: الجدل، وهو إدخال الشَّعر بعضه في بعض، وجعله جَدَايل.
- يَكْفِيك : يُغنيك الحَثْيُ عن نَقْض شَعْرك.
- تَحْثِي : الحثية: هي الحَفْنَة التي هي مِلءُ الكَفَّيْنِ من الماء وغيره.
- تُفِيضِينَ : الإفَاضَة بمعنى: الصَّبُّ.

فوائد الحديث:

١. الرجوع إلى العلماء وسؤالهم عما أشكل من أمور الدين، قال تعالى: (فاسألوا أهل الذِّكر إن كنتم لا تعلمون).

٢. في الحديث دليل على أن النساء لا يَمْنَعُهن الحياء أن يسألن عن أمور دينهن؛ لأن سؤال أم سلمة -رضي الله عنها- مما قد يُستَحْيَا منه.

٣. في الحديث دليل على أنَّ للمرأة أنْ تَشُدَّ شَعَر رأسها، وتجعله ضَفَائر، وهذا من الأمور العادية التي لا دخل لها في العبادة، فالعادة التي يعملها النَّاس بغير قَصد التَّشُبه لا بأس بها؛ لأن الأصل في العادات الإباحة ما لم تُقرن بأمر مُحَرم شرعا.

٤. لا يلزم المرأة نَقْضَ شَعْرِها للغُسْلِ من الجَنابة؛ لما في ذلك من المشقَّة وكذا في الغُسل من الحيض.

٥. الاكتفاء بِصَبِّ الماء على الرأس ثلاث مرات.

٦. وجوب تَعْمِيم الجَسَد بالماء؛ لقوله: "ثم تُفِيضِين الماء على سائر جسدك" فلو ترك موضعا لم يُصبه الماء لم يجزئ الغُسل، وهذه الصفة المجزئة للغسل.

٧. دليل على قاعدة رفع الحَرج في الشريعة الإسلامية، فلما كان نَقْض المرأة لشَعْر رأسها يَشُق عليها، فإن الشارع الحكيم خَفَّف عنها وأمرها بالاكتفاء بِصَبِّ الماء عليه من غير نَقْضٍ.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. مطالع الأنوار على صحاح الآثار، تأليف: إبراهيم بن يوسف بن أدهم ابن قرقول، تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - دولة قطر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10030)

إنما يكفيك أن تقول بيديك هكذا: ثم ضرب بيديه الأرض ضربة واحدة، ثم مسح الشمال على اليمين، وظاهر كفيه ووجهه

تمھارے لیے اپنے ہاتھوں سے بس اتنا کرنا لینا کافی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دفعہ زمین پر مارا۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ، ہتھیلیوں کی پشت اور اپنے چہرے کا مسح کیا

٤٨٦. الحديث:

عن عمار بن ياسر -رضي الله عنهما- قال: «بَعَثَنِي النبي -صلى الله عليه وسلم- في حَاجَة، فَأَجْنَبْتُ، فَلَم أَجِدِ المَاءِ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ، كَمَا تَمَرَّغ الدَابَّةُ، ثم أَتَيتُ النبي -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرتُ ذلك له، فقال: إِنّمَا يَكْفِيك أن تَقُولَ بِيَدَيك هَكَذَا: ثُمَّ ضَرَب بِيَدَيهِ الأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى اليَمِينِ، وظَاهِرَ كَفَّيهِ وَوَجهَهُ».

٤٨٦. حدیث :

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا۔ (دورانِ سفر) میں جنبی ہوگیا؛ لیکن (غسل کے لئے) مجھے پانی میسر نہ آیا۔ اس لیے میں مٹی میں ایسے لوٹ پوٹ ہوگیا جیسے جانور ہوتا ہے۔ بعد ازاں جب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر میں نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے لیے اپنے ہاتھوں سے بس اتنا کرنا لینا کافی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دفعہ زمین پر مارا۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ، ہتھیلیوں کی پشت اور اپنے چہرے کا مسح کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بعث النبي -صلى الله عليه وسلم- عمار بن ياسر -رضي الله عنه- في سفر لبعض حاجاته، فأصابته جنابة، فلم يجد الماء ليغتسل منه، وكان لا يعلم حكم التيمم للجنابة، وإنما يعلم حكمه للحدث الأصغر؛ فاجتهد وظن أنه كما مسح بالصعيد بعض أعضاء الوضوء عن الحدث الأصغر، فلابد أن يكون التيمم من الجنابة بتعميم البدن بالصعيد؛ قياسا على الماء، فتقلب في الصعيد حتى عمَّ البدن وصلى، فلما جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وكان في نفسه مما عمله شيء؛ لأنه عن اجتهاد منه، ذكر له ذلك؛ ليرى هل هو على صواب أو لا؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: يكفيك عن تعميم بدنك كله بالتراب أن تضرب بيديك الأرض، ضربة واحدة، ثم تمسح شمالك على يمينك، وظاهر كفيك ووجهك، مثل التيمم للوضوء.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ نے اپنے کسی کام کے لیے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سفر پر روانہ کیا۔ دوران سفر انھیں جنابت لاحق ہوگئی، لیکن غسل کے لیے پانی نہ ملا۔ ان کے علم میں صرف حدث اصغر سے پاک ہونے کے لیے تیمم کا حکم تھا، جنابت لاحق ہونے پر تیمم کا حکم انھیں معلوم نہیں تھا۔ چنانچہ انھوں نے اجتہاد کیا کہ حدثِ اصغر کے لاحق ہونے پر جیسے بعض اعضاے وضو کا مٹی سے مسح کیا جاتا ہے، ویسے ہیجنابت کے لیے تیمم میں ضروری ہوگا کہ پانی پر قیاس کرتے ہوئے مٹی کو پورے جسم تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ وہ مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گئے، یہاں تک کہ جب یہ پورے جسم کو لگ گئی، انھوں نے نماز ادا کی۔ جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، تو آپ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا؛ تاکہ جان سکیں کہ ان کا عمل درست تھا یا نہیں؟ کیوںکہ ذاتی اجتہاد ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں اپنے اس عمل کے بارے میں کھٹک تھی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: پورے جسم پر مٹی ملنے کی بجائے تمھارے لیے بس اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دفعہ مٹی پر مارتے۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ، اپنی ہتھیلیوں کی پشت اور اپنے چہرے کا مسح کر لیتے، جیسا کہ وضو کی جگہ تیمم کیا جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمار بن ياسر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بَعَثَنِي النَّبِيُّ : أرسلني.
- فَأَجْنَبْتُ : صار على جنابة، والجنابة: وصف يقوم بالبدن بسبب إنزال المني أو الجماع.
- فَلَم أَجِدِ المَاءَ : لم أحصل عليه بعد طلبه.
- في حَاجَة : في غرض، وكان مع إحدى السرايا.
- فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ : تقلب في الأرض حتى عم بدنه التراب.
- فَذَكَرْتُ ذلك لَهُ : أي ما جرى له من الجنابة.
- يَكْفِيَكَ : يغنيك عن التمرغ في الصعيد، أو عن الاغتسال بالماء.
- أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ : أن تفعل بيديك كذا، يراد بالقول الفعل.
- هكَذا : مثل ما أقول بيدي.
- الشمال على اليمين : اليد اليسرى على اليمنى من باطن كفه.
- وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ : ومسح ظاهر كفيه، أي: ظهرهما.
- ووجهه : ومسح وجهه.

فوائد الحديث:

١. جواز التصريح بما يستحيا من ذكره للحاجة.
٢. أنه لابد من طلب الماء قبل التيمم.
٣. جواز الاجتهاد في مسائل العبادات.
٤. وقوع الاجتهاد من الصحابة -رضي الله عنهم- زمن النبوة.
٥. التيمم للغسل من الجنابة.
٦. صفة التيمم: وهو ضرب الأرض مرة واحدة، ثم مسح الوجه والكفين وتعميمها بالمسح.
٧. أن التيمم للحدث الأكبر، كالتيمم للحدث الأصغر، في الصفة والأحكام.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3461)

٤٨٧. الحديث:

أَعْتَمَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ليلة من الليالي بصلاة العشاء، وهي التي تُدْعَى العَتَمَةَ، فلم يخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى قال عمر بن الخطاب: نام النساء والصبيان [وفي رواية: حتى ذهب عامَّة الليل]، فخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال لأهل المسجد حين خرج عليهم: «ما ينتظرها أحد من أهل الأرض غَيْرُكُم»، وفي رواية: «إنه لوقتها لولا أن أشق على أمتي». وفي رواية: «لولا أن يُشَقَّ على أمتي»، وذلك قبل أن يفشوَ الإسلام في الناس. قال ابن شهاب: وذُكِر لي: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قال: وما كان لكم أن تَنْزُرُوا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على الصلاة، وذاكَ حِين صاح عمر بن الخطاب.

٤٨٧. حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے ایک رات عشا کی نماز میں تاخیر کر دی، یہ وہی نماز ہے جسے 'عتمہ' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ نہیں نکلے حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کہنا پڑا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ (ایک روایت میں ہے کہ: یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا) پھر نبی کریم ﷺ (حجرے سے) تشریف لائے اور نکلتے ہی مسجد میں موجود لوگوں سے فرمایا: "دیکھو روئے زمین پر اس نماز کا (اس وقت) تمھارے سوا اور کوئی انتظار نہیں کر رہا ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے: "یہی اس (نماز) کا (پسندیدہ) وقت ہے، اگر میں اپنی امت پر شاق نہ سمجھتا"۔ اور ایک روایت میں ہے: "اگر یہ میری امت پر شاق نہ ہوتا" یہ اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جس وقت چلا کر رسول اللہ ﷺ کو نماز کی طرف متوجہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے لیے مناسب نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو نماز کے لیے کہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الرسول صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث وقت صلاة العشاء الفاضل وهو آخر الثلث الأول من الليل ، ولكنه عليه السلام لم يكن يصليها دائماً في هذا الوقت رحمةً بأمته وخشية أن يشق على أمته بهذا الأمر.

اجمالی معنیٰ:

رسول ﷺ نے اس حدیث میں نماز عشا کا افضل وقت بیان فرمایا ہے اور وہ رات کے ابتدائی تہائی حصے کا آخری جز ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے عشا کی نماز ہمیشہ افضل وقت میں ادا نہیں کی، اپنی امت پر مہربانی کی وجہ سے اور اس ڈر سے کہ یہ آپ کی امت پر مشقت کا باعث ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- أعتم : أي: أخر صلاة العشاء حتى اشتدت عتمة الليل وهي ظلمته، يقال: أعتم: دخل في العتمة، وهي من الليل بعد غيبوبة الشفق إلى آخر الثلث الأول.
- حتى ذهب عامة الليل : أي أكثر الليل.
- إنه لوقتها : أي: وقتها الفاضل لولا المشقة على الأمة.

فوائد الحديث:

١. استحباب تأخير صلاة العشاء إلى عامة الليل، والمراد به آخر الثلث الأول.
٢. أنه لم يكن من شأن النبي -صلّى الله عليه وسلّم- تأخيرها مراعاة للصحابة.

٣. استحباب مراعاة حالة المأمومين، وعدم المشقة عليهم في الانتظار، وتطويل الصلاة.

٤. جواز عمل العمل المفضول أحياناً؛ لبيان حكمه للناس.

٥. رحمة النبي -صلى الله عليه وسلم- وطلبه أيسر الأمرين؛ تخفيفاً على الأمة، وتسهيلاً في أعمالهم.

٦. فيه دليل على القاعدة الشرعية : " درء المفاسد مقدم على جلب المصالح "، فدفع مشقتهم قدمت على مصلحة فضيلة الوقت المختار لها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، بدون طبعة - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، بدون تاريخ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10600)

إني لَأُصَلِّي بكم، وما أُرِيدُ الصلاة، أُصَلِّي كيف رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصَلِّي

میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا، اور میرا ارادہ نماز کا نہیں بلکہ (میں صرف یہ بتانے کے لئے) نماز پڑھوں گا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

٤٨٨. الحديث:

عن أبي قِلَابَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْجَرْمِيِّ الْبَصْرِيِّ قال: «جاءنا مالك بن الْحُوَيْرِث في مسجدنا هذا، فقال: إني لَأُصَلِّي بكم، وما أُرِيدُ الصلاة، أُصَلِّي كيف رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي، فقلت لأبي قِلَابَةَ كيف كان يُصَلِّي؟ فقال: مثل صلاة شيخنا هذا، وكان يَجْلِسُ إذا رفع رأسه من السجود قبل أن يَنْهَضَ». أراد بشيخهم: أبا بُرَيد، عمرو بن سلمة الجرمي.

٤٨٨. حدیث:

ابو قلابہ عبد اللہ بن زید الجرمی بصری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس مالک بن حویرث ہماری اس مسجد میں آئے اور کہنے لگے: میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا۔ میرا ارادہ نماز کا نہیں بلکہ (میں صرف تمہیں یہ بتانے کے لئے) نماز پڑھاؤں گا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ وہ کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جیسے ہمارے یہ بزرگ نماز پڑھتے ہیں۔ وہ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے بزرگ سے ان کی مراد ابو برید عمرو بن سلمہ جرمی تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يقول أبو قلابة: جاءنا مالك بن الحويرث -رضي الله عنه- أحد الصحابة في مسجدنا، فقال: إني جئت إليكم لأصلي بكم صلاةً قصدت بها تعليمكم صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- بطريقة عملية؛ ليكون التعليم بصورة الفعل أقرب وأبقى في أذهانكم، فقال الراوي عن أبي قلابة: كيف كان مالك بن الحويرث الذي علمكم صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي؟ فقال: مثل صلاة شيخنا أبي يزيد عمرو بن سلمة الجرمي، وكان يجلس جلسة خفيفة إذا رفع رأسه من السجود للقيام، قبل أن ينهض قائماً.

اجمالی معنی:

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک صحابی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں آئے اور کہنے لگے: میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں ایک نماز پڑھاؤں جس سے میرا مقصد تمہیں عملی طریقے سے نبی ﷺ کی نماز سکھانا ہے تاکہ عملی شکل میں دی گئی تعلیم تمہیں زیادہ سمجھ آئے اور بہتر طور پر ذہن نشین ہو جائے۔ راوی حدیث نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ: مالک بن حویرث جنہوں نے آپ کو نبی ﷺ کی نماز سکھائی وہ کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ ایسے نماز پڑھتے تھے جیسے ہمارے یہ بزرگ ابو یزید عمرو بن سلمہ جرمی نماز پڑھتے ہیں۔ وہ جب کھڑے ہونے کے لئے سجدے سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہونے سے پہلے کچھ دیر کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سليمان مالك بن الحويرث -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مسجدنا هذا : مسجد بالبصرة والإشارة إليه لبيان التأكد من الحديث.
- المسجد : المكان المتخذ للصلاة بصفة دائمة.
- وما أُرِيدُ الصلاة : ما أقصد أن أصلي لولا أني أريد تعليمكم صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وذلك لأنه ليس وقت صلاة.

- مثل صلاة : يصلي صلاة تشبه صلاة إمامكم.
- فقلت : القائل هو أبو ايوب السختياني، راوي الحديث عنه.
- السجود : الهوي إلى الأرض واضعا عليها: الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.

فوائد الحديث:

١. جواز فعل العبادة؛ لأجل التعليم مع نية العبادة، وأنه ليس من التشريك في العمل فإن الأصل الباعث على هذه الصلاة هو إرادة التعليم، وهو قربة كما أن الصلاة قربة.

٢. جواز التعليم بالفعل؛ ليكون أبقى في ذهن المتعلم.

٣. استعمال أقرب الطرق في إيصال العلم إلى أفهام الناس.

٤. حرص الصحابة على نشر السنة.

٥. استحباب جلسة الاستراحة.

٦. أن موضع جلسة الاستراحة عند النهوض من السجود إلى القيام.

٧. أن القصد منها الاستراحة؛ لبعد السجود من القيام؛ لذا لم يشرع لها تكبير ولا ذكر.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (5391)

إني لا أَرَى طلحة إلا قد حَدَثَ فيه الموت، فآذِنُونِي به وَعَجِّلُوا به، فإنه لا ينبغي لِجِيفَةِ مسلم أن تُحْبَس بين ظَهْرَانِيْ أهله.

میں یہی سمجھتا ہوں کہ اب طلحہ مرنے ہی والے ہیں، تو تم لوگ مجھے ان کے انتقال کی خبر دینا اور تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، کیونکہ کسی مسلمان کی لاش اس کے گھر والوں میں روکے رکھنا مناسب نہیں ہے۔

٤٨٩. الحديث:

عن حُصَيْنِ بن وَحْوَحٍ -رضي الله عنه-: أن طلحة بن البَرَاء -رضي الله عنهما- مَرِضَ، فَأَتَاهُ النبي -صلى الله عليه وسلم- يَعُودُهُ، فقال: «إني لا أَرَى طلحة إلا قد حَدَثَ فيه الموت، فآذِنُونِي به وَعَجِّلُوا به، فإنه لا ينبغي لِجِيفَةِ مسلم أن تُحْبَس بين ظَهْرَانِيْ أهله».

٤٨٩. حدیث:

حصین بن وَحوَح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے آئے، اور فرمایا: "میں یہی سمجھتا ہوں کہ اب طلحہ مرنے ہی والے ہیں، مجھے ان کے انتقال کی خبر دینا اور تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، کیونکہ کسی مسلمان کی لاش اس کے گھر والوں میں روکے رکھنا مناسب نہیں ہے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

مرض طلحة بن البَرَاء -رضي الله عنهما-، فَأَتَاهُ النبي -صلى الله عليه وسلم- يزوره في مرضه. ثم أخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه رأى عليه علامات الموت، ثم أمرهم أن يخبروه بموته؛ لأجل الصلاة عليه، وقال: إذا تيقنتم موته، فأسرعوا في تجهيزه والصلاة عليه ودفنه، فإنه لا يحسن أن تبقى جُثَّة المسلم بين أهله؛ لأن المسلم عزيز مكرم، فإذا استحال جيفة ونَتَنًا، استقذرته النفوس ونفرت عنه الطباع، فيهان، فينبغي أن يُسرع في تجهيزه؛ ليبقى على عزته. ملحوظة: جاء في رياض الصالحين: (طلحة بن البراء بن عازب)، والصحيح كما في مصادر التخريج: (طلحة بن البراء) وهو ابن عمير الأنصاري، كما في دليل الفالحين.

اجمالی معنیٰ:

طلحہ بن براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے، پھر آپ ﷺ نے بتلایا کہ آپ نے طلحہ رضی اللہ عنہ پر موت کے آثار دیکھ لیے ہیں، اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ لوگ آپ کو ان کے انتقال کی خبر دیں تاکہ ان کی نماز جنازہ ادا کی جا سکے، اور فرمایا: جب تمھیں ان کی موت کا یقین ہوجائے تو ان کی تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور تدفین میں جلدی کریں کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی مسلمان کا جنازہ اس کے گھر والوں کے درمیان روک کر رکھا جائے، اس لیے کہ مسلمان معزز اور محترم ہے اور جب وہ متغیر ہوکر بدبودار ہوجائے تو لوگ اس کو ناپسند کریں گے اور طبیعتیں اس سے متنفر ہوجائیں گی جس سے اس کی توہین ہوگی، لہذا تجہیز، تکفین و تدفین میں جلدی کرنا مناسب ہوگا تاکہ اس کا احترام باقی رہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: حُصَيْن بن وَحْوَحٍ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَعُودُهُ : يزُوره.
- حَدَثَ فيه الموت : ظهر فيه علامة الموت، وذلك: بالشروع في النَّزْع.
- آذِنُونِي : أعلموني به.
- الجِيفَة : جُثَّة الميت.

• بين ظَهْرَانِيْ أهله : أي: بينهم.

فوائد الحديث:

١. مشروعية عيادة المريض.

٢. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على تفقد أصحابه.

٣. وجوب الشروع بتجهيز الميت بعد تَيقن وفاته، ويحرم تأخيره بغير سبب.

٤. أن للموت علامات تظهر على جسد الميت.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (8874)

إيَّاكُمْ وكَثْرَةَ الحَلِفِ في البيع، فإنه يُنَفِّقُ ثم يَمْحَقُ

٤٩٠. الحديث:

عن أبي قتادة -رضي الله عنه-: أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إيَّاكُمْ وكَثْرَةَ الحَلِفِ في البيع، فإنه يُنَفِّقُ ثم يَمْحَقُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث احذروا كثرة الحلف في البيع والشراء ولو صدقًا؛ لأن كثرة الحلف مظنة الوقوع في الكذب، فمثلًا لا ينبغي للإنسان أن يقول: والله لقد اشتريتها بمائة. ولو كان صادقًا، ولو قال: والله لقد اشتريتها بمائة. ولم يشترها إلا بثمانين صار أشد؛ لأنه يكون بذلك كاذبًا حالفًا في البيع، وقد نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك، وأخبر بأن الأيمان في البيع سبب في إنفاق السلع، ثم إن الله -تعالى- يمحق بركتها؛ لأن هذا الكسب مَبْنِي على معصية رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ومعصية رسول الله -عليه الصلاة والسلام- معصية لله -تعالى-.

خریدوفروخت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو، کیونکہ اس سے گرم بازاری توہوجاتی ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے۔

٤٩٠. حدیث :

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''خریدوفروخت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو، کیونکہ اس سے گرم بازاری توہوجاتی ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے''۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنیٰ :

حدیث کا مفہوم : خرید و فروخت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو اگرچہ سچی ہی ہوں کیوں کہ بہت زیادہ قسمیں کھانے سے جھوٹ میں پڑنے کا امکان ہے۔ مثلاً انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ یوں کہے : اللہ کی قسم ! میں نے اس چیز کو سو میں خریدا ہے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ جھوٹا ہوا تو پھر یہ ظلم در ظلم ہوجائے گا۔ والعیاذ باللہ۔ اگر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اسے سو میں خریدا ہے حالانکہ اس نے اسے اسّی (٨٠) میں خریدا ہو تو یہ اور بھی شدید ظلم ہے کیونکہ اس صورت میں وہ بیع میں جھوٹ بولنے والا اور جھوٹی قسم کھانے والا ہو گا جب کہ نبی ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ خرید و فروخت میں قسمیں اٹھانے سے سامان تجارت تو آناً فاناً بک جاتا ہے، تاہم اللہ تعالی اس سے برکت ختم کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ کمائی رسول ﷺ کی نافرمانی سے حاصل ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی در حقیقت اللہ ہی کی نافرمانی ہے۔ بہت سے لوگ اس عادت میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً آپ دیکھیں گے کہ وہ گاہک سے کہتے ہیں کہ ''اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے، اللہ کی قسم میں نے اسے اتنے میں خریدا ہے چاہے''۔ وہ اس میں سچا ہو یا جھوٹا ہو بہر صورت ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دوسروں پر ظلم ہوتا ہے۔ شرح ریاض الصالحین از ابن عثیمین (٦/٤٦١، ٤٦٢)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُنَفِّقُ ثم يَمْحَقُ : يُروِّج ثم يَنقص وتذهب بركته.

فوائد الحديث:

١. الحث على ترك الحَلِف في التعامل والتحذير منه؛ لما فيه من جعل الله تعالى آلة لترويج البضاعة وجَلب الرِّبْح والحصول على عَرَض من الدنيا قليل.

٢. الحلف في التعامل مع الصدق مكروه، وأما مع الكذب فحرام ، وهو كبيرة ويمين غَمُوس.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8958)

أَتَى النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَهُوَ فِي سَفَرِهِ

٤٩١. الحديث:

عن سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه- قال: «أَتَى النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَهُوَ فِي سَفَرِهِ، فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ، ثُمَّ انْفَتَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم-: اُطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ فَقَتَلْتُهُ، فَنَفَّلَنِي سَلَبَهُ». فِي رِوَايَةٍ «فَقَالَ: مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟ فَقَالُوا: ابْنُ الأَكْوَعِ فَقَالَ: لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث في بيان حكم الإسلام فيمن يتجسس على المسلمين من الكفار الحربيين؛ فقد أخبر سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه-، قال: "أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- عين من المشركين" العين الجاسوس سمي به؛ لأن عمله بالعين، أو لشدة اهتمامه بالرؤية واستغراقه فيها كأن جميع بدنه صار عينا. "وهو": أي والحال أن النبي -صلى الله عليه وسلم- "في سفر، فجلس أي: الجاسوس، عند أصحابه يتحدث، ثم انفتل أي: انصرف، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: اطلبوه واقتلوه فقتلته، أي: فطلبته فوجدته فقتلته، فَنَفَّلَنِي أي: أعطاني نفلًا، وهو ما يخص به الرجل من الغنيمة، ويزاد على سهمه، "سَلَبه": أي: ما كان عليه من الثياب والسلاح سمي به؛ لأنه يسلب عنه، ويدخل في السلب: المركب وما عليه من السرج والآلة، وما معه على الدابة من مال، وما على وسطه من ذهب وفضة.

ایک سفر میں مشرکین کا کوئی جاسوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

٤٩١. حدیث:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں مشرکین کا کوئی جاسوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتا رہا، پھر خاموشی سے کھسک گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے ڈھونڈو اور قتل کر ڈالو“۔ میں نے اسے قتل کر دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان مجھے بطور نفل (انعام) عنایت فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "اس کو کس نے قتل کیا ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ ابن اکوع نے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا سارا سامان ابن اکوع کا ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں ایسے کافر حربی شخص کے متعلق اسلام کا قانون بتایا جا رہا ہے، جو مسلمانوں کی جاسوسی کرتا ہو۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک جاسوس آیا"۔ "العین" یعنی جاسوس۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کہ وہ آنکھ ہی سے کام کرتا ہے یا دیکھنے میں اس قدر منہمک رہتا ہے کہ سراپا آنکھ بن جاتا ہے۔ اس وقت آپ سفر پر تھے۔ چنانچہ جاسوس صحابہ کے درمیان بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ پھر وہاں سے کھسک گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو تلاش کرو اور قتل کر دو۔ چنانچہ میں نے اسے تلاش کر کے پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ آپ نے مجھے اس کا سامان بطور نفل دے دیا۔ نفل وہ غنیمت کا وہ مال ہے، جو کسی مجاہد کو اس کے حصے سے زیادہ دیا جائے۔ "سلب" یعنی اس کے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ۔ انھیں "سلب" اس لیے کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ انھیں چھینا جاتا ہے۔ "سلب" میں سواری، اس کا زین، ہتھیار، چوپایے پر موجود مال اور ان کے ساتھ موجود سونا چاندی وغیرہ سب شامل ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية رواها مسلم.

التخريج: سَلَمَة بْنِ الأَكْوَعِ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- العين : هو الجاسوس الذي يريد اكتشاف أخبار المسلمين؛ ليدل العدو على ذلك.
- وهو في سفر : المراد به موقعة حنين.
- ثم انفتل : أي تحرك، وخرج بسرعة.
- فَنَفَّلَنِي : أَعطاني زيادة على ما أستحقه من الغنيمة.

فوائد الحديث:

١. قتل العين الذي يبعثه الأعداء ليتعرف على أحوال المسلمين؛ لأن في تركه ضرراً على المسلمين بالإخبار عن حالهم، ومكان الضعف منهم، والدلالة على ثغراتهم، بخلاف الرسل، فإنهم لا يُؤذَوْن؛ لأنهم دعاة سلام وصلة التئام، وهذا من محاسن الإسلام.

٢. فيه أن من قتل قتيلاً في المعركة وأقام على قتله إياه بَينةً؛ فله سلبه الذي تقدم تعريفه.

٣. أن السلب للقاتل، سواء قاله قائد الجيش قبل القتال أو بعده.

٤. إعطاء القاتل سلب قتيله من باب التشجيع على قتال الأعداء.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. - تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. كشف اللثام شرح عمدة الأحكام -محمد بن أحمد بن سالم السفاريني -اعتنى به تحقيقا وضبطا وتخريجا: نور الدين طالب-وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - الكويت، دار النوادر – سوريا-الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م.

الرقم الموحد: (2939)

أَتَى رَجُلٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ رَسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ- فَنَادَاهُ: يَا رَسُولَ الله، إِنِّي زَنَيْتُ

مسلمانوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آپ کو آواز دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔

٤٩٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: «أَتَى رجل مِنَ المسلمين رسولَ -صلى الله عليه وسلم- وهو في المسجد فَنَادَاهُ: يا رسول الله، إِنِّي زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عنه، فَتَنَحَّى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ: يا رسول الله، إِنِّي زَنَيْت، فأعرض عنه، حَتَّى ثَنَّى ذلك عليه أَرْبَعَ مَرَّاتٍ. فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبع شهادات: دَعَاهُ رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم-، فَقَالَ: أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ: لا، قَالَ: فَهَلْ أُحْصِنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ الله: اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ». قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: «كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ، فَرَجَمْنَاهُ بِالمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ، فَأَدْرَكْنَاهُ بِالحَرَّةِ، فَرَجَمْنَاهُ».

٤٩٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آپ کو آواز دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا۔ لیکن وہ گھوم کر ایک طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) اس سے منہ پھیر لیا، حتی کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہی کلمات چار مرتبہ دہرائے۔ جب اس نے اپنے خلاف چار گواہیاں دے دیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور پوچھا: کیا تم پاگل ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور سنگ سار کردو۔ ابن شہاب کہتے ہیں: مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، جنھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: "میں ان لوگوں میں شامل تھا، جنھوں نے اسے رجم کیا۔ ہم نے اسے عیدگاہ میں سنگ سار کیا۔ پس جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ گیا، ہم نے اسے میدان حَرّۃ میں پایا اور سنگ سار کردیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أَتَى مَاعِزُ بنُ مَالِك الْأَسْلَمِيّ -رضي الله عنه- إلى النّبي -صلى الله عليه وسلم- وهو في المسجد، فناداه واعْتَرَفَ على نَفْسِهِ بالزِّنا، فأَعرَضَ عنه النبي -صلى الله عليه وسلم-، لَعَلَّه يَرْجِع فيتُوب فيما بَيْنَه وبَين اللهِ -تعالى-، ولكن قدْ جاء غاضِباً على نفسِهِ، جازِماً على تَطْهِيرِها بالحدّ، فقصدُه من تِلْقَاء وجهِهِ مَرَّةً أُخْرَى، فاعْتَرَفَ بالزِّنا أيضاً. فأَعْرَضَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- أيْضاً، حتى شَهِدَ على نَفْسِهِ بالزِّنا أربع مرات، حِينَئِذٍ اسْتَثْبَتَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- عن حَالِه، فسَألَه: هلْ بِهِ مِنْ جُنُون؟ قالَ: لا،

اجمالی معنیٰ:

ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ کو آواز دی اور زنا کے ارتکاب کا اعتراف کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے اپنا چہرہ پھیر لیا۔ شاید آپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ واپس لوٹ جائیں اور ان کے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں مخفی اس امر سے توبہ کرلیں، لیکن وہ اپنے گناہ سے سخت نالاں تھے اور حدرجم کے ذریعے خود کو پاک وصاف کرانے کا پختہ عزم لیے حاضر ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ دوبارہ آپ کے روبرو آئے اور پھر زنا کے ارتکاب کا اعتراف کیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی ان سے اپنا چہرہ پھیر لیا، تا آں کہ انھوں نے چار مرتبہ ارتکاب زنا کا اعتراف کیا۔ اس مرتبہ آپ ﷺ اس معاملے کی تحقیق کے لیے متوجہ ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ

وسَأَلَ أَهْلَهُ عن عَقْلِه، فأَثْنوا عَلَيه خَيْراً، ثُمَّ سَأَلَهُ: هلْ هُو مُحْصَنٌ أمْ بِكْر لا يجبُ عليه الرَّجْم؟ فأخْبَرَه أَنَّهُ مُحْصَن، وسَأَلَهُ: لَعَلَّهُ لَم يَأْتِ ما يُوجِبُ الحدَّ، مِنْ لَمْسٍ أَوْ تَقْبِيل، فصَرَّحَ بحقيقةِ الزِّنا. فلمَّا اسْتَثْبَتَ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ كُلِّ ذلك، وتَحَقَّقَ مِنْ وُجُوبِ إِقَامَةِ الحَدِّ، أَمَرَ أَصْحَابَه أَنْ يَذْهَبُوا بِهِ فَيَرْجُمُوه. فَخَرَجُوا بِهِ إِلى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ -وهُو مُصَلَى الجَنَائِزِ- فَرَجَمُوه، فلمَّا أَحَسَّ بِحَرِّ الحِجَارَةِ، طَلَبَ النَّجَاةَ، ورَغِبَ فِي الفِرَارِ مِنَ الموتِ، لأن النفس البشرية لا تتحمل ذلك، فَهَرَبَ، فأَدْرَكُوه بالحَرَّة، فأَجْهَزُوا عَلَيْه حتَى مَاتَ، -رحمه الله ورَضِي عنه-.

تمھیں پاگل پن کی بیماری تو نہیں؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے گھر والوں سے ان کی عقل کے بارے میں دریافت فرمایا، تو انھوں نے ان کی عقل کو درست قرار دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آیا وہ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ کہ وہ رجم کے حق دار نہیں ہوتے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ شادی شدہ ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ شاید انھوں نے چھونے یا بوس و کنار کرنے جیسی حرکات کی ہوں کہ جس سے حد رجم واجب نہیں ہوتی، تاہم انھوں نے واقعتاً زنا کے ارتکاب کی وضاحت کر دی۔ جب نبی ﷺ نے ہر اعتبار سے معاملے کی چھان بین فرمالی اور حد رجم کے نفاذ کا وجوب ثابت ہوگیا، تو اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ انھیں لے جا کر سنگ سار کردیں۔ چنانچہ صحابۂ کرام، انھیں لے کر بقیع غرقد کی جانب نکلے -یہ نماز جنازہ کی جگہ تھی- اور انھیں رجم کرنا شروع کیا۔ جب انھیں پتھروں کی شدت محسوس ہوئی، تو اس سے بچنا چاہا اور موت سے بھاگنے کی آرزو کی؛ کیوں کہ انسانی نفس اس سزا کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ وہ بھاگ پڑے۔ صحابہ نے انھیں مقام حرۃ (مدینے میں واقع کثرت سے پائے جانے والے سیاہ پتھروں کی سرزمین) پر آلیا اور مارنے لگے، یہاں تک کہ ان کی موت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الزنا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فتنحى : انتقل من الناحية التي كان فيها.
- تلقاء وجهه : إلى الناحية التي يستقبل بها وجه النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- ثَنَّى : كَرَّرَ.
- شهد : اعترف.
- أذلقته : بلغت منه الجهد والتعب.
- أحصنت : تزوجت.
- بالمصلى : أي مصلى العيد أو الجنائز.
- الحرة : أرض ذات حجارة سوداء معروفة بالمدينة.

فوائد الحديث:

١. جواز إقامة الحدود في مُصَلَّى الجَنَائِز.
٢. هذه المَنقبة العظيمة لِمَاعِز -رضي الله عنه- إذْ جاد بنفْسِه، غَضَباً للهِ -تعالى-، وَتَطْهِيرَاً لها من إثم المعصية.
٣. أنَّ الحَدَّ كفارة للمعصية التي أُقِيم الحَدُّ لها، وهو إجماع ودلت عليه السنة.
٤. أنَّ الزنا يثبت بالإقرار كما يثبت بالشهادة.
٥. أنَّ إِثْم المعاصِي يَسْقُطُ بالتوبة النَّصُوح، وهو إجماعُ المسلمين.
٦. أَنَّ المجنون لا يُعتبر إقراره، ولا يثبت عليه الحد، لأن شرط الحد التكليف.

٧. أَنَّهُ يَجِب على القاضي والْمفتِي التَّثَبُّتُ في الْأَحْكَامِ، وَالسُّؤالُ بالتَّفصِيل عمَّا يَجب الاستِفسار عَنْهُ، مِمّا يُغَيِّر الحكمَ فِي الْمَسألة.

٨. أن الحدود إذا وصلت إلى الإمام يقيمها ولا يهملها.

٩. أنَّ حدَّ المحصَن الزاني رَجْمُهُ بِالحجارَة حتَّى يَمُوت، ولا يجب أن يُحْفَرُ لَه عِنْد الرَّجْم.

١٠. أَنَّه لا يُشْتَرَطُ في إِقامة الحَدِّ، حضور الإمام أَوْ نَائِبِه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ
- صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ
- الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لابن الملقن، المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح، دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (2933)

أَتَيْتُ رَسُولَ الله -صلى الله عليه وسلم- فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ، أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا : اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں، توکیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟

٤٩٣. الحديث:

عن أبي ثَعْلبة الخُشني -رضي الله عنه- قال: «أَتَيْتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقلت: يا رسول الله، إنا بأرض قوم أهل كتاب، أَفَنَأْكُلُ في آنِيَتِهِم؟ وفي أرض صيد، أَصِيدُ بِقَوْسِي وبِكَلْبِي الذي ليس بِمُعَلَّمٍ، وبِكَلْبِي المُعَلَّمِ، فما يَصلح لي؟ قال: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ- يعني من آنية أهل الكتاب-: فإِنْ وجدْتُمْ غيرها فلا تأكلوا فيها، وإِنْ لم تَجِدُوا فاغسِلوهَا، وكلوا فِيهَا، وما صدتَ بِقَوْسِكَ، فذَكَرْتَ اسمَ الله عَلَيه فَكُلْ، وما صِدْتَ بِكَلْبِكَ المُعَلَّمِ، فَذَكَرْتَ اسْمَ الله عليه فَكُلْ، وما صِدْتَ بِكَلْبِكَ غيرِ المُعَلَّمِ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ».

٤٩٣. حدیث :

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا : اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں، توکیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں، جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے، تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے، تو اگر تمھیں اس کے سوا کوئی اور برتن مل سکے، تو اس میں نہ کھاؤ، لیکن کوئی دوسرا برتن نہ ملے، تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھاسکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو، تو اسے کھاسکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اسے خود ذبح کیا ہو، تو اسے کھاسکتے ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر أبو ثعلبة -رضي الله عنه- للنبي -صلى الله عليه وسلم- أنهم مبتلون بمجاورة أهل الكتاب، والمراد بهم اليهود أو النصارى، فهل يحل لهم أن يأكلوا في أوانيهم مع الظن بنجاستها؟ فأفتاه بجواز الأكل فيها، ومن باب أولى استعمالها في غير الأكل بشرطين: ١- أن لا يجدوا غيرها. ٢- وأن يغسلوها. وذكر له أنهم بأرض صيد، وأنه يصيد بقوسه وبكلبه المعلم على الصيد وآدابه، وبكلبه الذي لم يتعلم، فما يصلح له ويحل من صيد هذه الآلات؟ فأفتاه بأن ما صاده بقوسه فهو حلال، بشرط أن يذكر اسم الله -تعالى- عند إرسال السهم. وأما ما تصيده الكلاب، فما كان منها معلماً وذكر اسم الله عند إرساله فهو حلال أيضاً، وأما الذي لم يتعلم، فلا يحل صيده إلا أن يجده الإنسان حياً ويذكيه الذكاة الشرعية.

اجمالی معنی :

ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ وہ لوگ، اہل کتاب کے ہمسائیگی میں رہنے کی بنا پر کچھ مسائل کے شکار ہیں۔ یہاں اہل کتاب سے ان کی مراد یہود و نصاری ہیں۔ ایسے میں کیا ان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ان کے برتنوں میں گندگی کا یقین رکھتے ہوئے بھی کھاسکتے ہیں؟ چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں دو شرطوں کے ساتھ ان کے برتنوں میں کھانے کے جواز کا فتویٰ دیا۔ کھانے کے علاوہ دیگر امور میں ان برتنوں کا استعمال بدرجہ اولی جائز ہوگا۔ (۱) ایک یہ کہ انھیں ان کے علاوہ برتن میسر نہ آئیں (۲) اور دوسری یہ کہ وہ ان برتنوں کو دھوکر ہی استعمال کریں۔ انھوں نے آپ ﷺ سے اس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ وہ ایسی سرزمین میں رہتے ہیں، جہاں شکار بہت زیادہ عام ہے اور وہ اپنی کمان، شکار اور اس کے آداب کے بارے میں تربیت یافتہ کتے اور بلا تربیت یافتہ کتے سے بھی شکار کرتے ہیں، تو ان کے لیے کس شکار کا کھانا جائز ہے اور ان آلات سے کیے گئے شکار میں سے کون سا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے انھیں فتویٰ دیا کہ تیر وکمان سے کیا جانے والا شکار اس شرط کے ساتھ حلال ہے کہ "بسم اللہ" کہتے ہوئے تیر چھوڑا جائے۔ جہاں تک

کتوں سے کیے جانے والے شکار کا معاملہ ہے، توسکھائے گئے کتوں کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنے سے، وہ شکار بھی حلال ہوجاتا ہے اور غیر سکھائے گئے کتوں کے ذریعے کیا جانے والا شکار اسی صورت میں حلال ہے کہ شکار زندہ حالت میں دستیاب ہو اور اس کو شرعی طور پر ذبح کیا جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > أحكام الأطعمة والأشربة
الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > الصيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَبو ثَعْلَبَة الخُشَنِي -رضي اللهُ عَنْه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الخُشَنِيّ : منسوب إلى خشينه بطن من قضاعة، قبيلة قحطانية.
- بِقَوْسِي : آلة رمي قديمة معروفة.
- كَلْبِي المُعَلَّم : وهو المدرب على الصيد.

فوائد الحديث:

١. إباحة استعمال أواني الكفار، ومثلها ثيابهم، عند عدم غيرها، وذلك بعد غسلها.
٢. إباحة الصيد بالقوس: وبالكلب المعلم بشرط ذكر اسم الله عند إرسالهما.
٣. أن صيد الكلب الذي لم يعَلم، لا يحل إلا إن أدركه الإنسان فذكاه قبل موته.
٤. فضل العلم على الجهل، إذ أبيح صيد الكلب المعلم دون الكلب الذي لم يعلم، فقد آثر العلم حتى في البهائم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ه. -عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ه.

الرقم الموحد: (2956)

أَجْرَى النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- مَا ضُمِّرَ مِنْ الْخَيْلِ: مِنْ الْحَفْيَاءِ إلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کرائی تھی۔

٤٩٤. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «أَجْرَى النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- ما ضُمِّرَ مِن الْخَيْلِ: مِنْ الْحَفْيَاءِ إلَى ثَنِيَّةِ الوَداعِ، وَأَجْرَى ما لَمْ يُضَمَّرْ: مِنْ الثَّنِيَّةِ إلَى مسجد بني زُرَيْقٍ. قال ابن عمر: وَكُنْتُ فِيمَن أَجْرى. قَالَ سفيان: مِن الحَفْيَاء إلى ثَنِيَّة الوداع: خمسة أَمْيال، أو سِتَّة، ومن ثَنِيَّة الوداع إلى مسجد بني زُرَيْقٍ: مِيلٌ».

٤٩٤. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کرائی تھی اور جو گھوڑے تیار نہیں کیے گئے تھے، ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد زریق تک کرائی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بھی گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والوں میں تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک پانچ یا چھے میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- مستعداً للجهاد، قائماً بأسبابه، عملا بقوله -تعالى-: {وَأَعِدوا لهم مَا استطعتم مِنْ قوةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الخَيلِ ترْهِبُونَ بِهِ عَدُو الله وعدوكم} فكان يضمر الخيل ويُمَرِّنُ أصحابه على المسابقة عليها ليتعلموا ركوبها، والكرّ والفَرّ عليها، ويقدر لهم الغايات التي يبلغها جَرْيُهَا المُضَمَّرَة على حدة، وغير المضمَّرة على حدة، لتكون مُدَرَّبة مُعَلَّمة، وليكون الصحابة على استعداد للجهاد، ولذا فإنه أجرى المضمرة -وهي التي أُطعمت وجُوِّعت باعتدال حتى قويت- ما يقرب من ستة أميال، وغير المضمَّرة ميلًا، وكان عبد الله بن عمر -رضي الله عنه- أحد شباب الصحابة المشاركين في ذلك.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ جہاد کے لیے ہمیشہ تیار رہتے، اس کے تمام اسباب و وسائل کو اختیار فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ" (تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی) کی تعمیل میں گھوڑوں کو تیار فرماتے اور اپنے صحابہ کو گھوڑ سواری کے مقابلہ کی ٹریننگ دیتے؛ تاکہ وہ اس کی سواری میں مہارت حاصل کر لیں، وار اور پلٹ وار کے گر سیکھ جائیں، ان کے لیے نشانے مقرر فرماتے، جہاں تک کے لیے تیار کیے گئے گھوڑوں کی دوڑ الگ اور عام گھوڑوں کی دوڑ الگ ہوتی؛ تاکہ گھوڑے ٹرینڈ ہو جائیں۔ نیز صحابۂ کرام جہاد کی تیاری کے لیے ہمیشہ چوکس رہیں، اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے تیار کیے گئے گھوڑوں یعنی ان گھوڑوں کی، جنھیں اعتدال و توازن کے ساتھ اس انداز میں کھلایا اور بھوکا رکھا گیا کہ وہ مضبوط ہو گئے، دوڑ لگ بھگ چھے میل اور غیر تیار کردہ گھوڑوں کی دوڑ ایک میل مقرر فرمائی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، اس دوڑ میں حصہ لینے والے نوجوان صحابۂ کرام میں سے ایک تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ما ضُمِّرَ : المضمرة هي التي أعطيت العلف حتى سمنت وقويت ثم قلل لها تدريجيا لتخف وتضمر فتسرع في العدو وتقوى على الحركة.
- الحَفْيَاء : مكان خارج المدينة.
- ثنية الوداع : موضع سمي بذلك؛ لأن المسافر من المدينة يخرج معه المودعون، والثنية هي الطريق في الجبل.
- زُرَيق : هم بطن من الأنصار.
- خمسة أميال : الميل نحو كيلو مترين إلا سدسا.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التمرن للجهاد وتعلم الفنون العسكرية، والعلوم الحربية، استعدادا لمجابهة العدو، وهو يختلف باختلاف الأزمنة، فلكل زمن سلاحه وأدوات قتاله وآلاته.

٢. المسابقة على الخيل مشروعة، وإذا كانت للاستعداد للجهاد جاز أخذ العوض عليها، ولا يقال إنها قمار؛ وذلك لورود دليل خاص: (لا سبق إلا في خف أو نصل أو حافر)، وللقاعدة الشرعية : إذا ترجحت المصلحة على المفسدة وغمرتها، اغتفرت المفسدة لذلك.

٣. لا يتقيد أخذ العوض بإجراء الخيل، فكل ما أعان على قتال الأعداء، فالمغالبة عليه بِعَوَض جائزة، للحديث السابق: (لا سَبَقَ إلا في نصل أو خف أو حافر) والسبق أخذ عوض.

٤. أن مثل هذه المسابقة مع النية الصالحة عبادة؛ لما فيها من تنشيط الجسم لينهض بالعبادة على أحسن وجه.

٥. أن يُجعل للمسابقة على الخيل والرمي بالبنادق وغيرهما، أمد مناسب لها، ولذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- جعل للخيل المضمرة الخفيفة القوية نحو ستة أميال، وللخيل السمان الثقال ميلا.

٦. جواز تجويع البهائم على وجه الصلاح عند الحاجة إلى ذلك، وليس هو من باب تعذيبها، بل من باب تدريبها للحرب.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ط. ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، ط. دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - تيسير العلام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد الله البسام، ت: صبحي الحلاق، مكتبة الصحابة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - الإعلام بفوائد عمدة الأحكام، لابن الملقن، المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح، دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (2934)

أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ الله؟ قَالَ: لا، وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ، قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ، فَأَكَلْتُهُ، وَالنَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- يَنْظُرُ

اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن میری قوم کی سرزمین میں نہیں پایا جاتا، اس لیے مجھے اس سے گھن محسوس ہوتی ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (یہ سن کر) میں اسے کھینچ کر کھانے لگا اور نبی ﷺ دیکھ رہے تھے

٤٩٥. الحديث:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- قَالَ: «دخلت أنا وخالد بن الوليد مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بيت ميمونة، فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- بِيَدِهِ، فقال بعض النِّسْوَةِ في بيت ميمونة: أخبروا رسول الله بما يريد أن يأكل، فرفع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يده، فقلت: أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ الله؟ قَالَ: لا، وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ، قال خالد: فَاجْتَرَرْتُهُ، فَأَكَلْتُهُ، وَالنَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- يَنْظُرُ».

٤٩٥. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ”میں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے، تو آپ کی خدمت میں بھنا ہوا گوہ لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا، تو میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود بعض عورتوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کو اس چیز کے بارے میں بتادو، جسے آپ کھانا چاہتے ہیں۔ (لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ گوہ ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! لیکن میری قوم کی سرزمین میں نہیں پایا جاتا، اس لیے مجھے اس سے گھن محسوس ہوتی ہے“۔ خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (یہ سن کر) میں اسے کھینچ کر کھانے لگا اور نبی ﷺ دیکھ رہے تھے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءَت أُمُّ حَفيد بِنتُ الحارِث، وهِي هُزَيلَة بنت الحارث جاءَت إلى أُخْتِهَا مَيْمُونَة زَائِرَةً لَها ومَعها شَيءٌ من الهَدَايا وكان من ضِمْن الهدَايا ضَبٌّ، وقَدْ حَضَرَ ذَلِكَ الْغَدَاء أَبْنَاءُ أَخوَات ميمونة، فخالد بن الوليد هُو ابن أُخْتِها؛ ميمُونة خَالَتُه، وعبدالله بن عباس والفضل بن عباس هي خالتُهما أيضاً. ولما وُضِعَ الغَدَاءُ ومَدَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- يَدَهُ إلى اللحْمِ لِيَأْكُل منْه قالت نِسْوَةٌ من في البيت أَخْبِرُوا رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بما يريد أنْ يَأْكُل، فقِيلَ لَه: إنَّه لَحْمُ ضب فرفع يدَه ولم يأكل فقال له خالد: أحرامٌ هو يا رسول الله؟ قَال: لا ولكنه لم يكُن بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُني أعافُهُ، أي: أتقذر منه قال خالد: فاجترته فأكلته والنبي -صلى الله عليه وسلم- ينظر.

اجمالی معنی:

ام حفید بنت حارث، جو ہزیلہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ہیں، اپنی بہن میمونہ رضی اللہ عنہا سے ملنے آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ ہدایا و تحائف بھی تھے۔ ہدایا کے ضمن میں ایک گوہ بھی تھا۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجوں نے اسے دوپہر کے کھانے میں پیش کیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میمونہ رضی اللہ عنہ کی بہن کے لڑکے تھے؛ اس طرح وہ ان کی خالہ تھیں۔ عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی یہ خالہ تھیں۔ جب دسترخوان بچھایا گیا، تو نبی ﷺ نے گوشت لینے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا؛ تاکہ گوشت تناول فرمائیں۔ اتنے میں گھر میں موجود کسی عورت نے کہا: نبی کریم ﷺ کو اس چیز کے بارے میں بتادو، جو آپ کھانا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ اللہ کے رسول! یہ گوہ کا گوشت ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور نہیں کھایا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! لیکن یہ میری قوم کی سرزمین میں نہیں پایا جاتا؛ اس لیے مجھے اس سے گھن محسوس ہوتی ہے“۔ خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (یہ سن کر) میں اسے کھینچ کر کھانے لگا اور نبی ﷺ دیکھ رہے تھے“۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بضَبٍّ : الضَّب دَابَّةٌ مِن دَوَابِّ الْأَرْضِ وهُوَ حَيَوَانٌ بَرِّي.
- محْنُوذ : مَشْوِي.
- فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ-صلى الله عليه وسلم- بِيَدِهِ : أَي مَدَّ يَدَهُ إِلَيْه لِيَأْكُلَ منه.
- أعَافُهُ : أَكْرَهُهُ تَقَذُّراً.

فوائد الحديث:

١. جواز أكل الضب.

٢. أن الكراهة الطبيعية من النبي -صلى الله عليه وسلم- للشيء لا تحرمه؛ لأن هذا شيء ليس له تعلق بالشرع، ومرده النفوس والطباع.

٣. حُسنُ خُلُقِ النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ لم يعب الطعام، وهذه عادته الكريمة، إن طاب له الطعام أكل منه، وإلا تركه من غير عيبه.

٤. أن النفس وما اعتادته، فلا ينبغي إكراهها علَى أكل ما لا تشتهيه وما لا تستطيبه، فإن الذي لا ترغبه لا يكون مريئا، فيخل بالصحة.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر، بدمشق الطبعة الأولى١٣٨١هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2974)

المحتويات